اعزاز و شکرانۂ اعزاز

اعزاز (۱) مین اپنی اس تالیف کی اعلی کامیابی پر خداوند کریم کا شکر گزار ہون اور یہ بات میرے لئے باعث افتخار ہے کہ اس کا نام میرے آقاے ولی نعمت حضور پرنور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کے مبارک تخلص کو اپنے سر پے لئے ہوے ہے اور اسکا آغاز آپ ہی کی مبارک جوبلی چہل سالہ کی تقریب مین ہوا -

(۲) مین ہز اکسلنسی لارڈ منٹو باتقابہم گورنر جنرل ہند کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے براہ عنایت مجھکو اجازت عطا فرمائی کہ مین اس کتاب کا ڈڈی کیشن آپ کے نام نامی سے کرون - صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد بذریعۂ مراسلہ نشان (۲۵۸۱) ۲۴-جون ۱۹۰۹ء مجھ کو اطلاع دیتے ہین کہ ہز اکسلنسی آپ کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ آپ نے انکو ایسی عالمانہ تالیف مین اونکی یادگار قائم ہونے کا موقع دیا -

اعانت (۳) مین ہز اکسلنسی ویسراے موصوف کا دل سے شکر گزار ہون
کہ آپ نے باجلاس کونسل یہ حکم فرمایا کہ مؤلف کو اس کتاب کی ہر ایک جلد پر جس
طرح وہ شائع ہوتی جاے پان پانسو روپیہ کا آنریریم (صلۂ تالیف) عطا کیا جائے -
(۴) مین اپنے آقاے ولی نعمت اعلیٰ حضرت والی سلطنت دکن حضور
پر نور سرکار نظام ادام اللہ اقبالہم کا شکریہ بجان و دل ادا کرتا ہون کہ سرکار
ممدوح نے حکم فرمایا کہ سلطنت آصفیہ کے شاہی خزانہ سے بھی مؤلف کو اس کتاب
کی ہر ایک جلد پر جس جس طرح وہ شائع ہوتی جاے پان پانسو روپیہ کا انعام صلۂ
تالیف عطا کیا جائے (دیکھو مراسلۂ معتمد فینانس نشان (۱۹۰۳) مورخہ ۱۲ - ابان ۱۳۱۸ ف
موسومہ معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ)
(۵) حیدرآباد کے امرائے عظام سے جناب نواب فخر الملک بہادر
معین المہام صیغۂ تعلیمات و عدالت و طبابت و امور عامہ) کی علم دوستی کا بھی شکر گزار
ہون کہ آپ نے اپنے خانگی خزانہ سے اس تالیف کی ہر ایک جلد پر سو روپیہ کا اعزازی
انعام مقرر فرمایا ہے -
شکریۂ عملی (۶) اگرچہ اس کتاب کی ہر ایک جلد کے پانسو نسخون کی طبع کا حقیقی
صرفہ بقدر الف ۱۳۵ سکۂ محبوبیہ ہے اور معاونین بالقابہم کی امداد کا مجموعہ اسوقت
تک تقریباً الف ۱۵۰ سکۂ محبوبیہ - لیکن محض اس خیال سے کہ پبلک کو نفع پہونچے
مین نے مصارف کے ایک خفیف سے حصہ کا بار اپنی ذات پر اٹھا کر جملہ نسخہای مطبوعہ کو

مع حقّ تالیف کتاب بلاکسی معاوضہ کے پبلک کے لئے وقف کردیا ہے۔ معزز
ناظرین کتاب پر روشن ہے کہ یہ ۲۸ جلد کی کتاب ہے اور کمال اہتمام کے ساتھ
چھ مہینے مین ایک جلد شائع ہوتی ہے اور بظاہر مجھ کو صرف خداوند کریم سے
توقّع ہے کہ مین اس کتاب کی تکمیل اپنی باقی ماندہ عمر مین کرسکون۔ وہو علیٰ کلّ شيءٍ قدیر

پبلک کا فدائی

احمد عبد العزیز۔ نایطی

(خان بہادر شمس العلماء) (عزیز جنگ بہادر)

بسم الله الرّحمن الرّحیم

الحمد لله که نوبت به آغاز چارمی جلد این کتاب رسید چار تا کتب دیگر است که ورای هفتاد کتب متذکرهٔ جلدهای ماضیه در مأخذ این داخل شده۔

(۱) تحفة السّعادت۔ خجسته یادگار محمود ابن شیخ ضیا است که در سنه نهصد و شانزده هجری نبوی در فارسی زبان تالیفش کرد که مخصوص بزبان فارسی و عربی است و نیز خالی از لغات ترکی هم بحث کند۔ و بر سه صد و بست و دو صفحات شامل۔ چاپ نشد۔ حالا نایاب است۔

(۲) حدائق البلاغه۔ از تالیفات شمس الدین فقیر تخلص است در فن بلاغت که در فارسی زبان تالیفش کرده ما تعریفات صنائع و بدائع ازین رسالهٔ مختصر مدد گرفته ایم۔ در مطبع منشی نولکشور و مطابع دیگر هم چاپ شده است از آن بدست می آید۔

(۳) قوانین دستگیری۔ نتیجهٔ دیده ریزی مولوی غلام دستگیر مرحوم مدراسی است که در فارسی زبان جامع قواعد فارسی است و ورای آن چیزهای دیگر را هم متعلق به فن ادب فارسی جمع

کرده است بخیال ما خیلی مفید و مستند است کتابیست مبسوط و محتوی بر شش صد و چهل و چار صفحه در سنه هزار و دو صد و شصت و شش هجری تالیفش کرده و در مطبع مولائی حیدرآباد حلیه انطباع در برکشیده حالا کمیاب است نسخه های بسیار در کتب خانه نواب صولت جنگ بهادر امیر حیدرآباد دکن موجود۔

(۴) کشّاف اصطلاحات الفنون۔ مؤلفه محمد علی بن شیخ علی تهانوی که در سنه هزار و دو صد و هفتاد و هشت هجری در عربی زبان چاپ شد ما در تعریف بعض اصطلاحات مدد می ازین می گیریم کتابیست خیلی مبسوط و بر دو جلد و هزار و پانصد و شصت و دو صفحات شامل نسخه مطبوعه ایشیاتک سوسایتی کلکته بقیمت مناسب بدست می آید۔

نشان سلسلہ	نشان سلسلہ مآخذ	نام کتاب	مختصر آن	نشان سلسلہ	نشان سلسلہ مآخذ	نام کتاب	مختصر آن
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱	۷۱	تحفة السعادت	تحفه	۳	۷۳	قوانین دستگیری	دستگیری
۲	۷۲	حدائق البلاغت	حدائق	۴	۷۴	الکشّاف الاصطلاحات	کشّاف

(۱) اخکوش | بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ مرادف اخکوک است
کہ می آید - بفتح اوّل و کاف عربی بمعنی زرد آلوی نارسیدہ و بقول برہان - - -
(۲) اخکوک | بر وزن مغلوک زرد آلوی نارسیدہ و بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ
(۳) اخکوکش | مرادف (اخکوش) صاحب جامع بر نمبر (۲) قانع و صاحب شمس
نسبت نمبر (۲) بصراحت نوشتہ کہ بکاف تازیست و گویدکہ عربیت و صاحب انند
ہرسہ را فارسی قرار دہد ہمچنین صاحب سراج و سروری نسبت (۲) فرمایدکہ ہر دو کاف آن
تازیست (حکیم اسدی ؎) زفیروزہ و از زمرّد و گرہ نمایندہ اخکوک نورس بہرہ (شیخ آذری
؎) تلخ و ترشست و بعض دگرہ اندر اخکوک و دانہ اش بنگرہ مؤلّف گوید کہ (کوک
بقول برہان بمعنی گنبدی آمدہ پس عجبی نیست کہ فارسیان (اخ) راکہ بمعنی خوش
است بالفظ (کوک) مرکّب کردہ برای زرد آلو کہ میوۂ مدوّر است نام نہادہ باشند
و این کنایہ باشد و در نمبر (۳) شین آنہ باشدکہ بقاعدۂ فارسی می آید و عجبی نیست کہ (اخکو
مخفف (اخکوک) باشدکہ بزیادت شین (اخکوش) شد واللہ اعلم (اردو) دیکھو آلوی
زرد - اس کا ترجمہ زرد آلوی خام - کچّا زرد آلو (مذکر)

اخگر | بقول بہار بکاف فارسی بوزن اختر انگشت افروختہ فرمایدکہ گرہ و لالہ
از تشبیہات اوست مؤلّف گوید کہ تخم ہم (میر محمد افضل ثابت ؎) ثابت زسوز
عشق دلم وانمی شود ہ گرد ملال در گرہ اخگر من است (ابوطالب کلیم ؎) گرم و
رنگ مکان گیر دو راثنای سلوک ہ لالۂ اخگر بآب ارمیرسد نیلوفر است ہ (ظہوری ؎)

تخم ز اخگر نه فشان سینه اگر کاشتهٔ ؛ راحت انبار کند دل مگر از خرمن داغ ؛ و بقول صاحب
برهان و جامع و هفت (۱) پارهٔ آتش رخشنده را گویند و بعربی جمره خوانند و (۲) کنایه از مادهٔ
عشق و عاشقی هم صاحب شمس و رشیدی با بهار متفق و صاحب سروری در معنی اوّل با
برهان همزبان - صاحب ناصری گوید که اگر چه در برهان بمعنی پارهٔ آتش است ولیکن
تحقیق آنست که انگشت افروخته باشد یعنی زغالی که آنرا روشن کنند و آتش گیرد - سو
خان آرزو در سراج فرماید که انچه رشیدی انگشت افروخته گفته خطا ست زیراکه اخگر پارهٔ
ایست از آتش خواه از انگشت باشد یا از هیزم صاحب مؤیّد الفضلا نوشته که انگشت
افروخته و سوزان باشد و بحوالهٔ فرهنگ قوّاس فرماید که بمعنی آتش مؤلّف عرض
کند که ما را فی الجمله با برهان اتّفاق است اگر چه طرز بیانش هم کاشف حقیقت نیست
بتحقیق ما اخگر چیزیست که از آتش روشن در هوا می جهد و شک نیست که آن در حقیقت پارهٔ
آتش است و صلاحیّت آن دارد که در چیز دیگر آتش افگند ولیکن بعد از ان که بصورت
اخگر جدا شود دیر نماند و افسرده شود فارسیان این را زائیدهٔ آتش گفته اند چنانکه حکیم تبریزی
گفته (ع) دل اوست انگشت و کین تند آتش ؛ ز انگشت و آتش چه زاید جز اخگر ؛
آنانکه اخگر را انگشت افروخته گفته اند خطا کرده اند که نه تخصیص با انگشت دارد و نه با هیمه
یا چیز دیگر - هر چیز که صلاحیت (آتش گرفتن) دارد جزء آتش گرفتهٔ آن که سبک و نفطات
در هوا بپرد - اخگر است و اگر همین جرم لطیف در خاکستر پنهان باشد هم او را اخگر گویند -
چنانکه صائب گفته (ع) در سیه خانهٔ افلاک دلی روشن نیست ؛ اخگری در ته خاکستر

این گلخن نیست ؛ (ظهوری ـــه) ختی در آتش او پیکر من ؛ دل من اخگر خاکستر
من ؛ سنجیال ما این مرکب است از اخ و گر - صاحب برهان بر (جشن سده) گوید
که جشنی است که فارسیان در روز دهم بهمن ماه کنند و دران روز آتش بسیار
افروزند این جشن را هوشنگ بن سیامک بهم رسانید بواسطهٔ آنکه روزی باصدکس
بطرف کوهی رفت ناگاه ماری قوی جثّه بنظرش درآمد چون هرگز مار ندیده بود
متعجّب شد و سنگی برداشت و بجانب مار انداخت آن سنگ خطا شده بر سنگ دیگر
خورد و آتش ازان سنگ بجست و بر خس و خاشاک افتاده مار را بسوخت چون
در آن زمان هنوز آتش ظاهر نشده بود هوشنگ با همراهان از پیدا شدن آتش خرّم
و شادان گردیده و جشنی عظیم کرد (الخ) فارسیان (اخ) در حالت شادمانی و خوشی و
در محلّ آفرین گویند و بمعنی خوش هم آمده که گذشت (دگر) در فارسی کننده و سازنده
بمعنی فاعلیّت آمده (کذا فی البرهان) پس معنی لفظی اخگر خوش کننده باشد و بلحاظ
واقعات تاریخی که بالا گذشت همین شراره باعث آن جشن شد و فارسیان اخگر
نام کرده باشند والله اعلم و نسبت معنی دوم عرض میشود که استعاره باشد و بس
(اردو) (۱) اخگر - فارسی - اردو مین مستعمل) بقول امیر (مذکّر) انگارا - چنگاری
(ناسخ ـــه) پاره هاے دل سوزان مری آنکھون مین نهین ؛ نکلے هین روزن
مجمر سے یه اخگر باهر ؛ (۲) عشق کی چنگاری (مونث) شررِ عشق (مذکّر) کہ سکتے هین

(۱۳۷۱) **اخگر افتادن** استعمال - بمعنی بیرون جستن شرر و سرزدن اخگر باشد چنانکه

ظہوری گوید (ص) ازین سوزی کہ در مغز
جگر دارم نمیدانم ؛ کہ گاہ گریہ از مژگان چرا
اخگر نمی افتد ؛ (اردو) چنگاریان جھڑنا ۔

اخگر اندازی کردن — مصدر اصطلاحی
از قبیل دانہ انداختن بر زمین باشد یعنی ظاہر
کردن و پیدا کردن اخگر چنانکہ ظہوری گوید
(ص) اشک ریزان تو افگنند آتش در
جگر ؛ کو سمندر تا برایش اخگر اندازی کنند ؛
(اردو) چنگاریان برسانا ۔ چنگاریان
جھاڑنا ۔ چنگاریان نکالنا ۔

اخگر بر آوردن — استعمال ۔ پیدا کردن
و بیرون آوردن اخگر باشد (ظہوری ص)
ز اشکی کہ بر شعلہ دامن کشید ؛ ز تف سینہ اخگر
بر آوردہ ام ؛ (اردو) دیکھو اخگر اندازی
کردن ۔

اخگر بر سراب شکستن — مصدر اصطلاحی
یعنی اخگر از سراب پیدا کردن و کنایہ باشد
از کار عجیب و غریب و ناممکن کردن ۔
(انوری ص) گوہر خنجر چو شد لعل بخون
گفتہ ؛ لعب ہوا بر سراب اخگر آذر شکست
(اردو) دیکھو آتش از آب افروختن
و آب از آتش بر آوردن) پانی مین آگ
لگانا ۔ بقول صاحب آصفیہ ناممکن بات
کرنا ۔ اعجاز دکھانا (معروف ص) آگ
پانی مین اب لگائی ہے ؛ دیکھیگا ذرا سہیر اشک

اخگر در پیراہن کردن — مصدر اصطلاحی
بقول صاحب بحر بمعنی بی آرام و بیقرار
کردن مؤلف گوید کہ اگرچہ سندی پیش نشد
ولیکن این کنایہ درست است کہ چون
شرارہ در پیراہن افتد پیرہن پوش بیقرار
شود و آرام از دست دہد از ہمین معنی
حقیقی کنایہ باشد (اردو) بے قرار کرنا
چھاتی مین آگ لگانا (میر ص) معشوقون
کی گرمی بھی اسے تیر قیامت ہے ؛ چھاتی مین

گلے لگ کر تک آگ لگاتے ہین؛ صرف آگ لگانا بھی بے قرار کرنے کے معنون مین مستعمل ہے (اسیر سے) دیتا ہے مزے بہاگ کیا کیا؛ دیپک نے لگائی آگ کیا کیا؛ دیکھو آگ لگانا۔ امیر اللغات)

(۶۵۱) **اخگر دمیدن** استعمال۔ بمعنی پیدا شدن اخگر باشد چنانکہ ظہوری گوید (سے) شعلہ بگرد نگاہ از گریہ ہای آتشین؛ می فشانم دانہ اشکی و اخگری دمد؛ (ارد و) چنگاریان نکلنا۔

(۶۵۲) **اخگر زائیدن** (مصدر اصطلاحی) بمعنی پیدا شدن اخگر و شرارہ باشد سند این انکلام حکیم تبریزی بر لفظ اخگر گذشت (ارد و) شرارے نکلنا۔

اخگرستان استعمال۔ بقول بہار و آنند معروف مؤلف گوید کہ جائیکہ اخگر و شرار بکثرت باشد از قبیل گلستان و نیستان مخفی مباد کہ گلستان) بکسر اول بر وزن نشان جای انبوہی و بسیاری چیزہا است (برہان) ظہوری (سے) می تواند شعلۂ آہم پر پروانہ شد؛ کو سمندر تا بگویم اخگرستان نوی؛ (ارد و) وہ جگہ جہان چنگاریون کی کثرت ہو۔ مؤنث۔

(۶۵۳) **اخگر شدن** استعمال۔ بمعنی قرار یافتن اخگر باشد ظہوری (سے) لالہ و غنچہ چرا شعلہ و اخگر نشوند؛ دری از گلخن ما باز بروی چمن است؛ (ولہ سے) در گلستان برگل صحبت نشیند از غبار؛ نفس اخگر شد تف آہم صبا گرم کرد؛ (ارد و) اخگر ہونا۔ شرارہ بنجانا۔

(۶۵۴) **اخگر فشاندن** (مصدر اصطلاحی) بمعنی بر آوردن اخگر باشد و در سند ظہوری کہ بدست آمد اخگر بمعنی دوم مستعمل کہ بجای خودش گذشت (سے) بجای خود نفشاندیم شعلہ و اخگر؛ درآتشیم ازین جوش خام حیف حیف؛ چہ حیف حیف؛ (ارد و) چنگاریان نکالنا۔ شرر افشان ہونا۔

(۱۶۹) **اخگر گریستن** (مصدر اصطلاحی) بمعنی برآوردن شرارۂ عشق از چشم وکنایہ باشد از گریۂ اشک گرم واشک خونین کردن چنانکہ ظہوری گوید (ب ۵) اگر جہان من گرد دسمندر؛ بگریم از برایش اخگری چند (اردو) اشک گرم۔ اشک خونین برسانا ۔ آنکھون سے چنگاریان جہاڑنا اس کا لازم (آنکھون سے چنگاریان اڑنا) اردو مین مستعمل ہے (دیکھو امیر اللغات)

(۱۷۰) **اخگری دانستن** (مصدر اصطلاحی) بمعنی خبردار و واقف بودن از طریقہ برآوردن شرر (چنانکہ ظہوری گوید (ب ۵) فسردگان بہ تمنّا پزی عجب جوشند؛ شرار شعلۂ دل باید اخگری دانند؛ (اردو) شرر افشانی سے واقف ہو رہنا ۔

اخگل بقول صاحبان برہان وسراج وجہانگیری ورشیدی وہفت بفتح اوّل وضمّ کاف فارسی وسکون ثانی ولام داسۂ گندم وجو را گویند یعنی خس ہای سر تیز کہ بر سر خوشۂ گندم وجو می باشد صاحب سروری فرماید کہ ہمین را داس ودا سہ ہم گفتہ اند وصراحت نہ کردہ است کہ کاف فارسی است وصاحب ناصری این را ذیل اخگر آوردہ واخکل را کہ بکاف عربی است بعد این ذکر کردہ وصراحت نفرمودہ کہ بکاف فارسی است ومعناً ہمزبان برہان ۔ صاحب جامع فرماید کہ بمعنی دوم داس باشد وبر داس برنمبر (۲) نوشتہ کہ خارہای بلندی کہ در سر خوشۂ گندم وجو بود وصراحت کاف فارسی کردہ وصاحب شمس گوید کہ صاحب نسخۂ قدیم سامی بفتح الف وکاف (در اخکل) آوردہ مؤلف عرض کند کہ جز این نیست کہ این مرکب است از (اخ) و (گل) کہ بمعنی (گل خوش) باشد بتقدیم صفت ودر خوشۂ گندم وجو ہمین یک چیز است

که آنرا گل گندم و جو خوانند - (اردو) بال - بقول آصفیہ گیہوں وغیرہ کا خوشہ
سٹّہ (مونث) اور سٹّا پر فرماتے ہین کہ جوار کی بوندی - جوار کا خوشہ - بہٹا (مذکر) ہم
کہتے ہین کہ بقول آصفیہ بال یا سٹّا عام ہے جس مین دانہ داخل ہے - اردو مین اسکے
لئے خاص لفظ ہمکو نہین ملا - دکن مین اسکو (بالی کا طرّہ) کہتے ہین - صاحب تذکیر
و تانیث نے لفظ (بال) پر لکھا ہے کہ اسکو بالی بہی کہتے ہین - ہمارا خیال ہے کہ غلطی
عام کی وجہ سے بال یا بالی خوشہ کو کہنے لگے ورنہ یہ دونون لفظ فی الحقیقت اخگل کا ترجمہ
ہین اس لئے کہ گیہون اور جو اور مکّا کا پھول بھی چیز ہے جو بالون سے مشابہ ہے
اور خوشہ سے پہلے اسی کا ظہور رہوتا ہے - اور فی الحقیقت یہی پھول ہے اور اسکے
بعد خوشہ مین جو دانے پیدا ہوتے ہین وہ اسی پھول کے پھل ہین - ہمارے اس خیال
کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ صاحب ساطع نے لفظ بال پر لکھا ہے کہ بال وہ
ریشہ ہے جو خوشہ پر ہوتا ہے (سنسکرت)

اخگوژنہ | بقول صاحب جامع بکاف فارسی بر وزن (دہ سوزنہ) تکمۂ کلاہ وجامہ
وغیرہ و صاحب رشیدی ہم بکاف فارسی ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ ما صراحت
کامل بر اخگوبہ کردہ ایم و از ماخذ ہم بحثی - (اردو) دیکھو اخگوبہ

(۱) اخلاص داشتن | استعمال (۲) با ضافت اخلاص بمعنی محبت خالص داشتن
(۲) اخلاص قلبی داشتن | مخفی مباد کہ اخلاص لغت عرب است بقول صاحب
منتخب پاک و خالص کردن دوستی و عبادت بی ریا و سمعت کردن (الخ) دو دیگر

بمعنی حاصل بالمصدر و قلب ہم لغت عرب است بمعنی دل پس یای نسبت بر وزنیادہ نمودہ با مصدر داشتن استعمال کردہ اند چنانکہ صاحب سرگذشت آوردہ (نثر) ہمہ بزرگان بخاطر خوبیہای پدرم اخلاص قلبی بمن دارند" (اردو) (۱) اخلاص رکھنا۔ بقول امیر محبت و دوستی رکھنا خصوصیت رکھنا (میر حسن سہ) خون ہو کر بہے طرف تیرے ؛ تجھسے رکھتے تھے دل و جگر اخلاص ؛ ہم عرض کرتے ہین (۲) (دلی محبت رکھنا) کہ سکتے ہین ۔

اخلاق آمدن (مصدر اصطلاحی) بمعنی واقع شدن خوش خوئی است چنانکہ انوری گوید (سہ) عمر نوحت باد و شغلت فارغ از طوفان عزل ؛ گرچہ اخلاق ترا اخلاق کنعان آمدہ است ؛ مخفی مباد کہ اخلاق لغت عرب است بفتح اول و بقول صاحب منتخب جمع خلق بمعنی خوبہا (الخ) فارسیان این را بمعنی خوش خوئی استعمال کنند (اردو) اخلاق (عربی۔ اردو مین مستعمل) بقول امیر۔ مذکر۔ خلق کی جمع اردو مین بیشتر بجای واحد بولا جاتا ہے۔ انسانیت ملنساری۔ مروت۔ آوبھگت (ناصر سہ) ہم کیا اجی وم بھر تیا آفاق تمہارا ؛ ایجان ہمین یاد ہے اخلاق تمہارا ؛ ہم عرض کرتے ہین کہ (اخلاق آمدن) کا ترجمہ۔ اخلاق پیدا ہونا ۔

اخلکندر بقول صاحب ناصری ومانند بازیچۂ اطفال مؤلف گوید کہ ہمان (خلکند) کہ گذشت ما صراحت ماخذ و تعریف کامل این در آنجا کردہ ایم مخفی مباد کہ (خلکندر) بقول برہان بفتح اول وضم ثالث بمعنی ظرف گلی باشد۔ مرادف (خکندو۔ بوا) کہ ذکرش در بیان ماخذ ہمدر آنجا گذشت پس (اخلکندر) مرادف (اخلکند) ہست (اردو) دیکھو (خلکند)

اخلکندو بفتح اوّل ولام وکاف وسکون ثانی ونون و دال ابجد مضموم بواو زده ہمان (اخلکندو) است کہ گذشت صاحبان برہان ورشیدی وجہانگیری وہفت وجامع ذکراین کرده اند و ما ہمدر آنجا ذکر این و صراحت ماخذ کرده ایم (اردو) دیکھو اخلکندو۔

اخلکنده بقول صاحب شمس بفتح الف ولام وکاف تازی وضمّ دال وسکون نون بازیچۂ مدور با دستہ کہ از مس یا چوب سازند و سنگریزہا دران کنند وبجنبانند تا طفلان بدان مشغول شوند چنانکہ فخری گوید (ع) بسان طفلگان از اخلکنده ٭ مؤلف گوید کہ ہمان (اخلکندو) کہ گذشت دیگر کسی ذکر این نکرد حیف است کہ صاحب شمس از برای این ہم ہمان سند شمس فخری پیش کرد کہ ذکرش بر (اخلکندو) کرده ایم و عرض کنیم کہ از تحقیق ماخذ کہ بر (اخلکندو) گذشت متحقق شد کہ جزء لاینفک این (کندو) باشد و (کنده) بمعنی کندو نیامده و از اہل تحقیق کسی با صاحب شمس نیست و سندی کہ از کلام شمس فخری پیش کرده است در مصرع ثانی آن (اخلکندو) را بتحریف (اخلکنده) نقل کرده است وای بر تحقیق کہ ہمان یک شعر استادی را مدّعیان بر چہار لغت (اخلکندو) و (اخلکندو) و (اشکلندو) و (اخلکنده) بہ تحریف لفظی بکار خود گرفتہ اند و ما صراحت کافی بر لفظ اخلکندو کرده ایم کہ از دیوان شاعر مغفور صرف (اخلکندو) ثابت می شود و این سند ہمانست و بس و (اخلکنده) چیزی نیست مگر تحریف (اردو) دیکھو اخلکندو۔

اخلور بقول صاحب برہان وہفت وانند بالام بر وزن مخمور خرنوب نبطی باشد و آن میوه ایست سرخ بسیاہی مائل بشکل گرده گوسپند و آنرا بشیرازی (کورز) گویند و آن میوۂ

کبر باشد با سرکه پرورده کنند و خورند و صاحب محیط بر کوزر به زای معجمه سوم گوید که ثمر خرنوب
است و بر خرنوب فرماید که بضم اول و سکون رای مهمله وضم نون و سکون واو و بای موحده
چار نوع است شامی نبطی - مصری و هندی و بر خرنوب نبطی گوید که این را بفارسی
گرده و جیک و جلاک و در شام و مغرب ینبوت نامند و ثمر این شبیه به گرده کوچک سرد
و خشک در دوم و گویند در سوم و بقول شیخ در خشکی و تجفیف و برودت شدید تر و بی لذع و
تخم آن بسیار قابض و منافع بسیار دارد **مؤلف** گوید که (خلو) بر وزن نمو نام ثمری
است که بقول بعض شبیه شفتالو ست و در اقسام آلو شفتالو را بحیثیت هیئت و رنگش با
گرده گوسفند شباهت کلی است پس عجبی نیست که فارسیان الف وصلی در اول این آورده
اخلو کردند و بمناسبت الف ضمهٔ اول را بفتح بدل کرده خای معجمه را ساکن کردند و در آخر آن
رای مهمله زیاده کردند - بجز این چیزی دیگر بفهم ما نمی آید و صاحبان تحقیق خصوصاً صاحب
محیط اخلور را ذکر نکرد و هیچ بر نکشود که این لغت کدام زبان است (اردو) ایک میوہ جو بکرے
کے گردہ کے مشابہ ہوتا ہے - سرخ رنگ مائل بسیاہی - ہماری رائے مین وہ شفتالو ہے
یا مشابہ بہ شفتالو - افسوس ہے کہ ہمکو اسکا اردو ترجمہ اطبا سے نہ ملا -

اخلوک | بقول صاحب هفت قلزم بفتح اول و سکون خا و ضم لام بواو رسیده و کاف زدهٔ
زردآلوی نارسیده را گویند و همین لفظ بکاف سوم بهمین معنی بجای خودش گذشت و ما
ذکر ماخذش هم همدر آنجا کرده ایم - اگرچه درینجا شاهدی دیگر بر دعوای صاحب هفت نیست
و سندی هم پیش نشد ولیکن اگر لام سوم را بقول صاحب هفت قلزم معتبر داریم اصل این

خلوست بر وزن غلو بضم اوّل کہ بقول برہان بمعنی آلوست و آن میوہ ایست معروف شبیہ بشفتالو (ارخ) فارسیان کاف تحقیر بوجہ نارسیدگی آن در آخر زیادہ کردہ باشند و الف وصلی در ابتدا و اللہ اعلم (اردو) دیکھو اخلوک۔

اخم | بقول بہار واننداد بالفتح چین و شکن کہ بر روی و پیشانی افتد (ملا طغرا سہ) میکند نازک دلان را صحبت بدخو ملول ✤ فرد را چین جبین از اخم روی مسطر است ✤ خان آرزو در چراغ فرماید کہ بالفتح و سکون خا و میم چینی کہ بر پیشانی وابرو افتد و بزیادتی ہای مختفی ہم آمدہ مؤلف گوید کہ خم بمعنی کج و کجی است و چینی کہ برابرو یا جبین می افتد بمقابلۂ حالت غیر آن فی الجملہ بر سطح راست کجی پیدا کند بخیال ما میرسد کہ فارسیان الف وصلی در اوّل این آوردہ (اخم) کردند و فتح خای معجمہ را بالف دادہ خا را ساکن ساختند و بمعنی مطلق چین و شکن آوروند (اردو) چین (فارسی۔ اردو میں مستعمل) بقول آصفیہ (مونث) شکن۔ بل۔ چنٹ۔ بٹ۔ جھرّی۔ (آتش سہ) خو دیکھو دیکھ دل شیدا کو ہے اندوہ وملال ✤ کس جبین کے لئے درکار ہے چین تھوڑی سی ✤

اخمسہ | بفتح اوّل و سکون خای معجمہ و فتح سین مہملہ و میم مفتوح و ہای ہوز ساکن بقول صاحب سراج کہ بر (اخمسہ) ذکر کند مرادف آنست و ممدود وہ نیز مؤلف گوید کہ در ممدودہ باشین معجمہ (آخشمہ) ہم گذشت۔ صاحبان جہانگیری و ہفت ہم ذکر این کردہ اند و صاحب ناصری بر آخمسہ نوشتہ کہ (اقسما) معرّب آنست و صاحب شمس مؤیّد بر (آخمسہ) ذکر این فرماید کہ در فرہنگی بمعنی بخش و گونہ آمدہ و صاحب جامع آورد

کہ مخفف ہمان (آخمسه) کہ در ممدوده گذشت بخیال ما این مرکب است از (آخ) و (مس) وہای نسبت - آخ بمعنی خوش گذشت و مَس بفتح اوّل پای بندی کہ خلاص ازان مشکل و دشوار باشد و بمعنی دیوانگی ہم (کذا فی البرہان) پس (اخمسه) چیزی باشد منسوب بہ بند خوش و کنایه از شراب جو و ارزن و برنج و امثال آن کہ چون انسان را عادت بشراب خواری شود بندی را ماند کہ خلاص ازان دشوار است ما این را اصل دانیم و انچه در ممدوده گذشت نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی و انچه بشین معجمه در ممدوده گذشت یعنی (آخشمه) عجمی نیست کہ آن مرکب باشد از (آخ) و (شم) و ہای نسبت شم بقول برہان بمعنی نفرت و فریب و خدعه و پریشان و بیہوش باشد و نیز در عربی بمعنی بو آمده پس (اخشمه) منسوب بخوش بو و بقول می کشان کنایه از شراب یا منسوب بہ چیز خوش فریب و بقول مخالفان شراب کنایه از شراب باشد و ممدوده بعوض مقصوره نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی (اردو) دیکھو اخمسه -

اخمه | بقول صاحب غیاث بالفتح بمعنی چین و شکنج مؤلف گوید کہ مرادف ہمان اخم است کہ گذشت و ہای زائد در آخر بند این در اصطلاح ما بعد می آید (اردو) دیکھو اخم

(اَلف) اخمه رو | اصطلاح - بقول صاحب بحر (۱) کسی کہ چین بہ جبین یا برابرو داشته باشد و بمجاز (۲) مطلق ترش رو را گویند بہار گوید کہ بمعنی ترش رو و این مجاز است و بالفظ کردن مستعمل (ملاحظہ ا-۵) نیاید چو بر صفحہ خط ازان نکو چو مسطر بکاغذ کند اخمه رو مؤلف گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است کہ دو اسم جمع شده افادۂ معنی فاعلی کرده است یعنی جبین و ابروی

و روی پرچین دارند ۔ آنچہ صاحب بج منبر (۲) را مجاز منبر (۱) گفتہ ۔ ادعای ما برعکس آن است یعنی منبر (۲) حقیقی است و منبر (۱) مجاز آن بخیال ما ارند پیش کردہ بہار مصدر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (ب) اخمہ کردن رو | بکسر نون بمعنی پرچین	کردن و ترش کردن رو پیدا می شود (اردو) (الف) (۱) چین بجبین ۔ ابرو مین گرہ ڈالا ہوا ۔ تیوری پر بل ڈالا ہوا ۔ تیوری چڑھایا ہوا (۲) ترش رو ۔ (ب) تیوری پر بل ڈالنا چین بجبین ہونا ۔

اخنوخ | بقول صاحب برہان و شمس و مؤید با نون بروزن مطبوخ (۱) نام ادریس پیغمبر است و بضم اول ہم گفتہ اند و بعضی گویند (۲) نام نوح پیغمبر ۔ صاحب سروری و شمس و (دری و پہلوی) این را بمعنی اول آوردہ و صاحب جہانگیری در دستور پنجم خاتمہ کتاب بذیل لغات غریبہ ذکر این کردہ ہم بمعنی اول قانع واز حکیم اسدی سند آرد (ے) کجا نامش اخنوخ دانی ہمی ؛ وگر نامش ادریس خوانی ہمی ؛ صاحب ناصری گوید کہ نام نامی پیغمبر ادریس است کہ او را دریای سوم خوانند یعنی معلم و مدرس ثالث زیرا کہ دریای اول حضرت آدم و دوم حضرت شیث بود و بعد از دو صد سال از فوت آدم او بر خلق مبعوث و دوختن و نوشتن از و ظاہر شد و فرماید کہ نامۂ پارسی در مخاطبات با نفس خود از و دیدہ ام کہ بابا افضل الدین کاشی ترجمہ اش کردہ و بالآخر صراحت کند کہ این لغت عبریست و (ادریس) عربی و داور فرد پارسی ۔ صاحب شمس کہ این را لغت عرب نوشت و صاحب مؤید بذیل فارسی ذکر کرد کنا عجمی بیش نباشد (اردو) (۱) ادریس علیہ السلام کا نام (۲) نوح علیہ السلام کا نام زبان عبرانی مین اخنوخ ہے (مذکر)

اخواستی بقول صاحب برہان باوا و معدولہ بروزن (نخواستی) بمعنی غیر ارادی باشد چہ خواستی ارادی است بزبان استاو دساتیر - خان آرزو در سراج آوردہ کہ این را از دساتیر کہ کتاب اوّلین پیغمبر عجم است نقل کردہ اند و الف اول برای نفی باشد صاحب ناصری گوید کہ این الفی است - بقانون دساتیر کہ افادۂ ضد کند چنانکہ اجنبان بمعنی مجنبان (کہ گذشت) شمس العلماء آزاد مغفور در سخندان پارس ہم ذکر این کردہ است و ما بر لفظ اجنبان بحثی کردہ ایم بالجملہ (خواستی) از مصدر خواستن و بیای نسبت منسوب بہ خواہش است یعنی حاصل بالمصدر (خواستن) بروزن ماضی (خواست) آمدہ بمعنی ارادہ چنانکہ "خواست خدا برین بود" یعنی ارادۂ خدا کذا فی البرہان) پس یای نسبت براو آوردہ خواستی کردند بمعنی ارادی و قوت خواستی بمعنی قوّت ارادی باشد و چون الف نفی در اوّل زیادہ کردند اخواستی شد بمعنی غیر ارادی (اردو) غیر ارادی - قوّت ارادی وہ قوت ہے جو منسوب بارادہ ہو - اور اس کی ضد غیر ارادی یعنی ناخواستہ -

اخی بقول صاحب برہان و سراج و جامع و ہفت بروزن صفی (۱) کاری و چیزی را گویند کہ قابل تحسین باشد و (۲) صاحب مروّت نیز گفتہ اند و در عربی بمعنی برادر من صاحب ناصری بر معنی اوّل قانع صاحب شمس گوید کہ لغت عربی است بمعنی برادر من و در عرف صاحب مروّت را گویند مؤلف گوید کہ بمعنی اوّل مرکّب است از اخ و یای نسبت و بمعنی دوّم مجاز از معنی حقیقی عربی (اردو) (۱) وہ کام یا وہ چیز جو قابل تعریف ہو (۲) صاحب مروّت -

(الف) **اخیروس** | بقول برهان و هفت و انند باسین بی نقطه بر وزن پر یروز گندم دشتی یعنی گندم خودرو را گویند عصارهٔ آن را با گوگرد و نطرون بیامیزند و در گوش چکانند درد گوش را نافع بود۔ و همچنین - - - - - - - - - - - - - - - - -

(ب) **اخینوس** | با نون (۱) بر وزن و معنی اخیروس باشد و بعضی گویند که (۲) نباتیست که در نزدیک آبهای روان و ایستاده روید ثمروی دراز و سیاه و کوچک می باشد و آنرا در داروهای چشم و گوش بکار برند نافع باشد صاحب جامع هر دو را بهر دو معنی مرادف یکدیگر قرار دهد صاحب جهانگیری در دستور پنجم خاتمهٔ کتاب بذیل لغات غریبه ذکر الف کرده صاحب شمس بر (الف) قانع و صاحب محیط ذکر الف فرموده گوید که بفتح اوّل و کسر ثانی و سکون تحتانی و ضمّ رای مهمله و سکون واو و سین مهمله نباتیست غیر گندم صحرائی - نبت آن کنار آبها شبیه بگیاه ارزن و ثمر آن سیاه و ریزه و گل آن سفید - در دوئیه چشم و گوش مستعمل و با قوت مجفّفه و محلّله و قابضه است و آنرا (اخینوس) هم گویند و همین را خرونیه و خودرو نامست و بهندی پالک و بر اسقاناخ نوشته که بیونانی سوناخیوس و سوماقون و سوناخیون و سومافیون و برومی ابرقیا و بفارسی اسفناج و اسپناج و اسپاناک و بهندی پالک گویند و آن بقله مشهور است بقدر شبر - برگ آن ذی شعب دراز - بستانی و برّیست سرد و تر در آخر اوّل و گویند معتدل در گرمی و سردی و تری و از ین جهت محرور و مبرود را موافق و آن برای ابدان یابسه و صاحبان وسواس و صداع را غذای نیک است و نافع - منافع بسیار دارد - صاحب مخزن ذکر الف کرده بمعنی دوّم قانع و صراحت کند که این ورای گندم خودرو باشد مؤلّف گوید

کہ چند انکہ جستیم الف و ب ہر دو را در فارسی زبان نیافتیم و محققین دیگر زبانہا و اہل طب ہم ازین ساکت اند و صاحب محیط ہر دو را بمعنی دوّم آوردہ کہ بالانذکور شد (اردو) پالک - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر ایک قسم کے ساگ اور اوسکے بیج کا نام -

| اخیون | بروزن مجنون - بقول صاحب برہان کہ بر (اخبون بہ بای موحدہ) ذکر کردہ مرادف اخبون است صاحبان ہفت و جامع ہم ذکر این کردہ اند و ما ہم در انجا اشارۂ این ہم کردہ ایم کہ بقول صاحب محیط لغت یونانی است صاحب سوار السبیل گوید کہ این اسم عربی گاوزبان است نام دوائی کہ بیونانی این را (اخیان) خوانند ما بر لفظ (اخبون) کہ ببای موحدہ گذشت تصحیح این ہم کردہ ایم (اردو) دیکھو (اخبون)،

الف مقصورہ با دال مہملہ

| اداء | بقول غیاث بالفتح (۱) رسانیدن و (۲) گذاردن و (۳) بیان کردن فرماید کہ این مصدر نیست مگر بمعنی مصدری آید و بفارسی (۴) خوبی حرکات معشوق و رمز (۵) بمعنی آواز نیز می آید بہا نسبت معنی اوّل و دوّم و سوّم صراحت کند کہ بیان کردن چیزی چون حکایت و فقرہ و خدمت و زر و قرض و مانند آن و نسبت معنی چہارم گوید کہ رمز و اشارہ مستعمل فارسیان است - صاحب منتخب نوشتہ کہ این لغت عربی است غیر مصدر بمعنی مصدری چون نبات بمعنی رویانیدن و رستنی و عطا بمعنی دادن و دہش و کلام بمعنی بیان و سخن کردن (الخ) الحاصل فارسیان این را با مصادر فرس مرکب ہم کردہ اند کہ صراحت آن در ملحقات کنیم (انوری ۵۲) وانکہ قدر ادای خدمتش انگند ۞ موی کشان گردن نیال و کمین بانو دولہ ۵۳)

وز ادای روات شاعراو؛ گوش چون درج درّ منثور است؛ مخفی مباد کہ مقصود صاحب غیاث از معنی پنجم اشارۂ باشد کہ سندش ور (ادا دانستن) می آید (اردو) (۱) ادا (عربی- اردو مین مستعمل) بقول امیر- بمعنی بی باق جیسے "قرض ادا ہوگیا" (۲) ادا بمعنی عمل مین لانا جیسے "ایک رسم ادا ہوگئی" "نماز وقت پر ادا ہوئی" (۳) ادا- بمعنی بیان جیسے "مطلب ادا کرنا (۴) ادا بمعنی ناز و انداز معشوقانہ (داغ ۵۴) مشہور ہے زمانہ مین دونون کی لاگ ڈانٹ؛ میری فغان ہوئی کہ تمھاری ادا ہوئی؛ (۵) دیکھو آواز- امیر نے اسی معنی کے متعلّق لفظ آوا کو بمعنی اشارہ و قرینہ استعمال کیا ہے- جیسے ادا فہم- ادا شناس-

ادادا بقول برہان بروزن میادا بلغت بربری نوعی از مازریون است و آن سفید و سیاہ می باشد- سفید آن را (ادادای ابیض) گویند و بعربی (شخیص) و سیاہ او را (ادادای اسود) نامند و خانق النمر و قاتل النمر ہم- استسقا را نافع است- صاحب محیط ذکر این کردہ گوید کہ اسم (شخیص) است و بر شخیص فرماید کہ بکسر ہمزہ و سکون شین معجمہ و کسر خای معجمہ و سکون یای تحتانی و صاد مہملہ لغت عربی است و نیز بعربی اسد الارض و بہ بربری آدادا و بیونانی خامالاون یعنی مختلف الالوان و بعجمی اندلس بشکراین نامند و معروف بشوف العلک است جہت آنکہ از ان صمغ مانند مصطکی بعمل می آید و زنان بجای مصطکی استعمال می نمایند و بقول صاحب اختیارات درخت کرمدانہ و گویند آن نوعی از مازریون سیاہ است و بعضی گویند کہ دوای بربریست کہ بہندی بنگم گویند قاتل درندگان است- گرم و خشک در سوّم گویند در چہارم و گفتہ اند کہ سفید آن- گرم و خشک در اوّل و دوّم و سیاہ آن گرم و خشک در آخر سوّم تا چہارم

اجتناب این در استعمال داخلی واجب است بسبب سمیّتی که در روست دراد و به ضمادات محلّلہ وملیّنہ وجالیہ داخل می شود گویند که خوردن یک مثقال از بیخ سفید آن جہت رفع جنون وصرع وتوحّش نافع۔ تریاق این خرزہرہ (اردو) بقول صاحب محیط بنکم۔ ایک سمّی دوا کا نام

ادادادن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلّف گوید که آفریدن وخلقت کردن ناز وکرشمہ باشد واین متعلق بہ معنی چہارم است که بر لفظ ادا گذشت (صائب ۵) آنکہ صد شیوہ بآن چشم سخنگو دادہ است ؛ چہ ادا ہا کہ بآن گوشۂ ابرو دادہ است (اردو) ادا بخشنا۔ ادا خلقت کرنا۔ ادا سکھانا (الف) ادادان

ادادان | استعمال۔ صاحب آصفی (ب) ادادانستن

ادادانستن | ذکر (ب) کردہ از معنی ساکت مؤلّف گوید که اشارہ شناس بودن باشد (الف) اسم فاعل ترکیبی از (ب) چنانکہ صائب گوید (۵) ہرچہ در خاطر عاشق گذرد می دانی ؛ خوش ادا یاب وادا فہم وادادان شدۂ ؛ مؤلّف گوید که این متعلق بہ معنی پنجم است که صراحت آن بر لفظ ادا گذشت پس از ہمین مصدر است۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(ج) **ادادانی** | حاصل بالمصدر (ب) بمعنی اشارہ شناسی چنانکہ انوری گوید (۵) گرچہ بعضی شایگان است از قوافی باش گو ؛ عفو کن وقت ادادانی ندارم بس ادات ؛ (اردو) (الف) اداشناس (ب) ادا پہچاننا (ج) اداشناسی۔ امیر نے (الف) کے متعلق فرمایا ہے کہ ایما یا اشارے یا قرینے سے عندیہ پہچاننے والا جسکو ادا فہم بھی بولتے ہین (فقرۂ امیر الف) یہ صاحب بڑے ہی اداشناس ہین فوراً تاڑ جاتے ہین ۔ (مومن ۵) مین روش دان حکم برجیسی ؛ مین ادا فہم سیر کیوانی ؛ مومن کے کلام مین (ادادانی) بھی مستعمل ہے (ع) کرتے ہین

اسپ نازادادانیون ہیں ہم ٭

ادادیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مشابہ نازو کرشمہ کردن باشد (وحشی بافقی ص)

چه ادا ہا که ندیدم چه ادا ہا که نکرد ٭ بنده اش من که عجب بنده نواز آمده بود ٭

(اردو) نازو انداز معشوقانه کا مشاہدہ کرنا۔

ادار | بقول صاحب سروری (۱) بضم ہمزه گرما باشد (۲) بالفتح حساب - دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد و نه سندی پیش شد بخیال ما (ادار) بمعنی اوّل ماخوذ باشد از (آذار - بمدوده و ذال معجمه) که نام ماہی است از شہور رومی که در گرما واقع شود بقول بہار مطابق ماه ہندی جیٹ و بقول ما باآردی بہشت و مارچ تطابق دارد که در ہمین ماه آغاز گرما می شود پس فارسیان بقاعدۂ خود ذال معجمه را بدال مہمله بدل کردند و بکثرت استعمال ممدوده بمقصوره بدل شد و (ادار) بمعنی گرما استعمال کرده باشند و نسبت معنی دوّم عرض میشود که (ادار) مخفّف (اداره) باشد که در محاورۂ معاصرین عجم بمعنی دفتر و محکمه و کارخانه آمده که بجایش مذکور شود و ماخذش ہمدر آنجا عرض کنیم الحاصل (ادار) را بمعنی حساب گرفتن قابل غور است عجبی نیست که صاحب سروری به تسامح واو را دال مہمله پنداشت زیرا که (اوار) و (اواره) بواو بمعنی حساب می آید نتیجۂ تحقیق ما آنست که بمعنی اوّل بدال مہمله باشد و بمعنی دوّم به واو (اردو) (۱) گرما - بقول آصفیه - فارسی - اردو میں مستعمل مذکّر - سرما کا نقیض - تابستان - گرمی کا موسم (۲) حساب - مذکّر - بقول آصفیه عربی اردو میں مستعمل) گنتی - شمار - سیاق -

۲ - مارچ: انگلیسی -

(۱) ادارات | بکسر اول بقول صاحب رہنمای سهولت بمعنی محکمهٔ دفتر چنانکه ناصر الدین شاه قاچار در سفرنامهٔ خود ذکر این کرده و صاحب روزنامه - - - - - - -

(۲) ادارات دولتی | را باضافت (ادارات) بمعنی انتظام ملکی وسلطنت آورده بخیال ما اصل این (اداره) لغت عربی است بمعنی گردانیدن و گرد کردن (کذا فی المنتخب) پس معاصرین عجم این را بقاعدهٔ عربی جمع کرده (ادارات) کرده باشند و بمعنی دفاتر و محکمات و انتظامات ملکی استعمال کرده باشند تسامح صاحبان رہنما و روزنامه باشد که در عرض معنی واحد را استعمال کردند (اردو) (۱) دفاتر (۲) انتظامات ملکی - مذکر -

اداراقی | بقول صاحب برهان واننده و هفت با رای بی نقطه بروزن قراداقی بلغت رومی دوائی است و از جملهٔ سموست و زهر مجموع حیوانی باشد که دنبال داشته باشند همچو مار و عقرب و سگ و گرگ و مانند آن و با ذال نقطه دار هم بنظر آمده - کلف و جرب را نافع است و بعضی گویند یونانی است و بفارسی کچله گویند و به عربی قاتل الکلب و خانق الکلب - صاحب محیط ذکر این بذال معجمه کرده گوید که بفتح همزه و ذال معجمه و الف و فتح رای مهمله والف ثانی و کسر قاف و سکون یای تحتانی و (اذراقی) بحذف الف ثانی لغت سریانی است بعربی خانق الکلب و بفارسی فلس ماهی و در انگریزی نکس وامیکا و بهندی کچله و آن تخمی است مدور ربایا تلخ و در آخر سوم گرم و خشک و در ان حدت قوتیه سمیه و سم حیوانات دم دار - در اطلیه استعمال کنند و بخوردن نمی دهند مگر بعد شکستن حدت آن و شرب آن بعد اصلاح بتبدیل مزاج ردی بارد بسوی حار چید می کند

واصلاح آن بطبخ در سرگین گاو می شود ـ منافع کثیرہ دارد (اردو) کُچلا ـ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) مذکر ـ ایک زہریلے پھل کا نام جس کے کھانے سے کتا مرجاتا ہے اور انسان کے حق مین بھی مقدار سے زیادہ کھانا زہر قاتل ہے ہندی مین کاگ پھل بھی کہتے ہین

(۱) ادارہ بکسر اوّل وفتح رای مہملہ بقول صاحب بول چال دفتر ومحکمہ وکارخانہ وبقول (رہنمای سہولت) مطلق محکمہ ـ صاحب انند گوید کہ این لغت عرب است بالکسر بمعنی گردانیدن وگرد کردن **مؤلف** گوید کہ معاصرین عجم مجازاً بمعنی خاص استعمال کردہ اند وبقاعدۂ خود تای مدوّرہ را بہ ہای ہوّز بدل کردند ـ ناصر الدین شاہ قاچار استعمال این بہمان معانی فرمودہ کہ ہر دو محققین بالا ذکرش فرمودہ اند واز ہمین است ـ ـ ـ ـ ـ ـ

(۲) ادارۂ شرقیۂ وزارت خارجیّہ (اصطلاح) بمعنی (ایسٹرن فارن آفس) کہ در انگلیسی زبان نام محکمہ ایست کہ کاروبار بلاد مشرقی وبیرونی بدان متعلق است صاحب رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامہ مذکور ذکر این کردہ است (اردو) (۱) دفتر ـ بقول صاحب آصفیہ مذکر ـ کچہری ـ محکمہ ـ (۲) وہ دفتر جس سے ممالک خارجیۂ شرقی کا تعلق ہو ـ مذکر ـ

ادارین بقول صاحب برہان وہفت بر وزن خراطین ملغت ژند وپاژند ہر چیز زشت وبد را گویند وبدین معنی بجای حرف ثانی رای قرشت ہم بنظر آمدہ صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ ذکر این کردہ بخیال ما این ماخوذ است از دار کہ نام چوبی است کہ مجرمین قابل قتل را بدان آویزند وبگتند کہ بسنسکرت آن را سوئی گویند مردم این را زشت ترین اشیا دانند ـ پس الف وصلی در اوّل ویا ونون نسبت در آخرش آوردہ بمعنی منسوب بہ دار وبرای ہر چیز زشت

و بد استعمال کردند (اردو) بُری چیز (مونث)

(الف) اداساختن | استعمال صاحب آصفی
ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلف گوید که مرادف
کلّ معانی (ادا کردن) است که می آید (حزین اصفهانی
؎) اداساز د بخاموشی لب او گفتگویش را ٭
نیارد در گریبان غنچه پنهان کرد بویش را ٭ بخیال
ما ازین سند معد اصطلاحی ------
(ب) اداساختن گفتگو | بمعنی گفتن و بیان
کردن پیدا شود و متعلّق به معنی سوّم لفظ ادا که گذشت
(اردو) (الف) ادا کرنا۔ بقول امیر (ب) ادا کرنا بمعنی
کہنا فقرۂ امیر) اور اسے بچّے نے میرا تمام مطلب
کس خوبی سے ادا کیا؟ (آتش ؎) ہکلا کی
مجھ سے بات جو اس دلربا نے کی ٭ کس حسن سے
ادا اسے تکرار نے کیا ٭
(۱) اداشدن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلف گوید که
(۲) اداشدنِ شکایت | بمعنی بیان شدن
شکایت است چنانکه ولی دشت بیاضی گوید
(؎) زبسکه درد دل من محبت آمیز است ٭
بطرز شکر ادا می شود شکایت تو ٭ مخفی مباد که این
متعلّق است به معنی سوّم لفظ ادا که گذشت و
همچنین است ------
(۳) اداشدنِ فرض | از قبیل اداشدن
نماز متعلّق به معنی دوّم لفظ ادا که بجایش مذکور
شد چنانکه حزین اصفهانی گوید (؎) نشد از من
ادا یک بار فرض و سنّتی اما ٭ قضا هرگز نکردم
اشک و آه صبحگاهی را ٭ (اردو) (۱) ادا ہونا
(۲) شکایت بیان ہونا (۳) فرض ادا ہونا۔
(۱) ادافهم | استعمال۔ صاحب
(۲) ادافهمیدن | آصفی ذکر نمبر (۲)
کرده از معنی ساکت مؤلف گوید که بمعنی فهمیدن
اشارات باشد و این متعلّق است به معنی پنجم
لفظ ادا که بجایش گذشت و نمبر (۱) اسم فاعل

ترکیبی از ہمین مصدر است بمعنی (ادادان) کہ گذشت سند این از صائب برادادان

مذکور شد صاحب انند ہم ذکر نمبر (۱) کردہ (اردو) دیکھو (۱) ادادان و (۲) ادادانستن —

اداک بقول برہان وجہانگیری وناصری وہفت وانند بروزن ہلاک جزیرہ وخشکی میان دریا را گویند صاحب جامع گوید کہ این مخفف (آداک) است کہ جزیرۂ دریاست صاحب فرہنگ فدائی فرماید کہ مرادف (آبخست) باشد (میرزا نصر اسد خان فدائی اصفہانی ؎) سرم از خون دیدگان بیرون ٭ ہمچو اندر میان بحر اداک ٭ مولف گوید کہ ماخذ این (داغ) لغت ترکی زبانست بمعنی کوہ وتودۂ بلند ریگ (کذا فی کنز) فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اوّل این آوردند وغین را بقاف وبعدہ بکاف بدل کردہ اداک بمعنی جزیرۂ استعمال کردند پس این اصل است وبمد ودہ (آداک) نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی کہ گذشت آنانکہ (آداک بمد ودہ) را اصل گیرند واین را مخفف آن بخیال شان واو بجای دال ابجد کہ (آو) بمعنی آب کہ گذشت و (اک واک) ہر دو بمعنی آفت ومصیبت پس (آواک) جائیکہ در آن آفت ومصیبت آب باشد یعنی جزائر را دائما اندیشۂ غرقابی است (اردو) دیکھو آبخو است —

(الف) **اداکردن** استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مولف گوید کہ (۱) بمعنی بیان کردن واین متعلق است بہ معنی سوّم لفظ ادا کہ بجایش گذشت (شانی

مشہدی ؎) از دہانش شمۂ کردم ادا خندید وگفت ٭ شانی مارفتہ رفتہ نکتہ دانی می‌شود ٭ (انوری ؎) از آیتی کہ زبدۂ تائید صنع است ٭ در شان ملک خوب ادا کردۂ روزگار ٭ (۲) بمعنی

ناز و کرشمہ کردن کہ متعلق بہ معنی چہارم لفظ ادا
باشد کہ بجایش مذکور شد (صائب ؎) یک
ادای تمکین در ہمۂ عمر نکرد ؛ یا رب این بخت
مرا تہمت شوری کہ نہاد ؛ (۳) بمعنی خواندن و این
من وجہ متعلق است بمعنی سوم لفظ آواز (انوری ؎)
القصہ بعد ازان کہ بپرسید مرمرا ؛ گفتا چہ حاجت
است بگویم بود صواب ؛ گفتم بگوی گفت
من از گفتہای خود ؛ آوردہ ام چو زادۂ طبع
تو سحر ناب ؛ تا بی ملامت این را فردا کنی
ادا ؛ اندر حریم مجلس دستور کامیاب ؛ مخفی
مباد کہ ورای این ہر سہ معانی ہم می آید چون
(ادا کردن) را بسوی چیزی مضاف کنند
چنانکہ بلحقات عرض می شود (اردو) (۱) ادا
کرنا ۔ بمعنی بیان کرنا ۔ دیکھو ادا ساختن (۲) ادا
کرنا بمعنی حرکات معشوقانہ کرنا (ناسخ ؎)
جب وہ مسجد مین ادا کرتے ہین ؛ سب نماز
اپنی قضا کرتے ہین ؛ (۳) پڑھنا ۔

(۱۲۶۳) **ادا کردنِ بوسہ** (مصدر اصطلاحی)
بکسر نون بمعنی بوسہ دادن و این من وجہ
متعلق است با معنی اول لفظ (ادا) چنانکہ
حافظ شیرازی فرماید (؎) سہ بوسہ کز دو
لبش کردۂ وظیفۂ ما ؛ اگر ادا نہ کنی قرضدار من
باشی ؛ (اردو) بوسہ دینا ۔ چومنا ۔

(۱۲۶۴) **ادا کردن ثنا** استعمال ۔ بکسر نون بمعنی
ثنا کردن است و این متعلق است بہ معنی
سوم لفظ (ادا) کہ گذشت (صائب ؎)
اول ثنای عشق ملیحان ادا کنند ؛ آری طعام
را بنمک ابتدا کنند ؛ (اردو) حمد و ثنا کرنا ۔

(۱۲۶۵) **ادا کردن حق** (مصدر اصطلاحی) بکسر نون
(۱) بمعنی حق کسی کہ بر ذمہ باشد ادا نمودن
و خود را بری الذمہ کردن از قبیل ادا کردن
وام و (۲) بمعنی کردن کاری باین ہمین
چنانکہ باید و شاید (ظہوری گوید ؎) لب اگر
وقف دعا نتوان کرد ؛ حق دشنام ادا نتوان کرد ؛

(ولہ ؎) حق آتش نفس نکرد ادا ٭ درحق خود ادائے
وارم ٭ (اردو) (۱) کسی کا حق ادا کردینا جیسے "
جو کچھ اونکا حق تھا مین نے اُسکو ادا کردیا" (۲) کسی
کام کا حق ادا کرنا جیسے " آپ نے بھی نگرانی کا حق
ادا کیا" یعنی جیسی چاہئے تھی اورجسقدر ممکن تھا
خدمت کی (غالب ؎) جان دی دی ہوئی
اسی کی تھی ٭ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا ٭ صاحب
آصفیہ نے (حدکرنا) پر فرمایا ہے کہ ایسی بات کرنی کہ
اس سے آگے ناممکن ہو۔

(۱۳۷۳) **ادا کردن خطبہ** (استعمال) بکسر نون بمعنی خواندن
خطبہ باشد و این ہن وجہ متعلق است بمعنی سوم
لفظ (ادا) کہ گذشت (انوری ؎) بر منبری کہ خطبۂ
مدحش ادا کنند ٭ بوسد ز فخر پایہ آن منبر آفتاب ٭
(اردو) خطبہ پڑھنا۔

(۱۳۷۴) **ادا کردن سجدہ** استعمال - بکسر نون بمعنی
سجدہ کردن از قبیل ادا کردن نماز است و این
متعلق بمعنی دوم لفظ (ادا) باشد کہ گذشت (ظہوری
؎) ای کردہ ادا سجدۂ ابروی تو محراب ٭ تقدیم
نمازیکہ بیاد تو قضا نیست ٭ (اردو) سجدہ کرنا
سجدہ ادا کرنا۔

(۱۳۷۵) **ادا کردن شکر** استعمال - بکسر نون بمعنی
شکر کردن و شکر گذاردن و شکر گذار شدن است
و این متعلق است بمعنی دوم لفظ ادا کہ گذشت
(صائب ؎) کنم چگونہ ادا شکر بیخودیہا را ٭
کہ از شکنجۂ ہستی خلاص ساخت مرا ٭ (ظہوری
؎) ز بویت آنچہ بامغزم صبا کرد ٭ بہ بیہوشی
توان شکرش ادا کرد ٭ (اردو) شکریہ ادا کرنا
شکرگزار ہونا۔

(۱۳۷۶) **ادا کردن غم** استعمال - بکسر نون بمعنی
ظاہر کردن غم و بیان کردن آن و این متعلق است
بمعنی سوم لفظ (ادا) کہ گذشت چنانکہ میرزا معز
فطرت گوید (؎) بگریہ کرد ادا دل غم نہانی
را ٭ دعای ما برسانید بیزبانی را ٭ (اردو)
اظہار غم کرنا۔

(۱۷۸۰) **اداکردن فقرہ** استعمال - بکسر نون بمعنی گفتن چنانکہ طالب آملی گوید (ﺲ) سر ہر مو براندامش زمستی در سماع آمد ؛ چو طالب پیش ہر کس فقرہ شوقی اداکردم ؛ (ارد و) کہنا -

(۱۷۸۱) **اداکردن وام** استعمال - بکسر نون - از بار قرض سبکدوش شدن باشد و این متعلق است بمعنی اوّل لفظ (ادا) کہ گذشت (ظہوری ﺲ) واہای نگاہ پنہان را ؛ بنگہ گونۂ اداکردی ؛ (ارد و) قرض اداکرنا - بے باق کرنا بھی کہتے ہین

اداک نما اصطلاح - بقول صاحب فرہنگ فدائی مانند آسخت نما و شبہ الجزیرہ مؤلف گوید جزیرہ نما ہم گویند بمعنی مقامی کہ مشابہ جزیرہ باشد یعنی اقلاً در ہر سہ سمت او آب باشد (ادک بمعنی جزیرہ گذشت و (نما) صیغۂ امر است از نمودن و درینجا (اداک نما) اسم فاعل ترکیبی است بمعنی ظاہر کنندۂ جزیرہ یعنی چیزیکہ ہمچو جزیرہ می نماید (ارد و) جزیرہ نما - بقول آصفیہ - اسم مذکّر - ٹاپوسا - وہ خشکی کا قطعہ جو تقریباً چارون طرف اور عموماً تین طرف پانی سے محیط ہو -

ادامنودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مرادف اداکردن است کہ گذشت (نثر عالی شیرازی) حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی بر سجادہ بودند کہ محراب نمایان شد سجدۂ شکر ادا نمودند ؛ مخفی مبادکہ بلحاظ سند پیش کردۂ صاحب آصفی این مرادف (اداکردن سجدہ) باشد (ارد و) دیکھو اداکردن ہو (اداکردن سجدہ)

ادانوش اصطلاح - بقول صاحب بحر و ہفت و جامع و برہان بانون بر وزن فراموش نام شخصی است کہ برسالت و ایلچی گری پیش عذرا آمدہ بود و عذرا از قہر و خشم چشم او را بانگشت کند - صاحب سروری از کلام عنصری سندی آوردہ (ﺲ) بر وحست عذرا چو شیر ژند ؛ بزد دست و چشم ادانوش کند مؤلف گوید کہ اصل این وانوش است کہ ماخذش ہم در آنجا مذکور شود

فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اوّلش آوردہ ادانوش کردند (اردو) ادانوش۔ ایک ایلچی کا نام ہے جو عذرا کے پاس بہیجا گیا تھا اور عذرا نے حالت غصّہ مین اُس کی آنکھین نکال ڈالین۔ (مذکّر)

ادا یافتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلّف گوید کہ مرادف (ادادانستن) است کہ گذشت و آدایاب اسم فاعل ترکیبی از ہمین مصدر است سند این از کلام صائب ہمانجا مذکور ست (اردو) دیکھو ادادانستن۔

ادائی داشتن | استعمال۔ بمعنی مدیون بودن و وام بر ذمۂ خود داشتن باشد و سند این از کلام ظہوری بر اداکردن حق گذشت (اردو) باقیدار رہونا۔ قرضدار رہونا۔

ادب | بقول بہار بالتحریک نگاہداشتن حدّ ہر چیزی و بمعنی طور پسندیدہ مجاز است و با لفظ خوردن و دادن و کردن مستعمل از عالم گوشمال خوردن (الخ) مؤلّف گوید کہ این لغت عرب است۔ بقول صاحب منتخب بفتحتین بمعنی طور پسندیدہ و فرہنگ و دانش و نگاہداشت حدّ ہر چیزی و آداب بالمد جمع آن انچہ بہار معنی اوّل الذکر را اصل قرار دادہ معنی آخرش را مجاز قراردہد درست نیست بلکہ ہر سہ معنی بیان کردۂ صاحب منتخب حقیقی است فارسیان این را بمعنی طور پسندیدہ استعمال کنند و با مصادر متعدّدۂ فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید (جامی ؎) ادب تاجیست از لطف الٰہی ؛ بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی ؛ (انوری ؎) ایا بپای تو نازان فلک بدست ادب ؛ ویا بسوی تو ناظر قضا بعین رضا ؛ (ولہ ؎) بدرگہ تو فلک را گذر بپای ادب ؛ بجانب تو قضا را نظر

بعین رضاست ﴿ (ارد و) ادب ز عربی - اردو مین مستعمل) بقول امیر - مذکر - ہر چیز کی حد کو نگاہ رکھنا - حفظ مراتب - لحاظ - تہذیب - شائستگی (آتش سے) ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا ﴿ سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا ﴿ (ظفر سے) سر محفل ہر اک کو بگینہ دشنام دیتے ہین ﴿ ادب اچھا سکھایا ہے ظفر انکو ادیبون نے ﴿

ادب آب حیات آشنائیست (مثل) این مصرعیست معروف کہ صورت مثل گرفتہ گویند کہ مال جامی است صاحبان خزینۃ الامثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ میان آشنایان نوبت بہ تمسخر و بے ادبی رسد کہ قاطع محبت باشد - گویند کہ در آشنائی شرط ادب نگاہداشتن آشنائی را دیر قائم دارد (ارد و) دکن مین کہتے ہین " بے ادب بے نصیب " " ادب گھٹی رنجش ڈٹے " " ادب کی قدر ادیب جانے " یہ سب امثال ادب کے فضائل مین کہے جاتے ہین اور خود فارسی مثل بھی دکھنیون کی زبان پر ہے اُس موقع پر استعمال کرتے ہین جب کہ دو دوست آپس مین بے تہذیبی کے ساتھ دل لگی اور تمسخر کرنے لگین -

(الف) ادب آموختن استعمال - صاحب
(ب) ادب آموختہ آصفی ذکر الف
(ج) ادب آموز کردہ از معنی ساکت

مؤلف گوید کہ تعلیم ادب دادن و گرفتن باشد کہ آموختن لازم و متعدی ہر دو آمدہ و (ب) بقول بہار بمعنی شاگرد و متعلم و مانند آن چون خادم پیش مخدوم و نوکر پیش آقا و بمعنی استاد و معلم نیز ہست مؤلف عرض کند (ب) اسم مفعول (الف) باشد بمعنی کسی کہ تعلیم ادب حاصل کردہ باشد (امیر خسرو سے) آنکہ ز تحنیش خمی کمتر است ﴿

با ادب آموختگان خم تراست ؂ و (ج) ادب آموز
بقول بہار بمعنی استاد و معلّم و متعلّم نیز۔ ما عرض کنیم کہ
بقاعدۂ فرس بمعنی معلّم و شاگرد ہر دو باشد کہ ہم فاعل
و مفعول ترکیبی است از (الف) مگر در محاورۂ فرس
اکثر برای معلّم مستعمل است (عرفی ؎) ہمین نفس
ادب آموز قدسیان جبریل ؂ دریچۂ حرم قدس را بدیدہ
گشاد ؂ صاحب بحر گوید کہ معلّم و اتالیق را ادب آموز
گویند (اردو) (الف) ادب دینا۔ ادب سکہانا۔
ادب سکہنا (فقرۂ امیر) اس کو ایسا ادب دو کہ
گھر کے کام مین اسکا جی لگے"۔ (داغ ؎) بیٹھے
ناوک کی طرح اُٹھے قیامت کی طرح ؂ یہ ادب
جس نے سکھایا وہ ادیب اچھا ہے ؂ (فقرۂ امیر)
ادب سیکھو قرینہ سے گفتگو کیا کرو"۔ (ب) ادب
سیکھا ہوا۔ با ادب (ج) ادب آموز۔ بقول امیر
ادب سکھانے والا۔ اور ادب سیکھا ہوا (ناسخ
؎) عارفون کو ہر در و دیوار ادب آموز ہے
مانع گردن کشی ہے انحنا محراب کا ؂ (آتش ؎)
ادب آموز ہے ہر ایک ذرّہ اپنے وادی کا ؂
نہین ممکن کہ گرد اڑ کے پڑے رہرو کے دامن پر ؂

ادب آموز شدن | استعمال بمعنی معلّم قرار
یافتن و ادب آموزی کردن چنانکہ صائب گوید
(؎) چشم دیوانہ نگاہان ادب آموز شد است ؂
این چہ شرم است کہ با لیلی صحرائی ماست ؂ (اردو)
ادب آموز بنا۔ معلّم ہونا۔

(الف) ادب آموز کرد | استعمال صاحب شمس
(ب) ادب آموز کردن | ذکر (الف) کردہ گوید کہ
(ج) ادب آموزہ کرد | بسکون با بلند قدر و نام
آور شد و (ب) بقول صاحب بحر و ضمیمۂ برہان و شمس بلند
قدر کردن و نام آور گردانیدن و (ج) بقول ہفت اُنند بمعنی
بلند قدر و نام آور گردانیدہ مؤلف گوید کہ (ب) اصل است
(ادب آموز کردن) و (ادب آموزہ کردن) ہر دو
باشد و ہای ہوز در (آموزہ) زائد است اگرچہ معنی
لفظی این تعلیم یافتہ قرار دادن است ولیکن کنایتہً
بمعنی بلند قدر و نام آور گردانیدن آمدہ کہ نام آوری

(۱۲۸۴)

وبلندی قدر نتیجۂ تعلیم یافتن است و الف وج ماضی
مطلق (ب) باشد وانچہ صاحب شمس نسبت الف
معنی لازم گرفتہ خطاست کہ مصدر کردن تقاضی
معنی متعدیست (ا ر د و) (الف وج) نام آور
کیا (ب) نام آور کرنا۔

ادب آموزی | استعمال۔ بزیادت یای
مصدری بر (ادب آموز) بمعنی اتالیقی ومعلمی باشد
وبمعنی شاگردی ہم۔ حاصل بالمصدر (ادب آموختن)
چنانکہ عرفی گوید (ع) زبان بہ بند ونظر باز کن
کہ منع کلیم ٭ کنایت از ادب آموزی تقاضائی
است ٭ (ا ر د و) معلمی۔ استادی۔ اتالیقی
شاگردی۔ (مونث)

(الف) **ادب آوازہ** | (اصطلاح)
(ب) **ادب آوازہ کرد** | (الف)
(ج) **ادب آوازہ کردن** | بقول
صاحبان بحر و رشیدی و جامع واند بمعنی بلند آوازہ
صاحب برہان گوید کہ این کنایہ باشد صاحب
سراج باتفاق معنی بالا فرماید کہ در بعد این معنی شکی
نیست صاحب جہانگیری در دستور در قوم خاتمۂ
کتاب ذکر این کردہ مؤلف عرض کند کہ اسم فاعل
ترکیبی است یعنی شہرت ادب دارندہ پس کسی کہ
شہرت ادبش باشد (جامی ع) ادب تا جیست
از لطف الٰہی ٭ آنرا کنایۃً (بلند آوازہ) گفتن
بعید نباشد کہ بلندی ادب مسلم است اشتباہ خان آرزو
بعید از آوازۂ اوست (نظامی ع) نام نظامی
بسخن تازہ کن ٭ گوش فلک را ادب آوازہ کن ٭
یعنی نظامی را بلند شہرت کن در گوش فلک۔
(ب) بقول صاحب شمس بمعنی بلند قدر و نام آور
شد مؤلف گوید کہ تسامح اوست کہ این ماضی
است از مصدر (ج) و متعدی باشد پس معنی این
(بلند آوازہ گردانید) است (ج) بقول بحر
مرادف (ادب آموز کردن) کہ نام آور کردن
باشد سند این ہمان است کہ از کلام نظامی ذکر
(الف) گذشت (ا ر د و) (الف) نام آور

(فارسی - اردو میں مستعمل) بقول آصفیہ خداوند نام و آوازہ - نامور اسی کا مخفف ہے (ب) نامور کیا (ج) نامور کرنا۔

(الف) **ادب از آستین بگریخت** (مقولہ) فارسیان این مقولہ بجائی استعمال کنند کہ مقصود شان از بیان این باشد کہ (ما بی اختیار شدیم) چنانکہ عرفی گوید (سہ) شوق دیدار حملہ آورد ؏ ادب از آستین ما بگریخت ؏ عرض می شود کہ ازین مقولہ مصدر اصطلاحی ---------

(ب) **ادب از آستین گریختن** بمعنی بی اختیار شدن و از خود رفتن پیدا می شود و این کنایہ باشد کہ چون کسی ادب مخاطب ملحوظ ندارد علامت بی اختیار شدن اوست (اردو) (الف) بے قابو ہوگیا (ب) بے قابو ہوجانا - صاحب آصفیہ نے (بے قابو) پر لکھا ہے کہ بے اختیار - اپنے بس سے باہر۔

ادب از دست دادن (مصدر اصطلاحی) بمعنی بی ادب شدن و کنایۃً مرادف (ادب از آستین گریختن) باشد کہ گذشت صاحب آصفیہ ذکر این کردہ بحوالہ بہار فرماید کہ ماخذ از بہار (دست دادن چیزی) است و شعلہ (از کف دادن) و بہار از ین ساکت - سندش از مظہر دہلوی (سہ) ادب کی می دہم از دست در حرفیکہ من گویم ؏ زمین بوسم برنگ خامہ اول چون سخن گویم ؏ مؤلف گوید کہ صاحب آصفی در تعریف این تسامح کردہ است زیرا کہ (دست دادن) کنایہ از حاصل شدن است و عہد بستن و بیعت کردن ہم البتہ این متعلق است از مصدر اصطلاحی (از دست دادن) کہ بجایش مذکور شود (اردو) ادب ہاتھ سے دینا - بے ادب ہونا بے قابو۔

ادب باشیدن استعمال - مرادف ادب بودن است سند این از کلام ہمام تبریزی ہم در انجا می آید (اردو) دیکھو ادب بودن

ادب بودن استعمال - پابند ادب

بودن وادب ملحوظ داشتن باشد صاحب
آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت وسندش از
ہمام تبریزیست (ﮯ) با آنکہ بر شکستی چون زلف
خویش مارا ؛ گفتن ادب نباشد پیمان شکن
نگارا ؛ بخیال ما این سند (ادب باشیدن) است
نہ (ادب بودن) و برای این سندی از انوری
بدست آوردہ ایم (ﮯ) مرا ادب نبود خاصہ
در مقام ثنا ؛ حلیم گفتن کوہ ار چہ وصف اوست
قدیم ؛ (اردو) ادب ملحوظ رکھنا۔

(الف) ادب پروردن | مصدر اصطلاحی
(ب) ادب پروردہ | صاحب آصفی

ذکر (الف) کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید
کہ بمعنی ادب آموختن است و (ب) اسم مفعول
آن۔ بہار ذکر (ب) کردہ گوید کہ بمعنی شاگرد و
متعلم و مانند آن چون خادم پیش مخدوم و نوکر
پیش آقا۔ پس تعمیمی کہ در معنی بہار است با تخصیص
معنی بیان کردہ ما قابل غور است (صائب ﮯ)
ادب پروردہ عشقم نباید خیرگی از من ؛ نسوزد آتش
می پروہ شرم وحجابم را ؛ (اردو) (الف) ادب سیکھنا سکھانا۔ (ب) ادب سیکھا ہوا۔

ادب پیشہ | اصطلاح۔ بہای چہارم فارسی

بمعنی کسی کہ شغل ادب دارد و ادب کار و کاسب
ادب۔ اسم فاعل ترکیبی باشد کہ دو اسم جمع شدہ
افادۂ معنی فاعلی کردہ است و مراد از شخص با ادب
است کہ حد مخاطب نگاہدارد یعنی صاحب ادب
چنانکہ عرفی گوید (ﮯ) بعشق سادہ رسد محرمی بہ
عقل فضول ؛ کجاست قرب ادب پیشہ و کجا
گستاخ ؛ (اردو) باادب۔ صاحب ادب
کہ سکتے ہیں۔ باتمیز۔ (فارسی۔ اردو میں مستعمل)
بقول آصفیہ۔ شایستہ۔ خوش اطوار۔ مؤدب
علم مجلس جاننے والا۔

ادب خانہ | اصطلاح۔ بقول صاحب بحر

و خان آرزو۔ و چراغ) مکان ضرور رفع قضا
خانہ) کہ بعربی مستراح گویند و بقول بہار متوضا

وطہارت خانہ کہ آنرا استراح وبیت الخلا نیز گویند (حکیم شرف الدین شفائی ؎) کہنہ جاروب ادبخانہ محمود است این ٭ یادم لاش خر با کس شمعون است ٭ (میر یحیی شیرازی در ہجو اکول ؎) ندہد حصہ ناتقفان را ٭ در ادب خانہ می خوردنا نرا ٭ (محمد قلی سلیم ؎) چند پاس ادب کسی دارد ٭ انجمن نیست این ادب خانہ است ٭ معاصرین عجم ہم در روزمرہ خود استعمال این می کنند صاحب بول چال ہم ذکر این کردہ است (اردو) پاخانہ ۔ (فارسی اردو مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ ۔ مذکر جای ضرور ۔ بیت الخلا ۔

ادب خوردن (مصدر اصطلاحی) صاحب آصفی ذکر این کردہ فرماید کہ از عالم گوشمال خوردن است مؤلف گوید کہ معنی ادب آموختن باشد کہ خوردن معنی گرفتن ومتاثر شدن ویافتن آمدہ (خسرو ؎) انکہ نخوردی ادب روزگار ٭ صحبت یاران بہ غنیمت شمار ٭ (اردو) ادب سیکہنا ۔ دیکھو ادب آموختن ۔

ادب دادن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ حوالہ دہد بہ (ادب ازدست دادن) کہ گذشت وازکلام مظہر سند آرد کہ ہمان جاندکور شد مؤلف گوید کہ تسامح او است آن چیز دیگر است واین چیز دیگر بخیال ما معنی ادب عطا کردن یعنی بخلقت کسی صفت ادب آفریدن باشد چنانکہ خسرو گوید (؎) زن کہ خدایش ادب نفس داد ٭ سرد ہد وتن نہ دہد در فساد ٭ (اردو) ادب عطا کرنا جیسے ”وہ خداوند کریم نے انکی فطرت مین ادب عطا کیا ہے“ یعنی او نکو با ادب پیدا کیا ہے ۔ وہ فطرتا صاحب ادب ہین ۔

ادب داشتن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ با ادب وصاحب ادب بودن است (حافظ شیرازی ؎) ہزار عقل وادب داشتم من ای خواجہ ٭

کنون کہ مست وخرامم صلای بی ادبیست ؛ -
(اردو) باادب ہونا۔ صاحب ادب ہونا۔
ادب ملحوظ رکھنا۔ ادب سے واقف رہنا۔

ادب دانستن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ از معنی ساکت **مؤلف** گوید کہ واقف
بودن از آداب است چنانکہ طالب آملی گوید
(ص) بآواز بلند اظہار دردی می کنم طالب ؛
چو ابروی بتان آداب سرگوشی نمی دانم ؛
(اردو) آداب سے واقف ہونا۔

ادبستان | استعمال بکسر بای موحدہ بقول
بہار مکتب ونسبت دبستان فرماید کہ بحذف ہمزہ
مخفف این است **مؤلف** گوید کہ ستان بکسر
اول جای انبوہی وبسیاری چیزہا ہمچو گلستان پس
جائیکہ ادب بکثرت است ادبستان باشد کہ کنایہ
از مکتب ومدرسہ وتعلیم گاہ است مخفی مباد کہ دبستان
بفتح اول بقول صاحب برہان در فارسی زبان
بمعنی نگاہداشتن آمدہ (الخ) مقصودش خبر مجال مصدر
نباشد یعنی (نگاہداشت) پس جائیکہ نگاہداشت
بسیاری شود کنایہ از تعلیم گاہ اطفال باشد کہ آنرا
دبستان نام کردند ودرین صورت در ادبستان
الف وصلی است (اردو) مدرسہ (عربی۔ اردو
مین مستعمل) بقول آصفیہ مذکر۔ جای درس پڑھانے
کی جگہ۔ مکتب۔ دبستان۔

(الف) **ادب سنج** | استعمال۔
(ب) **ادب سنج بازارو کوی** | (الف) بقول
(ج) **ادب سنجیدن** | بہار بمعنی ادب
آموختہ واز ملا طغرا سند آرد کہ در تعریف اہل سخن
گفتہ صاحب انند گوید کہ بمعنی ادب آموز است
ونیز شاگرد ؛ (ص) ولیکن ادب سنج بازارو کوی
بجاے انا الحق انا العبد گوی ؛ صاحب آصفی
بسند ہمین شعر ذکر (ج) کردہ از معنی ساکت
مؤلف گوید کہ (ج) بمعنی ادب دانستن است
و(الف) از (ج) اسم فاعل ترکیبی ولیکن بخیال
ما در کلام ملا طغرا (ادب سنج بازارو کوی) کنایہ

باشد از آواره و در بازار و کوی گردش کننده یعنی
کسی که از حال و اندازۂ بازار و کوی خبر دارد
(اردو) (الف) ادب سیکھا ہوا (ب) دیکھو
آوارہ نمبر (۱) (ج) ادب سیکھنا۔

(الف) ادب شناختن | استعمال۔ جناب

(ب) ادب شناس | آصفی ذکر الف

کرده از معنی ساکت **مؤلف** گوید که معنی دانستن
و آگاه بودن از ادب است و (ب) اسم فاعل
ترکیبی از (الف) و فارسیان اکثر استعمال (ب)
کرده اند (جناب اصفهانی سہ) ادب شناس
تر از من کسی نباشد لیک ٭ غرور بندگیم ساخته
با وگستاخ ٭ (اردو) با ادب۔ صاحب ادب
ادب شناس بھی کہہ سکتے ہیں۔

(الف) ادب طراز | اصطلاح۔ بقول بہار
و انند استاد و معلم باشد صاحب آصفی بر این
مصدر ....

(ب) ادب طرازیدن | را قائم کرده است
و از معنی ساکت **مؤلف** گوید که طرازیدن
بمعنی پیراستن و آراستن آمده پس آنکه خصائل
بد را دفع و تعلیم محاسن اخلاق کند ادب آموز
است پس ادب طرازیدن۔ ادب آموختن
و ادب آموزی کردن باشد (فیضی سہ) بجنید
ادب طراز دیرین ٭ انگیخت حدیث تلخ و شیرین ٭
(اردو) الف و ب دیکھو ادب آموز۔
و ادب آموختن۔

ادب طلبیدن از کسی | استعمال بمعنی
خواستن از کسی که ادب کند چنانکه عرفی گوید
(سہ) ادب ز من طلبد شوخ آشنا روئی ٭
که از تبسم او می شود حیا گستاخ ٭ (اردو) ادب
چاہنا۔ ادب کی توقع رکھنا۔

ادب کار | اصطلاح۔ بقول بہار و آنند
مرادف ادب سنج یعنی ادب آموخته (بیدل
سہ) آبیار ما ادب کاران گداز از خجلت است
چشم ما شکل که بر رخسار جانان بشکفد ٭ **مؤلف**

گوید کہ این اسم فاعل ترکیبی است کہ دو اسم جمع شدہ افادۂ معنی فاعلی کردہ است پس ادب کار (کار ادب کنندہ) مراد از با ادب و مؤدّب باشد (اردو) مؤدّب با ادب۔

ادب کدہ | استعمال۔ بقول صاحب آنند بفتح کاف عربی بمعنی مطلق جای ادب (بیدل ؎) درین ادب کدہ جز سر ہیچ جا مگذار؛ تمام خاک دل افتادہ است پا مگذار؛ (اردو) ادب کی جگہ (مؤنث)

ادب کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلّف گوید کہ (۱) بمعنی حقیقی است یعنی حدّ مراتب نگاہداشتن و (۲) مطیع کردن باشد چنانکہ صائب گوید (؎) بہمواری ادب کن خصم سرکش را کہ خاکستر؛ زیر دست خویش می گرداند آتش را؛ و (۳) تادیب کردن و ادب دادن (ولہ ؎) نہ امروز است سودای جنون را ریشہ در جانم؛ بچوب گل ادب کردی معلّم در دبستانش؛ (ظہوری ؎) بباغ ہجر دلم را ہزار جای ادب کن؛ بدست رشک ولی تاب گوشمال ندارد؛ (عرفی ؎) نیشتی گرفتہ سینۂ خود ریش می کنم؛ تا ہست فرصتم ادب خویش می کنم؛ (اردو) (۱) ادب کرنا۔ بقول امیر لحاظ اور پاس کرنا حفظ مراتب کا خیال کرنا (امیر ؎) عمامہ لیکے شیخ کہیں میکدے سے جا؛ بس منجون نے حد سے زیادہ ادب کیا؛ (۲) مطیع کرنا بقول آصفیہ زیر کرنا مغلوب کرنا۔ تابع کرنا (۳) تادیب کرنا صاحب آصفیہ نے تادیب پر تنبیہ اور چشم نمائی کا ذکر کیا ہے۔

ادب گاہ | استعمال۔ بقول بہار بکاف فارسی مطلق جای ادب (بیدل ؎) شاہی نخوری بازی جاہ شطرنج؛ مغرور نگردی بسیاہ شطرنج؛ شاہ آن باشد کہ در ادب گاہ نیاز؛ از شہ گفتن زند چو شاہ شطرنج؛ (اردو) ادب کی جگہ (مؤنث) ادب کا مقام۔ (مذکر)

ادب نگاہداشتن استعمال۔ بمعنی ملحوظ داشتن ادب باشد چنانکہ صائب گوید (ﮯ) اگرچہ ظلمت شب پردہ پوش بی ادبی است ٭ تو بی ادب ادب خود نگاہدار محسب ٭ (اردو) ادب ملحوظ رکھنا۔

ادب ورزیدن استعمال۔ صاحب آصفیہ ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی حاصل کردن تعلیم ادب است (حافظ شیرازی ﮯ) حافظا علم و ادب ورز کہ در مجلس شاہ ٭ ہر کرا نیست ادب لائق صحبت نبود (۲) ادب اختیار کردن و با ادب پیش آمدن (عرفی ﮯ) از رنگ و بو دورم ولی در روضہ بہر باغبان ٭ با یاسمن ورزم ادب تعظیم شمشادش کنم ٭ (اردو) (۱) دیکھو ادب آموختن (۲) دیکھو ادب کردن کے پہلے معنی ادب سے پیش آنا بھی کہ سکتے ہین۔

(۱) **ادرار** بکسر اول۔ بقول بہار پیوستہ بخشش کردن و فارسیان بمعنی راتبہ و وظیفہ استعمال کنند چنانکہ ــــــــــــــــ

(۲) **ادرار خوار** بمعنی راتبہ خوار (خواجہ جمال الدین سلمان ﮯ) ملک احسان ترا صد چون سحاب ادرار خوار ٭ خرمن فضل ترا صد چون عطارد خوشہ چین ٭ مؤلف گوید کہ آدرار لغت عرب است صاحب منتخب ہم نوشتہ و این اسم فاعل ترکیبی است از مصدر ــــــــ

(۳) **ادرار خوردن** (اردو) (۱) راتبہ۔ وظیفہ (۲) وظیفہ خوار راتبہ خوار۔ تنخواہ دار (۳) تنخواہ پانا

ادرار معین کردن استعمال۔ بہ معنی مقرر کردن وظیفہ باشد چنانکہ سعدی شیرازی در گلستان آوردہ ؎ یکی را از بزرگان در حق این طائفہ حسن ظنی بلیغ بود و ادراری معین کرد (اردو) وظیفہ مقرر کرنا۔

ادرافیس | بقول برہان وہفت وانند بروزن مقاطیس بیونانی چیزیست شبیہ بیخ
وور دریا برد ور واطراف نی جمع می شود وماتند کف دریا سوراخ سوراخ می باشد
وبعربی زبد البحر گویندش صاحب محیط برکف دریا گوید کہ بیونانی فرنیون وبرومی قلوس
پلاسیوس وبہندی سمندرپھین نامند وآن جسمی است مرکب از اجزای ارضیہ کثیفہ و
اجزای ہوائیہ لطیفہ مجتمع بارطوبت دریا بامتزاج تام حتی کہ جسمی حجری می شود وبسبب
تحریک امواج درکنارہای بحر قلزم برروی سنگھا مجتمع ومتکون می گردد گرم وخشک
درسوم وگویند سفید آن گرم درسوم وخشک دردوم منقی ارساخ یعنی پاک کنندہ چرک
وجالی ومحرق است منافع بسیار دارد (اردو) سمندرجھاگ - بقول آصفیہ (مذکر)
سمندرپھین وہ کف جو دریای اعظم کے کنارون پرجم جم کرخشک ہوجائے - اور دوا
وغیرہ مین کام آتے ہین - کف دریا - تیسرے درجہ مین گرم وخشک -

ادراک | بالکسر - بقول بہار دیدن ودریافتن ورسیدن کودک ببلوغ ورسیدن
میوہ وماتند آن بکمال نضج وپختگی با لفظ کردن مستعمل مؤلف گوید کہ لغت عربست و
فارسیان بمعنی دریافت - استعمال وبامصادر متعددہ فرس مرکب ہم کنند کہ در ملحقات
آید (انوری ؎) چو ادراک تو بر خاطر حرام است ؛ گرفتم شعر من سحر حلال است ؛
(ولہ ؎) نہان وپیدا گفتی کہ معنی است دقیق ؛ ورای قوت ادراک در لباس سخن ؛
(اردو) ادراک - (عربی - اردو مین مستعمل) بقول امیر - مذکر - غیر محسوس چیز کا پانا -
دریافت کرنا - عقل - فہم (میر ؎) دیا عقل وادراک اس نے ہمین ؛ کیا خاک سے پاک

اس نے ہمین ؛

ادراک رسیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ ازمعنی ساکت مؤلف گوید کہ رسیدن قوت فہم و دریافت و رسیدن عقل باشد چنانکہ سعدی شیرازی گفتہ (س) نہ ادراک در کنہ ذاتش رسد ؛ نہ فکرت بغور صفاتش رسد ؛ (اردو) عقل پہنچنا۔

ادراک صحبت نمودن مصدر اصطلاحی بکسر کاف عربی بمعنی صحبت یافتن باشد بیان مفصل این باسند بر ادراک نمودن می آید (اردو) صحبت پانا۔

ادراک کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ ازمعنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی فہمیدن و دریافت کردن باشد (صائب س) چشم ازان حسن جہانگیر چہ ادراک کند در حبابی چہ قدر جلوہ کند دریائی ؛ (ولہ س) معنی بی لفظ را ادراک کردن مشکل است ؛ برمیفگن زینہار از چہرہ نازک نقاب ؛ (ظہوری س) عشق در آئینہ حسن تو ادراک کنم پیشتر گردیدہ دل از زنگ ہوس پاک کنم ؛ (اردو) سمجھنا - اردو مین اسکا لازم ادراک ہونا مستعمل ہے (نوازش س) تجھے برسون ہوے ناوک لگائے او کمان ابرو ؛ ابھی تک دل مین کچھ کچھ درد کا ادراک ہوتا ہے ؛ (امیر اللغات - لفظ ادراک پر)

ادراک منہزم شدن استعمال بمعنی ناکام شدن و نرسیدن ادراک باشد چنانکہ انوری گوید (س) صدری کہ چون سخن ز سخنہا اوررود ؛ ادراک منہزم شود و عقل مبتذل ؛ (اردو) ادراک نہ پہونچ سکنا - عقل نہ پہنچ سکنا۔

ادراک نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ ازمعنی ساکت مؤلف گوید کہ مرادف ادراک کردن است کہ گذشت (نثر حزین اصفہانی) ادراک صحبت بسیاری از علمای عہد آن

(۱۲۹۲)

نمودہ" بخیال ما ازین سند آصفی مصدر[2] ادراک صحبت نمودن) بمعنی صحبت یافتن پیدا می شود (اردو) (1) دیکھو (ادراک کردن) (2) صحبت پانا۔

اورام | بقول صاحب برہان ورشیدی وجہانگیری وسراج وہفت بروزن بدنام ادرمکش را گویند و آن درختی است کہ نمدزین وتکلتو را بدان دوزند صاحب جامع باتفاق برہان گوید کہ آدرم کش ہم گویند وبقول صاحب ناصری بحذف الف و ادرم ہم آمدہ مؤلف گوید کہ (ادرم) بدون الف و ادرم بہمین معنی آمدہ کہ می آید پس فارسیان بقاعدۂ خود قبل حرف آخر الف زائد آوردہ (اورام) کردہ باشند چنانکہ سنگسر را سنگسار وستمگر را ستمگار کردند مخفی مباد کہ در لفظ گر وگار اختلاف است بعضی ہر دو را مرادف یکدیگر گرفتہ اند وبعضی گر را مخفف گار وبرخی گر را اصل قرار دادہ اند وگار را بزیادت الف مرادف آن چنانکہ صاحب قانون دستگیری در بیان الف زائد نوشتہ (کہ بحث کاملش بر لفظ الف آید) وہمچنین فارسیان بر را بزیادت الف بار کردہ اند چنانکہ صاحب دستگیری ذکر آن کردہ است بعضی بر آنند کہ (ادرم) بدون الف و ادرم بدین معنی نیامدہ ما بر (ادرم) بحث کنیم کہ ماخذش متقاضی این معنی است واین ہم ممکن است کہ اصل این (آدرم) بہ ممدودہ گیریم کہ بمعنی افزاری است زین گران را بکثرت استعمال ممدودہ بہ مقصورہ بدل شد وبقاعدۂ فارسی قبل حرف آخر الف زائد آوردہ اورام کردند (اردو) دیکھو آدرفش۔

ادرخش | بفتح اول وسکون دال مہملہ وفتح راے قرشت بقول صاحب انند کہ بضمن (آدرخش) در ممدودہ نوشتہ بمعنی درخش است کہ برق باشد جمیع محققین این را در ممدودہ ذکر

کردہ اند ولیکن ما را با صاحب انند اتفاق است کہ اصل این درخش است بضم اول وثانی بمعنی برق کذا فی البرہان) فارسیان الف وصلی در اول این آوردہ آنرا مفتوح خواندند و دال مہملہ را ساکن وانچہ درمد ودہ گذشت نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی باشد (اردو) برق (عربی اردو مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ (مؤنث) بجلی -

ادرس | بقول صاحب بول چال بکسر اول وسکون ثانی وکسر رای مہملہ وسین غیر منقوطہ سپاس نامہ وتشکر نامہ باشد مؤلف گوید کہ ناصرالدین شاہ قاچار در روزنامہ سفر ذکر این کردہ جز این نیست کہ این مفرس (ایڈرس) لغت انگلیسی است وآن کاغذی است کہ چون شاہ یا از نائبین شاہ یا حکام ذوی الاقتدار بشہری رسند رعایای شہر تشکرانہ ورود شان سپاس حسن انتظام بواسطہ آن ادا کنند وبضمن آن امور قابل انتظام را ہم عرضہ دہند و در موقع رخصت حاکم از عہدہ و نیز بتقاریب خاص ہم ہمین قسم سپاسنامہ پیش کشیدہ میشود معاصرین عجم این را در روزمرہ خود بر زبان دارند (اردو) سپاسنامہ (فارسی-اردو مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ (مذکر) ایڈرس- وہ تحریری شکریہ جو کسی حاکم کے رخصت یا تبدیل ہوتے وقت اس کی کارگذاری کے منت پذیر ہونے مین دیتے ہین - ہم عرض کرتے ہین کہ موقع ورود یا خاص تقاریب مین بھی سپاسنامہ پیش کیا جاتا ہے اور آجکل اردو مین بھی ایڈرس کا لفظ مستعمل ہے جو انگریزی زبان کا لفظ ہے -

ادرفن | بقول صاحب برہان وناصری وبہنت وجہانگیری ورشیدی وشمس وسراج بافای سعفص بروزن قلمزن نام علتی است کہ در پوست بدن آدمی بہم میرسد وآنرا دادمیگویند

وبعربی قوبا خوانند صاحب جامع گوید کہ مرض بریون و اکریون است کہ بعربی قوبا گویند مؤلف
گوید کہ اتفاق محققین فرس برین است کہ این لفظ فارسی زبان است و ماخذ این ہیچ بر نکشود بجز
این کہ بہ خیال ما مرکب است از (در) و (رفن) کہ درمعنی توت است نام میوۂ کہ پوست آن
دانہ دار باشد و رفن لغت عرب بمعنی حال وگونہ ونوع از چیزی پس مرضی را کہ جلد انسان را
دانہ دار و ناہموار کند و نشانہای آن بر پوست انسان بہ سیاہی و سرخی مشابہ بہ توت نماید
آنرا فارسیان (درفن) نام نہادند و الف وصلی در اوّلش آوردہ (ادرفن) کردہ باشند واللہ
اعلم (اردو) دآد ۔ بقول آصفیہ (ہندی) مذکر۔ وہ پھنسیون کے چھتے جو فساد خون سے
جسم پر ہو جاتے اور نہایت کھجلاتے ہین یعنی قوبا ۔ ہم عرض کرتے ہین کہ دآد بقول صاحب
ساطع زبان سنسکرت کا لفظ ہے ۔ قوبا کا ترجمہ ۔

ادرک | بقول صاحب برہان و جامع (۱) بفتح اوّل و ثالث و سکون ثانی و کاف
زنجبیل تر را گویند و بہندی نیز ہمین نام خوانند و (۲) بکسر اوّل و ثالث آلوچہ را گویند و آلوی
گیلی و جیلی و آلوی کشتہ نیز خوانند سرد و تر است و مسہل صفرا و تشنگی را فرونشاند فرماید کہ بفتح اوّل
وکسر ثالث در عربی امر بدریافتن است یعنی دریاب (از مصدر ادراک) خان آرزو در
سراج ذکر ہر دو معنی کردہ فرماید کہ چون مسموع است کہ در ولایت زنجبیل تازہ بہم نمیرسد
پس لفظ مذکور ہندی الاصل باشد صاحب سخندان آوردہ کہ این را در سنسکرت (آدرک)
بمد بودہ گویند و فارسیان بمقصورہ (ادرک) کردہ اند و بہ تحقیق مؤلف چنانکہ صاحب ساطع
نوشتہ ۔ (ادرک) بمقصورہ ہم لغت سنسکرت باشد صاحب محیط فرماید کہ بلغت عربی اسم

آلوچہ کہ بقول گیلانی نیشوق و آلوی کوہی است و بلغت ہندی اسم زنجبیل رطب و گویند قسمی از آن
است و بعض گویند کہ این دوائی دیگر است لیکن در حدت و مرارت و شکل مشابہ بدان و آنرا
ادا نیز گویند و در سنسکرت (آردرک) بمعنی مدام تری دارندہ و (اوروک) کہ اسم محض است
و تر و گم یعنی افزایندہ عمر و (شرنگی پر) بمعنی پشت و پناہ و آن بیخے است مشہور۔ ساق گیاہش
پر گرہ و بر ہر گرہ برگی رستہ گرم است و گران و گویند گرم و خشک در سوم و گویند گرم در سوم
و خشک در اول۔ ملین و مسخن دماغ۔ دافع نزلہ۔ مشہی طعام و ہاضم۔ منافع بسیار دارد۔
(اردو) (۱) ادرک۔ بقول امیر (فارسی) ایک قسم کی خوشبو جڑ اس کا مزاج گرم و خشک
ہے۔ محرک اشتہا۔ مقوی معدہ و جگر کا سریاح۔ اکثر کھانے کی چیزون مین پڑتی ہے اور
خشک ہو جانے پر سونٹھ کہلاتی ہے۔ گرم ملکون اور ہندستان کے سب حصون مین اسکی
کاشت ہوتی ہے اس کا مربا بھی بنتا ہے۔ مصرانی۔ یونانی۔ انگریزی دواؤن مین بھی مستعمل
ہے (مؤنث) (۲) دیکھو آلوچہ۔

اورکوچ بقول صاحب شمس بضم اول و فتح دوم بمعنی خلق است صراحت کند کہ
این لغت فارسی است و دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد تحقیق ما قاصر است کہ صاحب
شمس این لغت را از کجا پیدا کرد۔ سندی پیش نکرد نجیال ما میرسد کہ (اورکاج) لغت ترکی
را کہ بضم اول و فتح وا و بمعنی موانست است (کذا فی المؤید) صاحب شمس بہ تسامح در ینجا
قائم کرد و واو را دال مہملہ فہمید و (کاج) را کوچ ازدچنانکہ فارسیان (زبان) را ازبان
گویند و اے بر تحریف (اردو) خلق (ع) مذکر۔ ملنساری۔

ادرم | بقول صاحب برہان وجامع وہفت بر وزن اوہم نمد زین وتکلتوی اسپ را گویند صاحب جہانگیری از حکیم نزاری سند آورده (؎) میان زنیش پالان کرده درم بیک ضربت دو نیمه زد چو ادرم ٭ مؤلف گوید که ہمین لفظ در ممدوده گذشت که معنی (۱) نمد زین و (۲) اسلحه ہیچو کارد وشمشیر وغیر ذلک و (۳) افزاری است که نمد زین بدان دوزند بخیال ما ممدوده نتیجهٔ لب ولہجهٔ مقامی است واصل آن (ادرم مقصوره) باشد ولیکن حیف است که محققین فرس درینجا بریک معنی قناعت کرده اند بجز صاحب ناصری که برلفظ (ادرام) ذکر این معنی سوّم ہم کرده است بخیال ما اصل بمقصوره باشد واین لفظ دَر وضع شده - الف وصلی دراول ومیم زائد در آخر آورده (ادرم) کرده باشند ودَر بقول برہان حاصل بالمصدر دَریدن وعجبی نیست که ازہمین مادّه که در معنی دَر است فارسیان بزیادت الف وصلی دراول ومیم زائد در آخر (ادرم) بمعنی اسلحه گرفته اند که ہر چیزرا می درد وہم چنین افزاری را نام نہادند که نمد زین را در وقت دوختش سوراخ می زنند که این سوراخ ہم نوعی از دریدن است پس معنی دوّم وسوّم حقیقی باشد ومعنی اوّل مرادیست واین نتیجهٔ عدم غور بر ماخذ است که بممدوده برای ہر سه معنی مذکوره مستعمل وبه مقصوره صرف بمعنی اوّل - والله اعلم - مخفی مباد که صاحب قواعد فارسی میم زائد را ذکر کرده است را (ردو) دیکھو آدرم -

(الف) ادرمکش | استعمال - بقول برہان وسراج وہفت وانند بفتح کاف وسکون شین نقطه دار بمعنی ادرام است که درفش تکلتو دوزی باشد مؤلف گوید

که این مرکّب است از لفظ (ادرم) و (کش) اسم
فاعل ترکیبی از مصدر - - - - - - - - - - -
(ب) ادرم کشیدن | که به معنی تکلتو دوختن
باشد و معنی حقیقی (ادرکش) تکلتو و زنده مراد
از همان افزار آهنی است که ذکرش بر لفظ ادرم
بر نمبر (۳) گذشت (اردو) دیکھو آدرفش
ادرمه | بقول صاحب برهان و جامع
و سراج و هفت واننده بر وزن سرمه (۱)
نمذرین و تکلتو را گویند صاحب شمس باتّفاق
اہل لغت گوید که (۲) بمعنی توت هم مؤلّف
عرض کند که ما بر لفظ (ادرم) ذکر کرده ایم که
معنی حقیقی آن افزاریست که نمذرین بدان دوزند
پس فارسیان های نسبت بر لفظ (ادرم) زیاده
کرده بمعنی اوّل استعمال کرده اند یعنی منسوب
و دوخته شده به ادرم و نسبت معنی دوم
عرض میشود که کسی از محقّقین با صاحب
شمس اتّفاق ندارد اگرچه (در) بفارسی
زبان بمعنی توت آمده است و بزیادت
الف وصلی آنرا (ادر) هم توان گفت ولیکن
(ادرمه) توت را اصلا نگویند تا محی بیش نباشد
(اردو) (۱) دیکھو آدرم کے پہلے معنی (۲) (توت)
(عربی اردو مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ مذکر
ایک درخت اور اُسکے پہل کا نام جسکو شہتوت بھی کہتے
ہین اسکے پتّو نسے ریشم کے کیڑے ونکی پرورش ہوتی ہے

ادرنگ | بقول صاحب برهان بروزن بدرنگ بمعنی محنت و رنج و هلاکت باشد و
بعربی دمار خوانند - صاحب جهانگیری گوید که این را (آدرنگ) و (دورنگ) نیز خوانند صاحب
سراج بذکر معنی بالا گوید که بمدّه نیز گذشت پس این مخفّف آن باشد صاحب هفت بصراحت
معنی بالا نوشته که کاف فارسی است - بخیال ما اصل این (درنگ) است که بمعنی مذکور می آید
فارسیان الف وصلی در اوّلش آورده دال را ساکن کردند و آنچه مقصوره به ممدوده بدل شد

نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است (اردو) دیکھو آدرنگ کے پہلے معنی۔

ادریس بقول صاحب برہان وہفت واتند بکسر اوّل بر وزن برجیس۔ نام پیغمبری است مشہور۔ گویند از جہتہ درس گفتن بسیار بدین نام علم شد واورا مثلّث النعمہ خوانند ونعمای ثلثہ او پادشاہی وحکمت ونبوّت بود واو حیات جاوید یافت واکنون در بہشت می باشد وبقول صاحب مؤیّد مشتق است از (دروس) کہ معنی آن ناپدید شدن نشان باشد وقیل از بسیاری درس ہم ادریسش گفتند۔ الحاصل این لغت فارسی زبان است وفارسیان ادریس را (ا ورمزد) گفتہ اند کہ بجایش آید وبر لفظ اخنوخ ہم مذکور۔ (اردو) دیکھو اخنوخ۔

ادریس خانہ اصطلاح۔ بقول صاحب برہان وبحر ورشیدی وجامع وسراج کنایہ از بہشت صاحب جہانگیری در دستور دوّم خاتمۂ کتاب ذکر این کردہ است مؤلف گوید گویند کہ ادریس پیغمبر علیہ السلام حالا در بہشت اقامت گزین است از ینجاست کہ بہشت را ادریس خانہ نام کردند (اردو) بہشت (فارسی۔ اردو مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ مؤنّث جنّت۔ فردوس

ادّعا بقول صاحب منتخب لغت عرب است بالکسر وتشدید دال بمعنی دعوی کردن واعتراف نمودن فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر وبا مصادر فرس استعمال کردہ اند وصاحب روزنامہ ہم ذکر این کردہ وصاحب سرگذشت ہم این را آوردہ کہ در ملحقات آید (اردو) ادّعا (عربی۔ اردو مین مستعمل) بقول امیر۔ مذکر۔ دعوی کرنا۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ بمعنی دعوی بھی مستعمل ہے (بحر ۵) رہن اسکا جو نہین ہے تو نہو کیا پروا ہو ادّعا

چشم سخن گو کو ہے گویائی کاؔ (منیر سلمہ) کس آفتاب کے پرتو سے جام چاند بنے ہین پہ فلک
کو شیشون سے آج ادّعای ہم نسبی ہے ؎

ادعا داشتن باکسی | استعمال - بمعنی خواہش داشتن چنانکہ صاحب سرگذشت آوردہ "ہنوز ادعای ہم با من دارد" (اردو) چاہنا -

ادعا کردن | استعمال - بمعنی دعوی کردن چنانکہ صاحب سرگذشت گوید "وقتی مملکت پدرت را ادعا کنی" (اردو) دعوی کرنا -

(الف) ادعیہ | لغت عربی است بقول غیاث وانند بفتح اول و سکون دال و کسر عین و فتح تحتانی جمع دعاست فرماید کہ تحتانی را مشدد خواندن خطاست و صاحب آز احہ صراحت کند کہ این جمع قلت است بر وزن افعلہ (انتہی) فارسیان - - - - - - - - - -
(ب) ادعیۂ ماثورہ | را بہ اضافت (ادعیہ) بمعنی دعا ہائیکہ از رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منقول است استعمال کردہ اند صاحب بحر ہم ذکر این کردہ اگرچہ ماثور بمعنی مطلق نقل کردہ شدہ باشد ولیکن درینجا بمعنی اصطلاحی است و فارسیان این ہر دو لفظ مرکب عربی را در فارسی ہم بہمین معنی استعمال کنند (اردو) (الف) دعا کی جمع دعائین (مؤنث) (ب) ادعیۂ ماثورہ (مذکر) - وہ دعائین جو جناب رسول خدا (صلعم) سے منقول ہین -

(الف) ادغالی | (الف) راکسی ذکر نکردہ (ب) بقول صاحب انند بحوالہ ظفرنامہ
(ب) ادغانی | بالکسر قومی است کہ در قدیم الایام قطع طریق - پیشہ داشت و دستا آشفتہ و پریشان می پیچید حضرت صاحبقرانی استیصال آن کرد (زکی ندیم سلمہ) تو گر خوش

پیچانی غارت و لہا توانی کرو۔ چہ مطلب ہمچو گل دستار ادغانی بسر پیچی ۔ بہار بضمن لفظ
پیچان ذکر این کردہ است مؤلف گوید کہ اگرچہ ہر دو محققین ہندی نژاد درین لفظ بجای حرف
پنجم نون نوشتہ اند و در سند خود ہم (ادغانی) بنون آوردہ و از یک نسخہ مطبوعۂ ظفر نامہ ہم
ہمچنین یافتہ شد اما بخیال ما لفظ صحیح (ادغالی - بلام پنجم) باشد کہ ذکرش بہ الف کردہ ام
زیراکہ اِدغال بکسر اول لغت عرب است بمعنی خیانت کردن و در آوردن چیزی راکہ
تباہ کند و در جای درختناک در آمدن و پنہان شدن دران و تباہی آوردن در کاری
(کذا فی منتہی الارب) پس فارسیان بزیادت یای نسبت در آخر قومی را نام نہادہ باشند کہ
قطاع الطریقی می کردند از کج خیالان تحقیق پسند دانند کہ لزوم تحقیق ماخذ ہر یک لفظ (الف)
راکہ از کم التفاتی اہل تحقیق معدوم شدہ بود بوجود آوردہ (اردو) (الف) ادغالی یا (ب)
ادغانی ایک قوم کا نام تھا جو رہزنی کیا کرتی تھی ۔ عہد میمنت مہد صاحبقرانی یعنی تیمور کے
زمانے مین اس کا استیصال ہوا ۔ ہماری تحقیق مین (الف) صحیح ہے ۔

ادغر | بقول صاحب برہان و ہفت بفتح غین نقطہ دار بروزن صرصر بمعنی بادگیر است صاحب
جہانگیری فرماید کہ این مرادف بادغر باشد مخفی مباد کہ بادگیر (۱) دریچہ و روزنی را گویند کہ برای
باد در خانہ سازند و (۲) خانہ کہ از ہر چہار طرفش بادگیر بجہت وزیدن باد ساختہ باشد و این مجاز
است صاحب سراج فرماید کہ ادغر بمعنی بادگیر است لیکن بدین معنی بادغرو بادغرد باشد
چنانکہ جہانگیری و برہان (بادغر) و (بادغرد) فرماید کہ خانۂ تابستانی است و صراحت کند کہ مکانی را
گویند کہ (بادگیر) داشتہ باشد و بحوالۂ سامانی گوید کہ (بادغر) مرکب است از (باد) و (غر) کہ

مغیّر گر) است و معنی ترکیبی این (بادگر) باشد یعنی جاعل باد (ارغ) که بحث کاملش بجای خود آید مؤلف عرض کند که از صراحت بالاحقیقت (غر) درین لفظ متحقق شد که مبدّل (گر) باشد که فارسیان کاف فارسی را بغین معجمه بدل کنند چنانکه گلوله را غلوله کردند۔ حالا باید که از حقیقت (اد) که جزو اوّل این لفظ است واقف شویم عجمی نیست که (اد) بحذف بای موحدہ مخفف (باد) باشد که بمعنی ہواست اندرین صورت (ادغر) مرادف (بادگر) است یعنی دارندہ ہوا و صاحب ہوا یا (اد - بالضم) را بمعنی برو بالا گیریم که بقول صاحب ساطع لغت سنسکرت است پس (اُدغر) مبدّل (اُدگر) بمعنی صاحب بلند و بالا باشد یعنی چیزی که بربلندی واقع است که کنایه از دریچه ہواست بیش ازین از دریافت ماخذ این قاصریم واللہ اعلم -- اردو (۱) وہ روشن دان یا دریچہ جو ہوا کی غرض سے مکان مین بنایا جاتا ہے جو سطح مکان سے کسی قدر بلندی پر ہوتا ہے (۲) وہ مکان جس مین چارون طرف متعدد روشن دان یا دریچے بغرض ہوا بنائے گئے ہون -- مذکر)

ادغچہ | بقول صاحب غیاث بفتحتین و سکون قاف و فتح جیم فارسی و سکون ہای ہوّز لغت ترکی است نوعی از آرایش پلنگ خواب امرا و آن چادری باشد سفید برابر پلنگ که بر چہار طرف آن پارچہٴ رنگین بعرض نیم درعہ بطوری دوزند که وقت گستردن آن پایہٴ پلنگ بدان پوشیدہ نشود و بران پارچہٴ رنگین بکلابتون انواع نقش و نگار دوزند چون آن را برپلنگ گستردہ بالای آن توشک و چادر کشند آن پارچہٴ منقّش از چہار طرف درمیانہٴ ہر چہار پایہٴ پلنگ متصل

فرش زمین آویزان باشد صاحب انند ہمزبان غیاث است عجب است کہ محققین ترکی
ازین ساکت اند مخفی مباد کہ (دق) در فارسی زبان بفتح اوّل وسکون ثانی نوعی از پارچۂ
قیمتی (کذا فی البرہان) و (چہ) بقول ش کلمہ کہ افادۂ معنی تصغیر کند چون در آخر کلمہ در آرند۔
ہمچو باغچہ وطاقچہ پس (دقچہ) بمعنی پارۂ از پارچۂ دق کہ ثمین باشد عجبی نیست کہ چادر زیر
توشک را در چار طرف ش پارہای دق می دوختند تا حصۂ کہ خارج از توشک نمایان باشد
خوش نماید ومجموع آن را (دقچہ) نام کردہ باشند وزیادت الف وصلی در اوّلش ادقچہ شد و
انچہ صاحب غیاث انند نوشتہ است تفنّن طبع وجدّت پسندی زمانیان باشد کہ بجای
پارہای (دق) صناعی دیگر بکار می برند بعض معاصرین عجم این۔ ابزبان دانند ورہند ہم
مروّج است ومحققین اردو زبان ہم این را لغت ترکی دانند وبخیال ما مرکّب فارسی است
صاحب ساطع این را لغت ہندی گوید بمعنی پارچۂ کہ در ان چیزہا می بندند و می برند پس
عجبی منیست کہ این وضع شد برای محفوظ کردن توشک و بالین پلنگ کہ چون از پلنگش بردارند
ورا دقچہ محفوظ کنند وچون بر پلنگ کنند ادقچہ را زیر آن بگسترانند و آن حاشیۂ قیمتی کہ در اطراف
ادقچہ می دوزند معنی خیز است کہ در ہر دو حالت وجود آن باعث زیب وزینت باشد بخیال
ما این لغت ہندی نیست بلکہ اہل ہند از فارسیان گرفتہ اند۔ (اردو) ادقچہ بقول امیر (ترکی)
مذکر۔ پلنگ کی ایک پرتکلف سپید چادر جس کے حاشیہ پر کارچوبی یا کلابتونی کام بنا ہوتا ہے
یہ چادر پلنگ پوش اور توشک کے نیچے بچھائی جاتی ہے جس کا حاشیہ دار کنارہ قریب آدھ
گز کے نیچے لٹکتا رہتا ہے (میرحسن ؎) سراسر ادقچے زری باف کے پلنگ تھے رشک آئینۂ صاف کے

ادک بقول صاحب برہان وسراج وجامع ومفت بفتح اوّل وضم ثانی وسکون کاف فرج زنان وحیوانات دیگر کہ آن موضع جماع ایشان است صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمہ کتاب بذیل لغات ترندو پاژند ایںرا آوردہ تحقیق ما این مرکب است از (ادو) وکاف تصغیر (ادو) در ترکی زبان آتش وہم را گویند (کذا فی کنز) فارسیان دا و علامت ضمہ را کہ بقاعدۂ رسم انحطاط ترکی بود حذف کردہ کاف تصغیر در آخر آوردند بمعنی آتش صغیر شد یعنی آتش پارہ واستعارہ کردند از فرج یا اینکہ بر آخر لفظ (اد) کہ بلغت سنسکرت بمعنی بر و بالا آمدہ (کذا فی الساطع) کاف تصغیر زیادہ کردہ بمعنی چیزی کہ قدرے اندک بالائی و بلندی دارد وکنایہ باشد از کس یا اینکہ (اداک) بمعنی جزیرہ گذشت پس بحذف الف دوّم (ادک) را مخفف آن واستعارۂ فرج را ہم توان گفت کہ در تمام جسم حیوان مقام تعلّق حقیقی ہمین است چنانکہ در محیط بحر جزیرہ مخفی مباد کہ حذف الف بقاعدۂ فارسی جائز است چنانکہ (ماہ ومہ) و (گاہ وگہ) و (راہ ورہ) واللہ اعلم (اردو) فرج (عربی اردو مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ (مونث) عورت کا اندام نہانی - اور فرج کے حقیقی معنی دو چیزون کی بیچ کی کشادگی - رخنہ - شگاف -

ادگر بقول ضمیمۂ برہان بفتح اوّل وکاف فارسی ترجمہ قیاس است وصاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ گوید کہ بمعنی پیمانہ ومشابہت آمدہ ہر دو محققین از سند ساکت خناب انند صراحت کردہ است کہ این لغت فارسی است مؤلف گوید کہ این مرکب باشد از لفظ (اد) و (گر) وادّ بزبان سنسکرت بمعنی حد ونہایت آمدہ (کذا فی الساطع) وگر لغت فارسی است بمعنی دارندہ وصاحب وکنندہ وسازندہ پس معنی لفظی (ادگر)

صاحب حد و نہایت باشد کنایہ از مقیاس کہ معنی پیمانہ ہم ہمین است و بس ہر دو محققین
در تعریف معنی صراحت کافی نکردہ اند آنچہ قیاس و مشابہت نوشتہ اند۔ تحقیق ما مقیاس است
(اردو) ناپ ۔ بقول صاحب آصفیہ اسم مونث ۔ ماپ ۔ پیمانہ ۔ کیل ۔

ادم بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بفتحتین و سکون میم (فارسی) بمعنی لعل
دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و نہ سندی پیش شد و ماخذ این ہیچ بفہم نمی آید بجز این کہ
دم لغت عربی راکہ بالفتح معنی خون است فارسیان الف وصلی در اوّل او آوردہ استعارہ
بہ لعل کردہ باشند و اللہ اعلم (اردو) لال ۔ مذکر ۔ ایک قسم کا بڑا یاقوت سرخ رنگ
(لعل) اسی کا معرب ہے ۔

ادمان بقول صاحب (دری و پہلوی) بالفتح قریہ ایست در ہمدان مؤلد اثیر ادمانی است
دیگر کسی ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ ہیچ آیران و توران درین ہم الف و نون نسبت باشد
عجبی نیست کہ درہمین قریہ معدن لعل باشد کہ فارسیان لعل را (ادم) گفتہ اند واللہ اعلم
(اردو) ادمان ایک قریہ کا نام جو ہمدان مین واقع ہے ۔ مذکر ۔

ادمن بقول برہان و جامع و سراج و شمس و ہفت و رشیدی بفتح اوّل و میم و سکون
ثانی و نون مشک خالص را گویند و بعربی اَذفر خوانند صاحب ناصری کہ از اہل زبان
است سندی آوردہ (سیف ۵) صدری کہ نسیم خلق او عطرِ اقطاع دہر مشک
ادمن ٭ مؤلف را با محققین بالا اختلاف است بخیال ما (ادمن) بمعنی خالص است
و از سند سیف ہم (مشک ادمن) بمعنی مشک خالص پیدا است پس مجرد (ادمن) را معنی

مشک خالص گرفتن محتاج سند دیگر باشد سیما بدینوجہ کہ بہ تحقیق ما (ادمن) مرکب است از (آد) و (من) آد بمد ودہ بزبان سنسکرت بمعنی اصل است کذا فی الساطع) و من بقول صاحب انند وغیاث کلمۂ نسبت باشد پس چیزیکہ منسوب باصل است خالص باشد ممدودہ را فارسیان مقصورہ بدل کردہ باشند کہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است حاصل این است کہ (ادمن) بمعنی خالص باشد کہ صفت مشک تواند شد نہ بمعنی مشک خالص (اردو) خالص (عربی - اردو مین مستعمل) بقول آصفیہ - صاف - اصل - بے ملاوٹ - بے غش -

ادنیٰ بفتح اول و مقصورہ در آخر لغت عرب است - بقول صاحب منتخب بمعنی نزدیکتر و زبون تر - بر تقدیر اول از (دنو) و بر تقدیر ثانی از (دنارت) است اما در ضمیمۂ برہان مذکوراست کہ در استعمال فرس ترجمۂ غلط آمدہ - سندی پیش نشد (اردو) غلط (عربی - اردو مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ صحیح کا نقیض - غیر صحیح (ممنون ۵) شاید کہ شوق نامہ مرا وہ پڑھے تمام نام آج اپنے خط پہ ہے مین نے لکھا غلط

ادوار بکسر اول بقول صاحب رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار نام شاہ انگلستان باشد مؤلف گوید کہ مفرس (ایڈورڈ) بہر دو دال ہندی (اردو) ایڈورڈ - شاہ انگلستان کا نام -

ادوای بقول صاحب برہان وہفت واانند بروزن یکتای بلغت ژند و پاژند بمعنی آواز باشد و بعربی صدا گویند - صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمہ بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ بخیال ما ماخذ این ہمان (آواز) است کہ در ممدودہ گذشت فارسیان اند والف کہ

درزمانۂ قدیم برای ممدودہ بجائیت می آمد۔ الف دوم را بقاعدۂ خود بہ دال مہملہ بدل کردند چنانکہ (زبان و بدان) وزای معجمۂ آخر را بہ یا بدل ساختند چنانکہ (آواز) و (آوای) و این قاعدۂ تبدیل را صاحب قوانین دستگیری ذکر کردہ است پس نتیجۂ تبدیل ہمین دو حرف است کہ (آواز) (ادوای) شد حالا در روزمرۂ معاصرین عجم (ادوای) متروک است (اردو) دیکھو آواز۔

(الف) ادوس بقول برہان وجہانگیری وجامع واننذ بفتح اول وضم ثانی وسکون واو (۱) کسی را گویند کہ بسبب علتی چشم او تاریکی کند وشبکور را نیز گفتہ اند وبقول ناصری علت شبکوری وضعف چشم۔ خان آرزو در سراج آوردہ کہ این لغت عربی است وبفتح واو باشد۔ صاحب شمس ہم این را عربی گفتہ صاحب رشیدی بہمین معنی ۔۔۔۔۔۔۔

(ب) ادوک (بکاف عربی در آخر نوشتہ وصاحب شمس بتائیدش این را لغت فارسی گفتہ مؤلف گوید کہ بخیال ما این مرکب باشد از (اَد) و (اوک) کہ ہردو لغت سنسکرت است (اد) بالفتح مخفف (آد) بمعنی نصف و (اوک) بالضم بمعنی لغزش وخطا باشد کذا فی الشاطع عجبی نیست کہ فارسیان مرکب این ہردو لفظ یعنی (ادوک) را بمعنی نیم لغزش وکنایہ از شب کور گرفتہ باشند کہ از لیل ونہار لغزش او صرف در شب است وبکثرت استعمال الف دوم حذف شد وبقاعدۂ فرس اسم فاعل ترکیبی است کہ دو اسم جمع شدہ افادۂ معنی فاعلی کردہ است والف معرّب (ب) باشد چنانکہ خان آرزو (الف) را لغت عرب گفتہ (واللہ اعلم) (اردو) (الف ب) (۱) وہ شخص جسکی آنکھوں کو کم دکھائی دے۔

وہندی آنکھوں والا۔ شب کور (بقول صاحب آصفیہ (فارسی) رتوندیا۔ وہ شخص جسکو رات کو دکھائی نہ دے۔ (۲) شبکوری۔

ادوی بقول صاحب برہان وجامع وہفت بفتح اول وکسر ثالث وسکون ثانی وتحتانی مجہول دارو ئیست کہ آنرا اگر ترکی گویند و (وج) نیز خوانند وبعضی برانند کہ ترجمۂ آن بعربی (صبر) است وبقول صاحب سراج نام این بعربی (وج) وبہندی (بچ) باشد۔ صاحب محیط بر لفظ بچ فرماید کہ اسم ہندی (وج) است وبفارسی این را اگر ترکی گویند وبزبان سنسکرت (وسا وچہتہ) و (چپلا) بچ گیاہی است کہ در آبہا می روید دو نوع است و ہر دو نوع نزد ہندیان تلخ وتیز وگرم ومشہی طعام ومنقی ومصفی گلو ودافع خلط وفساد وباد وبلغم ومنافع بسیار دارد وبر لفظ (وج) بہ واو وجیم عربی فرماید کہ این را زنجبیل العجم نیز خوانند وبیونانی (اقورون) وبقول دیسقوریدوس (اوردون) کہ آن (اوردان) است وبلاطینی (اکرس) وبترکی (اگیر) وبفارسی (برج) و (کارونک) وبرومی (اقارون) و (اگر ترکی) ودر کشمیری (وائی) ودر پنجابی (ورک) ودر گجراتی (لینی۔لنہی) وبہندی (بچ) نامند۔ بقول شیخ و گیلانی خشک در اول دوم وگویند گرم وخشک در سوم وبعضی گرم در سوم وخشک در وسط دوم نوشتہ اند صاحب انند صراحت کند کہ این لغت فارسی زبان است (انتہی) و ماخذ این ہیچ بفہم ما نمی آید بجز اینکہ فارسیان از زبان سنسکرت گرفتہ اندکہ (دُوی) بمعنی دو باشد و الف نفی بقاعدۂ سنسکرت در ابتدای لفظ (دوی) آوردہ اند یعنی چیزی کہ ثانی ومقابل ندارد واین قسم الف در فارسی قدیم ہم یافتہ می شود کہ ذکرش بر (اجنبان) کردہ ایم الحاصل

بلحاظ منافع کثیرہ این را بی مثل گفتن مبالغہ جائز است (اردو) بچ - بقول آصفیہ (ہندی) ایک مشہور کڑوی جڑ کا نام جسے عربی مین (وج) فارسی مین (برج) کہتے ہین دوم درجہ مین گرم و خشک ہے -

ادویۂ گرم | بقول صاحب بحر عجم باضافت (ادویہ کہ جمع دوا ست حوائج دیگ را گویند از قلفل و دارچینی و زیرہ و مانند آن - صاحب مؤید بحوالہ (رسالہ علمی) ذکر این کردہ است و در ضمیمہ برہان ہم یافتہ می شود یعنی لفظی این دواہا کہ مزاجاً گرم باشد و اصطلاحاً مخصوص بحوائج دیگ است کہ دیگ افزار ہم خوانند (اردو) گرم مصالح - بقول صاحب آصفیہ (مذکر) ابازیر - توابل وہ خوشبودار چیزین جو طعام مین ڈالی جاتی ہین - جیسے لونگ - الائچی زیرہ - دارچینی - سیاہ مرچ جسکو فارسی مین دیگ افزار کہتے ہین -

ادہا | بقول خان آرزو در سراج بفتح اول و سکون دوم و ہای بالف کشدہ ورزش نمودن و مشق کردن - دیگر کسی ذکر این نکرد معلوم میشود کہ مقصود صاحب سراج حاصل بالمصدر است از مصدر عربی (داہیہ) کہ بمعنی بلای سخت است (ادہی) اسم تفضیل باشد بمعنی اشد (کذا فی منتہی الارب) پس عجبی نیست کہ فارسیان بقاعدۂ خود یای آخر را بصورت الف نوشتہ بمعنی ورزش و مشق استعمال کردہ باشند اما سندی باید کہ پیش نشد (اردو) ورزش - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث - کسرت - ریاضت - جسمانی مشق - مشق - بقول منہ (عربی) مؤنث کسی کام کی مداومت - فراولت - ممارست -

(الف) ادہجا | بقول صاحبان برہان و ناصری و ہفت و انند بابای ہوز و جیم عربی

بروزن بدلقا بوته پرخاریست که چون بر جائی بچسپد جدا کردن از آن بسیار دشوار باشد خان آرزو در سراج این بهمین معنی (ادهما) با میم بعوض جیم آورده صاحب جهانگیری وجامع باتفاق برهان این را مرادف (اجهره) گوید که گذشت صاحب ضمیمه برهان ذکر - - - - - - - - -

(ب) **ادهجاره** | کرده گوید که مرادف (ادهجا) ست بخیال ما (الف) مخفف (ب) باشد و ماخذ (ب) هیچ بفهم ما نیامده بجز اینکه مرکب باشد از (ادھ) بالفتح که لغت سنسکرت است (۱) بمعنی نیم و (۲) بفتحتین بمعنی زیر و تحت و (جار) بروزن دار در سنسکرت بمعنی حریف زن وزهر و سم (کذا فی اتساطع) پس فارسیان بر (ادهجار) هاء نسبت زیاده کرده باشند که بمعنی (۱) منسوب به نصف سم باشد یا حریف ذیلی و کنایه باشد از بوته پرخاری که بر دامن جامه بچسپد وایذا و تکلیف رسان است همچو نیم سم که قاتل نیست ولیکن ایذا و تکلیف ده باشد یا حریف ذیلی که اگرچه تحت قدرت است ولیکن دشمن (والله اعلم) اندرینصورت بمعنی دوم باید الف را بروزن (طرب زا) گیریم و (ب) را بروزن (قلم کاره) انچه خان آرزو الف را (ادهما) به میم نوشته است تسامح یا غلطی کتابت بیش نیست (اردو) دیکهو اجهره-

(الف) **ادهم** | بقول صاحب غیاث بالفتح بمعنی سیاه - و اسپ سیاه و مار سیاه و بند آهنی و نام پدر ابراهیم بلخی که ولی کامل بود - لغت عربی است صاحب منتخب معنی سوم را ترک کرده گوید که اثر و نشان کهنه هم صاحب مؤید بمعنی دوم و پنجم قانع در استعمال فرس بمعنی دوم اکثر یافته می شود و فارسیان شب را تشبیه به ادهم می دهند - - - - - - - - -

(ب) **ادهم شب** | باضافت ادهم شب را گفته اند چنانکه انوری گوید (ش) آه ب

روز و ادہم شب را ؛؛ پشیہ لیسیدن لگام تو باد ؛؛ (ارد و) (الف) ادہم - بقول امیر سیاہ رنگ کا گھوڑا (بحر ۔۔۔) سمجھے رہے آپکو شہرپا برکاب ؛؛ طے منزل ہستی ہوئی جاتی ہے شتاب دو گھوڑ ون کی چوکی ہے پے عمر روان ؛؛ ابلق ہے شیب اور ادہم ہے شباب ؛؛ (ب) ادہم شب اردو مین کہ سکتے ہین -

ادیان بقول صاحب بہار و سراج و ہفت بر وزن ہذیان چار وای دونده را گویند مرادف (ادیون) کہ می آید صاحب رشیدی وجہانگیری گو یدکہ چار پای درنده کہ فربہ باشد وبقول ناصری چار پای رونده صاحب جامع با ناصری اتفاق دارد بخیال ما ماخذ این (ادی) بضم اوّل وفتح دوّم است کہ در سنسکرت کوہی راگویند کہ مطلع خورشید باشد وبمعنی طالع وبلند شونده (کذا فی الساطع) پس فارسیان بزیادت الف ونون لا ندر آخر آن چون (ازشاد شادان) کنایہ گرفتہ اند از چار پائیکہ رونده ودونده باشد کہ در دشت رود ودود وبرکوہ بلند شود - آنانکہ چار پای درنده نوشتہ اند تسامحی بیش نباشد کہ در مادہ این لفظ حرکت است نہ درندگی وجز این نیست کہ (رونده ودونده) را بغلطی کتابت فرہنگ رشیدی وجہانگیری (درنده) کرد (ارد و) دوڑتا ہوا - چلتا ہوا چار پایہ (مذکر)

ادیش صاحب انند گوید کہ بفتح اوّل وبیای معروف بمعنی آتش و آدیش بالمد صحیح است صاحب کشف اللغات بمدوده ومقصوره ہرد ونوشتہ مؤلف گوید کہ آدیش بمدوده بجای خودش گذشت کہ صاحبان تحقیق آن را مبدّل (آتیش) گفتہ اند کہ بقاعدهٔ فارسی تای فوقانی بہ دال بدل شده مخفی مباد کہ اصل (آتش) (تش) باشد بکسر اوّل کہ در زبان

سنسکرت بمعنی گرمی و حرارت است و از ہمین است (تِشنا) بکسر اوّل کہ بقول صاحب ساطع
در سنسکرت بمعنی تشنگی و عطش آمدہ صاحب برہان بر لفظ (تش) گوید کہ بالفتح بمعنی آتش باشد
و بالکسر بمعنی تشنگی (الخ) ما عرض کنیم کہ برہان بر تحقیق خود کہ بر لفظ (آدیش) گذشت
غوری نکرد کہ خود او در اینجا (آتش) را بکسر تا صحیح قرار دادہ و تحتانی (آتیش و ادیش) را
علامت کسرۂ تا و دال نوشتہ تا دلالت کند بر کسرۂ ماقبل و صاحب قانون دستگیری ہم صراحت
فرمودہ کہ چون خواہند کہ الف اشباع در آورند لحاظ بر حرکت ماقبل کنند یعنی اگر ماقبل مکسور باشد
بعوض الف اشباع یای تحتانی آورند چون آتش و آتیش (الخ) پس متحقق شد کہ اصل این
(تش) بکسر اوّل ست نہ بالفتح - فارسیان الف وصلی بر (تش) آوردہ (اتش) کردند و تای
فوقانی بہ دال مہملہ بدل شدہ (ادِش) قرار یافت و چون بلحاظ کسرۂ تا و دال الف اشباع
را بیا بدل کردہ بر وزیادہ کردند (اتیش) و (ادیش) شد ہر گاہ لب و لہجۂ مقامی مقصورہ را
بممدودہ بدل کرد (آتیش و آدیش) گردید و چون یای علامت کسرہ را حذف کردند (آتِش
و آدِش) باقی ماند - پس انچہ صاحب انند (آدیش بممدودہ) را صحیح قرار دہد و بالمعنی (ادیش
بمقصورہ) را غیر صحیح داند دعوی او بی دلیل است صاحب کشف درست گوید کہ (ادیش
بممدودہ و مقصورہ ہر دو آمدہ چنانکہ صراحت کافی بالا گذشت (اردو) دیکھو آتش کے پہلے معنی

(الف) ادیم | بقول برہان و ہفت بروزن ندیم (۱) بمعنی چرم و پوست باشد و بعضی
(۲) بلغار را ادیم گویند و آن پوستی باشد خوشبوی و موج دار و رنگین - گویند کہ از تابش ستارۂ
سہیل آن رنگ بہم میرسد صاحب سراج باتفاق برہان گوید کہ (۳) بمعنی رخ ہم - و (دیم) مخفف است

وبقول جهانگیری (۴) بمعنی روز و مخفف دیم و در عربی نوع پوست و (۵) روی زمین -
صاحب ناصری فرماید که مرادف دیم بمعنی روی - صاحب جامع آورده که آدیم بمعنی روی
باشد و در عربی نوعی از پوست و روی زمین هم - صاحب رشیدی بر معنی سوم قانع و گوید که
مرادف دیم است صاحب مؤید بذیل لغات عربی ذکر این کرده بر معنی اول و دوم قناعت
کند و بهار هم ذکر همین دو معنی کرده (شیخ شیراز ۵۲) بر همه عالم همی تابد سهیل * جای انسان
می کند جائی ادیم * مؤلف گوید که این لغت عربی است بقول صاحب منتخب بالفتح پوست
یا پوست سرخ یا پوست دباغت کرده و طعام یا نانخورش و نام اسپی و موضعی - و ادیم الارض
بمعنی روی زمین و ادیم السما ظاهر آن و ادیم النهار - روشنی روز یا اکثر آن و ادیم الضحی
اول چاشت (انتهی) پس بخیال ما معنی اول و دوم خود در عربی زبان موجود است و معنی سوم
قابل غور که از مجرد لفظ ادیم پیدا نمی شود تا آنکه آنرا اضافت بسوی چیزی نکنند همچو ---
(ب) ادیم زمین) که بمعنی روی زمین است (سعدی ۵۳) ادیم زمین سفرهٔ عام اوست
برین خوان یغما چه دشمن چه دوست * و نسبت معنی چهارم عرض می شود که صاحب جهانگیری
از (ادیم النهار) پیدا کرده است و از مجرد لفظ ادیم معنی روز پیدا نمی شود تسامح صاحب جهانگیری
باشد و همچنین معنی پنجم ترجمهٔ (ادیم الارض) است نه مجرد لفظ ادیم بالجمله به تحقیق ما معنی اول حقیقی
باشد و معنی دوم مجاز آن باقی هر سه معانی در خور آن نیست که آنرا معنی مجرد لفظ ادیم قرار
دهیم که بحالت ترکیب با لفظ دیگر بطور مجاز پیدا می شود فتامل و از همین قبیل است ---
(ج) ادیم طائفی) که کنایه باشد از نعلین چنانکه جامی گوید (۵۴) ادیم طائفی در زیر پا کن *

شراک از رشتہ جا نہای آکن تو (اردو) (الف) (۱) چمڑا۔ بقول آصفیہ (ہندی) مذکر۔ کھال۔ چرم۔ جلد۔ پوست حیوانات۔ اوہوڑی (۲) دباغت کیا ہوا رنگا ہوا چمڑا۔ مذکر (ب) بعض زمین کہہ سکتے ہین۔ مذکر (ج) نعلین۔ بقول صاحب آصفیہ عربی۔ مذکر۔ دو نون جوتیان۔ جوتون کا جوڑا۔

ادیم بکران اصطلاح۔ بقول صاحب بحر و مؤید باضافت ادیم شفق باشد دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و سندی پیش نہ شد مؤلف گوید کہ معنی حقیقی این چرم رنگین وسیع و کشادہ و کنایہ باشد از شفق کہ جسمی بسیط سرخ بہ نظر می آید (اردو) شفق (عربی۔ اردو مین مستعمل) بقول آصفیہ (مؤنث) صبح اور شام کی سرخی مگر اردو مین شام کی سرخی کو زیادہ کہتے ہین (ذوق ؎)

ہے آج جو یون خوشنما نور سحر رنگ شفق پر
پرتو ہے کس خورشید کا نور سحر رنگ شفق پر

ادین خراس خراب اصطلاح۔ باضافت خراس۔ بقول صاحب شمس کنایہ از فلک است۔ صاحب برہان (خراس خراب) را کنایہ از آسمان کردہ و خراس بمعنی آسیای بزرگ است (کذا فی البرہان) و ادین بکسر اول بروزن سین بقول برہان نام فرشتہ کہ بمحافظت قلم مامور است و بقول ش در عربی بمعنی عادت و کیش (الخ) پس عجمی نیست کہ فارسیان الف وصلی در اول این آوردہ (ادین) کردند (ادین خراس) اسم فاعل ترکیبی باشد کہ در اسم جمع شدہ افادۂ معنی فاعلی کند و خراب صفت خراس باشد یا صفت ادین بمعنی خصلت و عادت دارندۂ آسیای بزرگ کہ خراب است یعنی دور زنندہ ہمچو آسیای بزرگ کہ خراب باشد و کنایہ از فلک لیکن اندرین صورت بقاعدۂ فارسی خراس را بر لفظ ادین مقدم کردن ضرور بود و درین جا خلاف قیاس واقع۔ دیگر کسی از محققین

ذکر این نکرد و سندی پیش نہ شد و بزبان معاصرین ہم متروک - صاحب شمس ذمہ دار است و ما از تحقیق مزید قاصریم (اردو) دیکھو آسمان -

ادیون | بقول برہان و سراج و ہفت بروزن گردون بمعنی ادیان است کہ چاروای دونده باشد صاحب رشیدی وجہانگیری چاروای درنده راگفته که فربه بود و بقول جامع چارپای رونده مؤلف گوید که بر لفظ (ادیان) صراحت ماخذ کرده ایم و درین لفظ الف دوم بقاعدهٔ تبدیل قُرس به واو بدل شد چنانکه دریکسان و یکسون و دہان و دہون (کذا فی دستگیری) و نسبت اختلاف دونده و رونده و درنده رای خود بر لفظ (ادیان) ظاہر کرده ایم که بلحاظ ماخذ دونده صحیح باشد (اردو) دیکھو ادیان -

الف مقصوره با ذال معجمه

اذار | بقول صاحب بول چال معاصرین عجم ماه مارچ را گویند که انگلیسی ماه سوم است مؤلف گوید که ہمان (آذار) که در ممدوده گذشت یعنی نام ماه اوّل بہار از سال رومیان - بکثرت استعمال خصوصاً در روزمرّهٔ معاصرین ممدوده بمقصوره بدل شد پس بفتح اوّل باشد صاحب غیاث بر آذار گوید که نام ماه رومی است که مطابق آن ہندی چیت است (اردو) مارچ سال عیسوی کے تیسرے مہینے کو معاصرین عجم نے (اذار) کہا ہے - مذکر -

اذاراقی | صاحب ضمیمہ برہان گوید که بفتح اوّل و ذال نقطه دار و رای مہملہ ہر دو الف کشیده و وقف به تحتانی بقول بعض لغت یونانی است و بقول بعض رومی و آن دوای باشد که بفارسی کچلہ گویند و از جملہ سموم است خصوص گرگ و سگ را در حال می کشد و در عربی

خانق الکلب و قاتل الکلب گویند صاحب سوار السبیل این را (اذارقی) گوید بدون الف دوم و فرماید کہ در یونانی زبان این را (ازارخیا) خوانند بہ زای ہوّز دوم و خای معجمہ (الخ) پس عجبی نیست کہ این معرّب باشد و عربان کتابت حرف دوم را بذال معجمہ بدل کردہ باشند و حرف ششم را بقاف و بدین وجہ کہ لفظ زبان غیر است نمیتوان گفت کہ دراصل آن حرف دوم زای معجمہ بود یا حرف ششم خای معجمہ بخیال ما این قسم الفاظ را بعوض قاف خانو بہتر یا بالعکس آن حکم مساوات دارد کہ در رسالۂ غیر عربی امتیاز (خ) و (ق) و (ذ) و (ز) نیست مخفی مباد کہ ہمین لفظ بہ دال مہملہ بجای خودش گذشتہ است و این تبدیل بقاعدۂ فرس جائز است کہ ذال معجمہ را بدال مہملہ بدل کنند چنانکہ استاذ را استاد کردند (اردو) دیکھو اداراقی

| اذری | بفتح اول بقول صاحب سوار السبیل منسوب بہ (آذربیجان) کہ نام شہریست

مؤلف گوید کہ بہ کثرت استعمال ممدودہ بمقصورہ بدل شدہ باشد واز (آذربیجان) آذربایجان مراد است کہ گذشت پس (اذر) مخفف (آذربایجان) و یای نسبت بر او آوردہ کسی یا چیزی را نام نہادند کہ منسوب بآنست دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد ما بر لفظ آذر از ماخذش بحثی کافی نکردہ ایم بنا بر علیہ ہمدرینجا تلافی مافات می کنیم صاحبان تحقیق گفتہ اند کہ (آذر- بذال معجمہ) دراصل آدر- بدال مہملہ بود و این از کتاب ژند منقول است و ذکر این بر (آذر) ہم گذشت پس فارسیان بقاعدۂ خود دال مہملہ را بذال معجمہ بدل کردند چنانکہ از نبید نبیذ حالا بر لفظ (آدر) غور کنیم کہ بدال مہملہ آمدہ ماخذ این جز این بخیال ما نمی آید کہ بزبان سنسکرت (آدر) بمعنی تعظیم و تکریم است (کذا فی القاطع) پس فارسیان کہ آتش پرست بودند آتش را

بہ ہمین معنی (آذر) نام کردہ باشند واللہ اعلم (اردو) آذربایجانی وہ چیز یا وہ شخص جو
آذربایجان سے منسوب ہو۔

اذن بقول صاحب منتخب بالکسر بمعنی دستوری دادن وگوش داشتن و بالضم گوش
سخن شنو۔ بقول صاحب آصفی معروف مؤلف گوید کہ فارسیان این را بمعنی دستو
و اجازت استعمال کنند و با مصادر فرس ہم مرکب سازند (نثر صاحب حکایت) خواج
رفتہ فراش فرستادہ اشخاص مفصلہ را حاضر نمودہ بعد از اذن ورود تعظیم وسجود بعمل آو
منتر صد فرمان می ایستد" (اردو) اذن (عربی - اردو مین مستعمل) بقول امیر - مذکر - اج
حکم (برق ۵) نہین امکان مین بے اذن ہلے پتا بہی ؛ جسکو مختار کیا آپنے مجبور

(الف) **اذن دادن** استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی دستوری و اجازت دادن وعطا کردن است (حزین اصفہانی ۵) پانچ چو دادمش خرم اذن داد وگفت ؛ میدان زتست گوی سخن زن باقتدار ؛ مؤلف گوید کہ در روزمرۂ معاصرین عجم - - - - - - -

(ب) **اذن یافتن** ہم شنیدہ کہ بمعنی حاصل کردن دستوری وا است (اردو) (الف) اجازت (ب) اذن لینا - بمعنی اجازت حا کرنا - (اسیر ۵) قصد سجدہ جو یا ی صنم پر ہے اسیر ؛ اذن لو پہلے جبین سائی کا ؛

الف مقصورہ با رای مہملہ

ار بقول صاحبان برہان ورشیدی وجہانگیری وہفت وسروری بفتح اول وسکو

(۱) ارهٔ درود گری باشد و (۲) حرف شرط بمعنی اگر که آن کلمهٔ شرط است یا مخفف (اگر) و (۳)
کنجاره که ثفل دانهٔ روغن گرفته باشد و بترکی مرد را گویند که مقابل زن است صاحب جامع
باتفاق برهان نسبت معنی سوم صراحت کند که نخاله و ثفل کنجد و دانهای دیگر که روغن ازو کشیده
شده باشد صاحب (پهلوی و دری) و ناصری بر معنی اوّل و دوّم قانع و خان آرزو و سراج
باتفاق هر سه معانی برهان فرماید که در هندی بمعنی دشمن - (فردوسی ط) چو خستو نیاید نه بندد
کمر * ببرّم میانش بتیزنده اره * (حکیم سنائی ع) کم مباش از برهمن در حق حق ار مؤمنی * کز پی
تصدیق باطل تن نبرد برهمن * **مؤلف** گوید که (آرا) بممدوده بزبان سنسکرت همان آله
را نام است که بفارسیش (ارّه) گویند که چوب و غیر ذلک را ببرد و (ار) بالفتح در سنسکرت
بمعنی دشمن و عدوست (کذا فی الساطع) پس عجبی نیست که فارسیان لفظ (اره) از لغت سنسکرت
(آرا) وضع کرده باشند و (ار) مخفف آن باشد و بدین وجه که این آله هر چیز را ببرد آنرا عدوی
هر شی هم توان گفت که به های نسبت (اره) بدون تشدید رای مهمله بمعنی منسوب به دشمن باشد
وبعضی از محققین (ارّه) را لغت ترکی گفته اند چنانکه صاحب خزانه آورده ولیکن لغات ترکی
ازین ساکت وصاحب کنز که محقق ترکی زبان است این را فارسی گفته بخیال ما جز این نیست
که اهل سنسکرت (آرا) از (ار) وضع کرده اند و فارسیان (اره) از (آرا) ساخته اند که تبدیل
الف به های هوزی میشود چنانکه (یاسا و یاسه) و بکثرت استعمال ممدوده بمقصوره بدل شد و نسبت
تشدید رای مهمله عرض میشود که عجبی نیست که (ارّه) مرکب باشد از لفظ (ار) که بمعنی دشمن
گذشت و (ره) بمعنی رسم و قاعده هم (کذا فی البرهان) پس (ار ره) بمعنی رسم و قاعدهٔ دشمن باشد

که هر چیز را ببرد و دو نیم کند و اینکه فدپس عجبی نیست که کثرت استعمال بقاعدهٔ ادغام رای مهمله را
مشدّد کرده و یا اینکه بر لغت (ار) که در عربی زبان بمعنی راندن و جماع کردن است های نسبت
آورده (ارّه) آلتی را نام نهادند که حرکتش مشابه حرکت جماع و معنی راندن هم من وجه درواست
باقی حال شک نیست که ار مخفف (ارّه) باشد بمعنی اوّل و مخفف (اگر) بمعنی دوّم و مخفّف
کنجار بمعنی سوّم (اردو) (۱) آرا- صاحب امیر اللغات فرماتے ہین که اسکی اصل لفظ
(ارّه) معلوم ہوتی ہے جو فارسی ہے اور بعض کا خیال ہے که (آر) سے بنا ہے کیونکه
(آر) نوکدار چیز ہے اور ارہ مین بھی دندانے ہوتے ہین- لوہے کا ایک خمدار آله
تلوار سے مشابه جسمین نیم کی پتی کی طرح دندانے ہوتے ہین اور دونون سرون پر لکڑی کا
دسته جسکو دو آدمی دونون طرف پکڑکر موٹی لکڑیان چیرتے ہین (ناسخ ؎) دلائی یاد
مجھے تو نے قامت دلدار: کرین ترے لئے اے سرو تیز آرے دانت: بقول
امیر (ارّہ) بھی اردو مین مستعمل ہے (مذکّر) (آتش ؎) دریا سے حسن چہرہ ہے
اس شوخ و شنگ کا: مژگان نہین ہین ارہ ہے پشت نہنگ کا: مؤلف عرض
کرتا ہے که آرا یا ارّہ کے لئے خمیدگی لازم نہین ہے اور نه خوانخواہ دونون جانب
دو دستون کی ضرورت ہے اور نه موٹی لکڑیون سے اسکو تخصیص ہے چیرنے کے لئے
مستعمل ہے (۲) اگر حرف شرط (دیکھو اگر) (۳) کھل- مونث- تل یا ترے وغیرہ کا پھوک (آصفیه)

(الف) ارابچی | (الف) بقول بہار آنکه مردم را برارابه سوار کرده ببرد (سیفی ؎) هرجا که
(ب) ارابه | آن ارابچی من کند گذر: همچون ارابه در پئی اسپش دوم بسر: روز نے

کہ برارابہ سوارند دلبران ؛ در دلبری است از ہمہ این شوخ بیشتر ؛ ونسبت (ب) فرمائد کہ بروزن قرابہ گردون چوبی کہ بران بارکنند وبعضی در رسم الخط (عرابہ) بعین نویسند و این غلط عام است وصحیح (عرادہ) بعین و دال مہملتین باشد (انتہی) میرزا عبد القادر تونی گوید (ﮦ) ارابہ پی توپ بردن بجنگ ؛ چو موجی کہ آرد بساحل نہنگ ؛ صاحبان برہان وسراج ووارستہ نسبت (ب) فرمایند کہ گردون را گویند وصاحب جامع گوید کہ گردان معروف وبقول شمس (عربی) چرخی کہ بران سوار شوند ویا چیزہا را بران بارکنند کہ بہندیش (گاری) خوانند مخفی مباد کہ گردون بمعنی چرخی است کہ دورمی زند ومجازاً عجلہ راہم گفتہ اند مؤلف عرض کند کہ (ارابہ) لغت ترکی است صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است ذکر این کردہ والفاظ مرکب ترکی زبان باشد بمعنی ارابہ ران کہ (چی) در ترکی بیای معروف بمعنی دارندہ آمدہ - (اردو) (الف) گاڑی بان - گاڑی وان - بقول آصفیہ (مذکر) کوچوان گاڑی چلانیوالا گاڑی ہانکنے والا - اراپچی - (ب) گاڑی - بقول آصفیہ (ہندی) مؤنث - آدمیون کے سوار ہونے اور اسباب لادکر لیجانے کا پہیون دار چھکڑا - بہلی - ارابہ - عجلہ - بقول امیر (ارابہ) فارسی اردو مین مستعمل - مذکر - چھکڑا (رشک ﮦ) تونے چاہی باربرداری جو خیمے کیلئے مہرو مہ بہلی بنے گردون ارابہ بن گیا ؛

ارابہ ساز استعمال - بقول بہار آنکہ گردون ہا را باز د مؤلف گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است از مصدر (ارابہ ساختن) بمعنی ارابہ سازندہ اگرچہ سندی پیش نہ شد مگر در روزمرّہ معاصرین عجم شنیدہ ایم (اردو) گاڑی بنانے والا - مذکر -

(۱) ارابه کش — استعمال - بفتح کاف عربی فاعل
بقول صاحب انندمرادف (ارابچی) گه گذشت
هندی پیش نکرده از کلام ظهوری سندی بدست
آورده ایم که بهار نقلش بذیل لفظ (ارابه) کرده
(ــه) قلعه قاف توتیا گردد ؛ در ره گوشش
ارابه کشان ؛ گردد از نقل توپخانه توپ اژدها
ز ارعرصهٔ میدان ؛ پنجیال ما (ارابه کش) اسم
ترکیبی است از مصدر - - - - - - - - - - -

(۲) ارابه کشیدن — و مراد از آدمیان یا
گاوان یا اسپان ارابه کشنده باشد نه (ارابچی) صاحب
انندغوری نفرمود (اردو) (۱) گاڑی کھینچنے والا -
انسان ہو یا جانور (۲) گاڑی کھینچنا -

(۱) اراجیف — ع بقول بهار بجیم تازی بر وزن احادیث بحواله کنز اللغات چیزهای دروغ
جمع ارجاف بالکسر - صاحب منتخب بر ارجاف فرماید که در چیزی شروع کردن و چیزهای
دروغ افگندن و بالفتح چیزهای دروغ و جمع آن اراجیف - خان آرزو در چراغ فرماید
که فارسیان بمعنی سخنهای بی اصل استعمال کرده اند و گوید که از اهل زبان بتحقیق رسیده و از کلام
سلیم سند آرد (ع) بهر سو میدویدی چون اراجیف ؛ و وارسته گوید که بمعنی خبرهای واهی
است (ظهوری ــه) نبودیم مرد اراجیف عقل ؛ خبر را ز خود بیخبر ساختیم ؛ صاحب تحقیق
آورده که این لفظ عربی است بمعنی اخبار فتنه و فساد نه فارسی چنانکه بعضی گمان برده اند
مؤلف عرض کند که از کلام ظهوری می کشاید که فارسیان - - - - - - - - - -

(۲) اراجیف عقل — بصفت کسیکه آورده اند که اشاعت اخبار فتنه و فساد کند و سخن های
بی اصل را مشهور نماید - اسم فاعل ترکیبی است (اردو) (۱) اخبار بے اصل و فتنه و فساد
(۲) اس شخص کی صفت جو بے اصل خبروں کی شہرت دے اور فتنہ و فساد کی باتیں مشہور کرے -

ارادند	بقول صاحب شمس بالفتح بزبان پہلوی دجلہ را گویند کہ رود باشد و (اروند) بحذف الف بمثلہ - صاحب (پہلوی و دری) این را ننوشت و دیگر کسی از محققین ہم ذکر این نکرد بخیال ما صاحب شمس تسامح کردہ است کہ (اراوند) را کہ بہ واو چہارم است بہ دال مہملۂ چہارم آوردہ ما ذکر ما خذش بجای خود وش کنیم (اردو) دیکھو اراوند - واو چہارم کے ساتھ -

ارادہ	لغت عربی است بکسر اوّل و فتح دال مہملہ و در آخر تای مدوّرہ باشد فارسیان بقاعدۂ خود آنرا بہ ہای ہوز بدل کردند - بقول صاحب منتہی الارب بمعنی خواستن - فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی قصد و خواہش استعمال کنند و با مصادر فرس مرکب ہم کہ در ملحقات آید (اردو) ارادہ (عربی - اردو میں مستعمل) بقول امیر - مذکر - بمعنی قصد - عزم (آتش ؎) جب سے شیطان کا احوال سنا ہے میں نے ؛ پاسے بت پر بھی ارادہ ہے جبین سائی کا ؛

ارادہ نمودن	استعمال - بمعنی قصد و خواہش کردن چنانکہ عرفی گوید (؎) کسی ارادۂ جولان عافیت نمود ؛ کہ زخم تیر بلا پای رکاب نخوردہ ؛ (اردو) ارادہ کرنا خواہش کرنا (ناسخ ؎) ہے بجا نزدیک والے مجھ سے گر واقف نہیں ؛ میرے شہرے نے کیا ہی اب ارادہ دور کا ؛

(۱۲۵۸)

اراریں	بقول صاحب ہفت قلزم و برہان کہ بر لفظ (اوارین) ذکر کردہ بفتحتین و کسر رای مہملۂ دوم مرادف (اوارین) کہ گذشت بمعنی ہر چیز زشت و بخیال مؤلف - این مرکب است از (رار) کہ بزبان سنسکرت بمعنی ستیزہ و عربدہ آمدہ فارسیان الف وصلی در اوّل این و (یا و نون نسبت) در آخر آوردہ (اراریں) کردند بمعنی منسوب بہ ستیزہ و عربدہ و مجازاً

بمعنی زشت و بدگرفتند (اردو) دیکھو (ادارین) -

اراضی خالصۂ دیوان اصطلاح - باضافت اراضی وکسرۂ ہای ہوّز مرکّب توصیفی است بقول صاحب بول چال درروزمرّۂ معاصرین عجم زمین خاصِ شاہی را گویند وصاحب رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکراین کردہ فرماید کہ بمعنی مطلق زمین شاہی است مؤلف گوید کہ دراصطلاح مالگزاری عجم بدون لفظ (دیوان) اراضی خالصہ ہم بہمین معنی معروف است ودر دفاتر دیوان وکن مجرد لفظ خالصہ ہم بہمین معنی مستعمل این مرکّب است از (اراضی) کہ بلغت عرب جمع ارض وبمعنی زمین ہا و (خالصہ) صفت آن کہ تقاعدۂ عربی بلحاظ جمع موصوف - مؤنّث واقع شدہ و خالص ہم لغت عرب است بمعنی سادہ ونیامیختہ بچیزی - پس اراضی خالصہ زمین ہای خالص است (ور آ) اقطاع وجاگیر و دیگر عطیات ارضی شاہی کہ متعلّق بدیوان است یعنی متعلّق بدفتر حساب شاہی مخفی مباد کہ ممالک محروسۂ شاہی شامل باشد بر خالصۂ شاہی وعطیّات پس این حصۂ اوّل آنست (اردو) خالصہ - (عربی اردو مین مستعمل - بقول صاحب آصفیہ وہ سرکاری ملک یا زمین جس مین کسی اور کا حق نہ ہو - سرکاری زمین -

(۱) اراقوا بقول برہان وہفت وانند بفتح اوّل وقاف و واو بالف کشیدہ بلغت رومی نام تخمیست بشکل مدوّر و برنگ سیاہ وبغایت صلب و درمیان گندم و عدس بسیار می باشد و آنرا بشیرازی سیہک خوانند و آرد آنرا با سرکہ وآب بسرشتہ بر ورمہای گرم و صلب ضماد کنند نرم سازد صاحب محیط این را بدون الف آخر اراقو نوشتہ صراحت کند کہ گیلانی اسم یونانی این ....

(۲) اراقیا | گفتہ تخمی است کہ در کشت گندم و عدس بسیار می باشد و آنرا بفارسی چکلک و سیاک و سیہک و سیاہک نامند و بہندی کٹیلا گویند محلّل و ملیّن است ضماد آن تحلیل اورام کند و ازالۂ دردنماید ردی الغذا و نفّاخ و مورث قولنج ریحی است مصلح آن سرکہ ممزوج بشیرینی (اردو) لفظ (اراقیا پر صاحب محیط نے کٹیلا لکھا ہے اور صاحب ساطع نے کٹیلا پر درخت خار دار اور نوعی از رستنی پر قناعت کی ہے بہرحال یہ لفظ زبان سنسکرت کا ہے بلحاظ تعریف فارسی ایک تخم کا نام جو گول اور سیاہ ہوتا ہے اور گیہوں اور مسور میں پایا جاتا ہے

اراموني | بقول برہان واننداباسیم بر وزن فلاطونی بلغت یونانی لالہ را گویند و آن باغی وصحرائی ہر دو می باشد و بعربی شقائق النعمان خوانند و نوعی دیگر ہم ہست کہ آنرا (آذریون) گویند (اردو) لالہ۔ بقول آصفیہ (فارسی) مذکر۔ ایک قسم کے سرخ مشہور پھول کا نام

اَرّان | بقول صاحب برہان و ہفت واننداباتشدید ثانی بر وزن پرّان (۱) نام ولایتیست از آذربایجان کہ گنجہ و بردع از اعمال آنست گویند معدن طلا و نقرہ در آنجاست وبی تشدید ہم گفتہ اند و (۲) خار را نیز گویند کہ بدان دست و پای و محاسن خضاب کنند صاحب سراج بذکر معنی اوّل گوید کہ انچہ بدّہ گفتہ اند خطاست چنانکہ گذشت و نسبت معنی دوم فرماید کہ صحیح ارقان است بقاف بلکہ رقّان بدون الف کما فی الصراح پس عربی باشد صاحبان ناصری و رشیدی و جامع و جہانگیری و سروری بمعنی اول قانع (خاقانی سلہ) از فتح اران نام را زیور زدہ ایّام را ؛ فتح عراق و شام را وقتی مسمّا داشتہ ؛ (شفروہ در ہجو مجیر بیلقانی گفتہ سلہ) شہری کہ بہ از ہزار اران باشد ؛ کی لایق ہجو تو گران جان باشد ؛ و نسبت معنی

دوم عرض می شود که عجبی نیست که فارسیان از لغت عربی (زقان) قاف را حذف کرده الف وصلی در اولش آورده باشند درین صورت معنی دوم بدون تشدید باشد بر وزن (زمان) و باشد که بلحاظ کان طلا که در زمین این دیار است آنرا استعارةً (اران) نام نهاده باشند که زر سرخ با رنگ حنا تشبیه دارد یعنی چنانکه رنگ سرخ در حنا مخفی است همچنان زر سرخ هم دران سرزمین پنهان است و آنچه بممدوده اول ممدوده گذشت نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی باشد یا اینکه همین ولایت را اهل سنسکرت (آرا) نام نهاده باشند کذا فی الساطع و فارسیان نون زائد بر و آورده (آران) کردند چنانکه پاداش را بنون زائد پاداشن گفتند (اردو) (۱) ایک ولایت کا نام فارسی مین (ازان) اور (اران) ہے (۲) منہدی - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث سبز پتے جن سے ہاتھون مین رنگ آجاتا ہے - حنا - مؤلف کی راے مین ہاتھون کی تخصیص غیر ضروری ہے -

ارا وند | بقول صاحب برہان و ہفت بر وزن دماوند (۱) بمعنی حسرت و آرزو و (۲) نام دجلهٔ بغداد و (۳) بمعنی فروشان و شوکت و (۴) نام کوہی است در نواحی ہمدان مشہور بالوندخان آرزو در سراج این را اصل قرار دہد و (اروند) که می آید مخفف آن صاحب جامع و جہانگیری گوید که مرادف (اروند) باشد - صاحب مؤید بمعنی دوم و چہارم قانع مؤلف عرض کند که بتحقیق ما (اروند) بدون الف دوم اصل است چنانکه از ماخذ آن ثابت می شود یعنی اروند نام شخصی است که در کوہی آسوده و آن کوه را بنامش موسوم کرده اند و در (اراوند) الف زائد بعد رای مہملہ بقاعدهٔ فارسی است (چون مہار و ماہار) و (چلپ و چالک)

محققین فرس ہر قدر معانی کہ بر لفظ (ا روند) نوشتہ اند آن ہمہ معانی را بالاستیعاب درین جا نقل نہ کردہ اند و سبب آن جزین نباشد کہ استعمال این بالف زائد با ہر چہار معانی قنذکرہ بالا مخصوص باشد و تعلق ہر یک معنی با این لفظ باعتبار ما خذبر (ا روند) ذکر کنیم انشاءاللہ درین جا ہمین قدر کافی است کہ بالف دوم زائد مرادف (ا روند) باشد کہ می آید (ار دو) دیکھو ارونڈ

| اراہ | بقول برہان بفتح اوّل و ثانی بالف کشیدہ و ہای ساکن بلغت رومی مصطکی راگویند

و آنرا بعربی علک رومی خوانند طبیعت آن گرم و خشک است و در بعض نسخ برہان رای دوم قبل ہا زائد باشد یعنی (ارارہ) ولیکن از سلسلۂ ردیف الفاظش می کشاید کہ غلطی کتابت جیش نیست ۔ حیف است کہ صاحب انند پیروی ہمان کتابت غلط کردہ و بر (ارارہ) بہر دو رای مہملہ مفتوح) نقل بیان برہان نمودہ بہ تحقیق ما لغت صحیح (اراہ) است نہ (ارارہ)۔ (کذا فی ہفت) صاحب محیط گوید کہ (اراہ) مصطکی است و بر مصطکی فرماید کہ بعربی علک رومی و بسریانی کیا و برومی سندہی والیکہ و بانگلیسی میٹک و بفارسی کندر رومی و کیہ و بیونانی سنخینوس و سنخینا گویند ابن ماسویہ گفتہ کہ آن قطعہای صمغ مانند نخود و عدس برنگ زرد و سفید شبیہ بکندر است گویند کہ صمغ درختی است و قسم باشد (۱) رومی سفید رنگ و (۲) قبطی مائل بسیاہی بقول گیلانی طبعاً گرم و خشک در آخر دوم و نزد بعضی خشک در سوم و شیخ الرئیس گفتہ کہ گرم و خشک در دوم است و در تحفیف و تسخین کمتر از (کندر) و بقول گیلانی سیاہ در تجفیف قوی تر از سپید منافع بسیار دارد (ار دو) مصطکی ۔ بقول صاحب آصفیہ (عربی) مؤنث ۔ مشہور مصطگی ۔ ایک قسم کا زرد گوند ۔ علک الروم ۔ مزاجاً دوسرے درجہ مین

حار یابس۔ بعض نے گرم بھی لکھا ہے۔ مفید ہاضمہ وجاذب رطوبات دماغیہ۔

ارباب | بفتح اوّل لغت عربی است۔ بقول صاحب منتخب ربّ بالفتح وتشدید بای موحّدہ خداوند و پروردگار و یار و برادر بزرگ و اَرباب جمع آن۔ بہار گوید کہ جمع رب و (۱) فارسیان بمعنی بہتر و رئیس استعمال کنند چنانکہ (عبد اللہ طاہر سلطان) گوید (رباعی) درویش کسی نہ ایم و ارباب کسی ÷ مارا نبود چشم بر اسباب کسی ÷ لخت جگری و آب چشمی داریم ÷ بر نان کسی نہ ایم و بر آب کسی ÷ و آرستہ فرماید کہ اہل ولایت رئیس دہ را گویند با غماض نظر از معانی جمع (فرقتی ہمدانی سہ) دل خون گشتہ کہ ارباب دہ عشرت بود ÷ روزگاریست کہ در مزرع غم برزگر است ÷ **مؤلّف** گوید کہ وآرستہ تسامح کردہ است کہ بسند این شعر ارباب را معنی (رئیس دہ) گرفتہ استعمال فرس مجرّد بہ معنی رئیس و خداوند باشد مارا با بہار اتّفاق است و چیزی نیست بجز این کہ فارسیان جمع را بمعنی واحد استعمال کردہ اند و این از برای فرط بزرگی ممدوح است چنانکہ در افعال ہم کہ (بفرما) را (بفرمائید) گویند۔ صاحب تحقیق بر (ارباب دہ) سندی از امیر علاء الدولہ قزوینی (صاحب تذکرۃ الشعرا) آوردہ (فقرہ) امینی حسن سنجر نام دارد و از ارباب زادہای مشہد است "۔ و صاحب شمس گوید کہ (۲) مرادف اصحاب است بمعنی یاران بخیال ما بدین معنی ہم استعمال این بترکیب فارسی است چنانکہ در ملحقات آید مخفی مباد کہ فارسیان جمع این معنی اوّل بالف و نون جمع (اربابان) آوردہ اند و بہار بر (ارباب دہ) ذکر این ہم کردہ است و از طاہر نصیر آبادی کہ در احوال زائر ہمدانی نوشتہ سندی آوردہ (نثر) پدرش حاجی امید از اربابان آن ولایت است "۔ (اردو) (۱) رئیس (عربی)

اردو مین مستعمل) بقول آصفیہ (مذکر) سردار۔ معزز۔ پیشوا۔ چودھری۔ مقدم (۲) ارباب بقول امیر (عربی) رب کی جمع۔ بمعنی صاحب و مالک مؤلف عرض کرتا ہے کہ اردو مین بحالت ترکیب بمعنی جمع مستعمل ہے نہ بمعنی واحد (کیف ہ) بوسہ سیب ذقن دو گے جو یک کیا ہوگا ؛ اکثر ارباب کرم باغ لٹا دیتے ہین ؛

(۱۴۹۹) **ارباب احتیاج** (اصطلاح) باضافت ارباب مرکب از دو لغت عربی است و بقاعدۂ فارسی مرکب اضافی بمعنی صاحبان حاجت و کنایہ از گدایان نیز (صائب ہ) ارباب احتیاج اگر آبروی خویش ؛ گرد آوری کنند بہ از عقد گوہر است ؛ (اردو) ارباب حاجت۔ اردو مین کہ سکتے ہین فقرا۔ حاجتمند لوگ۔ مذکر۔

(۱۵۰۰) **ارباب بصیرت** (اصطلاح) باضافت ارباب مرکب از ہر دو لغت عربی است و بترکیب اضافی فارسی بمعنی صاحبان دانائی و بینائی دل کنایہ از دانایان (صائب ہ) سنگ در دیدۂ ارباب بصیرت گہر است ؛ خاک در پلۂ میزان قناعت شکر است ؛ (اردو) ارباب بصیرت۔ اور اہل بصیرت۔ عقلمندون اور داناؤن کے لئے کہ سکتے ہین (مذکر) امیر نے (اہل نظر) پر اسکا ذکر کیا ہے (رشک ہ) ای رشک اہل علم کو نقطہ کتاب ہے ؛ اہل نظر کو ذرہ ہے شرح آفتاب کی ؛

(۱۵۰۱) **ارباب تجرد** (اصطلاح) باضافت ارباب۔ مرکب است از ہر دو لغت عربی و بقاعدۂ فارسی مرکب اضافی یعنی مجردان از علایق دنیوی و عیال باشد چنانکہ صائب گوید (ہ) زارباب تجرد نیست بر دل بار عالم را ؛ سبکروحی فزون از حمل عیسی گشت مریم را ؛ (اردو) ارباب تجرد۔ اردو مین کہ سکتے ہین یعنی وہ لوگ جو حالت تجرد مین ہین

اور بال بچون اور علائق سے پاک ہون مجرّد
لوگ۔ صاحب آصفیہ نے لفظ مجرّد پر لکھا ہے کہ
بے زن و فرزند جس کے لڑکا نہ بالا۔ وہ شخص جو
دنیا سے الگ ہو گیا ہے (مذکر)

(۱۲۰۱)

ارباب تظلّم استعمال۔ باضافت ارباب
مرکب فارسی است از ہر دو لغت عربی۔ معنی
مظلومان و دادخواہان چنانکہ عرفی گوید (ﮧ)
عرفی این غمزہ بلائیست کہ در روز جزا ؎ نشتری
بر دل ارباب تظلّم زیدہ ؎ (اردو) مظلوم
و دادخواہ لوگ۔ ارباب تظلّم بھی کہہ سکتے ہین
(مذکر)

ارباب حجّت اصطلاح۔ باضافت
ارباب۔ مرکب است از ہر دو لغت عربی زبان
و ورای معنی حقیقی بقول صاحب بحر اہل منطق۔
صاحب غیاث درست گوید کہ این کنایہ باشد
(اردو) وہ لوگ جو منطق دان ہون منطقی
ارباب منطق بھی کہہ سکتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے
لفظ منطقی پر فرمایا ہے کہ علم منطق سے واقف۔ مذکر

(۱۲۰۲)

ارباب حقیقت (اصطلاح) باضافت
ارباب مرکب از ہر دو لفظ عربی است بقاعدۂ
فارسی بمعنی صاحبان حقیقت و حقیقت آگاہان
کنایہ از اہل تصوف (عرفی ﮧ) آشنای شان
من و اپستر از بیگانگیست ؎ بسکہ ارباب حقیقت
بو الفضولم دیدہ اند ؎ (اردو) حقیقت جاننے
والے۔ اہل تصوف۔ اہل اللہ۔ اہل باطن
اہل دل (مذکر) (میرحسن ﮧ) بہت ہین
گرچہ اہل اللہ اس جا ؎ ولے جا کہ جو بد ہو تو
کرین کیا ؎ (ظفر ﮧ) لطف کلام تیرا جانے
ہین اہل باطن ؎ کھلتین نہین ظفر یہ بے انکشاف
باتین ؎ (منیر ﮧ) مرا کلام ہو مقبول اہل دل
یا رب ؎ ترے کرم سے بس اتنا امید وار ہون مین

(۱۲۰۳)

ارباب خرابات (اصطلاح) باضافت
ارباب مرکب است از ہر دو لفظ عربی زبان
بقاعدۂ فارسی۔ مخفی مباد کہ خراب بقول منتخب

بمعنی ویران و ویران شدن است فارسیان
خرابات را کہ بروزن جمع است بمعنی قمارخانہ
ومیخانہ و امثال آن استعمال کنند کہ این قسم مقامات
را زمانۂ سابق دور از معمورہ می ساختند تا محتسبین
را موقع دار وگیر بدست نیاید پس (ارباب خرابات)
کنایہ باشد از صاحبان میخانہ وقمارخانہ وامثال
آن (ظہوری ؎) مس ارباب خرابات
مے ناب شد است ✽ حیف در صومعہ از لاے
می اکسیر نبود ✽ (ارد و) اہل خرابات - وہ لوگ
جو شرابخوار اور جواری ہون (مذکر) صاحب
آصفیہ نے خرابات کا ذکر کیا ہے بمعنی جوئے خانہ
وشراب خانہ - ارباب خرابات بھی کہہ سکتے ہین

(۱۰۰۵) **ارباب خرد** | استعمال - باضافت ارباب
مرکب اضافی بمعنی صاحبان عقل وعاقلان است
(ظہوری ؎) چو لیلی طرفہ صیدی را زارباب
خرد دارد ✽ بدست دوستی صیادی دیوانہ را
نازم ✽ (عرفی ؎) قول ارباب خرد دست کش
صد غرض است ✽ ہیچ افسانہ چنان نیست کہ
افسانۂ مست ✽ (ارد و) عقلا (عربی - اردو
مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ عاقل کی
جمع - مذکر - ارباب خرد بھی کہہ سکتے ہین -
یعنی وہ لوگ جو عقلمند ہون -

(۱۰۰۶) **ارباب خلوت** | استعمال باضافت
ارباب بمعنی خلوت نشینان وعزلت گزینان
باشد بہر دو لغت عربی مرکب اضافی است
بقاعدۂ فارسی - (ظہوری ؎) مباد صحبت
ارباب خلوتم روزی ✽ زپای کوتہ ودست
درازمی ترسم (ارد و) وہ لوگ جو خلوت
گزین اور گوشہ نشین ہون - ارباب خلوت
بھی کہہ سکتے ہین (مذکر)

(۱۰۰۷) **ارباب دعا** | استعمال - باضافت ارباب
مرکب اضافی بمعنی دعاگویان است اگرچہ ہر دو لغت
عربی است مگر بقاعدۂ فارسی ترکیب یافتہ
(صائب ؎) گرچہ دست اہل دولت ہست

ورظاہر بلند ؎ دست ارباب دعا بالاترین
دستہاست ؎ (اردو) وہ لوگ جو دعا گو ہون
صرف دعا گو بھی جمع کے لئے مستعمل ہے مذکّر

(۱۲۰۶) **ارباب دولت** | استعمال - باضافت
ارباب و فتح دال مہملہ - مرکّب اضافی است
از ہر دو لغت عربی بمعنی دولتمندان چنانکہ صائب
گوید (؂) میکند کار شراب تلخ آب بے لجام ؎
این سخن از مستی ارباب دولت روشن است ؎
(اردو) دولت مند لوگ - صاحبان دولت

ارباب ده | اصطلاح - باضافت ارباب
بقول بہار بمعنی رئیس ده و دریخا ارباب کہ جمع
ربّ است بمعنی واحد مستعمل و متعلّق است
بامعنی اوّل لفظ ارباب کہ گذشت سند این از
ابوتراب فرقتی ہمدانی است کہ بمعنی نمبر (۱) لفظ
ارباب مذکور شد - (اردو) دیہہ کا افسر مقدّم
دیہہ (مذکر)

(۱۲۰۹) **ارباب ریا** | استعمال - باضافت ارباب
مرکّب اضافی - ہر دو الفاظ عربی زبان است
بترکیب فارسی بمعنی کسانیکہ ریاکار باشند (عرفی
؂) شرف کعبہ گزار سجدۂ ارباب ریاست ؎
گوشۂ تکیۂ ہم ناصیہ سائی دارد ؎ (اردو)
وہ لوگ جو ریاکار ہون (مذکّر) صاحب آصفیہ
نے (ریائی) پر لکھا ہے کہ (عربی) اسم مؤنث
مکّار - ریاکار (الخ) صاحب آصفیہ نے غالبًا
(ریائی) سے ریاکار جماعت مراد لی ہوگی اسلئے
(اسم مونث) کہا گیا ہماری راے مین صرف
(ریائی) بمعنی ریاکار مذکر ہے - ارباب ریا بھی
کہ سکتے ہین -

(۱۲۱۰) **ارباب سخن** | (اصطلاح) باضافت ارباب
مرکّب اضافی است بمعنی شعرا - ما در روزمرّہ
معاصرین عجم استعمال این یافتہ ایم (اردو)
ارباب سخن بقول امیر شاعر - ہم عرض کرتے ہین
کہ آپکا مقصد شعرا سے ہے (قلق ؂) روزمرہ
وہ کہا مان گئے اہل زبان ؎ اصطلاحات آ

صدقے ہوئے ارباب سخن ؎

(۱۷۳) **ارباب سکون** استعمال باضافت ارباب مرکب اضافی است از ہر دو لغت عربی ۔ بقاعدۂ فارسی بمعنی صاحبان اطمینان وکسانیکہ اطمینان قلب دارند وضبط (عرفی سہ) جای آنست کہ گر صبر کنم با این درد ؎ کہ بطعنم لب ارباب سکون نکشاید ؎ (اردو) وہ لوگ جو اطمینان قلب رکھتے ہون اور مطمئن ہون اور ضابط (مذکر)

(۱۷۴) **ارباب شہود** (اصطلاح) باضافت ارباب ۔ مرکب اضافی است از ہر دو لغت عربی زبان بقاعدۂ فارسی ۔ مخفی مبادکہ شہود بالضم بمعنی حاضر شدن و حاضر شدگان است (کذا فی المنتخب) (ارباب شہود) کسانیکہ بدرگاہ خالق بار یافتہ باشند کنایہ از اہل باطن مرادف (ارباب حقیقت) کہ گذشت (عرفی سہ) نوای نغمۂ منصور عرفی نغز میدانی ؎ ولی تن زن کہ خاموش اند ارباب شہود اینجا ؎ (اردو) دیکھو ارباب حقیقت ۔

(۱۷۵) **ارباب شید** اصطلاح ۔ باضافت ارباب بکسر شین معجمہ ۔ مرکب اضافی است از ہر دو لغت عرب ۔ بترکیب فارسی ۔ شید بقول صاحب منتخب بالکسر بمعنی گلابۂ دیوار است وفارسیان ارباب شید بمعنی ظاہر پرستان استعمال کردہ اند یعنی کسانیکہ از باطن خبر ندارند کنایہ از محتسبین (عرفی سہ) گشتیم باز مکیش و ارباب شید را ؎ آئین طعن وشیوۂ دشنام تازہ شد ؎ (اردو) ظاہر پرست ۔ اہل شرع ۔ محتسبین ۔ مذکر ۔

(۱۷۶) **ارباب طمع** (استعمال) باضافت ارباب وفتح طای مہملہ ومیم ۔ مرکب اضافی است از ہر دو لغت عربی ۔ بمعنی صاحبان حرص وآز وطامعان وآزمندان (صائب سہ) تا نگارین شدہ از دست سبو در زیر سر ؎ دست ارباب طمع را از طلب کوتاہ کرد ؎ (اردو) وہ لوگ جو

طامع اور لالچی اور حریص ہون - (مذکر)

ارباب عزت | استعمال - باضافت ارباب وکسر عین ہملہ - مرکب اضافی ہر دو لفظ زبان عربی است و فارسیان بترکیب خود استعمال کردہ اند بمعنی عزت مندان (ظہوری ۵) بیازار اثر ارباب عزت ÷ وعا بیعانۂ دشنام دارند ÷ (اردو) عزت دارون اور صاحبان عزت کو ارباب عزت کہ سکتے ہین (مذکر) صاحب آصفیہ نے عزت دار کا ذکر کیا ہے -

ارباب عشق | استعمال - باضافت ارباب وکسر عین ہملہ مرکب اضافی است - ہر دو لفظ عربی زبان است فارسیان بقاعدۂ خود مرکب کردہ اند (ظہوری ۵) نیستم در کشور عشق از رعیت ریزگان ÷ داخل ارباب عشقم شان اربابیم ہست ÷ (اردو) عاشقون کو ارباب عشق کہ سکتے ہین (مذکر)

ارباب عمائم | (اصطلاح) باضافت ارباب وفتح عین ہملہ - بقول صاحب تحقیق کنایہ باشد از زہاد و وعاظ مؤلف گوید کہ عمائم در عربی زبان جمع عمامہ باشد و زاہدان و واعظان اکثر عمامہ بر سر دارند ازینجاست کہ آنہا را ارباب عمائم گفتہ اند (صائب ۵) مغز تحقیق ز ارباب عمائم مطلب ÷ آنچہ در سر نتوان یافت ز دستار مجو ÷ (اردو) زاہدون اور واعظون کو فارسیون نے ارباب عمائم کہا ہے اہل زہد اور واعظ اردو مین کہ سکتے ہین

ارباب غم | استعمال - باضافت ارباب وفتح غین معجمہ مرکب اضافی است از ہر دو لفظ عربی زبان بمعنی غمگینان (صائب ۵) از آہ دل سر آمد ارباب غم شو ÷ میدان از آنکس است کہ صاحب علم شود ÷ (اردو) غمگینون کو ارباب غم کہ سکتے ہین - مذکر -

ارباب کرم | استعمال - باضافت ارباب وفتح کاف عربی مرکب اضافی است ہر دو

الفاظ زبان عربی بمعنی کریمان (ظهوری سه)
این همه خاک مذلت فقر را بر سر منه؛ میزنی
خود را بر ارباب کرم بر خویش زن؛ (اردو)
کریموں اور سخیوں کو ارباب کرم ۔ ارباب عطا
کہ سکتے ہین ۔ (مذکر)

(۱۵۱۹) **ارباب کمال** استعمال ۔ باضافت اربا
و فتح کاف ۔ مرکب اضافی است از ہر دو لغت
زبان عرب بمعنی صاحبان کمال و اہل کمال ۔
(صائب سه) گرز ارباب کمالی سر مپیچ از
پیچ و تاب؛ گر تمام سرنوشت نامها پیچیده گشت
(اردو) اہل کمال ۔ صاحبان کمال ۔ وہ لوگ
جو کسی فن مین کامل ہون (مذکر)

(۱۵۲۰) **ارباب محبت** (اصطلاح) باضافت
ارباب و فتح میم مرکب اضافیست از ہر دو لغت
عربی زبان بمعنی محبت دارندگان کنایہ از
عاشقان (عرفی سه) راہ ارباب محبت
بفنا نزدیک است؛ سوزنی در کف و دریا
دو سہ خاری دارند؛ (اردو) عاشقوں کو
ارباب محبت کہ سکتے ہین (مذکر)

(۱۵۲۱) **ارباب معنی** اصطلاح ۔ باضافت
ارباب و فتح میم ۔ مرکب اضافی است از
ہر دو لغت عربی مرادف ارباب حقیقت
کہ گذشت (عرفی سه) بی نفس ارباب
معنی زندگانی می کنند؛ لیک یک مو بر تن
این جمع بی فریاد نیست؛ (اردو) دیکھو
ارباب حقیقت ۔

(۱۵۲۲) **ارباب نظر** اصطلاح باضافت
ارباب و فتح نون مرکب اضافی است از
ہر دو لغت عربی زبان بقاعدۂ فارسی مرادف
ارباب بصیرت کہ گذشت (صائب سه)
عالم بی انقلابی ہست اگر زیر فلک؛ پیش
ارباب نظر دار الامان حیرت است؛ (ولہ
سه) یاسمینش لالہ گون می گردد از تاب نظر؛
از تماشایش بود خون رزق ارباب نظر؛

(عرفی سـه) ما نامه و قاصد نه شناسیم و نه پیغیم؛ ارباب نظر دیده بدیدار فروشند؛ (اردو) دیکھو ارباب بصیرت۔

ارباب نیاز (اصطلاح) باضافت ارباب بکسر نون مرکب اضافی است بقاعدۂ فارسی (۱) کنایه از عاشقان و (۲) مرادف ارباب حاجت ہم که نیاز بقول صاحب برہان بمعنی حاجت و احتیاج و میل و خواہش و محبت آمده (صائب سلہ) کی رسد نوبت ناز تو بارباب نیاز؛ که تراہر سر مو برد گری نازکند؛ (عرفی ۵۲) آب حیوان ببری خضر که ارباب نیاز؛ چشم امید بفتراک سواری دارند؛ (اردو) دیکھو (۱) ارباب عشق و (۲) ارباب حاجت۔

ارباب وفا استعمال - باضافت ارباب و فتح فا بقول صاحب انند بحواله مظہر العجائب بمعنی عاشقان مؤلف گوید که مرکب اضافی است از ہر دو لغت عربی زبان بقاعدۂ فارسی که (وفا) بقول صاحب منتخب بمعنی وعده بجا آوردن است و معنی بیان کردۂ صاحب انند کنایه باشد (ظهوری سه) خون ارباب وفا از خنجر بیدادریز؛ خاکہا شد گل بخون طرح بنای داد ریز؛ (اردو) دیکھو ارباب عشق۔

ارباب ہوس استعمال - باضافت ارباب و فتح ہای ہوز و واو - مرکب اضافی است از ہر دو لغت عربی زبان بمعنی (۱) صاحبان ہوا و ہوس و (۲) کنایه از عاشقان باشد (صائب سه) سرخوش از صحبت ارباب ہوس می آید؛ شعلۂ طور زدل سوزی خس می آید؛ (اردو) (۱) حقیقی معنی کا ترجمہ صاحبان ہوس - وہ لوگ جو ہوس ناک - پر ہوس - حرصی - لالچی ہیں (۲) دیکھو ارباب عشق۔

(۱) **اربابی** اصطلاح - بقول صاحب بول چال در محاورۂ معاصرین عجم زمینداری

و تعلقہ داری و مالگذاری راگوینہ و صاحب رہنمای سہولت بحوالہ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار بمعنی زمینداری آوردہ و ۔۔۔۔۔۔۔ (۲) اربابی ہم دارد را بمعنی ملکیت	نیز دارد) نوشتہ مؤلف گوید کہ معنی حقیقی اربابی صدارت است بزیادت یای مصدری بر لفظ ارباب کہ گذشت پس معنی زمینداری و ملکیت مجاز باشد (اردو) او ۲۔ زمینداری ملکیت (مونث)

اربجک بقول صاحب شمس بالکسر و فتح با و جیم تازی در فارسی زبان بمعنی برق است چنانکہ فرید احول گوید (ــــــ) شہ نشستہ بہ پشت پیل جوابر؛ انکرِ او چو اربجک در دست؛ وله (ــــــ) اسپ باد و زین شفق در لشکر شاہ بہار؛ ابر فیل و کوس تندر۔ اربجک زرین کجک؛ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد بخیال ما تسامح صاحب شمس است کہ تای عربی را بای موحدہ نوشت کہ (ارتجک) بہمین معنی می آید و در اسناد بالاہم (ارتجک) بتای فوقانی یافتہ شد (اردو) دیکھو ارتجک ۔

اربجی سخی (اصطلاح) بقول صاحب شمس مرکب فارسی زبان است بمعنی ہر کہ از سخاوت پشیمان نشود۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد بخیال ما این مرکب است از (ارب) و (جی) و (سخی) ارب بالکسر بقول صاحب منتخب لغت عربی است بمعنی عقل و دین و جی لغت ترکی است بمعنی صاحب فارسیان بقاعدۂ خود جیم فارسی را بجیم عربی بدل کردند چون (کاچ و کاج ۔ بمعنی افسوس) و سخی بزبان عربی بمعنی جوان مرد و فارسیان کریم را گفتہ اندپس (اربجی سخی) بتقدیم صفت بر موصوف بمعنی سخی صاحب عقل و سخی دیندار باشد۔ کنایہ از کسی کہ سخاوت کند و پشیمان نشود ماخذ این غیر ازین نفہم ما نمی آید (اردو) وہ سخی جو اپنی سخاوت

پشیمان نہ ہو۔ یعنی سخاوت کر کے نہ پچتائے۔

اربدن | بقول صاحب شمس بہ رای مہملہ لغت فارسی است بمعنی رنگ کردن و آراستن فرماید کہ بزای معجمہ نیز آمدہ سندی پیش نشد و دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد بخیال ماجز این نیست کہ این ماخوذ است از (رب) بفتح رای مہملہ کہ بزبان سنسکرت خورشید را گویند عجبی نیست کہ فارسیان الف وصلی مفتوح را در اوّل این آوردہ بفتحتین (ارب) کردند و دال و نون علامت مصدر بر آخر زیادہ کردہ (اربدن) را کہ بمعنی خورشید شدن است کنایہ از آراستن و رنگ کردن گرفتہ باشند واللہ اعلم۔ انچہ بزای معجمہ مذکور است ماخذش ہیچ بفہم ما نیامد (اردو) دیکھو آراستن۔

اربعہ متناسبہ | صاحب غیاث وانند ذکر این کردہ در علم حساب قاعدہ ایست کہ بدان معلوم کردہ می شود عدد مجہول و برای این امر چہار درجۂ اعداد مقرر است باین طور کہ نسبت عدد اوّل بثانی آنچنان باشد کہ نسبت ثالث بہ رابع پس اوّل و رابع را طرفین گویند و ثانی و ثالث را وسطین نامند۔ ہرگاہ یکی از طرفین مجہول باشد وسطین را باہم ضرب کردہ حاصل ضرب را تقسیم کنند بر اعداد طرف معلوم مثلاً اگر کسی بپرسد کہ دو روپیہ را شش رطل قند است چہاردہ روپیہ را چند رطل قند خواہد بود گوئیم کہ چون درین جا یکی از طرفین مجہول است پس وسطین را کہ شش و چہاردہ باشد باہم ضرب کردیم۔ حاصل شد ہشتاد و چہار پس آنرا بر طرف معلوم کہ دو باشد قسمت نمودیم چہل و دو بدست آمد و معلوم شد کہ طرف مجہول درینجا چہل و دو رطل قند است اکنون ظاہر شد

کہ چنانچہ دو را با شش نسبت ثلثیت است ہمین طور چہار دہ را با چہل و دو نسبت ثلثیت باشد و ہو المطلوب - بالجملہ این اصطلاحی است متعلق بہ سیاق و حساب کہ مرکب است بہر دو لغت عربی زبان (الاربعۃ المتناسبۃ) فارسیان بقاعدۂ خود ہر دو الف لام را حذف کردند و ہر دو تای مدوّر را بہ ہای ہوز بدل و ہمین مرکب اصطلاحی را در فارسی زبان استعمال کردند مخفی مباد کہ از برای این اسم خاص در فارسی نیست (اردو) اربعہ متناسبہ (عربی اردو مین مستعمل) بقول امیر مذکر حساب کا ایک قاعدہ جس مین چار عدد ہوتے ہین تین معلوم جن مین دو ہم جنس اور ایک غیر جنس ہوا کرتا ہے اور ایک نامعلوم انہین تینون عددون کے ذریعے سے وہ چوتھا عدد بھی معلوم ہوجاتا ہے -

اربو بقول صاحب برہان و رشیدی و جامع و جہانگیری و سروری و شمس و ہفت و سراج با بای ابجد بر وزن (سرو) میوہ ایست کہ آن را امرود گویند سند این از سروریست (سے) بر سر چشمہ پای اربو دار پلیس فی الدار غیرہ د تیار د صاحب محیط بامرود فرماید کہ کمثری باشد و بر کمثری نوشتہ کہ اسم عربی است بیونانی اقیوس و انقوس و برومی ابیدی و بہ فارسی امرود و انبرو و بلغت ژند کومترو و بہندی ناشپاتی نامند و آن ثمر درختی است اقسام دارد مزاج شاہ امرود رسیدہ و شیرین معتدل مائل بحرارت و تر در دوم و نوع حسینی قریب بدان و اقسام دیگر در حرارت معتدل و تر در اول نزد بعضی مائل بخشکی و شیخ نوشتہ کہ کمثری معروف بچینی - سرد در اول و خشک در دوم و شاہ امرود معتدل رطب است - گیلانی گوید کہ امرود ہر قدر کہ شیرین باشد اقرب باعتدال و مائل تر بحرارت و کمتر و ریبس و ہر قدر کہ ترش تا و ترش

باشد سرد و تر و خشک تر - جمیع اقسام این قابض در ضمادات جالب مواد دخل و جلا اندک دارد
و بہتر از سیب است (الخ) بخیال ما این لغت ژند و پاژند است کہ (اربوجینا) در ژند و پاژند
خربزہ را گویند و عجبی نیست کہ فارسیان قدیم این را از لغت سنسکرت اخذ کردہ باشند کہ (ار) در
سنسکرت بمعنی دشمن و عدوست (کذا فی القاطع) و (بو) بمعنی رایحہ پس چیزی کہ بوی دشمن
دارد (کمثری) باشد کہ اہل ولایت از خوردنش احتراز کنند و اطبا این را مولد قولنج گفتہ اند
و بعید نیست کہ (امرود) مبدل (انبروت) باشد کہ انبروت ہم بمعنی (انبرود) آمدہ
(کذا فی البرہان) کہ بقاعدۂ فارسی نون بمیم بدل شد و تای فوقانی بہ دال
مہملہ چنانکہ (بان) را (بام) کردند و (زرتشت) را (زردشت) ساختند - (منقول
از قوانین دستگیری) واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) امرود - بقول امیر (فارسی)
مذکر - ہندوستان کا ایک مشہور میوہ (اسیر سہ) اثمار بہی تازہ تازہ موجود ہیں سیب اور بہی
انار و امرود ¶ مؤلف عرض کرتا ہے کہ ناشپاتی اور امرود مین فرق ہے - ناشپاتی ایک
خاص میوہ ہے جو امرود سے مشابہ ہوتا ہے - کمثری کا خالص ترجمہ امرود ہے نہ ناشپاتی

اربوجینا | بقول صاحب برہان و ہفت و انند بکسر جیم و سکون تحتانی و نون بالف کشیدہ
بلغت ژند و پاژند بمعنی (۱) خربزہ باشد و آن میوہ ایست معروف و (۲) در نسخۂ دیگر جزیرہ نوشتہ
کہ خشکی میان دریاست (انتہی) صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند
و پاژند ذکر این کردہ است - در نسخۂ بعضی دوم اکتفا رفت و در نسخۂ دیگر کاتب محتاط نقطۂ بار ا
ترک کرد کہ ہم جزیرہ اش خوانیم و ہم خرزہ - للہ العجب کہ در تعریف لغات چہ مایۂ خرابیہا واقع

شده است در همهٔ اہل تحقیق بالا صاحب برہان بادی صراحت این لغت است و از طرز بیانش
می کشاید که ہمین قسم اشتباه داشت و بالاخر ہر دو معنی را نگاشت معاصرین عجم ازین لغت خاموش
اند و در حقیقت زبان فراموش ۔ بخیال ما (خربوزه) را ژند و پاژند (اربوجی) می گفتند و متاخرین
فرس (اربوجی) را (خربوزه) کردند ۔ به تبدیل الف با خای معجمه و تبدیل جیم عربی با زای معجمه
و تبدیل تحتانی به ہای ہوز یعنی (خربوزه) مبدل (اربوجی) است فارسیان (خربوزه)
را استعمال کرده اند و (خرزه) بحذف واو مخفف آنست (فیضی ع) خربوزه بخور ز را بغالیز
چه کار ؟ صاحب نفائس گفته که (خربوزه) مرکب است از (خر) و (بوزه) که خر بمعنی کلان است
و (بوزه) بمعنی بار و (خربوزه) بمعنی بار کلان (انتهٰی) پس کنایه باشد از میوهٔ معروف ۔ و این
طبع آزمائی ہای تحقیق پسندان ماخذ جوست وبعض اہل لغت (خربوزه) را بحذف واو و تبدیل
بای عربی بفارسی (خرپزه) کردند و گویند که مرکب است از (خر بالضم) که بمعنی آفتاب است و
(پزه ۔ بالضم) از پختن ۔ صیغهٔ امر بزیادت ہای زائد پس (خرپزه) اسم مفعول ۔ ترکیبی باشد بمعنی
پخته از آفتاب ۔ از قبیل پامال یا اسم فاعل ترکیبی بمعنی پخته شونده از آفتاب وبعضی بر آنند که
مرکب است از (خر بالفتح) بمعنی ہر چیز که در ناہمواری و بزرگی و ناتراشیدگی به نہایت رسیده
باشد ہمچو (خرآس ۔ وخرپشته وخرمن وخرمهره) و امثال آن و (بزه) بروزن (رمزه) نوعی از
میوهٔ خوش بوی پس (خربزه) بمعنی (میوهٔ کلان) کنایه از میوهٔ معروف است یعنی ہمان (خربوزه)
بالجمله (خربوزه) را بحذف واو (خرپزه) کردن و به تبدیل بای عربی بفارسی و بمناسبت معانی
اجزایش بحث نمودن ادای محققین ماخذ پسند است و به تحقیق ما فی الحقیقت (خربوزه) مبدل

(اربوجی) است چنانکه بالاگذشت ودیگر ہیچ - پس فارسیان ژند وپاژند (اربوجی) را با لفظ (نا) مرکب کردند
که بمعنی محل است و معنی لفظی (اربوجینا) مقامی که دران کاشت خربوزه میشود واین تعمیم را برای جزیره مخصوص
کردند که عموماً در جزائر - کاشت آن بکثرت میشود بسبب یک احاطۂ آب که این هردو مفید تراست برای کاشت
(خربوزه) اندرینصورت (اربوجینا) کنایه باشد از جزیره و معنی مجرد (خربوزه) درو نباشد بجز اینکه التباس لفظی و عدم
وتحقیق صاحبان لغت هردو معنی را برای (اربوجینا) معین کردو سندی برای هردو پیش
نه شد (اردو) (۱) خربزه - بقول صاحب آصفیه (فارسی) مذکر - ایک خوشبودار اور شیرین پھل کا
نام - سرده - بطیخ — (۲) جزیره مذکر (عربی) بقول آصفیه ٹاپو - وه زمین جو سمندر یا دریا کے بیچمین واقع ہو -

اربودار | اصطلاح - بقول صاحب برہان وبحر ورشیدی درخت امرود را گویند چه اربو بمعنی امرود است ودار بمعنی درخت صاحب جامع بر لفظ (اربو) ذکراین کرده مؤلف گوید که قلب اضافت باشد که اصلش (دار اربو) است (اردو) امرود کا درخت (مذکر)

اربیاسیوس | بقول صاحب برہان وہفت باتحتانی وسین بی نقطه وتحتانی دیگر بروزن
(مرو چاپلوس) نام حکیمی از یونان - گویند در علم طب مہارتی تمام داشت مؤلف گوید که این اسم
یونانی زبان است (اردو) ایک حکیم کا نام (اربیاسیوس ہے) جو یونان مین گزرا ہے -

اربیان | بقول صاحب برہان وہفت بروزن پہلوان (۱) ملخ آبی باشد و بعربی
جراد البحر گویند - قوت باه دہد و بلغت اہل شام (۲) گل بابونه را خوانند صاحب ناصری وانند
بکسر اول وثالث این را لغت عربی گوید بمعنی اول و فرماید که شیرازیان این را میگو گویند
بفتح میم - صاحب سوار السبیل (اربیان) را بضم اول و فتح موحده بهر دو معنی فارسی قرار دهد صاحب

رشیدی وجامع وجہانگیری بر معنی اوّل قانع - خان آرزو در سراج بحوالۂ قاموس فرماید کہ معرب باشد. وذکر معنی دوّم ہم کند - صاحب شمس اگرچہ صرف معنی اوّل نوشت ولیکن صراحت کرد کہ لغت فارسی است وہم چنین صاحب مؤید ذکر این بذیل لغات ذرس فرمودہ مؤلف گوید کہ صاحب قاموس (اربیان) بالکسر (۱) بمعنی سمک و (۲) بقلہ گوید پس معلوم می شود کہ فارسیان نصرف تصرف در اعراب حروف کردند بلکہ تعمیم معنی اوّل را بہ جراد البحر و معنی دوّم را بہ گل بابونہ مخصوص کردند صاحب انند بحوالۂ ناصری بر (ماہی روبیان) فرماید کہ فارسی است ملخ دریائی را گویند وبعربی جراد البحر خوانند وبر (روبیان) گوید کہ بمعنی (اربیان) است وصاحب برہان ہم (روبیان) را بمعنی اربیان آوردہ پس عجبی نیست کہ اصل این (روبیان) باشد وعربان این را (الرّوبیان) وبعد ازان (اربیان) کردہ باشند وفارسیان ہم استعمال آن کردند والله اعلم صاحب محیط بر (بابونہ) فرماید کہ از مطلق بابونہ مراد گل آنست وبقول شیخ گرم وخشک در اوّل وگویند در دوّم وگویند گرم وخشک باعتدال ونزد جالینوس قریب القوت بگل سرخ در لطافت است ولیکن حرارت وحرارت آن مثل زیت - ملائم بدن ومنقّی بدن وملطف صرخی - مقوّی ومحلّل منافع کثیرہ دارد

(اردو) (۱) جھینگا - بقول آصفیہ (مذکر) ایک قسم کی چھوٹی مچھلی مؤلف عرض کرتا ہے کہ یہ تعریف غیر صحیح ہے - جھینگا ایک دریائی جانور ہے مثل مچھلی کے اگر اسکو مچھلی کی ایک قسم بھی مانیں تو (چھوٹی مچھلی) نہیں کہ سکتے - اس لئے کہ جھینگے بڑے قد کے بھی ہوتے ہیں - (۲) گل بابونہ - بابونہ کا پھول - مذکر - صاحب آصفیہ نے بابونہ پر لکھا ہے کہ (اسم مذکر) ایک قسم کی بوٹی نباتات میں سے ہے جس کے پھولوں کا پروردہ روغن اکثر درد وغیرہ کو

کام مین آتا ہے -

اربتیا | بقول صاحب برہان وہفت وانند بروزن پرصیبا بلغت ژند وپاژند (۱) بام خانہ راگویند- صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب نذیل لغات ژند وپاژند گوید که با اول مفتوح وثانی زدہ (۲) نام یکی از موبدان است که در زمان اردشیر بابکان بودہ وفارسیان بوی اعتقاد نبوت داشتند واورا (اردا) و (ایراف) نیز گویند (زرتشت بہرام گفته ۵۲) چو اربتیا بگفت آن حال یک یک ؛ نماند اندر میان مردمان شک ؛ مؤلف گوید که در نسخۂ دیگر جہانگیری بر لفظ (اربتیا) صرف معنی اول را نوشته ومعنی دوم را نذیل لفظ (اردا) ذکر کردہ از ہمین شعر سند دہد به تبدیل خفیف در الفاظ شعر (۵) چو اردا باز گوید حال یکیک ؛ نماند در میان مردمان شک ؛ بخیال ما در نسخۂ اول الذکر جہانگیری از غلطی کاتب لغت (اردا) متروک شد وتعریف آن بر لغت (اربتیا) رقم گردید ودیگر ہیچ - پس معنی دوم متعلق از (اردا) است ومعنی اول متعلق از (اربتیا) مخفی مباد که اُر بالضم بلغت ترکی بمعنی بلندی وآسمان است (کذا فی لغات ترکی) و (ار) بالفتح ہم بزبان ترکی بمعنی مرد که مقابل زن است (کذا فی کنز) و (بتیا) بقول برہان بلغت ژند وپاژند بمعنی خانه که بعربی بیت خوانند وعجبی نیست که بزیادت الف زائد درآخر بیت را (بتیا) کردہ باشند بالجمله (اربتیا) بضم اول بمعنی بلند مکان یا (اربتیا) بفتح اول وکسرہ بای موحدہ بمعنی زوج مکان - کنایه کردہ اند از بام خانه یا اینکه (ار) مخفف (اَبَر) باشد که بمعنی بر آمدہ اندرین صورت (اربتیا) بمعنی بالا مکان کنایه از بام خانه گیریم (اردو) بام (فارسی - اردو مین مستعمل) بقول

صاحب آصفیہ (مذکر) کوٹھا چھت ۔ بالاخانہ ۔

اریک بقول صاحب شمس بضم اوّل وفتح سوّم پشمینہ الیست از صوف کہ اکابر وا شراف ومشائخ پوشند صراحت کردہ است کہ این لغت فارسی زبان است دیگر کسی از محققین فرس با او نیست ۔ صاحب لغات ترکی فرماید کہ (ارمک) بفتح اوّل وضمہ سوم بمعنی پشمینہ آمدہ وصاحب برہان ہم ذکر این کردہ پس جز این نیست کہ صاحب شمس ۔ بہ تسامح میم را بای فارسی نوشت ودربیان اعراب ہم غلط کرد (اردو) پشمینہ (فارسی ۔ اردو مین مستعمل) بقول آصفیہ (مذکر) اونی کپڑا ۔ جیسے شال وغیرہ ۔

ارتا بقول برہان وہفت واننداباتای قرشت بروزن فروالبغت ژندوپاژند بوم وزمین راگویند مؤلف گوید کہ این ماخوذ باشد از (اورت) بضم اوّل وضمّ رائے مہملہ کہ بلغت ترکی منزل راگویند و واو درین لفظ علامت ضمہ الف باشد چنانکہ قاعدۂ رسم الخط ترکی است پس متقدّمین فرس الف زائد در آخر این آوردہ ضمۂ اوّل را بمناسبت الف اوّل بفتح بدل کردند و واو راکہ علامت ضمہ بود حذف کردہ (ارتا) بمعنی زمین استعمال کردہ باشند مخفی مباد کہ در قواعد فارسی مذکور است کہ فارسیان الف زائد در آخر کلمہ می آرند کہ اثری در معنی نمی کند چون (گفت وگفتا) و (دانی ودانیا) (اردو) زمین (فارسی ۔ اردو مین مستعمل) بقول آصفیہ اسم مؤنث ۔ ارض ۔ بھوم ۔ بھومی ۔ وہ خاکی کرہ جس پر ہم لوگ رہتے ہین (مومن ؔ) جنون مین بھلا کوئی کیا خاک اڑاسے ٭ کہ اک جوش ہی مین زمین ہوچکے ٭

کام مین آتا ہے ۔

اربتیا بقول صاحب برہان وہفت واننذ بروزن برصیا بلغت ژند و پاژند (۱) بام خانہ راگویند۔ صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند گوید کہ با اوّل مفتوح و بثانی زدہ (۲) نام یکی از موبدان است کہ در زمان اردشیر بابکان بودہ و فارسیان بوی اعتقاد نبوت داشتند و اورا (اردا) و (ایراف) نیز گویند (زرتشت بہرام گفتہ **۵۲**) چو اربتیا بگفت آن حال یک یک ٭ نماندند میان مردمان شک ٭ **مؤلف** گوید کہ در نسخۂ دیگر جہانگیری بر لفظ (اربتیا) صرف معنی اوّل را نوشتہ و معنی دوم را بذیل لفظ (اردا) ذکر کردہ از ہمین شعر سند دہد بہ تبدیل خفیف در الفاظ شعر (**۵**) چو اردا باز گوید حال یک یک ٭ نماند در میان مردمان شک ٭ بخیال ما در نسخۂ اوّل الذکر جہانگیری از غلطی کاتب لغت (اردا) متروک شد و تعریف آن بر لغت (اربتیا) رقم گردید و دیگر ہیچ۔ پس معنی دوم متعلق از (اردا) است و معنی اوّل متعلق از (اربتیا) مخفی مباد کہ اُر بالضم بلغت ترکی بمعنی بلندی و آسمان است (کذا فی لغات ترکی) و (ار) بالفتح ہم بزبان ترکی بمعنی مرد کہ مقابل زن است (کذا فی کنز) و (بتیا) بقول برہان بلغت ژند و پاژند بمعنی خانہ کہ بعربی بیت خوانند و عجبی نیست کہ بزیادت الف زائدہ آخر بیت را (بتیا) کردہ باشند بالجملہ (اربتیا) بضم اوّل بمعنی بلند مکان یا (اربتیا) بفتح اوّل و کسرہ باے موحدہ بمعنی زوج مکان۔ کنایہ کردہ اند از بام خانہ یا اینکہ (ار) مخفف (اَبَر) باشد کہ بمعنی بر آمدہ اندرین صورت (اربتیا) بمعنی بالامکان کنایہ از بام خانہ گیریم (اردو) بام (فارسی۔ اردو مین مستعمل) بقول

صاحب آصفیہ (مذکر) کوٹھا چھت - بالاخانہ -

اریک بقول صاحب شمس بضم اوّل وفتح سوم پشمینہ ایست از صوف کہ اکابر واشراف ومشائخ پوشند صراحت کردہ است کہ این لغت فارسی زبان است دیگرکسی از محققین فرس باو نیست - صاحب لغات ترکی فرماید کہ (ارمک) بفتح اوّل وضمہ سوم بمعنی پشمینہ آمدہ وصاحب برہان ہم ذکر این کردہ پس جز این نیست کہ صاحب شمس - بہ نشان دو میم را بای فارسی نوشت و دربیان اعراب ہم غلط کرد (اردو) پشمینہ (فارسی - اردو مین مستعمل) بقول آصفیہ (مذکر) اونی کپڑا - جیسے شال وغیرہ -

ارتا بقول برہان وہفت وانند با تای قرشت بروزن فردا لغت ژند و پاژند بوم وزمین را گویند مؤلف گوید کہ این ماخوذ باشد از (اورت) بضم اوّل وضم راے مہملہ کہ بلغت ترکی منزل را گویند و واو درین لفظ علامت ضمہ الف باشد چنانکہ قاعدۂ رسم الخط ترکی است پس متقدمین فرس الف زائد در آخر این آوردہ ضمۂ اول را بمناسبت الف اوّل بفتح بدل کردند و واو را کہ علامت ضمہ بود حذف کردہ (ارتا) بمعنی زمین استعمال کردہ باشند مخفی مباد کہ در قواعد فارسی مذکور است کہ فارسیان الف زائد در آخر کلمہ می آرند کہ اثری درمعنی نمی کند چون (گفت وگفتا) و (دانی ودانیا) (اردو) زمین (فارسی - اردو مین مستعمل) بقول آصفیہ اسم مؤنث - ارض - بھوم - بھومی - وہ خاکی کرہ جس پر ہم لوگ رہتے ہین (مومن ؎)

جنون مین بھلا کوئی کیا خاک اڑاسے ؛ کہ اک جوش ہی مین زمین ہو چکے ؛

ارتاق | بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالضم لغت فارسی است بمعاودسۂ خوارزم بمعنی تاجراست حیف است کہ سندی پیش نہ شد واز صاحبان تحقیق کسی ذکراین نکرد بخیال ما این لغت ترکی باشد کہ بقول صاحب لغات ترکی وکنز (اورتاق) در ترکی زبان بمعنی شریک است عجبی نیست کہ فارسیان واو علامت ضمّہ راکہ برسم الخط ترکی است حذف کردہ (ارتاق) بضم اوّل بمعنی تاجر استعمال کردہ باشند۔ امّا محتاج سند باشد۔ (اردو) تاجر (عربی) اردو مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ۔ مذکر۔ تجارت کرنے والا۔ (الخ)

ارتجال | (اصطلاح) تعریف این بر (بدیہہ) می آید (اردو) دیکھو بدیہہ۔

ارتجک | صاحبان برہان وسراج گویند کہ بفتح جیم بروزن اسپرک۔ برق۔ راگویند وبکسر جیم ہم بنظر رسیدہ صاحبان رشیدی وجہانگیری وسروری وناصری وجامع متفق با برہان۔ سند این ہمان دو شعراست کہ بر لفظ (اربجک) مذکور شد بخیال ما این مرکب است از (ارتہہ) و (جگ) کہ ہردو لغت سنسکرت است۔ ارتہہ بقول صاحب ساطع بمعنی مال ودولت است وجگ بمعنی دنیا۔ پس معنی لفظی (ارتہہ جگ) بزبان سنسکرت مال ودولت دنیا باشد۔ فارسیان قدیم دررسم الخط خود ہای ہوّز را حذف کردہ باشند وبکثرت استعمال ولب ولہجۂ عربان فارس تلفظ کاف فارسی بہ کاف عربی بدل شدہ باشد و (ارتجک) استعارۃً برق را نام کردہ باشند کہ زرونقرہ رادرتابندگی با برق تشبیہ توان داد۔ (اردو) برق۔ دیکھو درخش۔

ارتحال | بقول صاحب منتخب بکسر اوّل وفوقانی چیزی را از جای برداشتن وبجائی رفتن

لغت عربی است فارسیان این را با مصادر خود مرکّب کردہ بمعنی (مردن) گرفته اند که در لغات آید (اردو) رحلت (عربی - اردو مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ (مونث) کوچ - روانگی - موت - انتقال - ارتحال -

ارتحال فرمودن اصطلاح - بمعنی رحلت کردن و

ارتحال نمودن مردن باشد - صاحب آصفی ذکر این ہردو مصدر کردہ از معنی ساکت و از خزین صفہان سند آوردہ (نثر) بعد از ساعتی چند بعالم بقا ارتحال فرمودند''۔ مدتی است که بعالم بقا ارتحال نمودہ'' (اردو) رحلت کرنا - بقول آصفیہ انتقال کرنا - فوت ہونا - مرنا -

ارتد بقول صاحب جامع بر وزن (ابجد) بیخی که تخم آن فلفل برّی گویند دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد - صاحب محیط بر فلفل البرّی گوید که تخم پنجنگشت باشد - پس (ارتد) پنجنگشت است و پنجنگشت بقول محیط نباتیست که معرّب آن فنجنکشت و بعربی (اثلق) و شجرۂ ابراہیم و (خشیشة الرہبان) و (ذو خمسہ اوراق) و (ذو خمسہ اصابع) نیز نامند ما صراحت کامل این بر (اثلق) کردہ ایم که گذشت و اثلق تخم (ارتد) است و آرتد در اثلق - امّا صاحب محیط (اثلق) را ہم پنجنگشت گوید - پس اثلق مرادف آرتد ہم باشد و بقول مجرّد صاحب جامع این لغت فارسی زبان است و صاحب محیط این را ذکر نکرد امّا بر (اریدکه به یای حطّی است) فرماید که فنجنکشت - و بر فنجنکشت گوید که پنجنگشت و بر پنجنگشت ذکر آرید نکرد پس متحقّق نشد که (ارید) مال کدام زبان است ولیکن این قدر معلوم می شود که در کتابت این لغت صاحب جامع تسامح کرد که تحتانی را فوقانی نوشت

وما بمقابلہ مجرّد بیان صاحب جامع۔ صاحب محیط را وقیع خیال می کنیم کہ تالیفش مخصوص است
بمفردات طب (اردو) دیکھو اثلق جس پر (مریم کا پنجہ) مذکور ہے۔

ارتفاع | بقول صاحب منتخب بکسر اوّل وتای فوقانی لغت عربی است بمعنی بلند
شدن واز جای برآمدن (انتہی) فارسیان نیز بمعنی حاصل بالمصدر ومجازاً بمعنی بلندی مرتبت استعمال
کنند وبا مصادر رفرس مرکّب سازند کہ در ملحقات می آید۔ صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ
ناصرالدین شاہ قاچار ہم ذکر این کردہ است (میرزا نصراللہ فدائی سہ) مپذیر از مشایخ
بیہودہ گوی پند؛ نبود ولایت زکجا آید ارتفاع؛ بہار گوید کہ فارسیان بمعنی آنچہ از اقطاع
جاگیر بہم رسد استعمال نمایند چنانکہ شیخ شیراز آوردہ (نثر) چون رعیت کم شد وارتفاع ولایت
نقصان پذیرفت دشمنان از ہر طرف زور آوردند؛ مؤلف عرض کند کہ درین سند ارتفاع
مجازاً بمعنی علوی مرتبت است نہ محاصل اقطاع وجاگیر۔ زیراکہ اقطاع وجاگیر عطیات
سلطانی واز کمی محاصل آن بخالصۂ شاہی نقصانی نمی شود پس مقصود سعدی علیہ الرحمہ
از نقصان پذیرفتن ارتفاع ولایت جزین نباشد کہ بوجہ قلت رعایا بلندی مرتبت سلطنت
کم شد۔ صاحب آنند بحوالۂ مطلع السعدین (۲) ارتفاع صنعتی را نام کردہ کہ صفتی را آغاز
کنند و آنرا بالا برند باظہار چیزی چند (الخ) ما ہمین صنعت را در قصیدۂ خود استعمال کردہ ایم کہ
بمدح آقای ولی نعمت ما (آصف دکن) است؛ دام اللہ اقبالہ ابداً ابدا (سہ) اوّلہ
ومن زمین من چرخ وا وعرش برین؛ من عرش واو کرسی نشین وظل داور آمدہ؛
درکتب لغات ومصطلحات معنی دوّم را نیافتیم (اردو) (۱) بلندی

بلند پایگی - بلندی مرتبت کہ سکتے ہین (۲) صنعت ارتفاع یعنی ممدوح کی صفت اسطرح
بیان کی جائے کہ ہر بیان مابعد بیان ماقبل سے باعتبار معنی ومفہوم بلند ہو جیسے ہمارے
ممدوح کا رتبہ آسمان کے برابر ہے بلکہ عرش کے برابر۔

(الف) ارتفاع عیش گرفتن | مصدر اصطلاحی
(ب) ارتفاع گرفتن
و استعمال صاحب آصفی ذکر (ب) کردہ از
معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی بلندی
اختیار کردن و بلند شدن است و (الف) کنایۃ
باشد از کامل شدن و بحد اعلی رسیدن عیش
سند آصفی از حافظ شیرازی است (ص)
ز آفتاب قدح ارتفاع عیش مگیر ÷ چراکہ طالع
وقت آنچنان نمی بینم ÷ (اردو) (الف) اعلی
درجہ کا عیش حاصل ہونا - (ب) بلندی اختیار کرنا

ارتفاع یافتن | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف
گوید کہ بلندی حاصل کردن است سندش از
ظہیر فاریابی است (ص) در حساب طالع
تو کف میزان یاد شد ÷ کارتفاع آن رصد
بالای اختر یافتند ÷ عرض میشود کہ ازین شعر
مصدر رصد یافتن ہم پیدا می شود ولیکن
شک نیست کہ در روزمرۂ معاصرین عجم
ارتفاع یافتن مستعمل است (اردو)
بلندی حاصل کرنا۔

ارتنگ | بقول صاحب برہان وہفت بروزن فرہنگ (۱) نگارخانۂ مانی نقاش
باشد و (۲) نام بتخانۂ چین ہم ہست و (۳) نام کتابیست کہ اشکال مانوی تمام دران
نقش است وبعضی این لغت را بجای حروف ثالث بہ ثای مثلثہ آوردہ اند و گویند کہ در لغت
فارسی غیر ازین لغت ولغت (ثغ بہ ثای سہ نقطہ وغین نقطہ دار) دیگر لغتی بثای سہ نقطہ نیامدہ

و (ثغ) بت را گویند و عربان صنم خوانند صاحب سروری باعتراف ہر سہ معنی برہان نسبت
معنی سوم بحوالۂ حکیم اسدی طوسی گوید کہ در لغت دری این کتاب را جز این یک نام بیش
ندیدہ شد و فرماید کہ در لغت فرس حرف ثالث جز در (ارثنگ) نیامدہ و بدین سبب ثای ارثنگ
را بہ زای فارسی تبدیل کردہ (ارژنگ) کردند مؤلف گوید کہ مقصود صاحب سروری جز این
نباشد کہ (ارتنگ) بثای مثلثہ (ارثنگ) ہم آمدہ کہ مبدل آن (ارژنگ) است کہ می آید
صاحب رشیدی بصراحت فتح الف و تای فوقانی فرماید کہ نگارخانۂ مانی است و تحقیق
آنست کہ (۴) (ارتنگ) صفحہ و تختہ کہ نقاشان چین صنعت خود را بران اظہار می کردند و
کارنامۂ نقاشان چین را (ارتنگ) و کارنامۂ نقاشان روم را (تنگ) میخوانند) صاحب (سروری
و پہلوی) بذکر ہر سہ معانی بالا گوید کہ بثای مثلثہ (ارثنگ) ہم آمدہ و نیز فرماید کہ (ارثنگ
و ثغ) ہمین دو لغت اند کہ بزبان فارسی بثای مثلثہ یافتہ شد و نسبت معنی سوم صراحت
کند کہ لغت دری است - صاحب جامع بذکر معنی اوّل و سوم نوشتہ کہ بجای حرف ثالث
(زای فارسی) و (سین مہملہ) و (ثای مثلّثہ) نیز آمدہ صاحب ناصری بذکر معنی سوم نسبت
معنی دوم حوالۂ فرہنگ ہندوشاہ دہد صاحب سراج بصراحت کاف فارسی بر معنی اوّل
قانع و آراستہ بذکر معنی سوم گوید کہ (۵) نام مانی نیز - صاحب شمس گوید کہ بمعنی اوّل مرادف
(ارچنگ بجیم فارسی و ارژنگ بہ زای فارسی) و بحوالۂ حل اللغات ذکر ہر سہ معانی فرمودہ
باتفاق صاحب رشیدی فرماید کہ صفحہ و تختہ را (ارتنگ) گویند کہ نقاشان مصوران اظہار
صنعت خود بران می کردند صاحب مؤید بحوالۂ زفانگویا نوشتہ کہ (ارتنگ) چادری کہ درو

همه نقشها نگاشته بود یعنی علمخانه (نگارنامهٔ مانی) و بحوالهٔ آدات و دستور گوید که بمعنی نقاش باشد و صاحب سوال السبیل فرماید که لغت فارسی است بمعنی نگارنامهٔ مانی بهار بر معنی سوم و پنجم قناعت کرده آسدالله خان غالب در قاطع برهان بر صاحب برهان قاطع اعتراض کرده گوید که (ارتنگ) بمعنی مرقع تصویر است مطلقاً چون آنرا بسوی مانی مضاف گردانند (ارتنگ مانوی) خوانند مؤلف گوید که این مرکب است از لفظ (ار) و (تنگ) آرلبغت ترکی بمعنی مرد است (کذا فی کنز) وتنگ بکاف فارسی بلغت فرس بمعنی هر صفحه یا تختهٔ که نقاشان و مصوران اظهار صنعت خود بران کنند عموماً (کذا فی البرهان) پس معنی لفظی (ارتنگ) مرد صفحه یا تختهٔ نقاشی و مصوری است و مراد از صاحب تخته بخیال ما معنی پنجم بلحاظ ماخذ اصل است و آنانکه (ارتنگ) را نام مانی یعنی نقاشی مشهور گفته اند قول شان درست باشد اگر این را اسم مانی نه گیریم باعتبار معنی لفظی تقبش توانیم گرفت چنانکه واله هروی گوید (ـــه) نطق باد بهاری بچهره فردردی ؛ بود چو خانهٔ ارتنگ از تو خانهٔ زین ؛ درین شعر از خانهٔ ارتنگ نگارخانهٔ مانی مراد است و همچنین انوری نیز آورده (ـــه) حبذا کارخانهٔ ارتنگ ؛ ای بهار از تو رشک برده برنگ ؛ انچه صاحبان لغت (ارتنگ) را بمعنی نگارخانهٔ مانی آورده اند به مجاز باشد یعنی خانهٔ راکه (ارتنگ) از نقش و نگار آراسته بود مجازاً (ارتنگ) نام نهادند و فارسیان آنرا نگارستان ارتنگ هم گفته اند چنانکه سیف اسفرنگی گوید (ـــه) اگر مانی شود زنده چو بیند نقش وارتنگش ؛ بمیرد بار از شرم نگارستان ارتنگش ؛ حیف است که ماسندی از کلام زباندانان برای معنی اول

نیافتیم کہ درو استعمال (ارتنگ) بمعنی اول باشد و ہم برین قیاس است معنی دوم و سوم و چہارم ہم کہ مجاز است یعنی بتخانہ را کہ درو نقش و نگار اصنام باشد یا کتابی را کہ درو اشکال و نقش و نگار مانی است یا تختہ را کہ مانی بران نقش می بست مجازاً بنام صناع موسوم کنیم و (ارتنگ) خوانیم مخفی مباد کہ فارسیان (تختۂ ارتنگ) را استعمال کردہ اند بمعنی تختۂ نقاشی چنانکہ رفیع الدین لبنانی گفتہ (ع) صبا نگاشتہ آن نقشہا کہ تیزی آن ٭ بآب لطف فروشستہ تختۂ ارتنگ ٭ (تختۂ ارتنگ) مرکب اضافی است بمعنی تختۂ مانی کہ او بران نقاشی می کرد از کلام میرزا نصر اللہ فدائی اصفہانی کہ معاصر ما بود سندی یافتہ ایم کہ خود او در شرح آن (ارتنگ) را بمعنی کارنامۂ نقاشان آوردہ و این ہم مجاز است (ع) در کارگہ صنع کہ از او شدہ برپای ٭ کار بچگان ہیچو زمانی بود ارتنگ ٭ مختصر اینست کہ ما بر ادعای غالب دہلوی ہم اعتراض داریم کہ معنی حقیقی (ارتنگ) مرقع تصویر نباشد و اگر سند میرزا فدائی را کہ بالا گذشت متعلق بدان کنیم جا دارد و لیکن بمجاز - پس اعتراض غالب بر برہان ہمچنان است کہ اعتراض ما بر غالب (اردو) (۱) بقول امیر اہل زبان اردو نے نگارخانۂ مانی کو ارژنگ کہا ہے (مذکر) (قلق ع) مٹا یا یار کی تصویر نے رنگ اسقدر اس کا ٭ قلق تقویم پارینہ ہوا ارژنگ مانی کا ٭ (۲) چین کے ایک بتخانہ کو فارسیون نے ارتنگ کہا ہے (مذکر) (۳) ایک کتاب کا نام فارسی مین (ارتنگ) ہے جس مین مانی کا نقش و نگار ہے (مونث) (۴) فارسی مین ارتنگ اس صفحہ یا تختہ کا نام ہے جسپر اہل صنعت نقش کرتے ہین (مذکر) (۵) فارسیون نے (مانی) کو بہی ارتنگ سے موسوم کیا ہے کہ اس کے لفظی معنی (مرد تختۂ نقاشی) کے ہین -

ارتو بقول صاحب شمس بالضم پوشش۔ صراحت فرماید کہ لغت فارسی است دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و نہ سندی پیش شد۔ بقول صاحب ساطع لغت ہندی است بمعنی تہ وشکن و (ارتوگر) تہ کنندۂ پارچہا باشد پس عجبی نیست کہ فارسیان قدیم این را از ہندی گرفتہ باشند حالا در روزمرۂ عجم متروک و بغیر سند تسلیم نتوان کرد۔ (اردو) پوشش۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اردو مین مستعمل۔ اسم مونث۔ لباس۔ پوشاک۔

ارتوج بقول صاحب شمس لغت فارسی زبان است۔ بروزن فرسود بہ معنی سبزہ۔ صاحب مؤیّد ذکر این بذیل لغات ترکی نمودہ فرماید کہ بمعنی سبز است۔ و در نسخۂ مطبوعۂ مؤیّد بعوض فوقانی لام آوردہ کہ غلطی کتابت بیش نباشد وصراحت معنی سبزہ کردہ و صاحب مدار الافاضل ہم (ارتوج بتای فوقانی) را باتفاق صاحب مؤیّد لغت ترکی و بمعنی سبزہ نوشتہ امّا صاحب لغات ترکی (ارتوج) بروزن (فرسود) را بصراحت حروف بمعنی نیزہ آوردہ وظاہر است کہ لفظ (نیزہ و سبزہ) التباس دارد ما با محقق ترکی زبان اتفاق داریم و از معاصرین ترک ہم تصدیق قولش یافتہ ایم۔ و بہ تحقیق ما مسلم است کہ این لغت ترکی است نہ فارسی و استعمال این در کلام فرس یافتہ نشد (اردو) نیزہ بقول آصفیہ (فارسی) اردو مین مستعمل۔ اسم مذکر۔ بھالا۔ برچھا۔ (اسیر ؎) ختم ہے شیرین ادائی اس ستم ایجاد پر ٭ ہاتھ مین حسب دم لیا نیزہ کتا را ہوگیا ٭

ارتیان بقول بہار کہ برلفظ (ارتنگ) نوشتہ بفتح اوّل وکسر تای فوقانی از محال ہمدان است

کہ میر رضی ارتیانی از مشاہیر این مقام گذشت - صاحب انند این را ارتیمان نوشتہ بزیادت میم بعد تحتانی کہ بجای خودش آید از نسخۂ قدیم بہار ہم تصدیق ارتیان می شود و این تصرف کہ میم را حذف کردہ ارتیان را بذیل (ارتنگ) جا دادند نتیجۂ دست درازی اہل مطبع نول کشور باشد دیگر ہیچ (اردو) دیکھو ارتیمان -

ارتیشدار | بقول برہان وجہانگیری وجامع وہفت ورشیدی با تحتانی مجہول وشین قرشت ودال ابجد بروزن پرہیزگار (۱) لشکری وسپاہی را گویند و (۲) نام رودخانہ ایست بسیار بزرگ در حدود قبچاق خان آرزو و سراج باتفاق برہان گوید کہ اغلب کہ معنی دوم ترکی است - صاحب ناصری برسپاہی ولشکر قانع (زرتشت بہرام ۵۱) ہنرور زندشاد ارتیشداران ، سلح پر وز پیادہ باسواران ، **مؤلف** عرض کند کہ معنی لفظی این (مرد تیشہ دار) است کہ (ار) در ترکی زبان بمعنی مرد آمدہ وہای ہوز (تیشہ) بقاعدۂ فارسی بحالت ترکیب حذف شدہ پس (ارتیشدار) فک اضافت است کنایہ از لشکری وسپاہی ومعنی دوم استعارہ باشد بہ تشبیہ آبداری ومقابل کشتی (اردو) (۱) سپاہی بقول آصفیہ فارسی اردو مین مستعمل (مذکر) جنگی آدمی - لشکری (۲) ایک بڑی ندی کا نام فارسیون نے (ارتیشدار) رکھا ہے - جو حدود قبچاق مین واقع ہے (مؤنث)

ارتیمان | بفتح اوّل وکسر تای فوقانی - بقول صاحب انند نام مقامی است از محال ہمدان - از انجاست میر رضی ارتیمانی - در نسخۂ قدیم بہار ہم ذکر این موجود است دیگر کسی ذکر نکرد (اردو) ارتیمان ایک مقام کا نام ہے محال ہمدان سے (مذکر)

ارثد بقول صاحب برہان وہفت باثاي مثلثہ بروزن ابجد نام بیخی است کہ تخم آنرا (فلفل بری) و (حب الفقد) خوانند ونبات اورا (پنجنگشت) و (ذو خمستہ اوراق) گویند مؤلف گوید کہ ہمان (ارتد) کہ بقول صاحب جامع بہ تاي فوقاني گذشت وصاحب محیط این را بیاي تحتاني (ارید) گفتہ بخیال ماتسامح برہان وہفت بیش نیست کہ بہ ثاي مثلثہ نوشت اصراحت کامل برآرتد کردہ ایم (اردو) دیکھو ارتد۔

ارثنگ بقول صاحبان برہان وسروری و (رری وپہلوی) وجامع وشمس کہ بذیل (ارتنگ بتاي فوقاني) نوشتہ اند مرادف (ارتنگ) است کہ گذشت و بہ سین مہملہ (ارسنگ) ہم می آید صاحب انند بر لفظ (ثنگ) بثاي مثلثہ گوید کہ مرادف (ارتنگ) است وصراحت کند کہ (ثنگ) بلغت فرس بمعني نقش ونگار آمدہ (ہکذا في البرہان) پس بہ تحقیق ماجزین نیست کہ این مرکب باشد از لفظ (ار) و (ثنگ) آر بلغت ترکي بہ معني مرد وثنگ در فارسي زبان بمعني نقش ونگار است پس (ارثنگ) بمعني (مرد نقش ونگار) کنایہ باشد از مانی کہ صناع نقش ونگار بود از قبیل (ارتنگ) کہ فارسیان مانی راگفتہ اند ودیگر ہمہ معاني (ارتنگ) کہ بر لفظ (ارتنگ) مذکور شد مجاز است کہ صراحت کامل آن ہمہ رانجا کردہ ایم (اردو) دیکھو ارتنگ۔

ارج بقول برہان ورشیدی وجامع وہفت وجہانگیری بفتح اول وسکون ثاني وجیم (۱) بمعني قدر ومرتبہ وقیمت وارزش باشد چہ ارجمند۔صاحب قدر وقیمت

ومرتبہ را گویند و (۲) بمعنی کندن وجدا کردن ہم ہست و (۳) نام مرغی است کہ پرہای
او بسیار نرم می باشد و در میان بالش کنند و بترکی (تو) خوانند و (۴) کرگدن را نیز گفتہ اند
و آن جانوریست در ہندستان شبیہ بگاومیش لیکن بر سر بینی شاخ دارد صاحب سراج
گوید کہ این مبدل آرز است و بذکر ہر چہار معنی بالا نسبت معنی سوم گوید کہ تو جانوریست
کہ بعربی آنرا نعامہ گویند یعنی شترمرغ صاحب ناصری بترک معنی دوم فرماید کہ (۵) نام
قصبہ ایست از ولایت فیروزکوہ تبرستان صاحب سروری بذکر معنی اوّل وسوم نسبت
دوم فرماید کہ بمعنی (برکندہ) باشد ـ صاحب مؤیّد بر معنی اوّل قانع وصاحب (رہی
وپہلوی) ہم ذکر معنی اوّل ودوم کردہ ودر معنی دوم لفظاً با سروری اتّفاق دارد مؤلف
عرض کند کہ (ارج) اصل است ومبدل آن (ارز) کہ فارسیان جیم عربی را بہ زای معجمہ
تبدیل کنند چنانکہ (چوجہ) را (چوزہ) کردند مخفی مباد کہ آرج بالفتح بقول صاحب منتخب در
عربی زبان بمعنی قدر و اعتبار آمدہ پس بمعنی اوّل عربی است وقیمت وارزش باستعمال فارسیان
مجاز آن (ارز) را مبدّل آرج ومفرّس توان گفت صاحب سروری سندی از برای معنی
اوّل آوردہ (شمس الدین کوتوالی ؎) دل اگر نیست پسند تو من بازفرست ٭ جان ندارد
بر تو ارج بتن بازفرست ٭ شیخ عطّار گوید (؎) بجائی اوفتی کانجا خدائی ٭ ترا باشد
حقیقت بی ریائی ٭ ز جملہ فارغ و در جملگی درج ٭ دریغا گر ندانی خویش را ارج ٭ نسبت معنی
دوم عرض میشود کہ آنانکہ بمعنی کندن وجدا کردن نوشتہ اند وانچہ صاحب سروری بمعنی
(برکندہ) نوشتہ بخیال ماہر دو غلط است کہ فارسیان (ارج کردن) بمعنی جدا کردن آوردہ اند

پس ارج بمعنی جدا باشد و اگر مصدر مذکور را بمعنی (برکندن) گیریم ارج بمعنی برکندیگی است (سوزنی ۵۲) نظم ہمای ہمایون جاہت ؎ دو بازوی زاغ و لعل ارج کردم ؎ بخیال ما فارسیان (ارج) را بدین معنی از لغت سنسکرت ساختہ باشند کہ (رج) در سنسکرت بقول صاحب ساطع بمعنی گرد و غبار است کہ از کندیدن تعلّق دارد یعنی گرد و غبار نتیجۂ کندیگی است و معنی جدا کردن مجاز آن باشد پس فارسیان الف وصلی در اوّل (رج) آوردہ (ارج) کردند بمعنی کندیگی گرفتہ باشند و مجازاً بمعنی جدا۔ غیر ازین چیزی دیگر بفہم مانمی آید کہ ماخذ این را بالفظ عربی کہ بضمن معنی اوّل گذشت تعلّقی نیست و آرج بمعنی سوّم و چہارم اسم جامد است از فارسی زبان کہ شترمرغ در پرند و کرگدن در چرند جانوری قیمتی است عجبی نیست کہ بلحاظ نامش (ارج) نہادہ باشند چیزی دیگر بفہم مانمی آید (مولوی معنوی ۵۴) یک جہانی بی نوا بر پیل و ارج ؎ بی طلسمی کی بماندی سبز مرج ؎ و وجہ معنی پنجم ہم غیر ازین نباشد واللہ اعلم (اردو) (۱) قدر۔ (عربی) بقول آصفیہ مؤنث ۔ عزّت ۔ بزرگی ۔ مرتبہ۔ منزلت (نصیر ع) قدر اسکی چشم اہل نظر مین زیادہ ہے ؎ قیمت ۔ دیکھو (آخش) (۲) کھودنا نوچنا۔ بمعنی حاصل بالمصدر۔ دکن مین (کھودنا) کا حاصل بالمصدر (کندیگی) مستعمل ہے جو فارسی زبان سے لیا گیا ہے (۳) شترمرغ ۔ بقول آصفیہ (فارسی) اردو مین مستعمل (مذکر) صحرای افریقہ و عرب کے ایک پرند کا نام جو اونٹ سے بعض اعضا مین نہایت مشابہ ہے ۔ جنوبی امریکہ مین بھی پایا جاتا ہے اور تین سوا تین گز کے قریب ہوتا ہی اسکی گردن نہایت لمبی اور صاف ہوتی ہے ۔ دوڑنے مین ریگستانی میدانون مین گھوڑی

سبقت لیجاتا ہی اسکی خوراک نباتات ہے کنکر پتھر کھاکر ہضم کر لینے مین مشہور ہے اس کے
بازؤن کے پر قدر مین زیور سے کم نہین یہ تیس انڈون سے کم نہین دیتا - (۴) گینڈا بقول
آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - ایک جانور کا نام جو ہاتھی کے پاٹھے کے برابر بھینسے سے
مشابہ اور اوسکی ناک پر ایک سینگ ہوتا ہے بعض گینڈون کے دو بھی سننے مین آئے
ہین لیکن دو سینگون کا گینڈا افریقہ کے سوا دوسری جگہ نہین پایا جاتا - اسکی طاقت مشہور ہے
اور کھال ایسی مضبوط و سخت ہوتی ہے کہ اسکی ڈھالین بناتے ہین - ہندو اسکی ہڈی کو
مقدس سمجھکر اسکے چھلے ہاتھ مین رکھتے ہین - فارسی مین اسے کرگدن کہتے ہین - جو
چوپایہ دودھ پلانے والے حیوانات مین سے ہے - اہل لغات نے لکھا ہے کہ اس کا بچہ
پانچ برس تک مان کے پیٹ مین رہتا ہے مگر ایک برس بعد سر نکال لیتا اور گھانس کھانی
شروع کر دیتا ہے - جب اسطرح چار برس گزر جاتے ہین تو ایک دفعہ ہی نکل پڑتا ہے
اور بھاگ جاتا ہے چار برس تک پیٹ کے اندر رہنے مین یہ حکمت ہے کہ اسکی مان جسکی
زبان نہایت سخت ہوتی ہے وہ اسے چاٹ نہین سکتی - کیونکہ اس بچے کی کھال
نہایت ملائم ہوتی ہے جو اسکے چاٹنے کی تاب نہین لاسکتی ورنہ تمام کھال جگہ جگہ سے
پھٹکر خونم خون ہو جاتی ہے (۵) ولایت فیروز کوہ تبرستان) سے ایک قصبہ کا نام فارسی
مین ارج ہے - مذکر -

ارجاسپ بقول صاحب برہان بروزن طہماسب (۱) نام نبیرۂ افراسیاب است
کہ در توران بادشاہی کرد و در روئینہ دژ مسکن داشت و چند پسر گشتاسپ را در جنگ کشتہ بود

و لهراسپ پدر گشتاسب را که ترک پادشاهی کرده در بلخ بعبادت مشغول بود بقتل آورد و
به آفرین و همای را که دختران گشتاسب بودند گرفته در روئینه دژ محبوس داشت عاقبت
اسفندیار بن گشتاسپ روئینه دژ را گرفته ارجاسپ را کشت و خواهران خود را نجات
داد و (۲) نام پهلوانی هم بود تورانی- صاحبان جامع و سراج و شمس و مؤید هم ذکر این
کرده اند- صاحب هفت صراحت اعراب کرده فرماید که بفتح اوّل و سکون رای مهمله و جیم
ابجد بالف کشیده و سین مهمله بباء فارسی زده- باشد جهانگیری و رشیدی و ناصری بمعنی
اوّل قانع مؤلف گوید که در آخر اکثر اسمای فرمان روایان عجم لفظ (اسپ) می باشد چو
ارجاسپ- گشتاسب- طهماسپ- (بیوراسپ) و مثلهم و صاحبان لغت به بیوراسپ صراحت کرده اند که بیور
بر وزن زیور بلغت دری بمعنی (ده هزار) آمده و بدینوجه که ضحّاک ده هزار اسپ داشت آن را
(بیوراسپ) نام نهادند (کذا فی البرهان) پس بکثرت استعمال الف ساکن شد و رای مهمله[۴]
ساکن متحرک- عجبی نیست که (ارجاسپ) هم مرکّب باشد از (ارج) و (اسپ) بمعنی
(رتبهٔ اسپ) یعنی صاحب مرتبه و اسپ نشین یا رتبه شناس اسپ اگرچه بترکیب فارسی
این معنی پیدا نمی شود ولیکن برای وجه تسمیّه بر اشاره هم قناعت می شود چنانکه در
(بیوراسپ) گذشت و الله اعلم- (اردو) (۱) ارجاسپ- فارسی مین ایک
بادشاه کا نام ہے- (۲) نیز ایک پہلوان کا نام جو توران مین گزرا ہے-

ارجالون | بقول صاحب برہان و جامع و ناصری و اننددبالام بر وزن افلاطون
گیاهیست مانند عشقه که بر درختها پیچد و آنرا کرم دشتی و بعربی کرمة البیضاء خوانند و صاحب

۴ عجبی نیست که مدار استعمال انست - مؤلف

محیط بر (ارجالون) فرماید که درخت فاشرا است و بر (فاشرا) ذکر کند که بفتح فا و الف و فتح
شین معجمه و رای مہمله و الف معرب از (فاشار) سریانی است و گویند اسم یونانی و بقول بعضی
در سریانی (کیشاجوریا) گویند و بیونانی (انبالس لوقا) و (قستوبرون) نیز نامند و بعربی (کرمة
البیضا) و بقولی (حالق الشعر) و (عنب الجن) و بفارسی (ہزارفشان) و (ہزارکشان) و
نیز بفارسی (ماردار) و (کرم دشتی) و بشیرازی (نخوشی) و بقول بعضی نام این در یونانی
(اسالس لوقی) و (اغلیطوس) و بسریانی (کتنا) و برومی (حلیلوطن) و به بربری (ارجالون)
و در تنکابن و طبرستان (الاملک) گویند و آن نباتیست در شاخ و برگ و خیوط شبیه تاک
انگور - طعم آن تند با حرافت و قبض - برگ و ثمر آن گرم در سوم و خشک در دوم و بقول
بعضی در سوم - و بقول شیخ الرئیس گرم و خشک تا سوم - حاد و حریف و جالی و مجفف
و ملطف و مسخن باسخان معتدل - منافع کثیره دارد - (اردو) ایک پودہ کا نام
جسکو عربی مین کرمة البیضا کہتے ہین (جنگلی انگور) - کرمة البیدا - مذکر

ارجان | بقول صاحب برہان و ہفت بروزن مرجان بلغت اہل مغرب (۱)
چلغوزہ باشد و بعضی گویند نوعی از بادام کوہی است و این اصح است - صاحب انند
بذکر معنی اوّل فرماید که بتشدید رای مہمله (۲) نام شہری است بفارس - صاحب محیط
نوشته که درخت لوز البربر است که در بادام بربری مسطور و بر بادام بربری گوید که درخت
آنرا (ارجان) و (ہرجان) نیز نامند و در بلاد مغرب اقصی کثیر الوجود است و ثمر آن مثل بادام
کوچک و آن را در عربی (لوز الارجان) نامند - قسمی از بادام صحرائی است شبیه به چلغوزه

وبزرگتر ازان - گرم وخشک وبسیار قابض وشرب گل آن وجرم آن برای حبس شکم تا یک درم نافع وروغن آنرا زیت السودان نامند وبزیت السودان گفته که روغن ثمری است مثل بادام کوچک که درخت آنرا بشیرازی (الحرک) وبعربی (لوز البربر) گویند ودرخت قسم دیگر این را بشیرازی (ارجن) وودرعراق (ذنکس) ونزد اہل مغرب ارجان وآرقان نام است - صاحب انند نسبت معنی اوّل صراحت کند که لغت فارسی است ونسبت معنی دوم - عرض می شود که مخفف (ارہ جان) است که می آید (اردو) (۱) بادام کوہی کا نام فارسی مین ارجان ہے اور اردو مین اسی کو جنگلی بادام کہتے ہین (مذکر) (۲) ارجان ایک شہر کا نام (ارہ جان) کا مخفف (مذکر)

ارجبد | بفتح اوّل وسکون رای مہملہ وضم جیم وسکون مابعد بقول صاحب سوال التبیل که بذیل لفظ (ارجبذ) نوشته بفارسی امیر قلعه یا بزرگ خداوند وفرمان فرما راگویند ما درلغات فرس این را نیافتیم واز معاصرین عجم ہم نشنیدیم - عجبی نیست که (ارجمند) را صاحب سوال التبیل (ارجبد) نوشته باشد اما (ارجمند) بمعنی امیر قلعه نیامده وبدین وجه که (ارجمند) بمعنی صاحب مرتبه می آید مجازاً برای امیر قلعه یا فرمانفرما گفته باشند بای حال برادّعای صاحب سوال التبیل سند درکار است (اردو) قلعه کا مالک - صاحب مرتبه - فرمان روا -

ارج داشتن | استعمال - بمعنی قدر وقیمت داشتن است سند این از کلام شمس الدین کوتوالی برلفظ (ارج) گذشت (اردو) قیمتی ہونا -

ارج کردن | استعمال - بمعنی برکندن است سند این از کلام سوزنی برلفظ ارج مذکور (اردو) نوچنا

ارجل | بفتح اوّل و فتح جیم عربی - بقول صاحب منتخب (۱) مرد بزرگ پای و (۲) اسپی که یک پای او سپید باشد - صاحب غیاث نسبت معنی دوم گوید که این یکی از عیوب نفس اسپ است که نحوست تمام دارد و صاحب شمس نوشته که اسپ یک پای سفید را شوم پندارند و صاحب مؤید صراحت کند که آنرا مکروه می پندارند بالجمله فارسیان این را بمعنی دوم استعمال کرده اند و برای این لغتی خاص در فارسی لی الآن از نظر ما نگذشت (انوری ۵) جرم خورشید چو از حوت در آید بحمل ؛ اشهب روز کند ادهم شب را ارجل ؛ (اردو) ارجل - (عربی) اردو مین مستعمل - بقول امیر وہ گھوڑا جس کا ایک پاؤن سفید اور تین اور رنگ کے ہون یہ منحوس سمجھا جاتا ہے -

ارجمند | بقول صاحب برهان و هفت و (جامع ذیل لفظ ارج) با میم - بروزن نقشبند (۱) بمعنی عزیز و گرامی و صاحب قدر و خداوند مرتبه باشد چه (ارج) بمعنی قدر و مرتبه و (مند) بمعنی صاحب و خداوند است و (۲) دانا و دانشمند را هم گفته اند و (۳) هر چیز قیمتی را نیز گویند و (۴) بمعنی بی همتا و (۵) بمعنی غلبه کننده هم آمده صاحبان بحر و رشیدی و (دری و پهلوی) و سروری بر معنی اوّل قانع - خان آرزو در سراج گوید که بمعنی صاحب قیمت و ارز است و مجازاً بمعنی صاحب قدر و مرتبه و فرماید که انچه صاحب برهان بمعنی بی همتا و غلبه آورده محل نظر است **مؤلف** عرض کند که انچه خان آرزو (ارجمند) را بمعنی صاحب قیمت و ارز گرفته مجازاً بمعنی صاحب قدر و مرتبه گیرد بخیال ما هم محل نظر است زیرا که (ارج) بمعنی قدر و اعتبار متحقق است که بجای خودش گذشت پس معنی حقیقی (ارجمند)

صاحب قدر و اعتبار باشد و معنی صاحب قیمت وارزکہ ادعای خان آرزو ست ہیچ دیگر
معانی بیان کردہ برہان بجالت وجود سند مجاز باشد حیف است کہ خان آرزو سندی
پیش نکرد۔ بہار گوید کہ صاحب قدر و منزلت و چیز قیمتی وگران بہا را ارجمند گویند چون تیر
وگوہر۔ و اطلاق آن بر جواب و منزل مجاز است۔ مؤلف عرض کند کہ بہار در غور
معنی حقیقی و مجازی را باہم آمیختہ است فتامل (ملا طغرا ۱۰) چو آید بدین منزل ارجمند؛
شود ہمت پست گردون بلند؛ (نظامی ۱۵) مرا با چنین گوہر ارجمند؛ ہمین حاجت
آید بگوہر پسند؛ (ولہ ۱۶) سپہ را جوابی چنان ارجمند؛ پسند آمد از شہریار بلند؛ (ظہوری
۱۵) بال کوی تو دایم کسی نخواہد شد؛ ہمین قدر کہ شود بخت ارجمند آنجا؛
مخفی مباد کہ بخیال ما در شعر اول (منزل ارجمند) بمعنی منزل عالی وگرامی است و در شعر
دوم (جواب ارجمند) بمعنی جواب بی عدیل و بی ہمتا و لا جواب توان گرفت و در شعر سوم
(گوہر ارجمند) استعارہ باشد از ممدوح و ارجمند کہ بصفت گوہر آمدہ بمعنی (ثمین) است
و در شعر چہارم (بخت ارجمند) بمعنی بخت بلند و غالب توان گرفت الحاصل اگر (ارجمند)
را صفت انسان گیریم بمعنی حقیقی آید یعنی صاحب قدر و اعتبار و اگر صفت غیر انسان
گیریم۔ یکی از معانی مجازی صادق آید و بہ خیال ما از برای لفظ (ارجمند) ہمین یک معنی حقیقی
کافی است و انحصار معانی مجازی بسیار مشکل و این قدر متحقق است کہ فارسیان ارجمند را
بصفت غیر انسان ہم استعمال کردہ اند چنانکہ در اسناد بالا گذشت (اردو) ارجمند
بقول امیر قدر و قیمت والا۔ ذی رتبہ۔ فرزند کے لفظ کے ساتھ اسکا زیادہ استعمال ہے۔

(۱۰۲۰)

ارجمند شدن بخت و طالع استعمال — بکسر نون و دوّم کنایہ باشد از بلند شدن طالع و عروج بخت سند این از کلام ظہوری بر لفظ ارجمند گذشت (عرفی ؎) مراد بر اثر غیر گو مران بشتاب ٭ کہ با زطالع ما ارجمند خواہد شد ٭ (اردو) قسمت جاگنا - بقول آصفیہ نصیبا جاگنا - طالع یا اقبال کا یاور ہونا - زمانہ کا موافق ہونا - بھلے دن آنا - قسمت چمکنا -

(۱) ارجمندی بقول بہار بمعنی قدر و منزلت - فرماید کہ بالفظ بردن مستعمل (الخ) **مؤلف** گوید کہ ....

(۲) ارجمندی بردن بمعنی منزلت و قدر حاصل کردنست چنانکہ درویش والہ ہروی مدح شیخ المشائخ درویش عبدالحی سنو کردی گفتہ (؎) درعہد سال ہوشمندی ٭ بردم زطواف ارجمندی ٭ (اردو) (۱) قدر و منزلت (۲) منزلت حاصل کرنا - رتبہ حاصل کرنا

ارجن بقول صاحبان برہان و جامع و ہفت بروزن ارزن (۱) درخت بادام تلخ را گویند صاحب سراج بذکر معنی برہان گوید کہ (۲) در ہندی نام پہلوانیست از پنج برادران مشہور کہ قصہ ایشان در کتاب مہابھارت مسطور - صاحب انند صراحت کند کہ این لغت فارسی است **مؤلف** گوید کہ لغت شیرازی است ذکر این بر لفظ (ارجان) گذشت کہ درخت یک قسم ارجان را (ارجن) گفتہ اند - صاحب ساطع این را بہردو معنی لغت سنسکرت گوید پس عجبی نیست کہ فارسیان این را از سنسکرت گرفتہ باشند و بقول صاحب محیط بعبرانی (عنکبوت) و بہندی (درخت ہندی) و ثمر آن نیز بہمین اسم موسوم - گرم است و از محنت و دافع بلغم و اعیا و نفتی و مدمل جراحات و ممسک و مقوی بدن و استخوان شکستہ را پیوند دہد و طلاءً و اکلاً مستعمل بعضی آنرا سرد دانستہ اند منافع بسیار دارد (اردو)

(۱) کڑوے بادام کا درخت (مذکر) (۲) بقول امیر ایک گزرے ہوے پہلوان کا نام۔ جسکو تیراندازی مین کمال تھا (انیس ۵۳) کاندھے پہ تھی شتی کے وہ دوٹانک کی کمان غ ارجن بھی جس سے سہم کے گوشے مین ہونہان ف

ارخنگ بقول صاحب برہان وہفت وانند بروزن خرخنگ نگارخانۂ مانی را گویند صاحب سراج این را بجیم فارسی آوردہ و صاحب رشیدی بذیل لفظ (ارتنگ) گوید کہ (ارچنگ۔ بجیم فارسی) و (ارژنگ بزای فارسی) نام نقاشی از چین نظیر مانی وہندوشاہ گوید کہ نام بتخانۂ **مؤلف** عرض کند کہ ذکر این ضمناً بلغت (ارتنگ) کردہ ایم۔ بخیال ما این مبدل (ارتنگ) است کہ فارسیان تای فوقانی را بجیم عربی وفارسی بدل کنند چنانکہ (لت ولج) و (تس وچس) پس (ارجنگ) بخیال ما نام مانی است یا مصور دیگر چنانکہ صاحب رشیدی بجیم فارسی آوردہ و مرادف (ارتنگ) است بدیگر معانی ہم کہ صراحت کاملش بر لفظ (ارتنگ) کردہ ایم و ماخذ این ہم ہمہ را انچاندکور اگر مقصود محققین بالا این است کہ بعد تبدیل تای فوقانی بجیم عربی (ارجنگ) در استعمال فرس مخصوص بہ نگارخانہ مانی) است جادارد ومشتاق سند باشیم (اردو) دیکھو ارتنگ۔

ارجنہ بقول صاحب برہان وجامع بفتح اول وثالث ونون نام دشتی است در فارس گویند امیرالمومنین علی علیہ السلام سلمان را در ان دشت نزد ولایت از چنگ شیر نجات داد و (۲) نام نوائی ولحنی است از موسیقی صاحب ہفت باتفاق برہان صراحت کردہ است کہ بسکون رای مہملہ وفتح جیم ونون باشد۔ خان آرزو باتفاق معنی برہان گوید کہ

ظاہراجیم بدل زاست وقصۂ دشت ارزن شہرت دارد مؤلف گوید کہ شک نیست
کہ درفارسی زبان (دشت ارزن) و (ارژنہ) ہم بمعنی اوّل آمدہ کہ می آید ولیکن وجہی نیست
کہ آنرا مبدل (ارجنہ) انگیریم فارسیان جیم عربی را بہ زای عربی وفارسی بدل کنند چون (جوجہ
وجوزہ) و (کج وکژ) وتبدیل جیم عربی بازای ہوز ہم می شود و بالعکس آن ہم (ولیکن تا
کہ اوّل تصفیۂ اصل کنیم بخیال ما (ارجنہ) اصل است کہ نام دشتی درفارس مملو از درختہای
ارجن باشد- ہای نسبت بہ آخر (ارجن) زیادہ کردہ ارجنہ کردہ اند و (دشت ارزن) ہم ہمین
معنی دارد کہ (ارزن) مبدّل ارجن است وواقعۂ مبتینۂ بالا متعلق بہ ہمین دشت وگویند کہ جائی کہ کثرت
اشجار ارجن باشد در عالم ہوا آواز خوشی از درخت ہا پیدا می شود وہمین سبب باشد کہ فارسیان
نوائی راہم بمناسبت خاص (ارجنہ) نام نہادہ باشند (اردو) (۱) ارجنہ یا دشت ارزن
فارسی زبان مین اس جنگل کا نام ہے جو فارس مین واقع ہے جس مین کڑوے بادام
کے درخت کثرت سے ہین - کہا جاتا ہے کہ اسی جنگل مین حضرت امیر علیہ السلام نے زور ولایت سے
سلمان رضؓ کو شیر کے پنجہ سے بچایا تھا (مذکر) (۲) ایک راگنی کا نام فارسی مین ارجنہ ہے -

ارجیس | بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالفتح وکسر جیم نام ذری معروف
دیگر کسی ذکر این نکرد حیف است کہ محقق نامور تفصیلی نکرد (اردو) ارجیس ایک قلعہ کا نام (مذکر)

ارجین | بقول صاحب ہفت بفتح اوّل وسکون رای مہملہ وکسر جیم مثناۃ تحتانی رسیدہ
ونون زدہ نام کوہی است از توابع صفاہان - دیگر محققین این را بہ جیم فارسی ویای حطّی در
آخر (ارچینی) نوشتہ اند کہ می آید بخیال ما تسامح صاحب ہفت بیش نیست کہ (ارچینی) را

ارجین) کردسندی پیش نشد و محققی با او نیست (ارد و) دیکھو (ارچینی)

ارچند بقول ضمیمۂ برہان واند و غیاث و مؤید بر وزن و معنی ہرچند باشد مؤلف گوید کہ اصل این (اگرچند) مرکب است از (اگر) و (چند) پس الا مخفف (اگر) وہمین را فارسیان بقاعدۂ خود بہ تبدیل الف با ہای ہوز (ہر) کردہ (ہرچند) را مرادف (ارچند) گفتہ اند و این ہم کلمۂ شرط است کہ لازم گردانیدن چیزی بچیزی بواسطۂ حروف مقررہ کہ بحروف شرط موسوم اند صاحب تحقیق القوانین بذیل لفظ (گر) فرماید کہ ہریک از (اگر) و (ار) و (گر) کہ باخرش لفظ (چہ) متصل گردد دال بود بر متوہم بودن مضمون جملۂ مدخول خود ازینجہت آوردن لفظ لیکن یا مرادفش بنا بر استدراک بر جواب آن واجب شود۔ وہم چنین است حقیقت (گو وہرچند) بمعنی (اگرچہ) (انتہی) وبعضی برانند کہ ہرچند حرف اتصال ووصل است پس (ارچند) مخفف (اگرچند) و (ہرچند) مبدل (ارچند) باشد و این ہر سہ مرادف (باوجودانیکہ) بعضی برانندکہ این ہمہ حروف برای مخالفت وتضاد جزامی آرند (کذا فی قواعد) الحاصل بخیال ما (اگرچند) مخفف (اگرچندی چنین باشد) است و ارچند وہرچند ہم برین قیاس (ارد و) ہرچند بقول آصفیہ (فارسی) تابع فعل۔ جتنا کچھ۔ جس قدر۔ کتنا ہی۔ کیسا ہی۔ بہتیرا۔ جیسے "ہرچند سمجھایا پر نہ مانا (امانت ؎) ہرچند چاہتا ہون کہ بولون نہ یاس سے پُر دل کو اپنے بس مین نہ پاؤن توکیا کرون ؎

ارچنگ بقول صاحب رشیدی بجیم فارسی و (ارژنگ) بہ زای فارسی نام نقاشی ازچین نظیر مانی وبقول صاحب سراج وجامع مرادف (ارتنگ) کہ گذشت مؤلف

گوید کہ مبدّل ارتنگ باشد فارسیان بقاعدۂ خود تای عربی را بہ جیم فارسی بدل کردند چنانکہ (تس)، (چس) کہ بمعنی گوز بی صدا است حقیقت (ارتنگ) بصراحت ماخذش بجایش گذشت (اردو) دیکھو ارتنگ ۔

ارچہ | بقول صاحب انند بالفتح مخفف اگرچہ و بحوالۂ فرہنگ بوستان گوید کہ حرف شرط متصل

مؤلف عرض کند کہ (اگر) مخفف آن (گر) و (ار) حروف شرط است و این عبارت است از لازم گردانیدن چیزی بچیزی بواسطۂ یکی از حروف مفردہ کہ بحروف شرط موسوم اند و ہر یک از (اگر) و (گر) و (ار) کہ بآخرش لفظ (چہ) متصل گردد ۔ دال بود بر متوہم بودن مضمون جملۂ مدخول خود ۔ ازین جہت آوردن لفظ (لیکن) یا مرادفش بنا بر اشعار برجواب آن واجب (کذا فی القوانین) گاہی لفظ (لیکن و مرادف آن) محذوف و مضمر باشد چنانکہ (انوری ؎) کوہ قاف ارچہ بس گران سنگست ٭ پیش حلمش چو کاہ بیخطر است ٭ و ازہمین قبیل است کہ گفتہ (ولہ ؎) ولیکن ارچہ چنین بود داعی شوقم ٭ ہمی گریست بچون جگر چو ابر بطیرہ ٭ (اردو) اگرچہ بقول امیر (فارسی) (اردو مین مستعمل) کلمۂ شرط ۔ (سحر ؎) خدا نے چاہا تو اس بت کو اب نہ چاہین گے ٭ اگرچہ سانحہ گزرے گا جان پر گزرے ٭ آپ نے لفظ (اگر) کے حاشیہ مین لکھا ہے کہ (اگر) حرف شرط ہے اور (تو) حرف جزا جب اردو مین اسکے آخر مین لفظ (چہ) لگا دیتے ہین تو نہ معنی شرطی باقی رہتے ہین اور نہ دو جملون کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً یہ کہین کہ " اگر زید میرے پاس آئیگا تو مین اسکو انعام دونگا ۔ اگرچہ وہ امیر کبیر ہو" اس صورت مین لفظ (اگرچہ) کو معنی شرطی سے

کوئی تعلق نہین رہا گو اس سے قبل والے جملے مین معنی شرطی پائے جاتے ہین اور کبھی لفظ (اگرچہ) کے واسطے اسکی ضرورت نہین ہوتی کہ اس سے قبل جملۂ شرطیہ ہی مذکور ہو مثلاً یون کہین کہ "زید آگیا اگرچہ عمرو نہین آیا" یہ اس صورت مین بولتے ہین کہ زید کا آنا عمرو کے آنے سے خاص تعلق رکھتا ہو مثلاً زید اور عمرو کا آنا ساتھ قرار پا چکا ہو اور زید چلا آیا ہو اور اپنے وعدے کو پورا کیا ہو اور عمرو نہ آیا ہو کبھی حرف لیکن اس کے ساتھ مستعمل ہوتا ہی مثلاً کہین کہ "میرا ارادہ اگرچہ بمبئی جانے کا ضرور ہے لیکن سردی کا خیال بار بار روکتا ہی" خلاصہ یہ ہے کہ چہ محض تاکید کے واسطے آتا ہے مقصود اس سے ربط اور وصل ہوتا ہے مثلاً "زید بخیل ہے اگرچہ وہ مالدار ہے" یا "بکر لئیم ہے اگرچہ وہ صاحب منصب و جاہ ہی"

ارچین | بقول صاحب برہان و جامع و سراج وانند بر وزن (خرچین) زینہ و پایہ و نردبان را گویند **مؤلف** گوید کہ این مرکّب است از (ار) لغت ترکی کہ بمعنی مرد است و مجازاً بمعنی صاحب و (چین) لغت فارسی بقول برہان بمعنی شکنج پس (ارچین) بمعنی صاحب شکنج باشد کنایہ از زینہ و نردبان کہ مراتب آن ہمچو مراتب شکنج است از ہمین قبیل است کہ فارسیان بر مرتبۂ دیوار را کہ از گل باشد (چینہ) نام نہادہ اند و آنرا در اردو (ردّا) گویند (اردو) سیڑہی بقول آصفیہ (ہندی) مؤنث - زینہ - نردبان -

ارچینی | بقول صاحب برہان وانند و سراج با جیم فارسی بر وزن خرچینی نام کوہی است از توابع صفاہان **مؤلف** گوید کہ (ارچین) بمعنی نردبان و زینہ گذشت پس یای نسبت در آخرش زیادہ کردہ کوہی را نام کردہ باشند کہ بلندیش در مراتب ہمچو نردبان باشد کہ تصعید بر و آسان گردد

(اردو) ارچینی - ایک پہاڑ کا نام ہے جو توابع صفاہان مین واقع ہے (مذکر)

ارچیقنہ | بقول صاحب برہان و ہفت و انند بفتح اول و سکون ثانی و کسر ہای حطی تحتانی
رسیدہ و کسر قاف و فتح نون بلغت رومی اسپرک است و آن گیاہی باشد کہ بدان چیز
رنگ کنند - صاحب محیط بر (اسپرک) فرماید کہ اسم (اکلیل الملک) است و گویند بفارسی
اسم (زریر) و بر (اکلیل الملک) گوید کہ بفارسی (شاہ افسر) و (گیاہ قیصر) و بعربی (اصابع
الملک) نیز گویند و بیونانی (مالیلوطس) (مالیلوطس) و در صیدنہ نوشتہ کہ جالینوس آنرا (حلنہ
توس) نامیدہ و بسریانی (اکلیلا ملکا) و (استرع) نیز گویند - نباتیست برگ آن کوچک
مائل بزردی شبیہ برگ صعتر - معتدل در حرارت و برودت و خشک در اول و گویند
مائل باندک حرارت و گویند مرکب القوی و جزو حرارت و یبوست دران بیشتر از برودت
و بقول شیخ گرم و خشک در اول - قبض این قوی نیست - محلل و منضج و مجفف و ملطف -
مقوی اعضا و منافع بسیار دارد (اردو) اکلیل الملک - بقول امیر (عربی) مذکر - گیاہ قیصر
ناخونہ - ایک چھوٹے مفروش درخت کی نہایت چھوٹی - ناخن سے مشابہ اور بھورے رنگ
کی پھلی ہے جس کا اکثر ضماد و نطول ہی مین استعمال ہوتا ہے - پہلے درجہ مین گرم و خشک ہی
تمام سردی کے ورم کو نافع ہے اور سخت ورمون کو تحلیل اور نرم کرتا ہے -

ارخای عنان | (اصطلاح) بقول بہار و انند بالکسر از چیزی بی تامل گذشتن
(عرفی سہ) ناشی زہوای جلوۂ تو * ارخای عنان آفرینش * یعنی از ہواداری جلوۂ
توصیف آن علیہ السلام ارخای عنان آفرینش پیدا است ای آفرینش از ہوای جلوۂ

نعت او ارخای عنان دارد و وصف او کماہی نمیتواند گفت یا آنکہ ارخای عنان آفرینش
از ہوای جلوۂ نعت اوست یعنی از غایت شوق نعت آن سرور آفرینش بے تامل وصف
ذات اومی گوید و بی توقف راہ نعت اومی پوید و در لطف ہر دو توجیہ سخن نیست
کما صرح بہ بعض المحققین (انتہی) مؤلف گوید کہ (ارخار) بکسر اول لغت عربیت
بمعنی فرو گذاشتن پردہ را و سخت راندن ستور و نرم کردن و دراز کردن رسن اسپ را و نیز بمعنی
از دویدن سخت (کما فی منتہی الارب) و صاحب انند ہم ذکر این کردہ پس (ارخای عنان) ترکیب
فارسی حاصل بالمصدر است از مصدر (ارخای عنان کردن) بمعنی دراز کردن و نرم گذاشتن
عنان باشد برای سخت دویدن کہ چون عنان را نرم گذارند و دراز کنند یعنی تنگ نہ کنند
اسپ بہ تیزی می دود و شاعر گوید کہ از ہوای جلوۂ ممدوح ظاہر می شود کہ باری تعالی شانہ عنان
آفرینش را نرم گذاشت یعنی در آفرینش تنگی نکرد بلکہ سیر چشم بود از ینجاست کہ ہمہ محاسن
آفرینش در ذات ممدوح جمع شد (ا ر د و) باگ ڈھیلی کرنا ۔ بقول آصفیہ باگ
چھوڑنا تاکہ گھوڑا خوب دوڑے ۔

ارخنج بفتح اول و سکون رای مہملہ و فتح خای معجمہ و سکون ما بعد بقول صاحب
سراج التبیل بہ فارسی زبان رخنۂ نہر خورد را گویند ۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و معاصرین
عجم ہم ازین ساکت ۔ بخیال ما این مرکب باشد از (ار) کہ بترکی زبان بمعنی مرد است و
مجازاً بمعنی صاحب و (کنج) بضم اول بقول برہان بمعنی نقبی کہ در زیر زمین مانند خانہ کندہ
باشند پس (ارکنج) بمعنی صاحب نقب و کنایہ از رخنۂ کہ برای نہر کردہ باشند فارسیان

بقاعدۂ خود کاف عربی را بہ خای معجمہ بدل کردند (ارخنج) شد چنانکہ (شا مانچہ) را (شامانچہ)
کردند اندرین صورت باید کہ خای معجمہ را مضموم خوانیم یا اینکہ (ار) را با (خنج) مرکب کردہ
باشند کہ بقول برہان بالفتح بمعنی نفع وسود و آوازی است کہ وقت جماع کردن از بینی بر آید
پس معنی لفظی (ارخنج) صاحب نفع یا صاحب آواز مذکور باشد وکنایہ از رخنۂ نہر مخفی مباد کہ
در افادۂ رخنۂ نہر شبہی نیست و از رخنۂ نہر آوازی خاص از دخول ہوا ہم بر می آید یا اینکہ در
اول لفظ (رخنہ) الف وصلی آوردہ ہای ہوز آخر را بقاعدۂ خود با جیم عربی بدل کردہ (ارخنج)
کردند ہمچون (ماہ) و (ماج) و تعمیم معنی را با رخنۂ نہر خورد مخصوص ساختند (واللہ اعلم) (اردو)
چھوٹی نہر یا چھوٹا نل جو زیر زمین ہو۔ (مذکر)

ارخون | بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالفتح وضمّ خای معجمہ (۱) بمعنی شاہزادہ
و (۲) سردار و مہتر و (۳) امام ومقتدای ترسایان۔ صاحب سوا السبیل گوید کہ بیونانی
زبان (آرخون) بمعنی سردار ومقدّم دیہہ باشد پس (ارخون) بمقصورہ وجمع آن اراخنہ
نعتی است۔ صاحب انند علامت لغت عرب نہ نوشتہ و در دیگر کتب لغات عرب
ہم یافتہ نمیشود و صاحب محیط المحیط فرماید کہ این لغت یونانی است (اردو) بقول صاحب
آصفیہ (۱) شاہزادہ (فارسی) مذکر۔ ملک زادہ۔ راج کنور کنور۔ ٹیکا۔ (۲) سردار
فارسی۔ مذکر۔ افسر۔ سرگروہ۔ حاکم۔ مہتر قوم (۳) امام (عربی) مذکر۔ پیشوا۔ ہادی
آگے چلنے والا۔

ارد | بقول برہان وہفت وجامع وناصری وانند وسروری وسراج بفتح اول وسکون

تانی و دال ابجد) بمعنی خشم و قهر و غضب - صاحب رشیدی فرماید که (اردشیر) مرکب است از همین و خالق زره و سراج گوید که اردشیر متعلق به معنی سوم لفظ (ارد) هم توان کرد که بمعنی (شل شیر) باشد و تخصیص صاحب رشیدی درست نیست مؤلف گوید که این اسم جامد فارسی قدیم باشد ماخوذ از (ارت) که بقول صاحب لغات ترکی بمعنی (زیاده شد) آمده یعنی زائد از اعتدال و فارسیان بقاعدهٔ خود تای عربی را به دال بدل کرده خشم و قهر را (ارد) گفته باشند که نتیجهٔ زیادتی اعتدال مزاج است - انچه صاحب رشیدی (اردشیر) را بمعنی (غصهٔ شیر دارنده) گیرد و صاحب سراج به تسلیم آن تخصیص را نه پسندد نسبت آن عرض می شود که بقاعدهٔ فارسی اسم فاعل ترکیبی (شیر ارد) باشد نه (اردشیر) و (اردشیر) بمعنی مثل شیر درست است (ارد و) غصه - بقول آصفیه (عربی) اردو مین مذکر خشم - غیظ - غضب (امیر ؀) وصل مین اسکو کس نے بلوایا ؛ غصه کیون بار بار آتا ہے ؛

(۲) ارد - بفتح اول بقول برہان و ہفت و جامع و سروری مخفف آرد که غله آس کرده باشد مؤلف گوید که بخیال ما این اصل است و انچه بمد و به همین معنی گذشت نتیجه لب و لهجهٔ مقامی است که (ارد) را (آرد) هم گویند و (ارد) ماخوذ باشد از (اردهه) که بزبان سنسکرت دو نیم کرده شده را گویند و دو نیم شدن غله مرتبهٔ اول است از سائیدن و (ارد و) بمعنی باریک نه سائیده (کذا فی الساطع) پس عجبی نیست که فارسیان از لفظ (اردهه) آرد اخذ کرده بمعنی غلهٔ سائیده گرفته باشند و الله اعلم (ارد و) دیکھو آرد کے دوسرے معنی -

(۳) ارد - بضم اوّل - بقول برہان و ہفت ورشیدی وجامع وانند وسروری وسراج بمعنی مانند ونظیر وشبہ - صاحب سراج فرماید کہ عجبی نیست کہ (اردشیر) بمعنی مثل شیر از ہمین معنی متعلق باشد بمعنی اوّل ہم مؤلف عرض کند کہ بزبان سنسکرت (رُدْر) بضم اوّل وسکون دوّم و سوّم نام مہادیو است کہ علماے ہنود آنرا برای تسکین جہلا مانند ونظیر خدا گفتہ اند و برای پرستش آن حکم دادہ اند - عقیدۂ علمای شان نمی گویند کہ آن معبود حقیقی است بلکہ می گویند کہ مظہر اوست و ازین کہ عامۂ جہلا قوّت ادراک نداشتند برای تفہیم شان دیو ومہادیو را نشان دادند کہ این مثل اوست (غلط کردند ونتیجۂ آن شرک بایمان آورد اگرچہ علمای شان بخیال ما از شرک مصوون اند) بالجملہ عجبی نیست کہ فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اوّل (ردر) آوردہ رای مہملۂ آخرہ را بقاعدۂ خود حذف کردند و (ارد) بمعنی مثل و مانند گرفتہ باشند (واللہ اعلم) مخفی مباد کہ صاحبان قواعد فارسی ذکر حذف رای مہملہ کردہ اند

(اردو) مانند - بقول آصفیہ (فارسی) بمعنی نظیر - مثل - مشابہ - جیسا - (حرف تشبیہ)

(۴) ارد - بکسر اوّل بقول برہان وہفت ورشیدی وجامع وناصری وانند وسروری نام فرشتہ ایست کہ موکّل بر دین ومذہب وتدبیر ومصالح روز (ارد) است بخیال ما این متعلّق باشد بمعنی سوّم کہ گذشت یعنی مشرکین ستارہ پرست این فرشتہ را مانند خدا دانستہ بدین اسم موسوم کردہ باشند وتعلّق باخذ این باعجبی است کہ بمعنی سوّم گذشت (واللہ اعلم - پس برخیال ما بضم اوّل صحیح باشد نہ بالکسر (اردو) ایک فرشتہ کا نام فارسی مین (اردو) ہے جو مصالح مذہب اور ہر ماہ شمسی کی پچیس تاریخ کے مصالح اور تدابیر کرتی

متعین ہے (مذکر)

(۵) ارد۔ بالضم بقول برہان وسراج وسروری وہفت ورشیدی و(دری وپہلوی) و جامع وناصری دانند۔ روز بست وپنجم از ہر ماہ شمسی بعضی گویند کہ درین روز نیک است ۔ نو بریدن وپوشیدن وبد است نقل وتحویل کردن۔ (فردوسی سے) سر آمد کنون قصۂ یزدجرد بماہ سفندارمذ۔ روز ارد＊ واکثر اہل تحقیق شعر فردوسی را بہ تبدیل مصرع اول ذکر کردہ اند یعنی (سے) ہمی رفت سوی سیاوخش کرد＊ بماہ سپندارمذ روز ارد＊ وصراحت کردہ اند کہ (سیاوخش کرد) نام مقامی است بناکردۂ سیاوخش۔ خان آرزو در سراج صراحت فرماید کہ ہر ماہ فارسیان باسبوع منقسم نمیشود ونظر ایشان بر ایام ہفتہ نیست بلکہ ہر ماہ را سی روز یا کم یا بیش حساب کنند وہر روز را نامی علیحدہ خوانند (الخ) وہم او بحوالۂ رسالۂ ابراہیمیہ فرماید کہ صاحب رسالہ روز ارد را بالضم ارد بہ بست وپنجم (اسفندارمذ) مخصوص کردہ واین خلاف مصطلح است (الخ) وہمچنین فرماید کہ تصریح ضمہ نیز خلاف وضع است بلکہ در قافیۂ مصرع اول شعر فردوسی لفظ کرد را بفتح کاف تازی یا کسر آن باید خواند تا مجموع (سیاوخش کرد) عبارت از موضعی باشد کہ ساختۂ سیاوش بود ومعنی چنان بود کہ در فلان روز بموضع (سیاوخش کرد) میرفت۔ بندگان مرزائی بکاف فارسی وضمہ خواندہ اند کہ لفظ (گرد) بمعنی پہلوان آمدہ وگرد را صفت سیاوش قرار دادہ اند درینصورت معنی مصرع چنان می شود کہ در روز فلان نزد (سیاوش دلیر) میرفت۔ وحالانکہ رونده درین شعر خود سیاوخش است لاغیر چنانکہ بر متتبعان شاہنامہ پوشیدہ نیست وچون کرد در اصل لغت فرس بکسر وفتح ہر دو مستعمل است وحالا

در جمیع فارس و یزد وری بکسر کاف تکلم کنند علی الخصوص امکنہ و بلدانی کہ منسوب بہ بانی اند بکسر کاف اطلاق کنند مثل (شاپور کرد) کہ شہریست منسوب با شاپور و (داراب کرد) کہ داراب خسرو منسوب آنست پس برین قیاس (سیاوخش کرد) نیز بفتح و کسرہ ہردو مستعمل باشد در نصورت ارد نیز بفتح و کسر ہردو صحیح باشد (انتہی) **مؤلف** گوید کہ مجرّد (ارد) را بمعنی روز ارد گرفتن قابل غور است کہ در سند موجودہ (روز ارد) آمدہ نہ مجرّد (ارد بمعنی روز مخصوص) پس بخیال ما روز مخصوص را (روز ارد) گفتن بہ تعلق نام فرشتہ ایست کہ بمعنی (۴) گذشت باید کہ بقول برہان (ارد) را بضم اوّل خوانیم و بمعنی فرشتہ باشد نہ بمعنی روز خاص۔ مخفی مباد کہ در مصرع اوّل شعر فردوسی سیاوخش را فاعل گیریم یا نگیریم بہر دو صورت (گرد) بضم کاف فارسی اگر صفت سیاوخش گیریم بقافیہ آن (ارد) را ہم مضموم خوانیم و (روز ارد) ہمان روز مخصوص است کہ بنام فرشتہ خاص منسوب۔ انچہ خان آرزو (ارد) را بکسر اوّل گفتہ قابل تامّل است و حجت آن ضعف و ما را در فتح اوّل ہم کلام است چنانکہ بالا گذشت بالجملہ بتحقیق ما مجرّد (ارد) را بمعنی روز بست و پنجم گرفتن قابل تامّل است (اردو) ہر ماہ شمسی کے پچیسوین روز کا نام فارسی مین (ارد) ہے (مذکر)

(۶) ارد۔ بالضّم۔ بقول صاحب سروری نام کورۂ از کورہای فارس و بالفتح نام قریۂ از قوشنج۔ وجہ تسمیہ این ہیچ معلوم نشد بجز این کہ تیمّناً و تبرّکاً بیاد کرد نام فرشتہ کہ ذکرش در نمبر (۴) گذشت این نام نہادہ باشند (اردو) ملک فارس کے ایک حصّے اور نیز

توشیح کے ایک قریے کا نام فارسی مین (ارد) ہے - مذکر -

اردا | بقول صاحب برہان وہفت بروزن فردا نام مؤبدی و دانشمندی است وا ودر زمان (اردشیر بابکان) بودہ و فارسیان او را پیغمبر دانستہ اند و او را (ارداد) بروزن فرہاد نیز گفتہ اند و پدر او (ویراف) بکسر واو نام داشت صاحبان سراج ورشیدی و مجامع ذکر (اردا) کردہ اند و صاحب ناصری فرماید کہ بہ (اردا ویراف) ہم شہرت داشت مؤلف گوید کہ (اردا) بکسر اول لغت عربی است بقول صاحب منتخب تباہ کردن و یاری کردن و یاری رشدن کسی را و بقول صاحب منتہی الارب بمعنی آرام دادن و بگفت خود ثابت نمودن چیزی را و برقرار داشتن ہم - پس بخیال ما ہمین باشد وجہ تسمیہ این کہ این ہمہ معانی با دعوی پیغمبری مناسبت دارد و تصرف فارسیان ہمین قدر است کہ بفتح الف استعمال کردہ نام شخصی خاص نہادند (اردو) اردا - فارسی مین ایک دانشمند کا نام جس کو فارسیون نے پیغمبر مانا تھا - (مذکر)

اردابہ | بفتح اول و بای موحدہ بقول صاحب شمس آردیکہ با آب شور بیند ازند صراحت کند کہ لغت فارسی است و دیگر کسی از محققین ذکر نکرد مؤلف گوید کہ این مرکب است با لفظ (ارد) بمعنی دوش کہ گذشت و (آب) بمعنی مارو (ہای ہوز) نسبت یعنی چیزی کہ با آرد و آب ساختہ می شود از قبیل آش و سندی و رکار است کہ نیاقیم (اردو) ایک قسم کی آش کو فارسیون نے (اردابہ) کہا ہے جو کھاری پانی مین آٹا شریک کر کے پکائی جاتی ہے (مؤنث)

ارداد | بفتح اول بقول صاحبان برہان وہفت کہ بضمن (اردا) ذکر کردہ اند - ہمان

اردا که گذشت فارسیان بقاعدهٔ خود دال مهمله را بر (اردا) زائد کردند چنانکه (پیرهن) را (پیرهند) ساختند - صاحب قوانین دستگیری ذکر دال زائد کرده است (اردو) دیکھو اردا -

اردانش بقول صاحب هفت بفتح اول و سکون رای مهمله و دال ابجد بالف کشیده و کسر نون و شین منقوطهٔ زده بمعنی خیر و خیرات و چیزی در راه خدا بمردم دادن دیگر کسی ذکر این نکرد و سندی پیش نشد مولف گوید که در روزمرهٔ معاصرین عجم این لغت متروک است و ذمه دارش صاحب هفت باشد و بلحاظ بیانش جز این نیست که حاصل بالمصدر باشد از (اردانیدن) بمعنی تقسیم آرد بر غربا کردن - و مجازاً هر چیز در راه خدا دادن - حالا این مصدر هم متروک است و صاحبان تحقیق ازین ساکت ولیکن صحت لغت این را تسلیم کند و (اردانش) از وجود خبر ده - والله اعلم (اردو) خیر- خیرات دکن مین مستعمل ہے - وہ خیرات جو راہ خدا مین دی جاوے -
(مؤنث)

اردانه بقول صاحب برہان و جامع و سراج و هفت و آنند بر وزن مردانه گلیست صحرائی که آنرا خیری بری گویند صاحب محیط بر خیری گوید که لغت یونانیست و گویند نبطی - بفارسی شب بوی جهت آنکه بوی آن در شب ظاهر می شود و در عراق عرب نفشو نگو یند و آن از جملهٔ گلهای خوشبوست و برومی (ابوعلس) و بفارسی (اردانه) نامند - مختلف الالوان بعض زرد و بعض سرخ و بعض سفید و بعض کبود و مستعمل صرف زرد یا سرخ است و گویند مراد از مطلق آن زرد آنست و آنرا که (خلال ابراهیم) نام است قسم سرخ آن

باشد طبیعت مجموع آن گرم وخشک در دوّم وگویند دراوّل وگویند گرمی قسم زرد
آن نامعلوم وخشکی آن تا دوّم برسد وآن محلّل وملطّف وجالی ومدر وجذّاب از
عمق بدن ونافع ریاح ومنافع بسیار دارد **مؤلف** گوید که (اردان) بفتح اوّل و
دال مہملہ در عربی زبان بمعنی آستین ہا را گویند (کذا فی منتہی الارب) کہ جمع رُدن است
پس فارسیان ہای نسبت برین زیاد کردہ (اردانہ) گلی را نام کردند کہ با بن آستین ہا خصوصاً
با آستین قبای عجم شباہت کلی دارد پس این را مفرّس توان گفت **(اردو)** گل شبّو۔
بقول صاحب آصفیہ (مؤنث) ایک قسم کے پھول کا نام جو رات کو کہلتا ہے۔

اردا ویراف بقول صاحب انند ہمان (اردا) است کہ بجایش مذکور شد ونام
پدرش (ویراف) بکسر واو بود و پسرش بلفک اضافت ابنی اشتہور تفصیل این و وجہ تسمیہ اش
ہم در انجا بیان کردہ ایم **(اردو)** دیکھو اردا۔

اردب بقول برہان وجامع وہفت وسراج بر وزن ہر شب جنگ وجدال
را گویند **مؤلف** گوید کہ (رتب) بفتحتین بقول صاحب منتخب در عربی زبان بمعنی سختی
آمدہ پس عجبی نیست کہ فارسیان بقاعدۂ خود تای فوقانی را بہ دال مہملہ بدل کردند۔ چون
(توت وتود) و (زرتشت وزردشت) ودر اوّل (ردب) الف وصلی آوردہ
(اردب) بمعنی جنگ وجدل استعمال کردند واللہ اعلم۔ صاحب انند (اردب) را
بمعنی جنگ وجدل لغت عرب گوید ولیکن محققین عرب ازین ساکت **(اردو)** جنگ
وجدل۔ بقول آصفیہ (اسم مذکر) لڑائی بھڑائی۔ دنگہ فساد۔ رگڑا جھگڑا۔ قتال وجدال

وبقول صاحب رسالہ (مؤنّث) (شہیدی ۵) جنگ وجدل رہنگی شہید ہی تمام عمر
ایرانیون مین یا رہے تورانیون مین ہم *

اردبہشت (اصطلاح) بقول صاحب انند بفتح اول وکسر دال مہملہ وفتح
بای موحدہ وکسر ہای ہوز وتای موقوف مرادف اردی بہشت (مؤلف گوید کہ
مخفف آن) بحث کامل این بر (اردی بہشت) می آید (اردو) دیکھو اردی بہشت۔

اردبیز بقول صاحب ہفت قلزم بفتح اول وسکون رای مہملہ ودال ابجد وکسر موحدہ وتحتانی بمثناہ تحتانی رسیدہ وسکون زای منقوطہ غربال را گویند مؤلف گوید کہ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد۔ معاصرین عجم استعمال این کنند۔ بخیال ما مرکب از (ارد) و (بیز) اسم فاعل ترکیبی یعنی (بیزندہ) ارد۔ (اردو) چھلنی۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث۔ غربال۔ چھاننے کا آلہ۔ چھننی۔

اردبیل بقول صاحب برہان وہفت وجامع وسروری بروزن زنجبیل (۱) نام پسر ارمنین بن لنطی بن یونانیست و (۲) نام شہری معروف۔ گویند آن شہر را فیروز جد نوشیروان بنا کردہ ازان جہت (فیروز کرد) ہم خوانند وبعضی گویند منسوب بہ (اردبیل) بن ارمنین است وبنا کردۂ اوست خان آرزو در سراج ذکر ہر دو معنی کردہ نسبت معنی دوم گوید کہ ثانی بنا نہادہ باشد و اوّلش بحالت خرابی آباد کردہ و شہر مذکور مسکن ومدفن شیخ صفی الدین است (قدّس سرہ) صاحب مؤید بذیل لغات فارسی بر معنی دوم قانع گوید کہ نام شہری بحدود آذربیجان وصاحب ناصری اینرا

بہ بای فارسی (اردپیل) بمعنی پیل خشمگین گیرد و صاحب شمس ہم بہ بای فارسی نوشتہ
(سعدی شیرازی سه) یکی آہنین پنجہ در اردپیل: ہمی بگذرانید بلبک زپیل: (فردوسی
سه) سپاہی کہ از بر درع وار دپیل: بیامد بفرمود تا خیل خیل: (ولہ سه) ہمی راند
زان سان کہ از کوہ سیل: تا بل گذشت از در اردپیل: نسبت ہر دو شعر فردوسی خیال
صاحب ناصری انیست کہ حکیم فردوسی خیل وسیل را با مالۂ فتح بسوی کسرہ آوردہ مولف
گوید کہ چرا نگوئیم کہ فردوسی در (اردپیل) بای فارسی را مفتوح گرفت و این تصرف او ست
بجوز للشاعر ما لا یجوز لغیرہ" اگر چہ بعض صاحبان تحقیق در کتاب این بای عربی نوشتہ اند و
صاحب ہفت صراحت بای موحدہ کردہ است ولیکن بخیال ما (اردپیل) بہ بای فارسی
است یعنی (مثل پیل) از قبیل (اردشیر) ہمین باشد وجہ تسمیہ یعنی حقیقت معنی اول
و نسبت معنی دوم عرض می شود کہ شہر معروف بنام بانیش موسوم شد انچہ صاحب
ناصری (اردپیل) را بمعنی پیل خشمگین نوشتہ است درست نباشد زیرا چہ (ارد) بمعنی
خشم است و مرد خشمگین را بقاعدۂ فارسی (پیل ارد) توان گفت نہ (اردپیل) زیرا کہ بقاعدۂ
اسم فاعل ترکیبی تقدیم پیل ضرور است ہمچو (مہ رو) (بزدل) و امثال آن - معاصر
عجم الکثر در قواعد بی را ہیرود (ارد و) (۱) اردپیل - ایک شخص کا نام ہے جس کے
باپ کا نام ارمنی تھا (۲) اردپیل ایک شہر کا نام ہے جو نمبر (۱) کا آباد کیا ہوا
شہر ہے (مذکر)

اردتولہ | بقول صاحب شمس لغت فارسی زبان است بمعنی طعامی کہ مانند کاچی

است کہ بعربی سخینہ گویند و مردم درویش خورند۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ و در ممدودہ ہم گذشت **مؤلف** گوید کہ آشی را (آرد تولہ) و (اردتولہ) گفتہ باشند کہ در ان آرد بمقدار قلیل باشد و معنی قلت مجازاً از لفظ تولہ پیدا است کہ تولہ بقول برہان در فارسی زبان وزنی باشد بمقدار دو و نیم مثقال و در ہند قریباً معادل یک روپیہ (ارد و) دیکھو آش۔ نواح دکن مین عام لوگ اس کو گنجی کہتے ہین اور مہذب لوگون کی زبان پر کانجی ہے آش سے کم درجہ۔ ایک قسم کی رقیق غذا جس مین غذائیت کم مقدار مین ہوتی ہے۔ صاحب آصفیہ نے لفظ (پیچ یا پیچہ) پر کانجی کا ذکر کیا ہے اور (کانجی) بمعنی (پیچ) لکھا ہے۔ لیکن درحقیقت ہماری تحقیق مین پیچ اور چیز ہے اور کانجی اور چیز۔ کانجی وہ خاص غذا ہے جو فقرا اور غربا کے لئے کم خرچ بالانشینی کے طور پر تیار ہوتی ہے جس مین آٹا بہت ہی کم مقدار مین ہوتا ہے اور پانی کا حصہ اور دکھاؤ بہت زیادہ البتہ یہ پیچ سے مشابہ ہوتی ہے اور پیچ اوس پانی کا نام ہے جو چاول کو جوش دینے کے بعد جب وہ پھول جاتے اور پک جاتے ہین تو باقیماندہ پانی نتھار لیا جاتا ہے تا کہ خشکہ زیادہ نرم نہو جائے صاحب ساطع فرماتے ہین کہ کانجی زبان سنسکرت کا لفظ ہے وہ سرکہ جو چاول سے نبایا جاتا ہے الحاصل ہماری رائے مین (اردتولہ) کا ترجمہ محاورۂ ہند کے لحاظ سے آش اور محاورہ دکن مین کانجی۔

اَردجان | صاحب برہان وہفت گوید کہ باجیم بروزن ہمزبان ازجداول

اہل نجوم و در احکام مرقوم - صاحب شمس باتفاق معنی برہان صراحت کند کہ لغت
عربی است و صاحب سروری بحوالۂ اداة الفضلا فرماید کہ بہ را و دال مہملتین و جیم تازی
بروزن بندگان (۱) نوعیست از اشکال و اسرار علم نجوم و فرماید کہ در فرہنگ (اردکان)
باین معنی آوردہ (اردجان) را معرب آن گفتہ صاحب فرہنگ جہانگیری مصدق آن
صاحب مؤید فرماید کہ (۲) نام موضعی است از مضافات شیراز و نام دیہی از نواحی یزد
صاحب مدار الافاضل در معنی اول ہمزبان سروری مؤلف گوید کہ مقصود صاحبان
لغت از اشکال نجوم - جدول است و بعضی از اہل تحقیق صراحت این ہم کردہ اند پس
(اردگان) در فارسی زبان جدول زائچہ باشد کہ باعتبار دوازدہ بروج - بر دوازدہ
خانہ شامل است کہ صراحت آن بذیل کردہ ایم و سلسلۂ بروج درین جدول بسلسلۂ
اعداد قائم می شود کہ در ہر یک خانہ نوشتہ ایم - حالا بر وجہ تسمیۂ (اردگان) غور می کنیم

کہ فارسیان جدول زائچہ راچرا (اردگان) گفتہ اند واضح باد کہ (اردہ) در فارسی زبان
کفگیری را گویند کہ آرد و بیز باشد یعنی سوراخہا دارد ہمچو غربال و نقشۂ زائچہ کہ نقلش بالا گذشت

مشابہ غربال و (کفگیر اردبیرا) است و (گان) بقول صاحب برہان و رفارسی زبان بمعنی لائق وسزاوار و پادشاہ را نیز گویند و افادۂ معنی جمع ہم کند یعنی وقتی کہ در آخر کلمہ در آید کہ آخرش ہای ہوز باشد (الخ) مقصودش جزین نیست کہ ہای ہوز آخرہ را بقاعدۂ فرس بکاف فارسی بدل کردہ الف ونون جمع بروزیادہ کنند - ہمچو بندگان وایستادگان - پس (اردگان) چیزی باشد کہ قابلیت اردبیرداردیعنی مثل اردبیر شبک یا پادشاہ اردبیرا بر سبیل فرض یا مجموعۂ اردبیر بمعنی اردبیرہا مخفی مباد کہ جمع غیر ذوی الارواح ہم درفارسی برخلاف قیاس بالف ونون آمدہ کہ بحث مفصل این بر (ان) کنیم یا اینکہ (اردگان) معنی سزاوار فرشتہ کہ ذکرش بر لفظ (ارد) گذشت بالجملہ ہمین باشد وجہ تسمیہ (اردگان) ومسلم است کہ (اردجان) معرب (اردکان) باشد ونسبت معنی دوم عرض می شود کہ موضعی یا دیہی را بدین نام موسوم کردن متعلق باشد از خصوصیات مقامی مثلاً ممکن است کہ بمعنی (سزاوار ارد) گرفتہ باشند و از (ارد) مقصود شان فرشتہ باشد کہ ذکرش بر معنی چہارم گذشت یا مخفف اردشیر یا تعلق بنا رو آبادی آن بنام کسی باشد کہ (ارد) نامش بود وقس علی ہذا (واللہ اعلم) (اردو) (۱) زائچہ (فارسی) بقول صاحب آصفیہ مذکر - طالع مولود - جنم پترا - کنڈلی - لگن - وہ کاغذ جو نجومی لوگ بچہ کی پیدایش کے وقت بناتے ہین جس مین مولود کی تاریخ وقت ماہ وسنہ ولادت درج ہوتا ہے اسوقت پر مختلف سیارے جہان جہان ہوتے ہین وہ ایک آسمانی نقشہ مین بنا دئے جاتے ہین پس اسکے مواقف ہر ایک نجومی اسکی تمام عمر کا نیک وبدحال بتاتا ہے (الخ) صاحب ساطع نے

(لگن) بمعنی لحظہ و آن لکھا ہے ۔ الحاصل ہماری رائے مین (اردجان) یا (اردگان)
کا ترجمہ وہ خانہ دار نقشہ ہے جو زائچہ مین بنایا جاتا ہے جس کے ۱۲ ۔ خانے ہوتے ہین اور
ہر ایک خانہ مین سات تارون کی گردش بارہ برجون مین دکھائی جاتی ہے بلحاظ اس وقت
اور ساعت کے جس مین ولادت یا لڑائی یا اور کوئی واقعہ ہوا جس کے متعلق وہ زائچہ
ہے پس بعضون کی راے مین زائچہ کو صرف مولود ہی سے مخصوص کرنا مناسب نہین ہے
ہم اس بحث کا کامل تصفیہ (لفظ) زائچہ پر ردیف (زای عربی) مین کرین گے ۔ (۲)
اَردجان اور اَردگان مضافات شیراز سے ایک موضع کا نام ہے اور جوالی یزد سے
ایک موضع کا نام (مذکر)

اردستان بقول ضمیمہ برہان بالفتح والکسر ہر دو آمدہ با تای قرشت ۔ بر وزن
(ترکش دان) نام ولایتی است از ولایت ہای بالادست و در انجا نارخوب میثمر
میشود ۔ صاحب مؤید ہم ذکر این کردہ نسبت وجہ تسمیۂ این عرض کنیم کہ عجبی نیست کہ درین
لفظ (ارد) بمعنی چہارمش باشد تبرکاً یا بلحاظ بلندی مقام و (ستان) در فارسی زبان
بمعنی جای انبوہی و بسیاری چیز ہاست ہمچو گلستان پس معنی (اردستان) جای انبوہی
فرشتگان باشد و جا دارد کہ بوجہ زیادتی پیداوار این مقام بمناسبت معنی دوم (ارد)
این را (اردستان) گفتہ باشند و ممکن است کہ اکثر باشندگان انجا خشمناک و خشمگین
باشند و بمناسبت معنی اوّل (ارد) بہ اردستان موسوم کردہ باشند واللہ اعلم (اردو)
اردستان ۔ فارسی مین ایک ولایت کا نام ہے ۔ (مذکر)

اردش بقول برہان وسراج بفتح اوّل وثانی وضم دال بی نقطہ وسکون شین نقطہ دار نام مقدار معیّنی است از گناہان بزعم فارسیان صاحب ہفت این را بفتح اوّل و سکون رای مہملہ ودال ابجد وشین منقوطہ زدہ گوید وفرماید کہ بفتح رای مہملہ ہم بنظر آمدہ صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمہ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند در حلیۂ لغت ومعنی با برہان اتّفاق دارد۔ صاحب جامع این را بضم دال بروزن (چنکش) آوردہ مؤلف گوید کہ در حلیۂ لفظ ما را با صاحب جامع اتّفاق است کہ (ار) در لغت سنسکرت بالفتح بمعنی دشمن وعدوست (کذا فی السّاطع) و (دش) بالضم در فارسی زبان بمعنی بد وزشت آمدہ۔ پس صاحبان ژند و پاژند (اردش) بمعنی دشمن بد گرفتہ باشند وکنایہ از گناہ۔ انچہ صاحبان تحقیق مقدار معیّن گناہ را نام کردہ اند بجا باشد مثلاً از کسی دو بار رہزنی واقع شد واین گناہ مکرّر را (اردش نام نہند (واللہ اعلم) (اردو) گناہون کی ایک مقدار معیّن کو فارسیون نے (اردش) کہا ہے۔

اردشیر بقول صاحبان برہان وہفت وجامع وانند (۱) نام بہمن بن اسفندیار۔ پدر دار ابست گویند چون جدّش (گشتاسپ) او را بسیار دلیر وشجاع دید بدین نام موسوم ساخت ومعنی ترکیبی آن (شیر خشمناک) باشد چہ (آرد) بمعنی قہر وخشم نیز آمدہ و (۲) نام پسر ساسان ابن بہمن ہم کہ اوّل ساسانیان بودہ واو را (اردشیر بابکان نیز گفتہ اند و (۳) نام پسر شیرویہ بن پرویز ہم ہست و (۴) کسی را نیز گویند کہ در قوّت وشجاعت بے تہوّر وجبن باشد صاحبان رشیدی وجہانگیری بر معنی اوّل و دوّم قانع۔ صاحب مؤید نسبت

نمبر (۱) گوید که این همان پادشاه ایران است که دختر خود (همای) را بر حکم آتش پرستی در حبالهٔ
خویش آورده و داراب از بطن اوست (کذا فی شرفنامه) و بحوالهٔ آداب ذکر معنی سوم هم کرده
که (اردشیر) بن شیرویه یک سال و پنجماه در ایران ملک راند و از دست شهزاده زهر کشته
شد- خان آرزو در سراج فرماید که بضم و فتح هر دو درست است و نسبت معنی اول گوید که
این لقب باشد نه علم و ذکر معنی سوم هم کرده **مؤلف** عرض کند که معنی ترکیبی (اردشیر)
مثل شیر یا خشم شیر باشد که (ارد) بمعنی خشم و نظیر بجای خودش گذشت - اضافت
آرد بکثرت استعمال حذف شد پس بلحاظ دلیری و شجاعت به تشبیه شیر (اردشیر) توان
گفت و این کنایه باشد- آنچه بعض محققین معنی ترکیبی این (شیر خشمناک) نوشته اند
تسامح کرده که بقاعدهٔ فارسی برای این معنی (شیر ارد) باید گفت که اسم فاعل ترکیبی باشد
همچو (روباه خصال) و (مهر سیما) و (ملک صورت) و اگر (اردشیر) را بمعنی (غصهٔ شیر) گیرند
استعاره باشد ولیکن وجه تسمیهٔ اوّل الذکر بهتر است و آنچه خان آرزو این را بالضم و بالفتح
هر دو آورده بدین سبب است که (ارد) بمعنی مانند و نظیر بضم اول است و بمعنی خشم و غصه
بالفتح صاحب هفت (اردشیر) را بالفتح آورده و بخیال ما باید که بالضم خوانیم که در وجه
تسمیهٔ (ارد) را بمعنی مثل و شبیه مرجح دانیم و نسبت معنی دوم و سوم عرض می شود که دیگر
شهزادگان را بر لقب نمبر (۱) نام نهاده باشند و معنی چهارم هم کنایه باشد- چنانکه معنی
اول (فردوسی **سه**) چو دیدش بدان گونه اورا دلیر ؛ همی خواندندش پس ورا
اردشیر ؛ (**اردو**) (۱) اردشیر بهمن بن اسفندیار کا لقب (۲) ساسان ابن بهمن کے

بیٹے کا نام (۳) اردشیر ایک بادشاہ ایران کا نام جو شیرویہ ابن پرویز کا بیٹا تھا۔ (۴)
دلیر۔ (فارسی) اردو میں مستعمل۔ بقول آصفیہ مذکر۔ بے خوف۔ جری۔ بہادر۔ شیر مرد

اردشیران بقول صاحب برہان
ورشیدی مرادف (اردشیر دارو) نوعی از مرو
که تلخ باشد و در بعض نسخ برہان اینرا (اردشیروان)
نوشته بخیال ما غلطی کتابتش نباشد که
از سلسلۂ ردیف حروف می کشاید که واو غلط
است صاحب جامع جہانگیری ہمزبان رشیدی
و صاحب ہفت گوید که نوعی از مرو است
و آن گیاہی باشد خوشبو صاحب محیط فرماید
که نوعی از مرو و بر مرو نوشته که بالفتح اسم
نبطی است و گویند فارسی و نیز بفارسی
(مرو رشک) و بیونانی (ماثلوفن) و بعربی
(ریحان الشیوخ) و بہندی (کنوچہ) نامند
و آن اسم جنس است و انواع می باشد
و ہریک بنامی مخصوص و (بری العالم)
و (خرامی) و (اقحوان) و (گاوزبان)
نیز اطلاق می نمایند و از مطلق آن مراد نوع
خوشبوی آنست که (مرماحوز) باشد و بر
(مرماحوز) گفته که این را بفارسی (مرو خوش)
نامند و گویند مرو کوہی است و بہترین آن
بستانی و نافعی از صاحب فلاحۃ نقل کرده
که از ہفت اقسام مرو - (مرماحوز) بہترین
آنست و انفع از برای خوف و اکثر در ادویہ
داخل میشود و طعم آن تلخ و دران ادنی
بشاعت و ادنی تخدیر و طبع آن گرم در سوم و خشک
در دوم و بقول بعضی گرم در دوم ملطف و محلل و
مسکن ریاح و مفتح سدد - چون در شراب خیسانیده
بنوشند سکر شدید آرد و منافع بسیار دارد (الخ)
مؤلف گوید که الف و نون نسبت را بقاعدہ
فارسی بر (اردشیر) زیادہ کردہ بدینوجہ
اسم این دوا نہادہ باشند که اردشیر این را

در شراب استعمال می کرد ہمین باشد وجہ تسمیۂ (اردشیر دارو) ونسبت (اردشیروان) بزیادت واو بعد رای مہملۂ دوم) عرض کنیم کہ (وان) در فارسی بقول برہان بحالت ترکیب بمعنی نگہبان آمدہ (چون گلّہ وان) وامثال آن پس (اردشیروان) بمعنی محافظ اردشیر این دارو را گفتہ باشد کہ خوردنش در شراب باعث تسکین خاطر اردشیر بود۔ (واللہ اعلم) (اردو) صاحب محیط نے (مرو) پر لکھا ہے کہ کنوچہ ہندی مین مروکا کا نام ہے اور نیز صاحب جامع الادویہ نے نمبر ۸۲۲ پر صراحت کی ہے کہ کنوچہ وہی دوا ہے جسکو فارسیون نے (مروشک) کہا ہے۔ فرہنگ آصفیہ مین متروک ہے اور لفظ (مروا) پر آپ نے ایک قسم کی کڑوی خوشبودار گھانس کا ذکر کیا ہے۔

اردشیر بابکان بقول صاحبان برہان وہفت وجامع وانند کہ ذیل آردشیر ذکر کردہ نام پسر ساسان ابن بہمن کہ اوّل ساسانیان بود۔ صاحب جہانگیری بضمن (اردشیر) سند این از کلام فردوسی آوردہ (ع) مرورا کنون مردم یادگیر ہمی خواندش بابکان اردشیر۔ مؤلف گوید کہ بابک بروزن ناوک۔ بقول برہان بمعنی این واستوار و بادشاہ عظیم الشان کہ اردشیر دخترزادۂ او بود صاحب برہان بر لفظ (بابک) صراحت این ہم کردہ کہ بہمین سبب دخترزادۂ بابک را (اردشیر بابکان) می گفتند (الخ) یعنی منسوب بہ بابک کہ الف ونون نسبت بقاعدۂ فارسی می آید ہجو ایران وتوران۔ ذکر این بر نمبر دوم (اردشیر) ہم گذشت (اردو) ساسان ابن بہمن کے بیٹے کا نام (اردشیر بابکان) ہے

اردشیر خُرّہ (اصطلاح) بقول صاحبان برہان وسروری وہفت بضمّ خای نقطہ دار

و فتح رای بی نقطه مشدد نام الکه ایست بزرگ
از ولایت فارس که شیراز و ہمیند و ہمکان و
برخان و سیراف و کازران و کام فیروز
از ان الکه است و رسم کردهٔ اردشیر باشد
و بعض گویند رسم کردهٔ نمرود بن کنعان است
صاحب رشیدی گوید که این را (خرهٔ اردشیر)
نیز گویند یعنی آباد کردهٔ (اردشیر بابکان) و
بعضی گفته اند آباد کردهٔ بہمن و اول صحیح است
(انتهی) و صاحب جامع فرماید که نام ولایت
بزرگی است از فارس - خان آرزو در سراج
گوید که اگرچه بہمن ہم اردشیر لقب داشت ولیکن
اصح این است که آباد کردهٔ (اردشیر بابکان)
است مؤلف گوید که (خره) بقول برہان
بفتح اول و ثانی و خفای ہا - بمعنی حصه و بخش
است که حکمای فرس ملک فارس را بر پنج
حصه قسمت کرده اند و ہر حصه را نامی نهاده
(۱) خرهٔ اردشیر (۲) خرهٔ استخر (۳) خرهٔ
داراب (۴) خرهٔ شاپور (۵) خرهٔ قباد
و باین معنی با واو معدوله ہم آمده خان آرزو
ہم در سراج خره را بدین معنی بفتحتین
نوشته - پس (اردشیر خره) بہ تشدید رای
مهمله چنانکه صاحبان برہان و سروری و
ہفت نوشته اند درست نباشد نسبت
ضمّ اول عرض میشود که بعض صاحبان
تحقیق (خوره) به واو معدوله ہم بهمین معنی
آورده اند پس اگر واو حذف شود خره بضمّ
اول باشد (اردو) اردشیر خره ملک فارس
کے ایک حصہ کا نام ہے جسکو (اردشیر بابکان)
نے آباد کیا تھا - (مذکر)

اردشیر دارو (اصطلاح) ہمان اردشیران
است که گذشت - بیان مفصل این ہمه آنجا
مذکور - صاحبان برہان و رشیدی و سروری
و شمس و ہفت و انند ہم ذکر این کرده اند
(اردو) دیکھو اردشیران -

اردفانی بقول صاحب برہان وہفت و انند بفتح اول وکسر ثانی وسکون ثالث وفتح فا و نون بالف کشیدہ وکسر فای دیگر تحتانی رسیدہ بلغت یونانی نباتست صحرائی۔ جہتہ گزندگی جانوران خصوصاً زنبور رطلا کنند نافع باشد وآنرا بعربی (قثاء الحمار) خوانند صاحب محیط فرماید کہ بکسر ہمزہ وسکون رای مہملہ و فتح دال مہملہ وسکون قاف و فتح نون والف وکسر قاف ویا (اردق ناقی) وبقول گیلانی (اردف نانی) بہ فا ونون بفتحتین لغت یونانی است وآن نباتیست کہ در آجام وآبہای ایستادہ می روید وگویند شجریست مثل کبر بسیار تند بو و سوزانندہ در غایت تیزی وحرارت وثمر آن در غلاف مثل کاکنج شمیدن بوی آن مورث امراض دماغی صعب و ر اہب گوید کہ سرد وخشک در دوم و در ان قوت سمیہ است (الخ) فارسیان این را (سیماہنگ) خوانند (اردو) کریلا۔ بقول آصفیہ (ہندی) مذکر۔ ایک قسم کی نبات۔کڑوی ترکاری کا نام جو بیل مین لگتی ہے اور صورت مین کھردری ہوتی ہے عربی مین اسکو (قثاء الحمار) اور فارسی مین (سیماہنگ) کہتے ہین۔ تیسرے درجہ مین سرد وخشک۔ (الخ) اور بقول صاحب محیط دوسرے درجہ مین سرد وخشک۔ صاحب مخزن الادویہ نے قثاء الحمار پر لکہا ہے کہ اسکا ہندی نام کریلا نہین ہے بلکہ کڑمی وکچری تلخ یا کندوری ہے اور (سیماہنگ) اسی کو فارسی مین کہتے ہین اور نیز (خیار زہ اسپند) و (خیار خر) اور صاحب آصفیہ نے کندوری پر فرمایا ہے کہ اسم مذکر۔ ایک قسم کا جنگلی کھیرا۔

اردک بقول صاحب ناصری بضم اول و فتح دال مرغابی صاحبان سروری

و رشیدی و بہار و آنند فرمانید کہ قسمی است از مرغابی معروف و آرشہ گوید کہ لغت ترکی است
صاحب شمس نوشتہ کہ لغت فارسی و ترکی ہر دو یعنی در ترکی بضم اوّل و کسر دال قسمی است
از مرغابی معروف و در فارسی بمعنی فرونشستن آماس جراحت۔ صاحب رہنمای بہوت
بحوالۂ سفر نامۂ ناصرالدین شاہ قاچار گوید کہ معاصرین عجم این را بمعنی قاز استعمال کنند و صاحب
بول چال فرماید کہ قاز و بط بری را (اردک) نامند (شاہ طاہر گفتہ ؎) آنکہ از صولت
سرپنجۂ شاہین چو عقاب ؛ بال نسرین فلک راشکند چون اردک ؛ مؤلف عرض کند
کہ صاحب اللغات ترکی (اوردک) بہ تفخیم ضمۂ ہمزہ و سکون رای مہملہ و فتح دال مہملہ
و سکون کاف فارسی بمعنی مرغابی آوردہ فارسیان واو را کہ در رسم الخط ترکی بطریق
علامت ضمّہ می نویسند حذف کردند و مجازاً بمعنی مرغابی و بط بری و قاز کہ از اقسام
مرغابیست۔ استعمال کردند و نسبت معنی دوم کسی از اہل تحقیق مؤید صاحب شمس
نیست و سندی ہم پیش نشد۔ اعتبار را نشاید (اردو) مرغابی (فارسی۔ اردو مین
مستعمل) بقول آصفیہ (مؤنث) قاز۔ جل ککڑ۔ ایک مشہور پرند کا نام جو اکثر دریا
مین تیرتا رہتا ہے اور مچھلیان پکڑ کر کھاتا ہے۔ آپ ہی نے قاز پر لکھا ہے
کہ (اسم مؤنث) ترکی زبان کا لفظ۔ معنی راج ہنس۔ ایک قسم کا حواصل ایک مشہور
پرند کا نام جو اکثر موسم سرما مین گرم خطون مین چلا آتا اور اسکے غول کے غول دریا
کے کنارون پر ملتے ہین۔ اور آپ ہی نے لفظ (بط) پر فرمایا ہے کہ (مؤنث) ایک
آبی پرند کا نام جو مرغابی کی قسم مین سے ہے۔ بطک۔ بطخ۔ الحاصل اردک کا

ترجمہ مرغابی ہے جس مین بطخ اور قاز داخل ہے۔

اردک ازکون پراندن (مصدر اصطلاحی) بہار گوید کہ لوطیان گویند۔ چنان ضرب دستی برسرش زدیم کہ اردک ازکونش پراندیم“ (نعمت خان عالی سہ) بگرفت کلہ ز فرق شاہین ٭ تا ازکونش پراند اردک ٭ (ملا فوقی یزدی سہ) مخوان برمن نوای زاغ گردون ٭ کہ می پرانمت صد اردک ازکون ٭ صاحب انند فرماید کہ بمعنی استہزا کردن۔ و ریشخند نمودن است چنانکہ کلاہ ازسر کسی بردارند و ذکر معنی اوّل ہم کند و سندش ہمان سند نعمت خان عالی است کہ بالا گذشت مؤلف گوید کہ ہر دو محققین تعریف این مصدر اصطلاحی درست نکردہ اند بخیال ما معنی مجازی برمی آید و پیدا می شود از معنی حقیقی الفاظ این مصدر یعنی (اردک از کون پراندن) کنایہ باشد از (لواطت کردن) کہ اردک یعنی مرغابی ہم سپید رنگ باشد و آب منی ہم سپید۔ و مجازاً بمعنی ترسانیدن و تنگ کردن و شرمناک سزا دادن۔ (اردو) بقول صاحب آصفیہ گانڑ پھاڑنا (بازاری) خوف دلانا۔ دق کرنا۔ شرمناک سزا دینا۔

اردکان صاحبان رشیدی و جہانگیری و ناصری و شمس ذکر این کردہ اند و ما تعریف کامل این بر لفظ (اردجان) بیان کردہ ایم و از ماخذ این ہم ہمدر انجا ذکری بخیال ما ہم این اصل است و (اردجان) معرّب این۔ صاحب برہان و سراج صراحت کنند کہ بمعنی اوّل بکاف فارسی است و بمعنی دوّم بکاف تازی و ذکر ہر دو معانی بر (اردجان) گذشت و صاحب ہفت ہم صراحت کاف فارسی کردہ و انچہ اکثر صاحبان لغت فرس

(اردجان) را معرّب (اردگان) گرفتہ اند از ینہم تایید کاف فارسی می شود (اردو) دیکھو اردجان ۔

(الف) اردک پراندن (مصدر اصطلاحی) و (ب) اردک پرانی (اصطلاح) بقول صاحب بحر عجم (ب) بمعنی ظرافت و استہزا و ضراط زدن ۔ خان آرزو در چراغ ہدایت نسبت (ب) گوید کہ بضم اول و سکون رای مہملہ و فتح دال مہملہ و سکون کاف تازی و بای فارسی و رای مہملہ بالف کشیدہ و نون بیا رسیدہ بعضی گویند کہ بجنگ شخصی رفتن و از عہدۂ آن بر نیامدن لیکن انچہ بہ ثبوت رسیدہ بمعنی استخفاف و تمسخر است مثل کلاہ از سر دیگری انداختن و این حالت مناسب است بہ اردک پرانی کہ خفیف است و آرستہ و بہار ہم ذکر (ب) کردہ مؤلف گوید کہ از استعمال فارسیان می کشاید کہ (الف) مصدر است و (ب) حاصل بالمصدر آن (محمد قلی سلیم الف ۵) چنان برق خصومت شد جہانتاب ؎ کہ اردک می پراند موج از آب ؎ محمد سعید اشرف (ب ۵) بفوج طائران آسمانی ؎ کند موج از غراب اردک پرانی ؎ صاحب بحر عجم ذکر مصادر ۔ ۔ ۔

(ج) اردک پرانیدن ہم کردہ فرماید (د) اردک پرانی کردن کہ استخفاف و تمسخر و ظرافت و استہزا کردن باشد مثلاً کلاہ از سر دیگری پرانیدن و نزد بعضی بجنگ پیش آمدن و ضراط زدن مؤلف عرض کند کہ مصدر (ج) اصل است و (الف) بحذف یای تحتانی بقاعدۂ فارسی مخفف آن ۔ وسند (ج و ۔ د) ہمان ہر دو شعر سلیم و اشرف است کہ بالا مذکور شد بخیال ما (اردک پرانیدن) و (اردک پرانی کردن) در اصطلاح

فوجی (۱) حیلہ کردن است کہ دافع یورش
دشمن شود و بوسیلۂ آن بر او حملہ کنند گویند کہ
چون حملۂ دشمن غالب آید - فریق مغلوب -
فوجی از کبوتران فوجی در ہوا می پراند و این
طرز عمل حکمتی دارد کہ در مقابل باین فوج ہوائی
متوجہ شود و اول در پے استیصال آن گردد
کہ اہل لشکر خیل کبوتران دشمن را نمی گذارند
کہ بمنزل رسد زیرا کہ برای امداد لشکر مغلوب
این فوج ہوائی - نامہ بری می کند و (۲) بمعنی
استخفاف و استہزا کردن چنانکہ صاحبان تحقیق
نوشتہ اند و (اردک پرانی) حاصل بالمصدر
ہر دو معنی بالا - حالا بر شعر سلیم نظر باید کرد -
فرماید کہ برق خصومت آنقدر رجہانتا بشد
کہ موج از آب اردک پرانی کرد تا بدین حیلہ
برق خصومت را دفع کند نسبت معنی دوم
عرض کنیم کہ شعر سعید اشرف را من وجہ باستناد
آن توان گرفت اگرچہ بخیال ما آنہم متعلق بمعنی اول
است بالجملہ برای معنی دوم بیان کردۂ صاحبان
لغت مشتاق سند دیگر باشیم حیف است کہ
گیر نیامد (اردو) (الف) (۱) حیلہ کرنا
بقول صاحب آصفیہ بہانہ کرنا - (۲)
ہنسی اڑانا - بقول آصفیہ تضحیک کرنا -
ٹھٹھا اڑانا - ذلیل کرنا - مسخرا بنانا (ب)
الف کا حاصل بالمصدر (۱) حیلہ بازی
حیلہ سازی (مؤنث) (۲) تضحیک - تذلیل - تمسخر
(ج و د) کے لئے دیکھو (الف)

اردگان ہمان (اردکان) است کہ
بکاف عربی گذشت و معرب این (اردجان)
کہ ذکرش بجای خودش کردہ ایم (اردو)
دیکھو (اردجان)

اردم بقول صاحبان برہان و جامع و ہفت و سراج بفتح اول و ثالث و سکون
ثانی و میم (۱) نام سورہ ہای بزرگ است از کتاب زند و پازند و (۲) بمعنی کار و ہنر خوب

هم آمده و (۳) بمعنی آذریون هم که نوعی از اقحوان باشد صاحب رشیدی بذکر معنی اوّل
از سیف اسفرنگی سند آورده (سه) وانم که گر اندیشه کنی باز شناسی ؛ پاژند ز بسم الله و الحمد
زاردم ؛ صاحب ناصری قانع بر معنی اوّل گوید که نام هر سورهٔ از سورهای کتاب ژند زردشت
است صاحب شمس صرف بر معنی اوّل قناعت کرده گوید که معنی سوّم بارای موقوف باشد
یعنی (آردم ـ بالف ممدوده) صاحب مؤیّد این را بمعنی دوّم لغت ترکی گفته و ذیل لغات
ترکی ذکر این کرده صاحب لغات ترکی (ارِدم) بکسر اوّل و چهارم بمعنی بی هنر آورده
و از (اروم) ساکت پس بخیال ما (اردم) هم بکسر اوّل باشد و صاحب محیط بر (اردم)
فرماید که بمعنی سوّم لغت رومی است **مؤلف** گوید که آنچه همین لغت بمعنی سوّم در محدود
گذشت نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی باشد حالا صرف بمعنی اوّل بر ماخذ این غور کنیم وجود این در
لغات ژند و پاژند یافته نمی شود و بزبان عرب کشتیبان ماهر را گویند و جمع آن اردمون
(کذا فی منتهی الارب) و صاحب سواءالسبیل بلاردمونا فرماید که یونانی (ارتمون) لغت
سریانی بمعنی بادبان کشتی است پس عجمی نیست که در عربی معرب باشد از همین و فارسیان
ژند و پاژند سورهای کتاب ژند و پاژند را استعارةً (اردم) گفته باشند که اوراق آن
کشتی ملت و مذهب را چو بادبان است والله اعلم (اردو) (۱) کتاب ژند و پاژند کے
ہر ایک سوره کو فارسیون نے آردم کہا ہے ـ سوره ـ بقول صاحب آصفیه (مؤنث)
و بقول صاحب رساله (مذکّر (منیر سه) رہنے دو باتین زوال حسن پورا ہوگیا ؛ ایتون
کو کیا کرین منسوخ سورا ہوگیا ؛ (۲) نہر ـ بقول صاحب آصفیه (فارسی) مذکّر فن ـ

کمال صنعت (آتش سے) دوست دشمن یار رکھتا خاطر اپنی کیا عزیز ؛ عیب لغت کے سواہم مین ہنر کوئی نہ تھا ؛ (۳) دیکھو آردم ۔

ارد مہ | بفتح اوّل و فتح میم بقول صاحب شمس لغت فارسی زبان است ۔ نام درختی دیگر کسی از محققین با اونسبت بخیال ما بزیادت ہای نسبت بر (اردم) درختی رگفتہ باشند کہ منسوب بہ (آذریون) باشد صاحب محیط بر (اردما ۔ بالف آخر) گوید کہ مراد (اردشیران) و (اردشیردارو) است کہ گذشت نوعی ازمرو مؤلف گوید کہ مفرس است زیراکہ (اردم) لغت رومی است چنانکہ بجایش ذکر کردہ ایم (ارد و) دیکھو اردشیران ۔

اردمی | صاحب برہان گوید کہ بکسر میم وسکون تحتانی نام جانوریست نامعلوم وبجای حرف ثانی زای نقطہ دار ہم بنظر آمدہ صاحب ہفت ہنر بانش دبر (ازدمی ۔ بہ زای معجمۂ عربی) فرماید کہ نام جانوریست وصاحب انند بحوالۂ ہردو محققین این قدر صراحت مزید کند کہ لغت فارسی است ۔ صاحب مؤید ذیل لغات فارسی ذکر (اردہی) بہای ہوز کردہ فرماید کہ جانوریست وبس ودرنسخۂ دیگرش بجای آن (اروی) بہ واو بمعنی بزکوہی نوشتہ وصاحب مدار الافاضل (ازدہی بروزن درشہی بہ زای ہوز و دال مہملہ بمعنی مرغی آوردہ وصاحب تحفۃ السعادت فرماید کہ (اروی) بہ الف و واو ہردو مفتوح نام جانوریست (انتہیٰ) ہمین قدر است تدقیق وتحقیق صاحبان تحقیق ۔ مؤلف گوید کہ نظر بر اختلافی کہ در لفظ ومعنی این لغت راہ یافتہ توانیم عرض کرد کہ بحز

(اروی) چیزی دیگر نباشد و این لغت عربی است بمعنی بزکوہی کہ صاحب منتہی الارب (اروّیۃ) بمعنی مادہ بزکوہی آوردہ (اردو) جنگلی بکرا۔ مذکّر۔

اردن بقول صاحب برہان بفتح اوّل و ثالث و سکون ثانی و نون (۱) نام ولایتیست و (۲) نام رودخانۂ ہم ہست نزدیک بدمشق۔ گویند مریم۔ عیسیٰ را دران رودخانہ شستہ و (۳) کفگیر و (۴) ترشی پالا را نیز گفتہ اند و باین معنی بضمّ اوّل ہم آمدہ و (۵) در عربی نام شہریست بزرگ از نواحی شام۔ گویند قبر حضرت یعقوب و چاہ یوسف درانجاست و آوردہ اند کہ مسکن حضرت یعقوب در دوازدہ فرسنگی اُردن بودہ و در مؤید الفضلا ہم بضمّ ہمزہ و ذال نقطہ دار آمدہ و اللہ اعلم مؤلّف گوید کہ صاحب منتہی الارب این را بضمّ اوّل و سوّم و سکون را و تشدید نون گفتہ صاحب جہانگیری و رشیدی فرماید بالفتح ہمان (آردن) کہ مرقوم شد (یعنی در ممدودہ گذشت) و شہریست بزرگ در نواحی شام و صاحب جامع گوید کہ مخفف (آردن) کما مرّ و نام ولایتی و رودخانۂ ہر دو نزدیک دمشق صاحب سروری بر لفظ (آردن۔ بروزن خارکن) ذکر این بمعنی سوّم فرمودہ گوید کہ آن آلتی است حلوائیان را کہ شیر و شکر بدان صاف کنند و صاحب شمس بذکر ہر سہ معانی بالا گوید کہ بفتح الف و دال و تخفیف نون (۶) خز سرخ یعنی جامہ ابریشم و در فرہنگ بمعنی ظرفی باشد مانند طبق کہ دران سوراخ بسیار باشد مثل کفگیر کہ طبّاخان آنرا بر سر دیگ نہند و روغن و شیر و ترشی وغیرآن بدان صاف کنند و آنرا ترشی پالا نیز گویند مؤلّف عرض کند کہ بمعنی ششم ہم عربی است و بقول صاحب منتہی الارب بفتح اوّل و سوّم و سکون

دوم وچہارم آمدہ خان آرزو در سراج بذکر ہر پنج معنی اول الذکر فرماید کہ معنی دوم پارسی نیست صاحب انند ومنتہی الارب گوید کہ معنی ششم ہم عربی است وہم در عربی بضم اول وثالث وتشدید نون (۷) بمعنی خواب آمدہ ولم یسمع منہ فعل وتصدیق ہر پنج معانی بالا ہم کردہ مؤلف گوید کہ بخیال ما (اردن) بمقصورہ اصل است وبمدودہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی پس آنرا مخفف این نتوان گفت وعجبی نیست کہ (اردن) ماخوذ باشد از (رُدَن و رودن) ہردو لغت سنسکرت کہ (ردن) بضم اول وفتح دوم گریہ وبکا و (رودن) بروزن سوزن بمعنی گریہ وسرشک واشک را گویند (کذا فی آساطع) فارسیان الف وصلی دراول (ردن) آوردہ (اردن) کردند یا ہمان الف وصلی دراول (رودن) آوردہ واو وعلامت ضمہ را بفگندند وبمناسبت الف وصلی بالفتح خواندند وبعضی بالضم ہم بالجملہ (اردن) بمعنی اول مخفف (اردوان) باشد وحقیقت اردوان بجایش مذکور شود وبمعنی دوم خان آرزو درست گوید کہ فارسی نیست وبمعنی سوم وچہارم کفگیر وترشی پالا را بدین وجہ نام کردہ باشند کہ قطرہ ہای مائعات پالودہ از و مثل اشک می ریزد وبمعنی پنجم وششم وہفتم عربی است وبیان ماخذ داخل موضوع ما نیست مخفی مبادکہ (آردن) بقول صاحب نوادر بمعنی آرد کردن ہم آمدہ وما بر معنی دوم لفظ (ارد) صراحت کردہ ایم کہ (ارد) اصل است و (آرد) نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی پس وجہی نیست کہ (۸) (اردن مقصورہ) ہم بمعنی آرد کردن نہ گیریم اعم ازین کہ در آسیا آرد کنند یا در چرخ خشت وچرخ عصاری یا ورہاون کوفتہ درست کنند وتائید این معنی بر لفظ (ارد) ہای آید و (یردن) ہمین معنی مبدل ہمین است کہ بجای خودش مذکور شود (ارد و) (۱) اردن فارسی مین ایک ولایت کا نام (اردوان) کا

مخفف (۲) اردن - ایک دریا کا نام جو دمشق کے قریب ہے (مذکر) (۳) کفگیر - (مؤنث) (۴) جھرنا - مذکر - ان دونوں کے لئے دیکھو (آردن کے پہلے اور دوسرے معنی) (۵) اردن عربی مین ایک شہر کا نام ہے - جو حوالی شام مین واقع ہے (۶) ایک قسم کا ریشمی لال کپڑا (مذکر) جسکو فارسیون نے (خز سرخ) کہا ہے (۷) نیند - (ہندی) بقول صاحب آصفیہ (مؤنث) نوم - خواب - (۸) پیسنا - کوٹنا -

اردنالس | بفتح اول و سکون ثانی و ثالث و فتح نون و سکون ما بعد بقول صاحب بول چال ماخوذ است از (آرڈنیلس) لغت انگلیسی بمعنی متعینہ و مامور و محافظ - صاحب رہنما ہم بحوالہ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ (اردو) متعین - مامور - محافظ - وہ شخص جو کسی کام پر مامور یا متعین یا کسی چیز کی حفاظت کے لئے مقرر ہو -

اردند | بقول صاحب شمس (بہ دو دال مہملتین) بحوالہ مؤید (۱) فرّ و زیبائی و مہتری و (۲) نام کوہی است در راہ ہمدان کہ ہر روز تا تیر فصل وا ردہم اوبر (ارا وند) ہم ذکر این کردہ کہ گذشت یعنی بقولش (اروند) مخفف ارا دند باشد صاحب مؤید (اروند) بہ واو سوم بہمین معنی آوردہ - بخیال ما صاحب شمس تسامح کردہ است کہ این را بہ دال مہملہ سوم نوشتہ چنانکہ (اراوند) را بدال چہارم ذکر کردہ و آن ہم بہ واو چہارم است - چنانچہ ذکرش ہم در انجا کردہ ایم - دیگر کسی از محققین با او نیست و نہ سندی پیش شد (اردو) دیکھو اروند

اردو | بقول صاحب ضمیمۂ برہان و غیاث و بہار بضم اول و ثالث (۱) بمعنی لشکر و (۲) لشکرگاہ را نیز گویند - صاحب شمس بر معنی دوم قانع و از استادی سند آوردہ و فرماید کہ

لغت فارسی است (سـ۵) یک شمع بر ایوان تو خورشید منور ؛ یک خیمہ درار دوی تو گردون معلّیٰ ؛ صاحب سوار السبیل گوید کہ بہر دو معنی لغت ترکی است صاحب فرہنگ فدائی کہ اصفہانی است نوشتہ کہ (اردو) (۳) سواری پادشاہ کہ موکب ہم می گویندش بخیال ما مقصودش از لشکریان پادشاہ باشد ونیز (۴) چہرۂ فراہمی ہمگانی لشکر و سپاہ را خوانده اند کہ آن ہمگی مرد و اسپ و ساز و سامان وچادر و خرگاہ و دیگر مردمان کارکن وجانوران بارکش است ۔صاحب روزنامہ بمعنی لشکرگاہ و خیمہ نوشتہ وصاحب رہنما گوید کہ ترجمۂ لفظ اردو ۔ چھاونی است در ہندی ۔ وصاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است فرماید کہ ترجمۂ معسکر است وصاحب لغات ترکی این را ننوشت بلکہ (ارتو) بضم اوّل و تای عربی بمعنی پوشش آوردہ بخیال ما اصل ہمین است فارسیان بقاعدۂ خود تای عربی را بدال مہملہ بدل کردہ باشند ہمچو (توت وتود) و زرتشت و زردشت) و پوشش خانہ را نام نہادہ باشند کہ برای فرودگاہ لشکر سازند کہ ترجمۂ آن در ہندی چھاونی باشد حاصل بالمصدر (چھاونا) کہ بقول صاحب ساطع بزبان سنسکرت بمعنی پوشیدن سقف خانہ بسفال وخس وغیر آن آمدہ کہ مخففش (چھانا) و (چھاونی) در سنسکرت فرودگاہ لشکر و مسکن اہل فوج وکاہ پوشی وسفالپوشی را گویند (کذا فی الساطع) پس ترجمۂ چھاونی در ترکی (ارتو) ومبدل آن در فارسی (اردو) است و مخصوص بمعنی مقام لشکر و مجازاً لشکر را ہم گفتہ اند ومعنی سوّم وچہارم ہم مجاز باشد و بس کہ سواری پادشاہ وابستۂ لشکر است یعنی اگر کسی گوید کہ اردوی شاہی می آید مقصود آن باشد کہ سواری ملک می آید کہ با او لشکر است وہمچنین چہرۂ لشکر کہ در اصطلاح

سیاق۔ نام کاغذی است متعلق بحلیہ نویسی لشکر و ما متعلق بہ یعنی اگر کسی گوید کہ اردوی شاہی
می نویسند مقصود آن باشد کہ چہرۂ فوج و حلیہ اش مرتب می شود دانیہم مجاز است و(۵) بتحقیق
مؤلف نام زبانیکہ از عربی و فارسی و ترکی و سنسکرت و بھاکا و انگلیسی وغیر آن مرکب است
و بدین وجہ کہ لشکریان شاہجہان در کاروبار و روزمرّہ خود استعمال این زبان می کردند
پس موسوم شد بزبان اردو۔ (اردو) (۱) اردو۔ بقول امیر(ترکی) بمعنی لشکر (مذکر) اور آصفیہ
کے قول سے (۲) اردو بمعنی لشکرگاہ (مذکر) (۳) پادشاہ کی سواری (مؤنث) (۴) چہرہ
بقول صاحب آصفیہ (فارسی) مذکر۔ حلیہ۔ ملازمون کے خط و خال جو دفتر ملازمت مین
لکھے جائین (انتہیٰ) ہماری راے مین نمبر ۴ کا ترجمہ چہرۂ فوج۔ حلیۂ فوج ہے (۵) اردو
بقول امیر (مؤنث) ہندوستان کی وہ زبان جو عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ سنسکرت۔ بھاکا
اور انگریزی وغیرہ سے ملکر بنی ہے۔ بنیاد تو اس زبان کی اسی وقت مین پڑگئی تھی جب
اہل عرب اور اہل فارس نے ہندوستان پر فوج کشی کی تہی؛ ورمسلمانون کی بود و باش
اور ہندوؤن سے میل جول کی ترقی کے ساتھ یہ زبان بھی پھیلتی گئی مگر شاہجہان بادشاہ دہلی
کے اردو مین خرید و فروخت وغیرہ سے اسکو بہت ترقی ہوئی اس لئے اردو نام ہوگیا۔ سند کے
اعتبار سے دلی اور لکھنؤ اس زبان کی ٹکسال مان لئے گئے ہین۔ صاحب آصفیہ مقدمۂ
کتاب مین فرماتے ہین کہ لوگون کا یہ کہنا کہ عہد شاہجہان یعنی پونے تین سو برس سے
اردو زبان نے جنم لیا اور سو برس سے علمی زبان ہونے مین پاؤن رکھا ہمارے خیال مین
نہین آتا مگر ہان یہ ضرور کہ سکتے ہین کہ ہندوستان کی دیسی مروّجہ زبان نے جسے اسوقت تک

(۱۲۶۵)

بھاشا اور خاصکر برج بھاشا کہتے تھے اردو نام اختیار کیا اور سو برس سے یہی زبان عدالتی زبان ہوجانے کے باعث عام ملکی زبان کہلائی - آپ ہی کا قول ہے کہ بظاہر اردو زبان مین تصنیف کا سلسلہ ۱۷۳۰ء عیسوی مطابق ۱۱۴۵ھ ہجری عہد محمد شاہ بادشاہ دہلی سے شروع ہوا اور میان فضلی دہلوی نے سب سے پہلے (دہ مجلس) کے نام سے ایک کتاب اسی زمانے کی اردو کے موافق لکھی - آپ فرماتے ہین کہ اس کے قبل بھی بعض کتابین اس زبان مین لکھی گئی ہین اور نہایت خوبی کے ساتھ آپ نے ان کتابون اور اون کے مؤلفین و مصنفین کی مختصر تاریخ لکھی ہے جو فرہنگ آصفیہ کے دیباچہ مین چھپی ہے - حاصل یہ ہے کہ جس جس طرح زمانہ گزرتا گیا اوس کی اصلاح ہوتی گئی اور خصوصاً آج کل بعض لائق افراد اسکی جانب زیادہ متوجہ ہین اور سچ یہ ہے کہ ابھی اس زبان کی تکمیل مین بہت کچھ ہونا ہے اور ہمارا ذاتی خیال یہ ہے کہ معاصرین مین کوئی شخص ایسا نہین نظر آتا جو مجتہد زبان بن کر اس کام کو پورا کرے -

اردوان | بقول صاحبان برہان وانند بروزن پہلوان (۱) نام پادشاہی بود از نسل گشتاسپ و (۲) نام ولایتی ہم ہست بسیار وسیع و (۳) مخفف اگردوان ہم - خان آرزو در سراج بمعنی اوّل گوید کہ آن پادشاہ از اسکانیان بود کہ اردشیر بابکان ملک ازو گرفت و از نسل گشتاسپ چگونہ باشد کہ نسل او از دارا منقطع شد - شاید از نسل فرزندی کہ غیر از اسفندیار بود - باشد و از سکندر نیز چنانکہ بعضی نوشتہ اند کہ او فرزند دارا بود - نیز نسلی در ایران نماندہ کہ تواند پادشاہ شد صاحب جامع و ہفت در معنی اوّل و دوم متفق با برہان صاحب سروری بر معنی اوّل قانع و از شاعری سند آوردہ (۵) جہان مرد ریگست از ہر دوان ❊ اگر اردشیر است اگر اردوان

وہمچنین صاحب ناصری وصاحب رشیدی گوید کہ آخرین ملوک طوائف واردشیر بابکان نوکر او بود واو را کشتہ پادشاہ شد۔ صاحب جہانگیری باتفاق رشیدی از فردوسی سند آوردہ (ص) ورا خواندند اردوان بزرگ ۞ کہ از میش بگسست چنگال گرگ ۞ صاحب رشیدی نسبت وجہ تسمیہ معنی اول۔ فرماید کہ معنی ترکیبی این نگہدارندۂ خشم است ونسبت معنی دوم عرض می شود کہ عجبی نیست کہ بنام پادشاہ موسوم کردہ باشند ونسبت معنی سوم بیان کردۂ برہان عرض میشود کہ ترک آن بر بیان تفوق داشت! بر لفظ (ار) بیان کردۂ ایم کہ مخفف اگر است وبس (اردو) (۱) ایک بادشاہ کا نام (اردوان) تھا (۲) ایک ولایت کا نام بھی (اردوان) ہے (مذکر)

اردو باد استعمال۔ بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت۔ معاصرین عجم گویند کہ نام شہری است مشہور از حوالی ایروان پس عجبی نیست کہ ابتدائً مستقر اہل لشکر باشد وآبادکردۂ لشکریان وبہمین سبب این را اردو باد گفتہ باشند کہ مخفف (اردو آباد) است در نسخۂ قدیم بہار عجم متروک شیخ علی نقی کمرہ در مدح میرزا حاتم بیگ گوید (ص) زین قبل بارو رمیوۂ فضل وہنر اند ۞ تا خس وخار کہ در گلشن اردو باد اند ۞ (اردو) اردو باد ایک مشہور شہر کا نام ہے (مذکر)

اردو بازار استعمال۔ صاحب فرہنگ فدائی کہ از اہل اصفہان است فرماید کہ آن بوستہ ہمگانی است از نہر وران وپیشہ وران شہر کہ از روی فرمان ہمہ جا ہمراہ اردو می مانند۔ مؤلف گوید کہ ترجمۂ این (بازار لشکر) است یعنی بازاری کہ برای حوائج لشکریان مخصوص باشد دیگر کسی ذکر این نکرد (اردو) اردو بازار بقول امیر چھاونی کا بازار۔ وہ بازار جو لشکر مین ہوتا ہے۔ (مذکر)

اردو زدن (مصدر اصطلاحی) بمعنی

خیمۂ لشکر زدن - صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار (اردو زدند) را بمعنی خیمہ ہای لشکری نصب کردند - نوشتہ (اردو) لشکری خیمے قائم کرنا -

اردوش صاحب ناصری گوید کہ بروزن سرپوش اسم جرم فلک قمر و این معنی از دساتیر بدست آمدہ صاحب انند بحوالۂ ناصری ذکر این کردہ و دیگر کسی از محققین فرس این را ننوشت بخیال ما این لغت ژند و پاژند است و بر زبان معاصرین فرس متروک ماخذ این جز این نباشد کہ فارسیان (ارتو) را کہ بزبان ترکی بمعنی (پوشش) و مجاز آ پوشش خانہ را گویند بہ تبدیل تای عربی بادال مہملہ آردو ساختہ شین نسبت در آخر این زیادہ کردہ باشند (ہمچو پوپ و پوپش کہ ہدہد را گویند) و آسمان اوّل را نام نہادند کہ منسوب است بہ پوشش خانہ واللہ اعلم (اردو) پہلا آسمان - مذکر -

اردولہ بقول صاحب برہان و شمس وہفت و انند بروزن مرغولہ نام آشی است مانند کاچی و آنرا از آرد میدہ پزند صاحب سراج فرماید کہ این مخفف (آردولہ) باشد مؤلف گوید کہ اصل این ہمان (اردتولہ) بود کہ بجایش گذشت و ما ذکر ماخذش ہم ہمدر انجا کردہ ایم پس فارسیان بقاعدۂ خود تای عربی را حذف کردہ (اردولہ) کردند ہمچو (راستو راس) (اردو) دیکھو اردتولہ -

اردون بالضم - بقول صاحب ناصری نام شہری بشام و آنرا (اردن بضم دال و تشدید نون) نیز گفتہ اند دیگر کسی ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ بر معنی ہیم (اردن) بحث مفصل کردہ ایم - بخیال ما این ہم مخفف (اردوان) باشد بحذف الف دوم یا فارسیان (اردن) را بمعنی ہیچمش کہ بضم دال

مہملہ وتشدید نون بود (اردون) کردہ باشند
زیادت واو (اخت ضمہ) بعد دال مہملہ-
برای دفع ثقالت تشدید- واللہ اعلم (اردو)
(اردون) ایک شہر کا نام ہے جو شام مین واقع
ہے (مذکر) دیکھو (اردن) کے پانچوین معنی-

اردوی | بقول صاحب شمس (۱) بالضم
با واو فارسی لشکرگاہ و (۲) بفتح اوّل وسوم
نام جانوریست- صاحب ہفت بر معنی اوّل
قانع و صاحب مؤید بذکر معنی اوّل باتصال
آن (اردہی) را بفتح اوّل وسوم نوشتہ گوید کہ
نام جانوری است و در نسخۂ دیگرش بجای
(اردہی) اردمی است- مابحث کامل این بر لغت
(اردمی) کردہ ایم و در اینجا ہمین قدر کافی است کہ
صاحب شمس غلط کردہ است کہ معنی دوم را کہ
در مؤید باتصال این لغت بر (اردہی) مذکور
بود بذیل (اردوی) آوردہ- مخفی مباد کہ
(اردوی) ہمان (اردو) است کہ بجایش
گذشت- یای تحتانی برو زیادہ کردہ اند وبقاعدۂ
فارسی بحالت اضافت ہم آید- اصلی نباشد و
نباید کہ بریک معنی اوّل الذکر قناعت کنیم بلکہ بہمہ معانی لفظ
(اردو) گیریم- واضح باد کہ مقصود صاحب شمس از
واو فارسی- واو معروف است (اردو) دیکھو لفظ (اردو)

اردہ | بقول بہار- بالضم وبدال مہملہ کفگیر یکہ شکر بدان صاف کنند و بالفتح آنست کہ کنجد
را در آسیای مخصوصی کہ آنرا (اردہ آسیا) گویند آس کنند و چیزی بقوام عسل ازان حاصل
نمایند و آن را با قند و نبات و خرما و شیر آمیختہ خورند و حلوائی کہ ازان سازند آنرا حلوای اردہ
خوانند و چون آب در (اردہ) ریزند چشمہ چشمہ شگفتگی ازان ظاہر شود (مجد الدین علی قوسی
نوشتہ کہ آرد آس کردہ مثل آرد گندم وجو و مانند آن را (ارد) نامند و آرد مائع مثل کنجد
و مغز بادام را آردہ خوانند (الخ) بالجملہ رای بہار اینست کہ (اردہ) بمعنی کفگیر

(آردن بالمد) و در آخر نون است۔ کما فی الرشیدی مؤلف گوید که ما این لغت را در فرہنگ رشیدی نیافتیم۔ و آرسته ہم نقل معنی مابعد الذکر بحوالۂ توسی کرده از فوقی یزدی سندی می آرد (س) رندان اگر زدوده کون ارده می خورند ؛ فوقی نبات می خورد از مرتبان کس ؛ صاحب انند ہم نقل ہمین مضمون کرد۔ الحاصل عرض میشود که (اردن) بمعنی سائیدن و بچرخشت زدن و کوفتن آمده و آرده اسم مفعول آنست آنچه دارسته و بہار بحوالۂ مجد الدین علی قوسی (ارده) را با آرد مائع مثل کنجد و مغز بادام خاص کرد۔ قابل غور است و سندی می خواہیم و ارده را (۱) بمعنی آرد گیریم و سفوف اشیای دہنیت دار ہم ہمدرین داخل است که بواسطۂ کوفتن درست کنند یا بوسیلہ چرخشت ۔ و (۲) مجازاً بمعنی غذای خاص که آنرا مالیده گویند که نان یا بادام یا چیز دیگر را کوفته با قند و نبات آمیخته می خورند چنانکه ملا منیر در ہجو اکول گفته (س) آنچنان از ثنای ارده شگفت ؛ که سخن ہای چرب و شیرین گفت ؛ و سند ملا فوقی ہم متعلق ہمین است که بالا گذشت ؛ و (۳) بلحاظ تحقیق بہار بمعنی کفگیری که شکر بدان صاف کنند و این ہم مجاز باشد که کفگیر ہم آلتی است برای قوام و نرم و باریک کردن و پالودن مائعات و غیر آن که در ریختن بکار می خورد و از برای این معنی سندی مطلوب (ارده) (۱) آٹا۔ دیکھو (آرد) یا وہ سفوف جو چکنی چیزون کو کوٹ کر تیار کرین یا اور کسی آلہ کے ذریعہ سے انکو مثل مالیدہ کے باریک کرین (۲) ملیدہ۔ بقول آصفیہ۔ چورما۔ روغنی روٹی کو چورا چورا کرکے کھانڈ ملانے سے جو چیز تیار ہوتی ہے اسے مالیدہ یا ملیدہ کہتے ہین (انتہیٰ) مؤلف عرض کرتا ہے کہ دکن مین اس سفوف نما غذا کو بھی ملیدہ کہتے ہین جو روٹی کے سوا کسی اور چیز یعنی بادام یا میوے وغیرہ کو

کوٹ کر بھونلی جاتی ہے - (۳) کفگیر (نذکر) دیکھو اردن کے تیسرے معنی -

ارد ہالہ | بفتح اول - بقول صاحب شمس ہمان (اردتولہ) کہ گذشت - و فرماید کہ در ایام قحط ازاد بپزند و آنرا (ارتالہ) و (ارقالہ) و (اردالہ) نیز گویند (انتہی) دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد اما در محدوده مذکور تحقیق ماخذ بر (اردتولہ) کرده ایم - ولیکن معلوم میشود که (اردہالہ) مرکب است از (ارد - که بمعنی غلہ سائیده گذشت) و (ہالہ) که بقول برہان بمعنی مطلق رنگ و لون و بمعنی (قرار گرفتہ) و (آرام یافتہ) ہم آمده پس (اردہالہ) بمعنی (اردرنگ) و (مثل ارد) باشد و فارسیان آشی را نام کرده باشند که رنگش ہیچو (ارد) باشد یا این غذای فقرا خالص و مقابل (آرد) باشد که چیزی دیگر از مقویات درو نیست و (ارتالہ) مخفف آن که ہای ہوز حذف شد - بکثرت استعمال و دال مہملہ بقاعدۂ فارسی بتای عربی مبدل - و (اردالہ) بدون تبدیل است صرف بحذف ہای ہوز اما نسبت (ارقالہ) ہیچ بفہم نمی آید بجز اینکه بکسر اول از (ارقال) اخذ کرده باشند و ارقال لغت عرب است بمعنی (رفتن بسرعت) (کذا فی المنتخب) پس ہای نسبت در آخر این زیاده کرده (ارقالہ) برای آشی نام نهاده باشند که بسرعت فرو می حلق می شود و سریع الہضم نیز - پس اندرین صورت (ارقالہ) مفرس باشد محققین فرس (ارتالہ - ارقالہ - اردالہ) را ہم ترک کرده اند و در زبان معاصرین عجم ہم یافته نشد (اردو) دیکھو اردتولہ -

(الف) ارده بجرک | استعمال - بفتح اول و بای موحده و رای مہملہ - بقول صاحب شمس بحوالہ ابراہیمی نام میوه ایست یعنی تماید و بحوالہ مؤید بالمد و قیل مقصوره بضم با چنگال و بادام کوہی و بحوالہ سکندری گوید که آن چیزیست که آنرا با دوشاب و رطب بخورند چنانکه بر

(آرد کنجد) مذکور شد - صاحب مؤید مصدق قول
محوله بجای معجمه یعنی - - - - - - - -

(ب) ارده بخرک وصاحب شمس
همین لغت را بجای دیگر به تای فوقانی - - -

(ج) ارده تحرک نوشته گوید که بالفتح
و بالمد و نیز بالقصر و بضم تای فوقانی چنگال تحرک نام
میوه ایست که آنرا بادام کوهی نیز گویند صاحب
محیط برلفظ (چنگال) گوید که اسم فارسی است که
بعربی (حیس) گویند وبهندی (ملیده) و آن غذای
است که از روغن و نان گرم می سازند و بر
(ارده) فرماید که لغت فارسی است و مرادف
(رهشی) و بر (رهشی) نوشته که این را بفارسی
(ارد) نامند و آن کنجد مقشر است که نرم نسایند
و روغن از آن جدا نکنند و بر (بخرک) بجای
معجمه نویسد که بشیرازی بادام کوهی را گویند پس
به تحقیق ما (ارده بخرک) به اضافت (ارده)
و به بای موحده وخای معجمه سفوفی است که بادام
کوهی را کوفته تیار کنند و با دوشاب و رطب
خورند مخفی مباد که در ممدوده (آرده تحرک)
بحوالهٔ مؤید الفضلا گذشت و در معنی آن هم
همین قسم تسامح بکار رفته که صاحب شمس در بنجا
کرده و شک نیست که اصل آن هم (آرده بخرک)
است و (آرده) بالمد نتیجهٔ لب ولهجهٔ مقامی
است و بر (ارده) که گذشت صراحت کافی
کرده ایم که سفوف چیزی است که دهنیت دارد
و در آسیا سائیده نمی شود بلکه کوفته بارکیش کنند
همچو آرد یا در (چرخشت) زنند - بالجمله (ارده
بخرک) بمعنی چنگال بادام کوهی است یعنی
سفوف آن (ارد و) جنگلی بادام کا سفوف
(مذکر)

ارده خرما استعمال - بالفتح - بقول صاحب ضمیمه
برهان چنگالی خرما صاحب شمس گوید که چکان خرما -
یعنی مالیده مؤلف گوید که غلطی کتابت بیش نیست که صاحب
ضمیمه برهان (چنگال) را (چنگالی) نوشت وصاحب شمس

آن را چنان کردہ ایم (اردہ بجزک) صراحت (چنگال) کردہ ایم بالجملہ اردہ خرما چیزیست کہ خرما را کوفتہ سفوف آن بطور غذای لطیف استعمال کنند (اردو) چھواروں کا ملیدہ۔ (مذکر)

اردہ دوشاب اصطلاح۔ بقول صاحب شمس بفتح واو پارسی مالیدہ کہ از آرد سازند و با دوشاب خورند۔ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد۔ در روزمرہ معاصرین عجم مستعمل است و مرکب از آردہ و دوشاب بفک اضافت۔ مخفی مباد کہ دوشاب شیرہ انگور و خرما را گویند کہ شب بر و گذشتہ باشد۔ واضح باد کہ مقصود صاحب شمس از واو پارسی ہمین باشد کہ واو را معروف خوانیم (اردو) وہ مالیدہ جو شیرہ انگور یا شیرہ خرما کے ساتھ کھایا جاتا ہے (مذکر)

اردہی بقول صاحب ضمیمہ برہان و صاحب مؤید نام جانوریست غیر معلوم مؤلف گوید کہ این ہمان تسامح اہل لغت است کہ ذکرش برارِ اردمی گذشت (اردو) دیکھو اردمی

(الف) **اردی** بقول صاحبان برہان و جہانگیری و ہفت و انند و جامع و رشیدی بضم اول مخفف

(ب) **اردی بہشت** باشد (۱) بضم اول بمعنی آتش است کہ بعربی نار خوانند و (۲) نام ماہ دوم از سال شمسی و بودن آفتاب در برج ثور و (۳) نام روز سیوم از ہر ماہ شمسی و (۴) نام فرشتہ ہم ہست کہ محافظت کو ہہا کند و تدابیر امور و مصالح ماہ اردی بہشت و روز اردی بہشت تعلق بہ و دارد و بنا بر قاعدہ کلی کہ نزد فارسیان مقرر است چون نام ماہ با نام روز موافق آید آن روز را عید کنند و جشن سازند و آن را اردی بہشتگان ہم خوانند بفتح اول و درین روز نیک است بمعبد و آتشکدہ رفتن و از پادشاہان حاجت خواستن

وبجنگ وکارزار شدن ومعنی ترکیبی این مانند بهشت باشد چه (ارد) بمعنی شبیه و مانند آمده وچون
این ماه وسط فصل بهار است ونباتات در غایت نشو ونما وگلها وریاحین تمام شگفته و
هوا در نهایت اعتدال است بنابران اردی بهشت خوانند - خان آرزو در سراج بذکر
هر چهار معنی نسبت (ب) گوید که وجه تسمیهٔ متذکرهٔ بالا در ماه تنها است می آید ونیز وجه زیادت
تحتانی ظاهر نیست نیز فرماید که بعضی بفتح گفته اند وآن مشهور است - صاحب سروری بذکر الف
بر (ب) فرماید که بالضم وبالفتح هردو آمده وصاحب ناصری بر الف) قانع مؤلف گوید که شک
نیست که (ب) مرکب است از (ارد) و(بهشت) یعنی مرکب اضافی - فارسیان بقاعدهٔ اشباع
بعد دال مکسور یای تحتانی زیاده کرده باشند (از قبیل (شبخون وشبیخون) که اصل آن باضافت
شب بسوی خون (شبِ خون) است یا آریان بقاعدهٔ خود یای تحتانی را بطور علامت کسره
نوشتند وفارسیان هم نقل آن کردند - یا یای زائد است که در اصل لفظ نبود همچو (استادن وایستادن)
ونسبت وجه تسمیه خیال ما این است که (اردی بهشت) بمعنی اول بفتح اول باشد - یعنی (خشم
بهشت) که (ارد) بالفتح بمعنی خشم وقهر وغضب بجای خودش گذشت یعنی فارسیان آتش
را تعظیماً (غصهٔ بهشت) نام نهادند واین استعاره باشد ونسبت معنی دوم وسوم وجه تسمیه
این همان است که صاحبان تحقیق ذکر آن کرده اند یعنی ماه دوم وروز سیوم باعتبار
خوبی های خود مثل بهشت است وباید بدین معنی بضم اول خوانیم که (ارد) بمعنی مثل ونظیر
بضم اول آمده وبرای معنی چهارم عرض میشود که (اردی بهشت) را بکسر اول باید خواند
بمعنی (فرشتهٔ بهشت) که (ارد) بکسر اول بمعنی (فرشته) آمده و(اردی بهشت) برای فرشتهٔ خاص

مستعمل شده که تعریفش بالا گذشت (فردوسی الف ۵۰) دی و بہمن و اردی و فروردین ؛
ہمیشہ پر از لالہ بینی زمین ؛ (زرتشت بہرام ب ۵۱) چو سوز دتنش را باردی بہشت ؛
روانش نیابد خوشی در بہشت ؛ (نظامی ب ۵۲) دران بزم آراستہ چون بہشت ؛ گل
افشان ترا زماه اردی بہشت ؛ (سعد سلمان ب ۵۳) اردی بہشت روز است ای ماه
دستان ؛ امروز چون بہشت برین است بوستان ؛ (فردوسی ب ۵۴) ہمہ سال اُردی بہشت
ہژیر ؛ نگہبان تو بر ہش ورای دویر ؛ (اردو) (الف) فارسی مین (اردی) مخفف ہے
(اردی بہشت) کا تمام مضمون مین (ب) (۱) دیکھو آتش کے پہلے معنی (۲) اردی بہشت
سال شمسی کا دوسرا مہینہ (مذکر) یہ اکتیس دن کا مہینہ ہے - موسم بہار کا مہینہ (۳)
ہر ماه شمسی کے تیسرے روز کو بھی فارسیون نے (اردی بہشت) کہا ہے (مذکر) (۴)
اردی بہشت فارسی مین ایک فرشتہ کا نام ہے جس سے پہاڑون کی محافظت اور ماه اور
روز سوم اردی بہشت کے مصالح متعلق ہین (مذکر)

اردین | بقول صاحب شمس بحوالہ حل اللغات بمعنی تجربہ باشد و صاحب سروری
این را بفتح اول و واو ستوم ہمین معنی آورده و صاحب شمس ہم ہد را انجا ذکر این کرده -
بخیال ما تسامح اوست کہ واو را دال مہملہ نوشت (اردو) دیکھو اردین -

ارزر | بقول صاحبان برہان و جامع و ہفت بر وزن طرز (۱) بمعنی قیمت و بہا و ارزش
باشد و (۲) قدر و مرتبہ را نیز گویند و (۳) بمعنی درخت صنوبر و درخت انار و درخت
سرو را نیز گویند و در عربی (۴) برنج طعام باشد - و صاحب ہفت این را بالضم نوشتہ

وصاحبان رشیدی و سروری این را مرادف ارزش گویند و بمعنی اوّل قانع وصاحبان (دری وپهلوی وجهانگیری) معنی اوّل و دوّم را ذکر کرده اند خان آرزو در سراج گوید که معنی حقیقی این قیمت و بها و بمجاز قدر - مرتبه - صاحب مؤید فرماید که (۵) ارز در ترکی زبان بضمتین بمعنی روزی است و بفارسی قدر و قیمت و در عربی بفتح اوّل وضمّ زای دوّم بزای مشدّد برنج - و بقول ناصری بمعنی قیمت و بها - صاحب انند فرماید که (ارز) مبدّل آرج و ارزش بمعنی قیمت - و بها - و عزت و آبرو و قدر و مرتبه و نسبت دیگر معانی نوشته که (ارز) بالفتح والضم بزبان عرب درخت صنوبر و درخت عرعر و بفتحتین درخت ارزن و بضمتین و تشدید آخر بمعنی برنج باشد وصاحب شمس گوید که (ارز) به ضمّتین در عربی بمعنی روزی و بفتح اوّل وضمّ دوّم و زای مشدّد وقیل بالتخفیف بمعنی برنج و درخت ارزن و نار و در فارسی بفتح اوّل و سکون دوّم قدر و قیمت و بها و درخت نار و صنوبر هم **مؤلّف** عرض کند که آنچه خان آرزو معنی حقیقی این ارز و قیمت گرفته قابل غور است زیراکه این - مبدّل (ارج) است و معنی حقیقی ارج قدر و مرتبه که بجای خودش گذشت فارسیان بقاعدهٔ خود جیم عربی را بزای هوّز بدل کرده آرز کردند همچو (چوچه و چوزه) پس معنی حقیقی این قدر و مرتبه و مجازاً قیمت و بها را گفته اند و مصدر (ارزیدن) از همین است و (ارز و ارزش) حاصل بالمصدر آن - مخفی مباد که اتّفاق صاحبان لغت عرب بر این است که (ارج) در عربی بفتحتین بوی خوش باشد و تحقیق صاحب منتخب اللغات آنست که بمعنی قدر و مرتبه و مجنی نیست

ین مجاز باشد از معنی حقیقی بوی خوش پس بخیال ما (ارج) را بمعنی قدر و مرتبہ قرار
دن و (ارز) را مبادل آن گرفتن بہتر است از عکس این و ہم چنین معنی قدر و مرتبہ
حقیقی گرفتن و قیمت و بہا را مجاز گفتن اولی است - دیگر معانی بیان کردہ برہان متعلق
بلغت عرب باشد ولیکن در لغت عرب (ارز) بمعنی درخت انار یافتہ نشد - صاحب
مات ترکی) (ارز) بمعنی روزی آوردہ انچہ صاحب شمس بدین معنی لغت زبان عرب
ویدتسامح اوست (مختاری سلہ) مروت تو مرا گر بارز من بخرد ❊ مگر بروی زمین بر
و مد بجای گیاہ ❊ (فردوسی سلہ) بپندہ کہ ہم زنہان مرز خویش ❊ بدانم مگر پایہ و ارز
خویش ❊ (اردو) (۱) قدر - دیکھو ارج کے پہلے معنی - (۲) قیمت - دیکھو (ارش)
(۳) صنوبر کا درخت - انار کا درخت - سرو کا درخت (مذکر) (۴) چاول - مذکر
(۵) روزی - مؤنث - بقول آصفیہ (فارسی) رزق - ازوقہ -

ارزافزودن استعمال - بمعنی مرتبہ افزودن باشد چنانکہ حکیم زجاجی گوید (سہ) شہنشاہ برگشت از راہ مرز ❊ بہمدان بیامد بفیروز و ارز ❊ مخفی مبادکہ افزودن بمعنی لازم و متعدی ہر دو آمدہ (اردو) رتبہ بڑھانا - رتبہ بڑھنا -

ارزان بقول صاحب ضمیمۂ برہان و ہفت و مؤید بروزن مرجان نقیض گران - صاحب رشیدی گوید کہ انچہ ارزندہ باشد بہ بہای وقت - صاحب سراج فرماید کہ اگرچہ ارزان بمعنی (انچہ ارزش داشتہ باشد) است ولیکن این معنی مہجور و متروک و بمعنی چیزیکہ از قیمت اصلی کم بہا شدہ باشد مستعمل است و این مجاز است و (ارزانی) کہ ضد گرانی است منسوب بدین - یعنی در لفظ ارزان

الف و نون افادۂ معنی فاعلی کند مؤلف گوید کہ حقیقت لفظ (ارز) بجایش بیان کردہ ایم و این حاصل بالمصدر (ارزیدن) یعنی مرادف (ارزش) و نیز صیغۂ امر است از مصدر (ارزیدن) و بقاعدۂ فارسی الف و نون بر صیغۂ امر حاضر داخل شدہ افادۂ معنی فاعلی کردہ است۔ پس (ارزان) بمعنی فروخت شوندہ باشد بسبب کمی معاوضۂ قیمت بمقابلۂ حیثیت مال و این ظاہر است کہ شے ارزان زود بفروش می رود برخلاف (گران) ہمین است تشریح اجمال بیان محققین سلف کہ بالا مذکور شد و بدین وجہ کہ بہ تحقیق ما معنی حقیقی (ارز) قدر و مرتبہ گذشت پس (ارزان) را بمعنی صاحب قدر و لائق قدر گیریم کہ گران نیست۔ یا اگر (ارزیدن) را بلحاظ کنایہ بمعنی لائق و سزا وار شدن گیریم معنی (ارزان) لائق و سزا وار شوندہ۔ اگر گویند کہ فلان چیز ارزان است مقصود آن باشد کہ لائق و سزاوار خریدن است و بس۔ فارسیان (ارزان) را بامصادر متعددہ فرس ہم استعمال کردہ اند کہ در ملحقات می آید ظہوری (؎) شود در ہر نفس صد نالہ توفیر ؛ متاع درد خوش ارزان بر آمد ؛ (اردو) ارزان بقول امیر (فارسی) گران کی ضد۔ سستا۔ کم قیمت۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ (کم قیمت) سے آپکی مراد مالیت کے مقابلہ مین کم قیمت ہے۔ (اسیر ؎) زر نقد دو عالم قیمت یوسف مین دیتے ہین ؛ اگر انصاف سے دیکھو تو ارزان مول لیتے ہین ؛

ارزان برگرفتن | استعمال۔ مرادف ارزان خریدن (کہ می آید) (ظہوری ؎) از نگاہی اگر چیزی نیز کم دل قیمت ؛ باد ارزانیش بی انصاف ارزان برگرفت ؛ (اردو) دیکھو ارزان خریدن۔

ارزان بعلت گران بحکمت | (مثل)

(۱۳۲)

صاحبان خزینہ و امثال و احسن ذکر این
کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ
فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود
از بیان حیثیت مال و فرق دو چیز باشد
کہ بظاہر یکسان نماید۔ مقصود شان اینست
کہ چیزی کہ بقیمت ارزان بدست آمدہ
وہی دارد و چیز دیگر کہ بمقابلہٗ آن گران
قیمت باشد وہی داشتہ باشد یعنی
ارزانی بدون علت نباشد و گرانی
بغیر حکمت نیست ۔ (اردو) امیر نے
اسی فارسی مثل کو نقل کیا ہے اور فرمایا
ہے کہ یہ (مقولہ) ہے جو اردو مین بھی
مستعمل ہے یعنی کم قیمت چیز مین کوئی نہ کوئی
خرابی ضرور ہوتی ہے اور بیش قیمت
مین ایک نہ ایک وصف ہوتا ہے ۔
صاحب محاورات ہند نے ایک اردو
مثل کا ذکر کیا ہے جو قریب قریب اسی کا

ترجمہ ہے "سستا روئے بار بار۔ مہنگا
روئے ایک بار" اس کا یہ مطلب ہے
کہ جس نے کسی چیز کو زیادہ دام مین خرید
کیا ہے اس کو قیمت کی زیادتی کا بار
صرف ایک مرتبہ معلوم ہوتا ہے یعنی
خریدی کے وقت۔ برخلاف اس کے
جس نے اسی چیز کو سستے دامون لیا ہے
وہ بار بار افسوس کرتا ہے کہ کیون مین نے
اس کو خرید کیا۔ یعنی وہ شے جو سستے دامون
ملی ہے بار بار بگڑتی ہے اور اس کی
ترمیم و اصلاح کی ضرورت لاحق ہوتی ہے
اور اس کے لئے روپیہ خرچ ہوتا ہے
جو ہر دفعہ مین گران گزرتا ہے ۔

ارزان خریدن استعمال۔ چیزی را
از ارزانیت او بقیمت نازل خرید کردن چنانچہ
ظہوری گوید (ع) اجناس عشق گرچہ دل
ارزان خریدہ بود؛ در احتیاج غصہ بنقصان

(۱۳۱)

فروختیم ؎ (اردو) ارزان مول لینا۔ اس کی
مثال لفظ ارزان پر گزری ہے۔ سستے داموں
خرید کرنا بھی بولتے ہین۔

ارزان دادن | استعمال صاحب آصفی
ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ
بہ قیمت نازل فروختن است (نظامی ؎)
بوی کزان عنبر ارزان دہی ؎ گر بدو عالم
دہی ارزان دہی ؎ (اردو) سستے داموں
بیچنا۔ صاحب آصفیہ نے (سستا بیچنا) کا
ذکر کیا ہے یعنی ارزان فروخت کرنا۔ مندا
بیچنا۔ کمتی داموں سے مبادلہ کرنا۔

ارزانش | بقول صاحب برہان وجامع
واتند بکسر نون بر وزن بخشایش بمعنی خیر و
خیرات و چیزی در راہ خدا بردم دادن۔
(مرادف اروانش) کہ بقول صاحب ہفت
گذشت مؤلف گوید کہ (ارزانش) خبر میدہد
از وجود مصدر (ارزانیدن) بمعنی اندازہ کردن
و سزاوار کردن و عطا کردن حالا این مصدر
از کتب لغات متروک است و صراحت آن
بجایش کنیم بعضی از معاصرین گویند کہ چیز این را
حاصل بالمصدر (ارزیدن) نگیریم کہ کنایۃ بمعنی
لائق و سزاوار بودن آمدہ (کہ می آید) ما بر
معانی (ارزیدن) و قواعد حاصل بالمصدر
ہر قدر کہ غور کردیم باری شان اتفاق ندایم
(اردو) دیکھو اروانش۔

ارزان شدن متاع | استعمال۔ بکسر
نون دوم۔ بمعنی کم قیمت شدن چیزی بمقابلہ
مالیت۔ چنانکہ ظہوری گوید (؎) چون ظہوری
در خرید ورد پنداری کہ در د؎ نمیتش پروا متاع
نالہ گر ارزان شود ؎ (اردو) سستی ہونا۔
مالیت کے مقابلہ مین کم قیمت ہونا۔

ارزان فروختن | استعمال۔ صاحب
آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف
گوید کہ چیزی را بہ نسبت مالیت آن بقیمت

نازل فروختن باشد (نظامی سه) ولیکن تو بتان که صاحب خرد ۞ زارزان فروشان آبسان خرد ۞ (ظهوری سه) جان راگذار بر سر بازار دل فتاد ۞ ارزان فروخت راحت و محنت گران خرید ۞ (اردو) دیکھو ارزان دادن۔

ارزان کردن | استعمال - بکسر نون دوم قیمت متاع را بمقابلۂ مالیتش کم قرار دادن چنانکه ظهوری گوید (سه) قیمتی ترگہری نیست ز اشک ۞ کرده شوق تو چنین ارزانش ۞ (اردو) ارزان کرنا۔

(الف) ارزانی | بقول صاحبان برہان وہفت و جہانگیری و جامع (۱) معروف که نقیض گرانی است و (۲) مردم فقیر و مستحق و (۳) بمعنی مسلّم هم آمده - صاحب رشیدی گوید که یای نسبت منسوب به ارزان و نیز بمعنی سزاوار و مسلّم - خان آرزو و سراج تبدیل لفظ (ارزان) بذکر معنی اول گوید که (ارزیدن) بمجاز بمعنی سزاوار شدن و مستحق گردیدن و مسلّم بودن آمده وازین ماخوذ است (ارزانی) بمعنی دوم و سوم و الف و نون درین نه آنست که افادۀ معنی فاعلیت کند چنانکه در (چیزار زان) بلکه زائده باشد از عالم (شاد و شادان) پس جائیکه گویند ۞ فلان چیز بفلان کس ارزانی ۞ یعنی لایق و سزاوار و جائیکه گویند فلان کس ارزانی است ۞ یعنی مستحق و صاحب استحقاق و لهذا برای درویشان اطلاق ارزانی آمده - صاحب ناصری بمعنی دوم و سوم و صاحب سروری و فدائی بمعنی اول و سوم قانع - بهار گوید که بمعنی اول منسوب است با رزان که در اصل بمعنی ارزنده بود ولیکن این معنی مهجور و متروک شده بمعنی چیزیکه از قیمت اصلی کم شده باشد استعمال یافته و این مجاز است و بمعنی سوم بمعنی لائق و سزاوار ۞ مسلّم و برقرار ماخوذ است از (ارزیدن) و این نیز مجاز اول است مؤلف عرض کند که این همه طبع آزمائی ها که شده

ازبرای آنست که (ارزانی) را مصدر (ارزیدن)
برند بخیال ما (ارزانی) حاصل بالمصدر (ارزانیدن)
است که متعدیست چنانکه بر (ارزانش) بیان
کرده ایم نه متعلق به (ارزیدن) که لازم آنست
اگرچه مصدر (ارزانیدن) از استعمال متروک
ولیکن یادگارش از (ارزانش و ارزانی) باقیست
پس فارسیان بر صیغهٔ امر حاضر (ارزانیدن) که
(ارزان) است یای مصدری زیاده کرده
حاصل بالمصدر ساختند بقواعد نگاران فرس
در قواعد حاصل بالمصدر که ذکر اجمالی آن بر لغت
(آموی) کرده ایم این قاعده را ننوشته اند
که بزیادت یای تحتانی بر صیغهٔ امر حاضر حاصل
بالمصدر ساخته می شود بخیال ما ترک این
قاعده تسامح ایشان است در رای ما مصادر
متعدی که بالف آید همچو (دمانیدن) و سترانیدن
و (گذاشتن) و امثال آن حاصل مصدرش
به همین قاعدهٔ مبنیه بالا می آید چنانکه از (دوانیدن)
(دوانی) و از (سرائیدن - سرائی) و از (گذاشتن)
(گذاری) مخفی مباد که قواعد زبان پابند زبان است
نه زبان پابند قواعد پس آنانکه حاصل بالمصدر
را مقید کرده اند بحد علم خودشان بسند استعمال
است اگر قاعدهٔ دیگر بخیال ما آید و آن هم مبنی
بر استعمال باشد انحصار پیشینیان مانع آن
نیست وحقیقت اینست که بر قواعد مذکورهٔ
شان اطلاق انحصار نباشد بالجمله در رای
ما معنی حقیقی این سزاوار که بر معنی سوم گذشت
و معنی دوم که فقیر و مستحق باشد مجاز آن که فقرا هم
سزاوار بخشش و عطا باشند صاحب برهان که
معنی دوم را جمع آورد - تسامح اوست که
فارسیان فقرا را (ارزانیان) گفته اند و واحدش
(ارزانی) است و (ارزانی) بمعنی اول بخیال
ما - هم متعلق است از مصدر (ارزانیدن)
که می آید یا مرکب است از (ارزان) و یای
تحتانی نسبت چنانکه بهار گوید و بیان را مدش

بکار ہانمی خورد کہ حقیقت لفظ (ارزان) بجای خودش بیان کردہ ایم (حکیم انوری ۵) تاکہ در من زیبد دہر بود ٭ روی نرخ اہل بہ ارزانی ٭ (فردوسی ۵) بہ ارزانیان بخش ہر چیت ہواست ٭ کہ گنج تو ارزانیان را سزاست ٭ (ولہ ۵) بارزانیان دہ ہمہ ہرچہ ہست ٭ مبادا کہ آید بما بر شکست ٭ و (فتوحی در مدح انوری گفتہ ۱۰۳۱ھ) انوری ای سخن تو بسخا ارزانی ٭ گر بجانت بخرند اہل سخن ارزانی ٭ --------- و

(ب) **ارزانیان** جمع (ارزانی) بمعنی دوم یعنی فقرا و مستحقین کہ صاحبان رشیدی و سروری جداگانہ ذکر این کردہ اند و سند آن بر معنی دوم (ارزانی) گذشت -(اردو) (الف) (۱) ارزانی - بقول آصفیہ (فارسی) مؤنث - گرانی کے خلاف - سستا پن -(۲) فقیر - مذکر (۳) لائق - سزاوار (ب) فقرا مستحقین - مذکر -

ارزانی بودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ معنی سزاوار بودن است (طالب آملی ۵) صاف ساغر بادا ارزانی بنازک مشربان منکہ محنت پرورم دُرد ایاغم آرزوست ٭ (اردو) سزاوار ہونا -

ارزانی داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی کسی را سزاوار چیزی گردانیدن یعنی عطا کردن آن چیز بہ او و بقول بحر مرحمت کردن و بخشیدن چنانکہ کلامی اصفہانی گوید (۵) عشق را شکر کنم تا ابد و ممنونم ٭ گر غم و درد جہانی بمن ارزانی داشت ٭ (انوری ۵) و یحک ای چرخ منم ماندہ سری پر سودا ٭ از جہان این سر و سودا بمن ارزانی دار ٭ (اردو) عطا کرنا - بخشنا - دینا -

(۱۳۲۲)

ارزانیدن | این مصدریست متروک
یعنی محققین فرس ذکر این نکردہ اند و استعمال
تصریف این از نظر ما نگذشت الا آثار این
از حاصل بالمصدر باقی است کہ (ارزانش)
و (ارزانی) است الحاصل (ارزانیدن) بمعنی
(۱) اندازہ کردن و قدر کردن بلحاظ معنی
حقیقی (ارز) و (۲) فروشانیدن مجاز آن
و (۳) سزاوار گردانیدن و عطا کردن ہم
کہ مجاز معنی اول باشد و لازم این (ارزیدن)
کہ می آید (اردو) (۱) اندازہ کرنا - قدر کرنا
(۲) بکوانا - (۳) لائق قرار دینا - عطا کرنا -

(الف) **ارزانی شدن** | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف
گوید کہ بمعنی عطا شدن (نثر جلال دوانی)
حضرت صاحبقرانی را خلفی ارزانی شدہ"
و اگر ازہمین سند . . . .

(ب) **ارزانی شدن خلف** | گیریم تولد
شدن پسر و این کنایہ باشد (اردو) (الف)
عطا ہونا (ب) لڑکا تولد ہونا -

ارزانی کردن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید
کہ بمعنی عطا کردن و دادن است (علی
خراسانی ؎) محمد آن شہ دین زبدۂ آل
رسول اللہ ؛ کہ علم اولین را حق باو گرداست
ارزانی ؛ (اردو) عطا کرنا - دینا -

(۱۳۲۳)

ارزانی گردیدن | استعمال - (۱) مرادف
ارزانی شدن است کہ گذشت و (۲) بمعنی
ارزان شدن نرخ چیزی (ظہوری ؎) نہادی
رو ببازار محبت نقد ترمیشو ؛ ظہوری تا شکم
واخور دگر دید ارزانی ؛ (اردو) (۱) عطا
ہونا - ملنا - (۲) ارزانی ہونا - نرخ ستا
ہونا -

ارزش | بفتح اول و کسر زای ہوز
بقول صاحب رشیدی و ناصری مرادف

(ارز) بمعنی قیمت وبہا صاحب فدائی گوید کہ قدر وقیمت و صاحب نواد را این را بذیل مصدر (ارزیدن) آوردہ فرماید کہ قیمت وبہا وقدر ومنزلت واین مجاز است ہمؤلف گوید کہ حاصل بالمصدر (ارزیدن) است بخیال ما معنی حقیقی این قدر و مرتبہ و مجاز آن قیمت وبہا چنانکہ بر لفظ (ارز) بیان کردہ ایم۔ فارسیان بقاعدۂ خود شین معجمہ بر صیغۂ امر حاضر آوردہ حاصل بالمصدر ساختہ اند۔ ہمچو دانش وبنیش۔ (ظہوری ؎) زکوہکن بشنو حرف ارزش گلگون ؛ بہای یک سر مویش ہزار شبدیز است ؛ (اردو) دیکھو ارز۔

ارزق بقول صاحب شمس بفتح اول وسکون رای مہملہ و فتح زای معجمہ عربی لغت عربی است بمعنی کبود وگربہ چشم و آب صاف وشانہ ونام خطی از خطوط جام جم۔ فرماید کہ بمعنی آخر فارسی است (خاقانی ؎) بادور جام باخط ارزق ؛ شعلہ در بحر اخضر اندازد ؛ وبحوالہ شرح نصاب گوید کہ بمعنی سرمہ چشم وشمشیر نیک ونام شخصی کہ ارزاقہ منسوب است باو وصاحب مؤید ذکر این بذیل لغات عرب کردہ بدون صراحت حلیہ لفظ بذکر معنی اوّل ودوّم وسوّم وپنجم فرماید کہ بمعنی شام نیز۔ صاحب انند ذکر این بہ تقدیم زای ہوّز بر رای مہملہ کردہ ہمین شعر خاقانی بسند آرد کہ در مصرع اوّلش (ازرق) بہ زای ہوّز دوّم نوشت وخود صاحب شمس ہم بر (ازراق - بہ زای معجمۂ ثانی) ہمین معنی بیان کردہ ومحققین عرب زای معجمہ را قبل رای مہملہ گرفتہ اند وصاحب برہان برای معنی چہارم این را بفتح الف وسکون زای معجمہ آوردہ پس بخیال ما تسامح صاحب شمس است کہ درین مقام ذکر این پسند کرد وما بجای خودش بحث کنیم (اردو) دیکھو ازرق۔

ارزلو بقول صاحب شمس بضمتین لغت فارسی است بمعنی روزی مند مؤلف گوید کہ مرکب ترکی است	بمعنی صاحب روزی (اردو) صاحب قسمت ہے صاحب آصفیہ نے صاحب اقبال پر اسکا ذکر کیا

ارزن بقول صاحب ضمیمۂ برہان بروزن کردن (۱) غلہ ایست کہ بعربی (دخنہ) خوانند صاحب رشیدی بر غلّہ معروف قناعت کرد کہ نان آنرا ارزنین نام است و صاحب ہفت فرماید کہ در ہندی (چینہ) نام دارد و صاحب ناصری آوردہ کہ بیشتر این بکبوتران دہند چنانکہ خاقانی گوید (ـــ) کبوترخانۂ روحانیان راست * نقط ہای سر کلک من ارزن * صاحب فرہنگ فدائی گوید کہ دانہ ایست کہ آنرا بیشتر در زمین ہای شلتوک زاری کارند و آن بیشتر خوراک کبوتران و مرغان است و برخی دہگانان نیز آنرا روکردہ نانش می پزند۔ صاحب شمس گوید کہ در فارسی بالفتح نام غلّہ و در عربی (۲) (ارزن) درختی است کہ ازچوب آن عصا گیرند مؤلف عرض کند کہ ماخذ این معنی اوّل جز این بفہم نمی آید کہ این مخفف (ارزان) باشد بحذف الف از قبیل (دستارخوان و دسترخوان) بدینوجہ کہ این غلّہ کم قیمت است عجبی نیست کہ فارسیان (ارزن) نامش نہادہ باشند واللہ اعلم ونسبت معنی دوّم عرض کنیم کہ مبدّل ہمان (ارجن) است کہ گذشت فارسیان بقاعدۂ خود جیم عربی را بہ زای ہوز بدل کردند ہچو (چوجہ وچوزہ) و (دشت ارزن) ازہمین باشد وصراحت کافی این برارجن کردہ ایم حالا نسبت معنی اوّل حقیقتش عرض کنیم کہ بقول صاحب محیط اسم (دخن) است و بر (دخن) فرماید کہ بضم دال وسکون خا و نون و بکسر دال نیز بیونانی (مرطلہ) و بعربی (دفث) و بترکی (طرق) و بشیرازی (الم) و بفارسی عوام (ارزن) و بہندی کنگنی) و (چینہ) نامند و گویند کہ آن

جا و رس است و چنین نیست غلہ ایست قلیل الغذا۔ سرد در آخر اوّل و خشک در دوم و گویند سرد و خشک در دوّم و گویند گرم۔ در انہضام و نزول از معدہ بطی تر و در قبض شکم شدید تر و مجفف بدن و خون متولّد ازان غیر جید۔ مدّر بول است با وجود سردی و خشکی و مولد سنگ مثانہ و سُدد۔ مُصلح آن قند یا شکر یا عسل (الخ) (انوری ۵۰) از حشو چرخ پرنشو د جوف ہمّت ٭ سیمرغ ہمّت نہ چو مرغان ارزن است ٭ (اردو) (۱) کنگنی۔ بقول آصفیہ (ہندی) مُونّث۔ ایک قسم کا چکنا اور چھوٹا اناج جسے اکثر پدڑیوں اور لالون کو بھی کھلاتے ہین اور نیز اس کے لڈّو بناتے ہین۔ (۲) دیکھو ارجن۔

ارزنجان بقول صاحب ناصری بفتح اوّل و ثالث بنون زدہ نام شہریست مشہور از بلاد اناطولی کہ دہ ہزار بابِ خانۂ آباد دارد و رود فرات از یک فرسنگی آن می گذرد و اصل آن از لا ارزن الرّوم) برمیخیزد و از جابجا عبور می کند تا داخل شطّ العرب می گردد و بعمان می ریزد و از بلاد روم است۔ صاحب منتہی الارب نیز ذکر این کردہ و بخیال ما این معرّب (ارزنگان) است کہ می آید (اردو) بلاد اناطول سے ایک مشہور شہر کا نام ارزنجان ہے (ارزنگان) کا معرّب (مذکر)

ارزن ریزہ اصطلاح۔ بقول صاحب بحر و ضمیمۂ برہان (۱) بمعنی قطرات باران ریزہ (۲) جرعۂ شراب و (۳) حب ہای کوچک۔ صاحب شمس نیز معنی اوّل و دوّم فرماید کہ (۴) شرارۂ آتش و (۵) کفگیر شراب باشد و صاحب مؤید و ہفت مؤیدش مؤلف گوید کہ بلحاظ معنی حقیقی (ارزن کہ بجایش بر نمبر (۱) گذشت۔ این استعارہ باشد کہ بہ تشبیہ دانہای کوچک

ارزن - فارسیان این پنج معنی مراد می پیدا کردہ اند
و مقصود از معنی دوم بہ عطف جرعہ بر قطرات متذکرۂ
معنی اول - قطرہ ہای شراب باشد کہ در می
خوردن بریزد و این قابل اعتراض است
کہ صاحبان تحقیق در معنی اول و دوم و سوم
چرا استعمال صیغہ جمع کردند کہ برای جمع (ارزن
ریزہا) باید کہ استعمال کنیم - و مقصود از لفظ گیر شراب
شراب پالائی باشد کہ سوراخہای نازک دارد
و بلحاظ باریکی سوراخہایش کہ مشابہ دانہای
ارزن است نامش نہادہ باشند (اردو) (۱)
پھار - بقول آصفیہ (ہندی) (مؤنث) چھوٹی
چھوٹی بوندیں - ترشح - (۲) شراب کے قطرے
جو پیتے وقت ٹپک پڑیں (مذکر) (۳) باریک
اور نازک گولیاں جو مثل خشخاش کے ہوں - مذکر
(۴) چنگاریاں چنگاری کی جمع - دیکھو (ابتر)
(۵) شراب چھاننے کی چھلنی -

ارزن زرین | اصطلاح - بہ کسر نون
اول بقول صاحب برہان و بحر و ہفت
(۱) کنایہ از جرعۂ شراب است و (۲) حبابی را
نیز گویند کہ بر روی شراب بہم رسد و (۳) کوکب
و ستارہ و (۴) شرارۂ آتش را نیز گفتہ اند
خان آرزو و سراج بر معنی سوم و صاحبان
جہانگیری (بذیل خاتمۂ کتاب در دستور
اول) و رشیدی بر معنی سوم و چہارم و شمس
و مؤید بر معنی اول و دوم و سوم قانع مخفی
مباد کہ بعض محققین نسبت معنی اول جرعۂ
می را بہ (می زعفرانی) مخصوص کردہ اند و
ما را ہم اتفاق است زیرا کہ می سپید رنگ ہم
می شود و وجود لفظ زرین درین اصطلاح
متقاضی صفت (زرین) است بخیال ما این
مرکب است از (ارزن) و (زرین) پس
معنی لفظی این غلہ زرین است و صراحت
(ارزن) کہ چہ قسم غلہ باشد بجایش کردہ ایم
پس این کنایہ باشد از ہر چہار معنی بالا و صحیح

بمعنی اوّل قابل غور است وہمین قسم اشکال در معنی دوّم (ارزن ریزہ) ہم پیدا گرد و کہ گذشت بخیال ما (جرعۂ شراب) را کنایتہً (ارزن زرّین) نتوان گفت بلکہ آن قطرہا را (ارزن زرّین) توانیم گفت کہ در شراب خوردن بریزد زیرا کہ جرعہ را با کوچکی (ارزن) تشبیہ نباشد قائل (اردو) (۱) شراب کا قطرہ جو پیتے وقت ٹپکے (مذکّر) (۲) شراب کا بلبلا (مذکر) (۳) ستارہ - بقول صاحب آصفیہؔ (فارسی) مذکر - کوکب - تارہ - اختر - نجم وہ روشن کرہ جو آسمان پر رات کو چمکتا ہوا دکھائی دے (۴) چنگاری (مؤنث) دیکھو اخگر

ارزنگان بقول صاحب اننڈ شہریست در ارمن مؤلف گوید کہ ہمان ارزنجان است کہ گذشت - دیگر کسی ذکر این نکرد - مخفی مباد کہ فارسیان از ہفت کشور - کشور اوّل را (ارزنہ) نام نہادہ اند کہ می آید پس (ارزنگان) را کہ تعریف وسعت و آبادی آن بر (ارزنجان) گذشت بمعنی حقیقی آن مجموعۂ کشورہا گفتہ اند کہ (ارزنگان) بقاعدۂ فارسی بمعنی ارزنہ ہاست یعنی مجموعۂ کشورہا - وربنوجہ تسمیہ از مبالغہ کار گرفتہ کہ یک شہر را مجموعۂ کشورہا گفتہ اند (اردو) دیکھو ارزنجان -

ارزنین بقول صاحب برہان و رشیدی و ہفت و سروری بانون بروزن سرزمین نانیرا گویند کہ از آرد ارزن پختہ باشند (ناصر خسرو ؎) بر شگفتہ از تو ترکان چہ گویم ٭ میان سگان در یکی ارزنینی ٭ مؤلف گوید کہ برلفظ (ارزن) یا و نون نسبت زیادہ کردہ اند و بس (اردو) کنگنی کی روٹی (مؤنث)

(الف) ارزہ الف - بقول صاحب برہان و رشیدی و جہانگیری و جامع و ہفت

(ب) ارزہ گر و ناصری و سراج بروزن ہرزہ (۱) کاہگل را گویند و (ب) بمضمون الف بکاف فارسی کہ می باشد کہ کاہگل را بجائی مالد - صاحب سروری بر ذکر الف

قانع - وصاحب بحر بر ذکر (ب) وصاحب برہان ذکر ہر دو جدا جدا کند مؤلف عرض کند کہ
بخیال ما معنی پنجم این اصل است و الف بمعنی اوّل مجاز آن کہ کاہ گل ہم بوقت مالیدن بر
دیوار ہمچو زفت مائل بہ تیرگی و چسپندہ می باشد فارسیان استعارۃً (ارزہ) را کہ بمعنی زفت
می آید برای کاہ گل نام کردند و (ب) مرکب است از (ارزہ) و (گر - لفظی است کہ
افادۂ معنی فاعلی کند ہمچو کوزہ گر - و کاسہ گر) (اردو) الف - کہگل - یا کاہگل - بقول آصفیہ
اسم مؤنث - بھس اور مٹی کا پلستر - گھانس اور مٹی کی لپائی - کچا پلستر مؤلف عرض کرتا
ہے کہ دکن مین اسی کو گلاَبہ اور گلاوہ کہتے ہین (ب) کہگل بنانے والا - گلابہ کرنیوالا
(۲) (الف) بقول برہان و جامع و ہفت بمعنی گچ نیز کہ بدان خانہ سپید کنند - و (ب) گچ
مالندہ مؤلف گوید کہ این مجاز معنی اوّل باشد یعنی صرف بدینوجہ کہ گچ بر زمین و دیوارہا
ہمچو کاہ گل می مالند - گچ را ہم (ارزہ) نام نہادند و فی الحقیقت گچ را با زفت تشبیہ تام نیست
و ہمین قدر است کہ گچ ہم مثل زفت چسپندہ می باشد و باعتبار رنگش با زفت تباین ہمین
سبب ما این را مجاز (ارزہ) بمعنی اوّل گرفتیم و اگر بہ تشبیہ ناقص مجاز معنی پنجم ہم گیریم
بہر دو صورت - استعارہ باشد - مخفی مباد کہ گچ در فارسی زبان مرکبی است از آہک کہ
نہ صرف برای سپید کردن خانہ بلکہ برای حفاظت و پختگی دیوارہا و سقف و زمین خانہ
ہم استعمال آن کنند و تحقیق این از معاصرین عجم می شود - (اردو) (الف) گچ
جس سے دیواروں اور فرش پر استرکاری کرتے ہین - صاحب آصفیہ نے لفظ گچ
پر فرمایا ہے کہ (مذکّر) چونا - آہک - پکا فرش یا پکّی چھت مؤلف عرض کرتا ہے کہ

کہ دکن مین (گچ) چونے کا وہ مرکب ہے جو ریتی یا اینٹ کے ٹکرون کو ایک خاص وزن مین باہم ملاکر پیسنے سے تیار ہوتا ہے - آخر الذکر مرکب کو سرخی بہی کہتے ہین - اسی مرکب سے دیوارون اور فرش کی استرکاری بہی کی جاتی ہے اور یہی مرکب اینٹون کے ساتھ دیوارون کی چنائی مین بہی استعمال کیا جاتا ہے اور یہی مرکب پختہ چھتون کی تیاری مین بھی کام دیتا ہے - پس گچ کی وہ تعریف جو صاحب آصفیہ نے فرمائی ہے ہماری رای مین قابل غور ہے اور زبان فارسی کے گچ کا ترجمہ اردو مین وہی گچ ہے جس کی تعریف ہم نے کی ہے - آپ ہی نے (گچ کاری) پر لکھا ہے کہ چونے کا کام چونے گچی کا کام (انتہی) میر انیس مرحوم نے اپنے کلام مین بھی گچ کا استعمال فرمایا ہے (س) پختہ ہو لحد خام مزاجون کو یہ پیچ ہے ٭ یان ہڈیان چونا ہین وہان قبر پہ گچ ہے ٭ اس آخر الذکر بیان اور سند سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ ہندوستان مین بہی گچ انہین معنون مین مستعمل ہے جن معنون مین دکن مین اسکا استعمال ہے (ب) وہ معمار یا کاریگر جو چونے کی استرکاری کرتا ہے (مذکر) امیر نے (استرکاری) پر لکھا ہے کہ اینٹ کی دیوارون پر چونا - سرخی وغیرہ لیپنے کو کہتے ہین جیسے (فقرہ) مکان بن گیا صرف استرکاری باقی ہے ٭ مؤلف کہتا ہے کہ استرکاری سے مراد دیوارون پر گچ یا سرخی یا گلا یہ یا کہگل کرنا ہے - چونا سے اگر امیر کا مقصد گچ ہے اور گچ سے چونے کا وہ مرکب مراد ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے تب تو ہمکو صرف اسقدر عرض کرنا رہ جائیگا کہ دکن مین استرکاری کی تخصیص صرف اینٹ کی دیوارونسے نہین ہے

بلکہ مٹّی اور پتھر کی دیوارون اور فرش پربھی استرکاری کرتے ہین - اور چونے کی استرکاری سے گچ ہی کی استرکاری مراد ہے اور اسی استرکاری کا نام دو بارہ ہے اور ایک درجہ سہ بارہ کا بھی ہے جس کو بمقابلۂ استرکاری - ابرہ کاری سمجھنا چاہئے - اور استرکاری کو دو بارہ اس لئے کہا گیا کہ دیوارون یا چھت یا فرش کی تیاری کے بعد یہ کام دوسرے وہلہ مین ہوتا ہے یعنی دوسرے وہلہ مین دو بارہ یا استرکاری کے ذریعہ سے استر چڑھاتے ہین اور سب سے آخر یعنی تیسرے وہلہ مین سہ بارہ کے ذریعہ سے گویا استر پر ابرہ قائم کرتے ہین اور اسکو باریک چونا بھی کہتے ہین -

(۳) الف - بقول برہان و ہفت نام درختی ہم ہست بعضی می گویند کہ درخت سرو است و بقول بعضی درخت صنوبر و زفت ازان گیرند و بعضی گویند باین معنی عربی است و بقول بعضی درخت چلغوزہ - صاحب جامع فرماید کہ درخت صنوبر نر باشد و بے ثمر - صاحب سراج فرماید کہ (ارزہ) نام درختی گویند سرو است و بقول بعض صنوبر و باز فرماید کہ (ارز) بدون ہای ہوز - درخت صنوبر را گویند صاحب سروری نوشتہ کہ نام درختی و بقول بعض درخت سرو - صاحب انند بحوالۂ منتہی الارب بر لغت (ارز) فرماید کہ بالفتح و بالضّم بلغت عربی بمعنی درخت صنوبر و (ارزۃ) یکی یا صنوبر نر یا درخت عرعر و (ارز) بفتحتین درخت ارزن و (ارزہ) یکی - و تحقق است - کہ فارسیان این را از لغت عرب گرفتہ اند - صاحب محیط فرماید کہ (ارزہ) بالفتح اسم درخت صنوبر نر است کہ ثمر نیارد - البتہ ازان زفت اخذ می کنند و فعل آن فعل صنوبر

است وہم فرماید کہ این را بضم اوّل وسکون رای مہملہ وزای معجمہ (ارز) ہم گویند (اردو)
سرو یا صنوبر یا چلغوزہ کا درخت۔ لیکن اتّفاق اسی پر ہے کہ صنوبر کے درخت کو عربی
مین (ارز) یا (ارزہ) کہتے ہین۔ مذکر۔ اسکی تعریف طبّی کے لئے دیکھو (ارس)

(۴) (الف) بقول صاحب رشیدی وجہانگیری وجامع وناصری وسروری نام
کشور اوّل از ہفت کشور۔ وبقول خان آرزو در سراج کشور پنجمین از ہفت کشور۔ مؤلف
گوید کہ ماخذ این جزین نباشد کہ فارسیان این را از (رجہ) ساختہ اند بہ تبدیل جیم عربی
بزای ہوز ہمچو (چوجہ وچوزہ) وبزیادت الف وصلی دراوّل۔ مخفی مبادکہ (رجہ) و (رز)
در فارسی زبان بمعنی طنابی است کہ ہر دو سر آنرا بجائی بندند وبعربی آنرا شریط خوانند
پس حصّہ از ہفت کشور کہ از یک مقام تا مقام دیگر قرار یافتہ است طنابی را ماند کہ
محدود ومعیّن است و این استعارہ باشد۔ بعضی از معاصرین گویند کہ کشور اوّل
در طول البلد ترجیحی دارد بر شش کشور دیگر۔ از ینجاست کہ این نام بہ تشبیہ طناب طولاً
برای کشور اوّل مخصوص کردہ باشند۔ بقول صاحب غیاث طول این سہ ہزار
وبست ودو فرسنگ است وعرض این صد وچہل وہفت فرسنگ ودیگر شش کشور
ہم در طول وہم در عرض کمتر از اقلیم اوّل است (اردو) سات اقلیمون مین سے
پہلی اقلیم کا نام (ارزہ) ہے۔ (مؤنث)

(۵) (الف) بقول صاحب رشیدی وجامع وناصری وسروری زفت وآن
چیزی است شبیہ بقطران کہ از درخت صنوبر گیرند واین درخت را بعربی (ارز)

خوانند (سوزنی ۵) پنبہ بگوش اندر آگند زتو ممدوح ؛ پنبہ چہ باشد کہ ارزہ ریزد و ارزش
صاحب جہانگیری اینقدر صراحت کند کہ زفت از درخت صنوبر زکہ بر ندہد۔ حاصل میشود
خان آرزو و سراج گوید کہ (ارز) بمعنی درخت صنوبر اغلب کہ معرب باشد و بزیادت ہای
نسبت (ارزہ) بمعنی زفت مستعمل ما با خان آرزو درین باب اتفاق داریم و ہمین است وجہ
تسمیۂ این و عجبی نیست کہ معنی اوّل و دوّم مجاز ہمین معنی باشد کہ ذکرش درانجا کردہ ایم (اردو)
وہ چکٹ اور سیاہ رنگ کا تیل یا گوند جو صنوبر کے درخت سے نکلتا ہے۔ (مذکر) مزاجاً
گرم و خشک ہے۔

ارزیتون بقول صاحب برہان و جامع و جہانگیری و ہفت و شمس بروزن عنبرگون
نام دختر پادشاہ مغرب است کہ در حبالۂ بہرام گور بود صاحب سروری این را بصراحت
نون پنجم (ارزنیون) نوشتہ حیف است کہ وجہ تسمیۂ این متحقق نشد (اردو) ایک بادشاہ
مغرب کی بیٹی کا نام جو بہرام گور کی بی بی تہین۔

ارزیدن بقول صاحب بحر عجم وانند
بالفتح (۱) بمعنی قیمت کردن مؤلف گوید کہ
بخیال ما از صاحب بحر تسامح شدہ و این معنی
(ارزانیدن) توان گرفت نہ (ارزیدن) مشتاق
سند باشیم کہ استعمال این بدین معنی از نظر ما نگذشت
(معانی دیگر ہم دارد کہ بذیل می آید) صاحب بحر
فرماید کہ کامل التصریف است و مضارع ان
ارزد و صاحب موارد صراحت کردہ کہ حاصل
بالمصدر این (ارز) و (ارج) و (ارزش) باشد
و ارزانی را ہم بذیل ہمین مصدر آوردہ و ہمچنین
صاحب نوادر بذکر (ارزش و ارز و ارج)
(ارزان) را بذیل این ذکر کردہ و ما نسبت ہمہ

بقول صاحب آصفیہ (فارسی) مذکر۔ افسوس۔ حسرت۔ غم۔ پشیمانی۔ پچھتاوا۔ (۳) لرزہ بقول آصفیہ (فارسی) مذکر۔ رعشہ۔ تھرتھراہٹ۔ کپکپاہٹ۔ (۴) یخ کا ٹکڑا مذکر۔ (۵) خستگی۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث شکستگی۔ شکستہ حالی۔ بھربھراہٹ خستہ پن (۶) وہ شخص جسکی آواز بلند ہو۔

ارژن بقول صاحب برہان و ہفت و ناصری و جہانگیری بازای فارسی بروزن مخزن درخت بادام کوہی است و ثمر آن بسیار تلخست و آن را اوردوا بکار برند و چوب آنرا عصا کنند و پوست آن را برکمان پیچند صاحبان رشیدی و جامع و سراج ہم ذکر این کردہ اند و صاحب سروری این را بمعنی چوب درخت بادام کوہی نوشتہ و از شاعری سند آوردہ (ـــہ) دی محتسبی براہ دیدم ؛ بر دست گرفتہ چوب ارزن ؛ و فرماید کہ این را (ارجن) ہم گویند مؤلف عرض کند کہ تسامح اوست و سند ش بر مراد ما کہ تا حق چوب را در معنی (ارژن) داخل کردہ و این ہمان (ارجن) و (ارزن) است کہ ذکر مفصلش بجای خویش گذشت اصل این بہ جیم عربی است فارسیان بقاعدۂ خود جیم عربی را بہ زای فارسی بدل کردہ اند ہیچو (کج و کژ) (اردو) دیکھو ارجن۔

ارژنگ صاحب برہان گوید کہ بازای فارسی بر وزن و معنی ارتنگ است کہ (۱) نگارخانۂ مانی نقاش باشد و گویند اصل این لغت باین معنی ارثنگ با ثای مثلثہ بود ثا را بازای فارسی بدل کردہ ارژنگ کردند و بعضی گویند (۲) نام مانی ارژنگ بودہ است و مانی دعائیست کہ او را اکردہ اند و لقب او شدہ و جمعی گویند (۳) نام نقاشی است غیر مانی

واو نیز در سپهروری مانند مانی بوده و (۴) نام دیوی است که در مازندران با رستم جنگ کرده و
رستم او را بکشت و (۵) نام پسر زره واو یکی از پهلوانان توران بوده و طوس او را بقتل
آورد (انتهی) مؤلف عرض کند که تبدیل ثای مثلثه با زای فارسی خلاف قیاس است
و ضرورتی نباشد که کوهی بکنیم و کاهی برآوریم و حقیقت این برختم اقوال محققین فرس عرضه
می دهیم۔ صاحب رشیدی بذکر معنی سوم و چهارم و پنجم گوید که (۶) نام تختهٔ و کتابی که صور
و اشکال غریبه دران نقش کرده و دستا و یز هنر ساخته باشند و صاحبان هفت و جامع همزبان
برهان خان آرزو در سراج برمعنی اوّل و سوّم و چهارم و پنجم قائم و صاحب ناصری بذکر
معنی سوّم گوید که (۷) صحیفهٔ نقاشی است مؤلف گوید که این همان صحیفه باشد که ذکرش
بر معنی سوّم ارتنگ کرده ایم صاحب جهانگیری بر معنی اوّل و سوّم و چهارم و پنجم قانع صاحب
سروری فرماید که مرادف (ارغنگ) است به غین معجمه بجای زای فارسی و از برای هریک
معنی سندی آورده (نظامی سلہ) که چون کرده اند این دو صورت نگار ÷ دو ارژنگ را
بریکی سان نگار ÷ (و له سلہ) که در چین دیدم از ارژنگ پرکار ÷ که کردی دائره بی دور پرکار
(نظامی سلہ) روان کرد کلک سیه رنگ را ÷ ببرد آب مانی و ارژنگ را ÷ (حکیم ارزقی
سلہ) هزار لشکر داری که هر یکی زایشان ÷ فزون ترند ز دیو سپید و از ارژنگ ÷ (از جهانگیری
مختاری سلہ) از غبار سم اسپت فلکی ساز د طبع ÷ ملکی گرد د با لطف تو دیو ارژنگ ÷ فردوسی
سلہ) به پور زره گفت نام تو چیست ÷ زگردان جنگی ترا یار کیست ÷ بد و گفت ارژنگ
جنگی منم ÷ سرافراز شیر و زنگی منم ÷ مؤلف عرض کند که این همان (ارژنگ) است

کہ با تای فوقانی بجای خودش گذشت و ماخذش ہم درانجا ذکر کردہ ایم "اما ماخذ (ارژنگ) قابل بیان است و بخیال ما مرکب است از ہر دو لغت ترکی یعنی (ار) کہ بمعنی مرد و مجازاً بمعنی صاحب است و (ژنگ) بقول صاحب کنز کہ محقق زبان ترکی است بمعنی زنگار و زنگ آئینہ و شمشیر وغیرہ باشد پس (صاحب ژنگ) یعنی (صاحب زنگار) مانی را نام کردند کہ نقش و نگار از زنگار می بست و فارسیان مجرد (ژنگ بزای فارسی) کتاب مانی نقاش را ہم گفتہ اند (کذا فی البرہان) و صاحب این کتاب ہمان مانی است کہ ذکرش برارتنگ گذشت پس معنی دوم و سوم اصل است و دیگر معانی مجازان۔ یعنی نگارخانۂ مانی و تختۂ نقاشی۔ یا صحیفۂ نقاشی را ہم مجازاً بر نام مانی موسوم کردند و اینکہ ہمین نام برای دیو و پہلوان ہم ہست نسبت آن عرض می شود کہ (ژنگ) در ترکی زبان بمعنی طبع آمدہ و طبع بلغت عرب درشتی را گویند (کذا فی المنتخب) پس دیوی و پہلوانی را بزبان ترکی (ارژنگ) نام کردن بی معنی نباشد (اردو) (۱) دیکھو ارتنگ کے پہلے معنی۔ (۲) ارژنگ۔ ایک نقاش کا نام ہے جو مانی سے مشہور تھا۔ (۳) ایک اور نقاش کا نام بھی ارژنگ ہے جو مانی کے سوا تھا۔ (۴) ایک دیو کا نام بھی (ارژنگ) تھا (۵) ایک پہلوان بھی (ارژنگ) کے نام سے مشہور تھا (۶) دیکھو ارتنگ کے چوتھے معنی (۷) دیکھو ارتنگ کے تیسرے معنی۔

ارژنہ بقول صاحب برہان بازای فارسی بر وزن و معنی ارجنہ باشد کہ نام دشتی است مشہور در فارس (انتہی) مؤلف گوید کہ بہ ہای ہوز نسبت منسوب بہ (ارژن) کہ

بمعنی درخت با دام کوہی گذشت و بدینوجہ کہ درین دشت بسیاری ازین قسم درختان است (ارژنہ) نام کردند و ہمین وجہ تسمیہ را (ارجنہ) ہم نوشتہ ایم و فارسیان جیم عربی را بالقاعدہ بہ زای فارسی بدل کنند ہمچو (کج و کژ) پس اصل ارژنہ - ارجنہ باشد - صاحبان رشیدی وجامع و سروری و ہفت ذکر این کردہ گویند کہ صحرائی است بچند فرسخی از شیراز کہ درخت ارژن دران بسیار است (ملا کاشی ســہ) سوال ارژنہ را مدح گوئی و از دشمن ؛ جوے مترس اگر پنجہ زن چو شیر نراست ؛ (اردو) دیکھو ارجنہ -

ارس بقول صاحب برہان بفتح اوّل وثانی وسکون سین بی نقطہ (۱) نام رودخانہ ایست مشہور کہ ازکنار تفلیس و آذربایجان و اران می گذرد و صاحب ہفت فرماید کہ این رودیست کہ ازکنار تفلیس مابین آذربایجان و اران می رود - صاحب رشیدی باتفاق برہان سندی پیش کردہ (ســہ) زآہم بود یک ستارہ درخش ؛ ارس را بود ارس من مایہ بخش ؛ خان آرزو در سراج بحوالہ قوسی فرماید کہ این رود در ارمن می گذرد و از حوالی نخجوان گذشتہ نزدیک بحوالی شیروان بہ رودخانہ کر می پیوندد ؛ وصاحب سراج ہمین قول را معتبر پندارد و فرماید کہ بمدہ ہم آمدہ وصاحب جہانگیری باتفاق برہان از حافظ شیراز سند دہد (ســہ) ای صبا گر بگذری بر ساحل رود ارس ؛ بوسہ زن برخاک آن وادی و مشکین کن نفس ؛ وصاحب سروری فرماید کہ بمد و دہ ہم چنانکہ یکی از قدما گفتہ (ســہ) بہ تب ازیر فراق اندر خوی غم ؛ سمر شد قصہء من پیش ہر کس ؛ چو الوندم غمی بہ دل ولیکن ؛ ز جوی دیدہ می شد آب آرس ؛ مؤلف عرض کند کہ اہل تحقیق در ممدودہ این را ترک کردہ اند و چیزی نسبت

بجز لب ولہجۂ مقامی کہ اکثر ممدوده را مقصوره کنند ومقصوره را ممدوده۔ صاحب رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامہ ناصرالدین شاه قاچار ذکر این کرده۔ به تحقیق ما اصل این (رس) است بفتح رای مهمله۔ کذا فی البرہان و(رس) لغت عرب است۔ بقول صاحب منتہی الارب نام وادئی ونام آبی۔ پس (ارس) بزیادت الف وصلی در اولش۔ مفرّس باشد (اردو) اَرَس ایک دریا کا نام ہے جو ارمن مین واقع ہے (مذکر)

(۲) ارس۔ بقول صاحبان برہان وہفت ورشیدی وسراج وجہانگیری وسروری وجامع بفتح اول وسکون ثانی اشک چشم را گویند۔ سند این ہمان شعر است کہ صاحب رشیدی بر معنی اول پیش کرده است۔ مؤلف گوید کہ این مجاز معنی اول باشد کہ فارسیان مبالغۃً نام رودی را برای اشک استعمال کرده اند بہ تشبیہ روانی واین استعاره باشد۔ (اردو) اشک بقول امیر (فارسی) مذکر۔ آنسو (آتش ؎) اس ماه کی فرقت مین جو تارے نکل آئے ٭ تارون سے سوا اشک ہمارے نکل آئے ٭

(۳) ارس۔ بقول صاحبان برہان وہفت بضمّ اول وسکون ثانی نام سرو کوہی است کہ بعربی ابہل وعرعر خوانند وتخم وثمر او را جوز الابہل وثمرة العرعر نام است صاحب رشیدی ہم ذکر این کرده خان آرزو در سراج فرماید کہ قول صاحبان فرہنگ اغلب کہ خطاست ومعنی صحیح این درخت صنوبر است کہ بزای تازی (ارز) ہم آمده وزا بہ سین بدل شده پس بفتح اول باید خواند ودلیل اینست (منوچہر ؎) زتیر داز درخت ارس کافور ٭ نخیزد از میان لا ولادن ٭ و (بتائید خیال خود متعلق معنی) فرماید کہ کافور

از درخت صنوبر حاصل نمی شود بلکہ زفت حاصل می شود (الخ) مؤلف عرض کند کہ
(ارز) لغت عرب است بالفتح و بالضم ہر دو بمعنی درخت صنوبر و عرعر چنانکہ بجای
خودش ذکر کردہ ایم و شک نیست کہ فارسیان زای ہوّز را بقاعدۂ خود باسین مہملہ بدل
کنند ہمچو (ایاز و ایاس) و (ہرمز و ہرمس) پس (ارس) را مبدل (ارز) توان گفت بلکہ
معرّبش ولیکن برادّعای خان آرزو بفتح و بمعنی درخت صنوبر مخصوص کردن صحیح نباشد
و سند پیش کردہ اش تخصیص فتح اول نمی کند اگرچہ دران (ارس) بمعنی درخت صنوبر توان گرفت
ولیکن ازین یک استعمال لازم نمی آید کہ استعمالش برای درخت عرعر نباشد (ابن یمین ؎)
از برای قوّت دل گر بخوری بادیم ؛ صندل و مندل نیابم غیر چوب ارس و تاغ ؛ صاحب
سروری این را بضم اول و بمعنی سرو کوہی آوردہ و بہ ثبوت ضم اول از کلام لطیفی سندے
پیش کردہ (؎) تو ای شہسوار جوانان فرس ؛ خدو قدّ تو ماہ رستہ برارس ؛ صاحب جامع
فرماید کہ بضم اول و سکون ثانی درختیست در طرف زیر باد و آجبین کہ از ان کافور چودانہ
حاصل شود و نیز نام سرو کوہی و صاحب ناصری بروزن (پرس) بمعنی سرو کوہی گوید۔ ما
عرض کنیم کہ تبدیل یک حرف آخر بقاعدۂ فارسی مستلزم۔ تصرّف در حرکت حرف اول و
معنی نیست پس بہ تحقیق ما (ارس) بضم و بفتح اول۔ بمعنی درخت صنوبر و عرعر ہر دو باشد
صاحب محیط بر صنوبر فرماید کہ لغت عربیست و (ارزہ) نیز خوانند و بسریانی (ارزند) و برومی
(قطانیون) و بیونانی (قلوعنیطون) و بفارسی درخت آنرا (کاژ) نر و مادہ باشد۔ درخت
نر ہم دو قسم است۔ بستانی و کوہی۔ بستانی آنرا بفارسی (ناژ) و (ناجو) و بشیرازی (کاج) نامند

وقسم کوہی این شبیه بدرخت ابہل واثمش و رسریانی (ارژند) وچوب این چرب دارکه بجای
مشعل می سوزانند۔ ودرخت ماده نیز دو نوع است اوّل بزرگ وآنرا صنوبر کبار گویند و
چلغوزه ثمر این است وثانی کوچک واین را صنوبر صغار وتنوب نام است وثمر آن را
اہل شیراز (فستق) نامند بالجمله چوب صنوبر گرم وخشک در سوم ودر دوم نیز گفته اند وبرگ
وپوست آن گرم تر وخشک تر از چوب ودر پوست آن قبض شدید است ونافع قروح
حرقیه ودر ان قوت مدمله بسیار وبرگ وچوب این هم منافع بیشمار دارد (الخ) وبرسرو فرماید که
این هم فارسی است وبیونانی (قاریس) وبرومی (کبارسین) وبهندی (تمال) نامند۔ درخت
معروف است بری وبستانی وبری را جبلی نیز گویند وآن عرعر است بستانی آن گرم وخشک
در اوّل وبقول شیخ گرم در اوّل وخشک در دوم۔ تحلیل۔ وتسخین وغوص می کند ومنافع
کثیره را شامل وبرعرعر گوید که لغت عربی است وبفارسی سرو کوہی است وبشیرازی ہل و
بسریانی (سرو) وبرومی (قرنوس) وبیونانی (اروس) ودو قسم باشد یکی بزرگ ودیگری کوچک
بقول شیخ الرئیس طبع آن مائل بحرارت ویبوست وثمر آن گرم در اوّل وخشک در دوم۔
جالینوس گفته که این درخت گرم وخشک در درجه دوم است۔ مسخن ومفتح سدد وبا قوت قابضه
ومقاوم سموم ومدر بول وحیض۔ آشامیدن وورم آن جهت تفتیح سدد وسرفه ودرد سینه و
سعال وضعف معده وغیره نافع۔ منافع کثیره دارد۔ (الخ) **مؤلف** عرض کند که جا دارد
که فارسیان بحذف واو وعلامت ضمه از (اروس۔ لغت یونانی) (اُرس) کرده باشند۔
(اردو) صنوبر۔ بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ چیڑ کا درخت جس مین چلغوزے

لگتے ہین اور نہایت سیدہا ہوتا ہے اور سرو ناز جس سے معشوق کے قد اور اوسکے خرام کو تشبیہ دیتے ہین مؤلف عرض کرتا ہے کہ جس درخت کا پھل چلغوزہ ہے وہ صنوبر کی ایک قسم ہے اور سرو ناز سے بھی ہمکو اختلاف ہے۔ مجرّد سرو کہنا کافی ہے آپہی نے سرو پر فرمایا ہے کہ (فارسی و عربی) اسم مذکر- ایک سید ہے مخروطی خوشنما درخت کا نام جو اکثر باغون مین لگاتے ہین اور اوسکے قامت کو معشوق کے قد سے تشبیہ دیتے ہین۔

(۴) ارس- بقول صاحب شمس بالکسر در لغت عرب بمعنی بیخ و اصل نیک و صاحب منتخب ہم تصدیق این می کند مؤلف گوید کہ ضدّ بد اصل است- (اردو) عالی خاندان- جس کی اصلیت نیک ہو- رذیل کی ضد-

(۵) ارس- بقول صاحب لغات ترکی بضمّتین نام قومی- صاحب منتہی الارب فرماید کہ اہل الرّس قومی را گویند کہ تکذیب پیغمبر خود کردند وا و را در چاہ (رس) بند کردہ کشتند (الخ) پس عجبی نیست کہ ترکان بزیادت الف وصلی در اوّل (رس) ارس گفتہ باشند یا ارس قومی دیگر باشد واللہ اعلم (اردو) ایک قوم کا نام ترکی مین (ارس) اور ایک خاص قوم کو عربون نے (اہل الرّس) کہا ہے-

(۶) ارس- بقول صاحب شمس بضمّتین نام جائی و مدینہ- صاحب منتہی الارب نوشتہ کہ (رّس) نام وادئی است پس عجبی نیست کہ فارسیان در اوّل این ہم الف وصلی آوردہ (ارس) کردہ باشند و بعید نیست کہ درہمین وادے شہرے ہم آباد شدہ باشد و بنام وادی موسوم واللہ اعلم (اردو) ارس ایک جای اور شہر کا نام- اور عربی مین رُسّ ایک وادی کا نام

ارسال بقول صاحب منتخب بکسر اوّل مصدر زبان عربی است بمعنی فرستادن و گذاشتن و صاحب شیر شدن از مواشی خود فارسیان این را بمعنی اوّل الذکر با مصادر خود مرکب کردہ استعمال کردہ اند۔ بہار و وارستہ گوید کہ برای تحف و ہدایا ہم اطلاق کنند و بدین معنی در ہند ہم شہرت دارد (سالک یزدی ؎) ارسال تیازم ہمگی ناز تو رد کرد ؛ من خوب فرستادم و او خوب فرستاد ؛ (اردو) ارسال۔ بقول امیر (عربی) بھیجنا مؤلف کہتا ہے کہ غالباً آپکا مقصد حاصل بالمصدر سے ہے (ناسخ ؎) وصیان ارسال خط شوق کا آئے جو مجھے ؛ ہے یہ قسمت کہ کبوتر وہین عنقا ہووے ؛ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ ارسال وہ روپیہ ہے جو علاقون سے وصول کرکے علاقہ دار کی سرکار مین بھیجا جاتا ہے یا زمیندار خزانہ سرکار مین مالگزاری کی بابت داخل کرتے ہین جیسے ارسال جاتی ہے" صاحب آصفیہ نے تحفہ کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہین کہ (عربی) اسم مذکر۔ ارمغان ہدیہ۔ سوغات۔

ارسال افتادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی ہدیہ و پیشکش و نذر واقع شدن و پیش کردہ شدن چیزی است چنانکہ خسرو دہلوی گوید (نثر ؎) حالی یک کمان و دہ چوبہ تیر کلک خطا بہ پیشکش بندگان دولت ارسال افتادہ این سید الصحائف بخدمت اطہر السادات ارسال افتاد۔" (اردو) پیش کیا جانا۔ گزرانا جانا۔

(الف) ارسال المثل اصطلاح۔ بقول صاحب انند

(ب) ارسال المثلین و مجمع الصنائع (الف) آنست کہ شاعر در بیتی مثلی آرد کہ مشہور باشد از جہت تائید کلام

چنانکه نامی صفاهانی گفته (س) خیال منت
از بالین دل جائی نرفت امشب ؛ چراغ خانهٔ
بیمار آری تا سحر سوزد مؤلف گوید که درین
شعر مصرع دوم (مثل) است و (ب)
بقولش آوردن دو مثل است در شعر چنانکه
سالک یزدی آورده (س) من آن علم که
چو گل هوش می برد بویم ؛ من آن گلم که چو مل
جوش می زند رنگم ؛ مؤلف گوید که در هر یک
مصرع یک مثال آورده نه مثل صاحب
مجمع الصنائع شعری دیگر آورده (س) نصیحت
همه عالم چو باد در قفس است ؛ بگوش مردم
نادان چو آب در غربال ؛ مؤلف گوید که
(باد در قفس) و (آب در غربال) مثل نیست
بلکه فارسیان این هر دو را بطور کنایه بمعنی کار
بیکار و کار بی نتیجه و بی فائده استعمال کرده اند
و این محاورهٔ فرس ست نه مثل ما از طبعزاد
خود سندی پیش کرده ایم که در هر مصرعش
دو مثل قدیم است (س) جان بابا آدمی
را آدمیت لازم است ؛ می ندانی عود را
گر بو نباشد هیزم است ؛ در هر دو مصرع این
شعر دو مثل را نظم کرده ایم یکی " آدمی را آدمیت
لازم است " و دیگری " عود را گر بو نباشد
هیزم است " همین است (ارسال المثلین)
و درینجا ارسال بمعنی آوردن یا جمع کردن
است مجازاً مخفی مباد که این هر دو صنعت
را در فارسی زبان اسم مخصوص بنا فتیم (اردو)
ارسال المثل صنائع و بدائع کلام سے اس
صنعت کا نام ہے جو ایک شعر میں کسی مشہور
مثل کا استعمال کریں جیسے (سودا س) گالی
نہیں بے بوسہ مرے دل کو گوارا ؛ جھوٹا
کوئی کھاتا ہے تو میٹھے ہی کے لالچ ؛ اور
اگر ایک شعر میں دو کہاوت جمع کیے جائیں
تو اسکو (ب) ارسال المثلین کہتے ہیں جیسے
(جلیل جانشین امیر مرحوم — س) اشک جیسے

بے اثر ہین ویسی ہی آہین بھی ہین ؎ ایک تھیلی کے ہین بٹے ایک ترکش کے ہین تیر ؎

ارسال داشتن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی فرستادن است چنانچہ عالی شیرازی آوردہ (نثر) نیاز قدوم نصرت لزوم بعدد ہر مرتبہ کہ جہت یورش پای شریف تشریف آوردہ بود ند جداگانہ ارسال می دارم ؎ (اردو) ارسال کرنا ۔ (قلق ؎) اور راگ صلح کا کرسے اقبال ؎ جلد معروضہ کیجیو ارسال ؎

ارسال فرمودن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مرادف (ارسال داشتن) کہ گذشت چنانکہ خسرو دہلوی گوید (نثر) امید آنکہ متواتر بدست احاد وشہور ہر ماہہ و ہر روزہ ارسال فرماید ؎ (اردو) دیکھو ارسال کرنا ۔ ارسال فرمانا بھی کہہ سکتے ہین ۔

ارسال کردن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مرادف (ارسال داشتن) است کہ گذشت چنانچہ سنجر کاشی گوید (؎) نہفتہ بوسہ بہ پیغام می کند ارسال نگینش را حجر الاسود از رہ تعظیم ؎ (اردو) دیکھو ارسال داشتن ۔

ارسال گردانیدن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مرادف ارسال داشتن است کہ گذشت چنانچہ نصیر ہمدانی فرماید (نثر) باری بشنوند وبشنوانند وغزل نوشتہ خود ارسال گردانند ؎ (اردو) دیکھو ارسال داشتن ۔

ارسال نمودن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مرادف ارسال داشتن است کہ گذشت چنانچہ خسرو دہلوی آوردہ (نثر) یاران اینطرف تسلیمات وافرہ ارسال نمودند ؎ (اردو) دیکھو ارسال داشتن

ارسال یافتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی فرستادہ شدن است چنانکہ خسرو دہلوی گوید (نثر) "این عریضہ در خدامی ارسال یافت" (اردو) بھیجا جانا۔

ارسالیہ | بقول صاحب بول چال معنی روانگی است مؤلف گوید کہ یای نسبت وہای زائدہ بر لفظ (ارسال) زیادہ کردہ اند بعضی این قسم ہارا ہای فصاحت گویند دیگر ہیچ۔ صاحب بول چال این را از روزمرہ معاصرین گرفتہ است و از کلام متقدمین فرس ما را سند این بدست نیامد (اردو) روانگی بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث ترسیل۔ بھیجنا۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ آپکا مقصد ارسال کے حاصل بالمصدر سے ہے۔

ارسانیقون | بقول صاحب برہان وہفت واننند باسین ثالث بالف کشیدہ و نون تحتانی رسیدہ و قاف مضموم بواو و نون زدہ بلغت یونانی زرنیخ زرد باشد و آن جوہریست کہ نقاشان و مصوران بکار برند اگر با شیر گوسفند بیامیزند ہر مگسی کہ از ان بخورد بمیرد صاحب محیط بر (زرنیخ) گوید کہ بفتح اول وکسر آن وسکون رای مہملہ وکسر نون وسکون یای تحتانی وخای معجمہ اسم عربی است و یونانی (ارسانیقیس) و (فرساطیس) و (ابرون) و (استرخار) و بروی (کرنوش) و بسیریانی (زرنیخا) و (زرنیق) و بفارسی (زرنی) و بہندی (ہرتال) نامند و (استرخار) نام قسم سرخ است و ہندی آن (منسل) جسمی است معدنی کہ متولد می شود در معدن خود مانند تولد کبریت از بخار دخانی۔ پنج نوع است زرد۔ سرخ۔ سفید۔ سبز۔ خاکستری کہ سیاہ نیز گویند و بہترین آن زرد صفائحی مانند ابرک و براق برنگ طلائی است و این را (زرنیخ ورقی و بدخشی) نامند و بہندی (ہرتال طبقی) وگویند زرنیخ سوختہ الطف و قوت

سمیت آن بیشتر بالجملہ زرنیخ زرد - گرم و خشک در سوم و بقول شیخ گرم در سوم و خشک در دوم لذاع - و معفن و محرق و مفتح و منقی صدید د باقوت قابضہ - و منافع کثیرہ دارد - (اردو) ہڑتال - بقول صاحب آصفیہ - (ہندی) اسم مونث - زرنیخ کی ایک قسم - ہرتال - اور اہرتال پر فرمایا ہے کہ اسکی اصل سنسکرت مین (ہری تال) ہے ایک قسم کی کانی دوا جو زہریلی از قسم دہات ہے - سفید - سرخ - زرد - صحیح لفظ رای مہملہ کے ساتھ (ہرتال) ہے - صاحب سالع نے لفظ ہرتال پر فرمایا ہے کہ (سنسکرت) منہ ابیض و اصفر و اخضر و اجود ہ الارمنی الاصفر الصفایح الشبیہ الرایحہ بالکبریت (الخ) پس ہماری راے مین (ارسانیقون کا ترجمہ پیلی ہرتال ہے)

ارس بزان اصطلاح - بکسر سین مہملہ وضم بای موحدہ بقول صاحب بحر و جامع و انند و برہان چرک کنج چشم بزکوہی و گاو کوہی و آن کار تریاق فاروق می کند و آنرا بعربی تریاق الحیہ خوانند - صاحب ہفت گوید کہ بزکوہی یا گاوکوہی چون گرسنہ می شود بسوراخ مار رفتہ مار را بخود می کشد و در حالت نشہ چرک کہ از کنج چشم او می افتد تریاک است خان آرزو در سراج فرماید کہ بفتح اول بمعنی اشک بزان - چرک کنج چشم بزکوہی و آن کار تریاق فاروق می کند و ارس درینجا مجاز است زیراکہ در اصل بمعنی اشک است چنانکہ گذشت (انتہی) مؤلف گوید کہ این را بمعنی چرک کنج چشم گاو کوہی گرفتن باستعارہ باشد (اردو) پہاڑی بکرے اور گاے کے چیپڑ یعنی چرک چشم - آنکھ کا میل وہ رطوبت جو آنکھ سے نکلکر گوشہ چشم مین جم جاے -

ارستن بقول برہان و جہانگیری و جامع و ہفت و انند و موارد بفتح اول و ثانی (۱) مخفف آراستن و (۲) بمعنی توانستن ہم - صاحب بحر فرماید کہ مخفف (آرستن) است (سالم انقصور مہملہ)

یعنی بعد از حذف نون مصدر بنای ماضی او و مشتقات سالم باشد و تبدیل و حذف در حروف اصلی آن راہ نیابد پس درین صورت غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نخواہد بود و صیغہ ہای غیر سالم آن کہ مضارع و حال و اسم فاعل و امر و نہی باشد در استعمال اہل لسان نیامدہ صاحب نوادر این را مخفف (آراستن) گوید و خان آرزو در سراج فرماید کہ این مخفف آراستن است بمعنی دوم و مخفف آراستن بمعنی اول یعنی زیب دادن مؤلف عرض کند کہ (ارستن) بمعنی اول اصل است و نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی بمد و دہ ہم و نجیال ما این بدل است از (ارزتن) کہ معنی حقیقی این قدر و مرتبہ یافتن باشد فارسیان برای دفع ثقالت بقاعدۂ خود زای ہوز را بہ سین مہملہ بدل کردند ہمچو (ہرمز و ہرمس) و رای مہملہ ساکن را متحرک کردند (ارستن) شد و معنی زیب و زینت دادن بافزایش زیور مجاز معنی حقیقی است و معنی دوم اصل این (یارستن) بود بمعنی توانستن پس بقاعدۂ فارسی یای تحتانی بالف بدل شد و یک الف بالتقای ساکنین افتاد (ارستن) شد بعضی گویند کہ از ہر دو الف ساکن اول را حرکت دادہ بمد و دہ خواندند در صورت آخرہ باید کہ (آرستن) بمد و دہ را اصل گیریم و (ارستن) بمقصورہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی (اردو) دیکھو آراستن و آرستن۔

(الف) ارسطو | بقول صاحب برہان و جامع بفتح اول و ثانی و سکون ثالث و طای حطی نام حکیمی است رومی۔ شاگرد افلاطون و وزیر اسکندر کبیر و معلم اول گویندش کہ نوشتن را بہم رسانید صاحب اند ہم ذکر این کردہ و نیز۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(ب) ارسطا | بقول برہان بلغت رومی بمعنی (ارسطو) کہ گذشت صاحبان مؤید و ہفت

وشمس واننده‌هم ذکراین کرده اند مؤلف گوید الف مخفف ب باشد و دیگر هیچ - ونیز -
(ج) ارسطاطالس | بقول صاحب برهان وهفت وانند باطای مهله بالف کشیده و کو
لام وسکون سین بی نقطه بمعنی (ارسطا) باشد که معلم اول است مؤلف گوید که ب
مخفف همین است ونیز - - - - - - - - - - - - - -
(د) ارسطاطالیس | بقول صاحب برهان بکسر لام وسکون تحتانی وسین بی نقـ
(۱) همان ارسطاطالس است که معلم اول است مؤلف گوید که (ج) مخفف مه
باشد وبقول صاحب هفت (۲) نام شهری هم که ارسطاطالیس بنام خود آباد کرده
شمس ومؤید هم ذکر هردو معنی کرده صاحب جامع بر لغت ارسط گوید که این را معنی اول - - -
(ﮦ) ارسطالیس | هم گویند - مؤلف گوید که مخفف (د) باشد وهمچنین - -
(و) ارسطو | بقول برهان وهفت بضم رابع وسکون واو (۱) نام ارسطاطالیـ
و (۲) نام دوائیست که او را (ز را وند) گویند چه (ارسطو لوخیا) زراوند طویلست و ا
بمعنی طویل باشد صاحب جامع بر الف ذکر این هم کرده بر معنی اول قانع و صاحـ
هم صرف معنی اول را ذکر کرد - صاحب محیط ذکر این بمعنی دوم نکرد و بر (ارسطو لوخیـ
که اسم یونانی است بمعنی فاضل برای نفسا ومراد ازین دوای فاضل است برای نـ
زن صاحب نفاس وبعضی اسم زراوند طویل گفته اند (الخ) پس بخیال ما مجرد (ارسطو
بمعنی دوم گرفتن درست نباشد صاحب سوا السبیل بر - - - - - - - - -
(ز) ارسطون | گوید که بیونانی (ارستان) نام معجونی است بخیال ما عجبی نیست که مقـ

از معنی دوم (و) باشد ولیکن صاحب محیط ذکر (ارسطون) کردہ است ونوشتہ کہ شرابی است غلیظ کہ از خمر وادویہ گرم ترتیب دہند قوی تر از خمر ومقوی احشای بارد است۔ صاحبان مؤید وشمس وہفت بر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ح) **ارسطوی** | نوشتہ اندکہ ہمان ارسطا طالیس است مؤلف گوید کہ یای تحتانی آخرہ زائد وبس (اردو) (الف تاج) بقول امیر ارسطو یا ارسطاطالیس سکندر بادشاہ کے وزیر کا نام۔ یونان مین طبقہ حکمای مشائین کا یہ ایک بہت بڑا حکیم گزرا ہے (نسیم ـہ) ادب آموز فلاطون ہین مضامین خیال ؎ ہر کنائے مین ارسطوکو ہے تعلیم عمل ؎ (انشا ـہ) ادب آموز ہو مانند ارسطا طالیس ؎ تا جبلت یہ تری ہوئے سکندر عاشق ؎ (د-۲) ارسطاطالیس ایک شہر کا نام ہے جسکو ارسطو نے آباد کرکے اپنے نام سے موسوم کیا تھا (و-۲) ارسطو ایک دوا کا نام ہے بعض اہل تحقیق نے اسکو (ارسطون) کہا ہے جو ایک قسم کی مرکب شراب ہے (یونانی زبان کا لفظ)

ارسلان | بقول ضمیمہ برہان بروزن پہلوان (۱) نام پادشاہ ایران زمین است و بزبان ترکی (۲) شیر را گویند و (۳) نیز نام یکی از غلامان سامانیان بود کہ شیر را بیکمشت کشت و (۴) کنایت از غلام ہم ہست وترکان نام ہای غلامان خود (قزہ ارسلان) و (قزل ارسلان) می نہند۔ نسبت برنگ سیاہ شیر وسرخ شیر نمودہ صاحب مؤید بحوالہ ادات بذیل لغات فارسی گوید کہ نام شاہ ایران زمین وشیر وفرماید کہ (۵) بمعنی بادشاہ نیز می آید وبذیل لغات ترکی گوید کہ بالفتح شیر ونیز پادشاہی وصاحب شمس ہمزبانش واشارہ کند کہ لغت عربی است وصاحب

انند ذکر معنی اوّل و دوم و چہارم کردہ مؤلف گوید کہ بہ تحقیق ما این لغت ترکی است بمعنی
دوم بمعنی شیر (کذا فی لغات ترکی) و دیگر ہمہ معانی مجاز آن کہ پادشاہ ایران را ہم ہمین لقب بود
بوجہ قوت و شجاعتش و معنی پنجم ہم مجاز است و بمعنی سوم لقب غلامی ہم کہ شیر را بیک مشت
بکشت اما نسبت معنی چہارم عرض کنیم کہ ارسلان را استعمال از مطلق غلام کردن قابل غور است
و ترکان این نام را برای غلامان ترک مخصوص نکردہ اند چنانکہ صاحب ضمیمہ نوشتہ و عجبی نیست
کہ بیاد کرد لقب غلامی کہ شیر را کشتہ دیگر غلامان را ہم این نام نہادہ باشند و این متحقق است کہ
در اکثر اسمای پادشاہان استعمال این شدہ است صاحب غیاث بر (قزل ارسلان) نوشتہ
کہ در ترکی قزل بمعنی سرخ است و ارسلان بمعنی شیر - پس (قزل ارسلان) کہ لقب پادشاہ است
بمعنی شیر سرخ باشد (الخ) فارسیان استعمال این معنی غلام ہم کردہ اند و جز این نیست کہ مجاز است
از معنی دوم (سعدی ۵۴) ای خواجہ ارسلان و آغوش ؛ فرمان دہ خود مکن فراموش ؛ (اردو)
(۱) ارسلان - ایران کے ایک بادشاہ کا نام تھا (۲) شیر - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر -
باگھہ - اسد - جیسے شیرون کا منھ کس نے دھویا ہے '' (۳) نیز ایک غلام کا لقب ارسلان
تھا جس نے گھونسے سے شیر کو مار ڈالا تھا (۴) غلام بقول صاحب آصفیہ (عربی) اردو مین
مستعمل (مذکر) بمعنی عبد - بندہ - بردہ - خانہ زاد - وہ زرخرید چھوکرا جو بلا تنخواہ گھر کا کام کاج
کرتا ہے - (۵) بادشاہ - بقول صاحب آصفیہ صحیح (پادشاہ) مالک تخت - سلطان مذکر -

(الف) **ارسمندش** | بقول صاحب شمس بفتح یکم و سوم و چہارم لغت فارسی است
نام حکیمی کہ انیس و جلیس سکندر بود - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ و وجہ تسمیہ ہم

معلوم نشد بجز اینکه ارسمندش را لغت یونانی گیریم و مخفف این (ارسندش) هم آمده که می آید و صراحت
کافی همدر اینجا کنیم و ذکر اختلافی هم که در اقوال محققین است بقول صاحب ضمیمهٔ برهان همین لغت۔

(ب) ارسمندوس | بااوّل مفتوح و ثانی زده و سین و میم مفتوح بنون زده و
دال مضموم نام حکیمی بود یونانی که جلیس سکندر بود و تبنّای ارسطو یعنی پسر خواندهٔ ارسطو
و ارسطو از غایت شفقت و مهربانی نیم دست پیشکاری خود با ستر ضای سکندر باو عنایت
فرموده بود و در غیبت ارسطو مقدمات عظمی را فیصل میداد لهذا او را وزیر دوّمی سکندر
می دانند و در بعضی از فرهنگ ها با اوّل مفتوح و ثانی زده و شین منقوطه مفتوح و میم مکسور
بتحتانی رسیده و دال مضموم و شین نقطه دار زده (ارشمیدُش) آورده و گفته که حکیمی بود
شاگرد ارسطو و ازو خدمتی شایسته بظهور آمد سکندر را از راه مهربانی کنیزی که خاقان چین باو
داده بود و در جنگ روس کارهای شایسته ازو بر آمده و اسکندر را اکثر زور آوران و پهلوانان
پسند نموده باو بخشیده (انتهی) صاحب برهان همین لغت را (ارشمیدس) آورده که می آید بخیال
ما این لغت یونانیست (اردو) ایک حکیم اور سکندر کے جلیس اور وزیر دوم کا نام ارسمندش
یا ارسمندوس یا ارشمیدش ہے۔

ارسن | بقول برهان و سراج و رشیدی و ناصری و جامع و هفت و جهانگیری بر وزن
مسکن بمعنی مجمع و مجلس و انجمن و محفل باشد مؤلف گوید که این لغت عرب است جمع
رسن بمعنی رسن ها و ارسان بکسر اوّل بمعنی سخت بستن از رسن هم آمده بالجمله بخیال ما (ارسن) بمعنی مجمع
و مجلس استعاره باشد که فارسیان مجموعهٔ رسن ها را برای مجمع انسانان و محفل استعمال کردند دیگر هیچ

(اردو) مجمع - بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مذکر - مجلس - لوگون کے جمع ہونیکی جگہ -

ارسنا | بقول صاحب شمس بکسر ہمزہ وسکون سین قریہ ایست از سمرقند و فرماید کہ لغت فارسی است دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد وجہ تسمیۂ این ہیچ معلوم نمی شود بجز اینکہ فارسیان بزیادت الف در آخر (ارسن) نام این قریہ نہادہ باشند بلحاظ بسیاری آبادی و اللہ اعلم (اردو) ارسنا - ایک قریہ کا نام ہے جو سمرقند مین واقع ہے -

ارسنال | بقول صاحب بول چال بمعنی توپخانہ و فرماید کہ از (آرسی نل) کہ لغت انگلیسی است مفرس است صاحب رہنمای سہولت بحوالہ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ (اردو) توپخانہ - بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مذکر - توپون کے رہنے کا مقام - مؤلف عرض کرتا ہے کہ توپخانہ مرکب ہے توپ اور خانہ سے - توپ ترکی ہے اور خانہ فارسی -

ارسندش | بقول خان آرزو در سراج بفتح اوّل وسکون دوم وسین مفتوح ونون ساکن و دال مفتوح وشین معجمہ نام حکیم ہمنشین سکندر لیکن در فارسی بودن این لفظ نظر است - مؤلف گوید کہ لغت یونانی است وہمان است کہ صاحب شمس (ارسمندش) گفتہ وصاحب ضمیمۂ برہان (ارسمندوس) و (ارشمیدشس) کہ گذشت وبقول برہان (ارشمیدس) کہ می آید و وجہ این اختلاف چیزی نیست بجز غلطی کتابت وعدم تحقیق - یکی از زباندانان یونانی گوید کہ اکثر اسمای یونانیان برہمین وزن می آید (ارسندروس) صحیح می نماید ولیکن بہ بیان وجہ تسمیہ تسکین ما نکرد واللہ اعلم (اردو) ارسندش - ایک حکیم کا نام ہے جو سکندر کا مصاحب

تھا - دیکھو ارسمندش - وارسمندوس -

ارنگ | بقول صاحب برہان و آنند و ہفت بروزن و معنی (ارژنگ) است کہ نگارخانۂ مانی باشد صاحب جامع گوید کہ مرادف ارتنگ و بقول صاحب جہانگیری مرادف (ارتنگ و ارجنگ وارژنگ) کہ گذشت (استاد فرخی سه) ہمی تافت از پرنیان روی خویش چو نگاریست گوئی بر ارسنگ مانی * مؤلف گوید کہ ماذکر این بلغت (ارتنگ) کردہ ایم خبرین نیست کہ این مبدل (ارتنگ) است کہ فارسیان تای عربی را بسین مہملہ بدل کنند ہمچو (تیز و سیز) پس صراحتی کہ ما بر لفظ (ارتنگ کردہ ایم متعلق بہ (ارسنگ) است کہ این مرادف آنست مخفی مباد کہ سنگ بمعنی حجر و وقار ہم آمدہ و آر در ترکی زبان بمعنی مرد و مجازاً بمعنی صاحب است پس معنی (ارسنگ) صاحب وقار باشد و باشد کہ بدین معنی لقب مانی کردہ باشند و دیگر معانی۔ مجاز آن ولیکن شکل تبدیل روشن تر ازین است (اردو) دیکھو ارتنگ -

ارسی | صاحب رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار بضم اول گوید کہ در روزمرۂ معاصرین عجم کفش و موزۂ پارا گویند مؤلف عرض کند کہ (رس) بالفتح و تشدید سین لغت عرب است بمعنی پنہان کردن چیزی (کذا فی المنتخب) پس عجبی نیست کہ فارسیان الف وصلی در اول و یای نسبت در آخر این آوردہ (ارسی) بدون تشدید سین مہملہ کفش و موزۂ پارا نام نہادہ باشند کہ باعتبار معنی لفظی منسوب بہ چیزی است کہ پنہان کند کف پا را واللہ اعلم دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد - (اردو) جوتا - بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - پاپوش - زیرپائی - پنہائی -

ارسیاسوس | بقول صاحب ضمیمهٔ برهان نام حکیمی بود از بنی قبط - دیگر کسی از محققین ذکر این
نکرد بخیال ما این لغت یونانی است (اردو) ارسیاسوس - ایک حکیم کا نام تھا قبیلۂ قبط سے

ارش | بقول صاحب برهان ع (دری و پهلوی) بفتح اول و ثانی و سکون شین نقطه دار (۱)
مقداری باشد معین و آن از سر انگشت میانین دست راست است تا سر انگشت میانین
دست چپ - چون دستها را از هم کشاده دارند و بعضی گویند از سر انگشت میانین باشد تا
مرفق که بندگاه ساعد و بازوست و این اصح است و خان آرزو و سراج با برهان اتفاق
است بمعنی آخرالذکر و صاحب برهان برای معنی آخره ذکر سکون ثانی هم کرده - صاحب
رشیدی فرماید که بفتحتین از آرنج تا سر انگشتان و صاحب جامع گوید که بفتح و سکون ثانی هر دو
بروزن (فرش) و (حبش) ساعد است از مرفق تا سر انگشتان - صاحب شمس آورده
که بفتحتین مسافت دو دست چون فراز کنند و (رش) بحذف همزه هم آمده و گوید که در
تجزیت بفتحتین ساق دست از طرف آرنج تا بغل و بقول صاحب جهانگیری بفتحتین
و بالفتح ساعد است مؤلف گوید که اصل این (اریش) است بفتح اول و کسر رای مهمله و
سکون تحتانی و شین معجمه که لغت ترکی است و (ارش) بکسر رای مهمله بدون یا هم در ترکی
آمده بمعنی ذراع و شبر و حبل و صوف (کذا فی کنز) فارسیان این را از ترکی گرفته اند و برای
باع و ذراع یکدست که مساوی دو وجب باشد استعمال کرده اند و اتفاق محققین نص بر
ذراع است نظامی گنجوی استعمال این بکسر دوم کرده است که اصح است (ع) سنان کش
یکی نیزه سی ارش ؛ بآب جگر یافته پرورش ؛ پس محققینی که این را بفتحتین یا بفتح اول و سکون

ثانی بیان کرده اند تکامی شان بر استعمال بعض شعرا باشد و بخیال ما تصرف شان است چنانکه حکیم اسدی نوشته و صاحب جهانگیری آورده (س) همانجا یکی سهمگین چاه بود ؛ که از قعر نیمه بهٔ ارش راه بود ؛ ازین سند هم ادعای صاحب جهانگیری بفتح دوم ثابت نمی شود و هم او از فرهنگ منظومه سندی پیش کشیده (س) اهرمن دیو آذر است آتش ؛ ساعدین اند هردو ارش و ارش ؛ مخفی مباد که آتش بکسر و بفتح بای عربی هردو بجایش گذشت پس بسند فرهنگ منظوم (ارش) را بفتح و بکسر رای مهمله هردو توان گرفت و بدین وجه که محققین فرس بر کسرهٔ تای آتش نظر بر حقیقتش اتفاق کرده اند و حقیقت (ارش) هم بکسر رای مهمله ثابت است پس وجهی نیست که درین شعر فرهنگ منظومه رای مهمله را مفتوح خوانیم البته سکون رای مهمله از (ارش اوّل) که در مصرع ثانی آمده ثابت میشود محض تصرف است وبس (اردو) آدھ گزه = دو بالشت (مذکر)

(۲) ارش - بقول صاحبان برهان و سراج و رشیدی و جامع و هفت و جهانگیری بفتحتین نام شهریست از ولایت شیروان - صاحب مؤید صراحت فرید کند که این شهر میان ماوراالنهر و ترکستان واقع مؤلف عرض کند که عجبی نیست که رقبهٔ این شهر بسیار مختصر باشد بنا بر علیه نامش بلحاظ معنی اوّل (ارش) نهادند یا اینکه سکنای این شهر در عقل و دانش مشهور باشند که بلحاظ معنی سوم به آرش موسوم شد یا وجه تسمیه این متعلق باشد به معنی چهارم فقط که حمیت مردم را (ارش) گفته اند و بلحاظ آبادی بی معنی نیست و الله اعلم (اردو) ولایت شیروان سے ایک شہر کا نام (ارش) ہے (مذکر)

(۳) ارش - بقول برہان وسراج و جامع بفتح اول وکسر ثانی - بمعنی عاقل وزیرک وہوشیار بخیال ما اصل این ہم لغت ترکی است کہ بقول صاحب کنز (اریش) و (ارش) بمعنی سدی ہم آمدہ و (سدی) بزبان عرب بمعنی نیکوئی (کذا فی منتہی الارب) و (سدی) بقول صاحب منتخب بالضم وتشدید دال و یالقب مردی دانشمند پس فارسیان (ارش) را از ترکی زبان گرفتند و بمعنی عاقل وزیرک استعمال کردند (اردو) عاقل - بقول صاحب آصفیہ (عربی) دانا - ہوشیار - زیرک -

(۴) ارش - بقول برہان وجامع بمعنی انجمن ومجمع وجمعیت مردم - خان آرزو در سراج با برہان اختلاف کند و فرماید کہ بمعنی انجمن (ارس) است بسین مہملہ ونون بر وزن مسکن کہ گذشت نہ (ارش) و گوید کہ احتمال تصحیف است صاحبان برہان وہفت این را بفتح اول وسکون راہم بیان کردہ اند مؤلف گوید کہ (ارش واریش) در ترکی بمعنی رسن ہم آمدہ پس بلحاظ ماخذی کہ برلفظ (ارسن) برای معنی جمعیت مردم وانجمن بیان کردہ ایم میتوانیم عرض کرد کہ فارسیان استعارۃً (ارش) را بمعنی انجمن ومجمع آوردہ باشند کہ جامعیت تارہای رسن مجلسی وانجمنی را ماند و برین معنی اتفاق سہ محققین ہند وعجم است (اردو) دیکھو ارسن

(۵) ارش - بقول وارستہ بالمد والقصر و رای مہملہ وشین معجمہ نام سلاحدار بادشاہ ایران کہ تیر حکمت راست کردہ بود - صاحب شمس گوید کہ نام پہلوانی از لشکر منوچہر کہ در صنعت تیراندازی نظیر نداشت وقصۂ تیراندازی او معروف ومشہور است و درکتب تواریخ و شاہنامہ مرقوم (خسروی گفتہ ؎) چون کار بہ قفل بند تقدیر فتد ٭ از جیب خود کلید تدبیر فتد

ارش گہرم ولی چو گرد نجتش * در معرکہ پیکان پر از تیر فتد * صاحب سروری نوشتہ کہ نام سالار جلدار طہماسپ بادشاہ ایران کہ تیر حکمت راست کرد و در وقت مصالحت با افراسیاب تیر از آمل بمرو انداخت مؤلف گوید کہ نزد او وجہ تسمیۂ این ہمین قدر کافیست کہ در ترکی زبان (ارش و اریش) بقول صاحب کنز بمعنی (امدۃ) آمدہ و (آمد) در لغت عرب بقول صاحب منتخب بمعنی غایت مدت و دور ترین جا و غضب است - پس عجبی نیست کہ فارسیان پہلوان مذکور را کہ از آمل بہ مرو بمسافت بعیدہ کہ چہل روزہ راہ است تیر انداخت نظر بر کمال وہم غضبش بہ ارش موسوم کردہ باشند مخفی مباد کہ ہمین لفظ بہمین معنی در ممدودہ نیز گذشت و نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است کہ مقصورہ را ممدودہ کردند (اردو) ایک تیر انداز پہلوان کا نام (ارش) تھا جو اپنے فن مین لاثانی تھا -

(۶) ارش - بقول صاحب شمس و سروری بارای مفتوح و بشین منقوطہ زدہ نام پسر دوم کیقباد کہ برادر کیکاؤس بود و آنرا (کے ارش) گفتندی مؤلف گوید کہ نظر بر معنی سوم بدین نام موسوم کردہ باشند دیگر ہیچ - مخفی مباد کہ ہمین لفظ بہمین معنی در ممدودہ ہم گذشت و نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی باشد کہ مقصورہ را ممدودہ کردند (اردو) کیقباد کے دوسرے لڑکے کا نام (ارش) تھا جو کیکاؤس کا بھائی تھا -

(۷) ارش - بقول برہان و جہانگیری و ہفت و شمس بسکون ثانی در عربی دیت و جریمۂ جراحت کردن باشد و بدی افگندن میان مردم و برانگیختن جنگ و برافروختن آتش را نیز گویند صاحب منتخب فرماید کہ بالفتح اختلاف و خصومت و برانگیختن فتنہ و جنگ و دیت جراحت مؤلف گوید

کہ بیان ماخذ این از موضوع ما خارج کہ لغت عربی زبان است (ا ر د و) زخم کی دیت یعنی معاوضہ دینا فتنہ و فساد برپا کرنا۔ آگ لگانا۔

(۸) ارش۔ بفتحتین بقول صاحب غیاث نوعی از جامۂ سبز رنگ مؤلف گوید کہ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ بقول صاحب کنز در ترکی زبان (ارش و اریش) صوف را گفتہ اند وبس صاحب غیاث حوالۂ کہ پیش کرد غیر مصدق (ا ر د و) بقول صاحب غیاث ایک قسم کے سبز کپڑے کا نام (ارش) ہے زبان ترکی مین صوف کو (ارش یا اریش) کہتے ہین

ارشاد صاحب آصفی ذکر این کردہ۔ بقول صاحب منتخب لغت عربیت بکسر اوّل راہ بحق نمودن۔ بہار گوید کہ فارسیان این را با لفظ بردن و دادن و کردن و گرفتن استعمال کنند مؤلف عرض کند کہ انحصار ہمین چار مصدر درست نیست چنانکہ از ملحقات این ظاہر و در استعمال فارسیان مجرد لفظ ارشاد را بمعنی ہدایت و مجازاً بمعنی حکم استعمال کنند و صراحت معانی مصادر مرکبہ بجای خودش می آید (ا ر د و) ارشاد۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ ہدایت۔ مجازاً حکم (قلق ؎) اب بجا لائین وہ جو ہو ارشاد؛ تیر عمر و جاہ تابان باد؛

ارشاد بردن استعمال۔ بکسر اوّل و ضم بای موحدہ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی حاصل کردن و گرفتن حکم و ہدایت است چنانکہ طالب آملی گوید (؎) چہ زاہد و چہ برہمن برد ز من ارشاد؛ بہر دو پیشہ خرد کرد پیر کار مرا؛ (ا ر د و) ہدایت پانا۔ حکم حاصل کرنا۔ حکم لینا۔

ارشاد خواستن استعمال۔ بمعنی ہدایت و حکم خواستن است چنانکہ عرفی گوید (؎) تو محتاجی و من محتاجم ای خلوت نشین لیکن؛

(۱۳۳)

تو استعداد می خواہی و من ارشاد می خواہم ٭ (اردو) ہدایت چاہنا۔ حکم چاہنا۔ ارشاد چاہنا۔

ارشاد دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکراین کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی ہدایت کردن و حکم دادن است (سلیم طہرانی ؎) خدایا چون مراد رعاشقی ارشاد می دادی ٭ چہ می شد اندکم گر بیوفائی یاد میدادی ٭ (اسیری لاہجی ع) او براہ عشق قلاشی مرا ارشاد داد ٭ (اردو) ہدایت کرنا۔ حکم دینا۔

ارشاد داشتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکراین کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی ہدایت حاصل کردن و آموختن است چنانکہ حزین اصفہانی گوید (؎) از خلق تو دارد مگر ارشاد بہاران ٭ نشم دہ کند در گرہ غنچہ درم را ٭ (اردو) ہدایت حاصل کرنا۔ سیکھنا۔

ارشاد کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکراین کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ ہدایت و حکم کردن است چنانکہ صائب گوید (؎) نیست غیر از عشق خضری در بیابان وجود ٭ ہر کجا گم گشتۂ بینی بہ عشق ارشاد کن ٭ (اردو) ارشاد کرنا بقول امیر حکم دینا۔ فرمانا۔ کہنا۔ (برق ؎) کب تک در امید پہ افتادہ جان دون ٭ ارشاد کچھ تو کیجیے بندے کے باب مین ٭ (اسیر ؎) وصل مین خوب خموشی نہین دم رکتا ہے ٭ کچھ ہماری نہ سنین آپ ہی ارشاد کرین ٭

ارشاد گرفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکراین کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی حاصل کردن ہدایت و حکم است (نجات اصفہانی ؎) چو ہندو کز برہمن ساحری ارشاد میگیرد ٭ ز زلفت خال مشکین دلربائی یاد می گیرد ٭ (اردو) ہدایت پانا۔ حکم حاصل کرنا۔

ارشد بقول صاحب برہان و جامع و ہفت و انند با شین نقطہ دار بر وزن ابجد (۱) جوہر یست

کہ اورا (مرقشیثا) خوانند وبعربی (حجر النور) و (۲) بعربی زبان رشید تر صاحب مؤید وشمس بذیل لغات عربی فرماید کہ (۳) نام پہلوانی کہ علم تیر اندازی از دست صاحب محیط بہ (ارشد) گوید کہ اسم (مارقشیثا) ست و بر (مارقشیثا) نویسد کہ در (مرقشیشہ) مذکور و بر (مرقشیشہ) فرماید کہ اسم یونانی است و بسریانی (کیفانورا) وبعربی (حجر النور) و (حجر الروشنایا) وبفارسی (حجر روشنائی) نامند جہت آنکہ برای روشنی چشم بسیار مفید است وبہندی (سون مکھی) و (سونا مکھی) و (تارہ مکھی) و (سیرن) و این سنگیست کہ در معادن پیدا می شود - گرم وخشک در آخر دوم وبقول شیخ الرئیس خشک در سوم وقابض و مسخن ومنضج ومحلل وجالی وقاطع خون وقوت آن قوی است وآن ازادویۂ اکالہ وباسمیت است واستعمال آن از داخل جائز نیست مگر از خارج - منافع بسیار دارد **مؤلف** گوید کہ سنجیال با معنی دوم اصل لغت عربی ومعنی اول وسوم مجازی است کہ فارسیان نظر بر صفات (مرقشیثا) آنرا کنایۃً (ارشد) گفتند کہ رشید تر است در اردو نیز وبرہمین قیاس است وجہ تسمیۂ معنی سوم کہ صاحبش ارشد بود درایجاد (اردو) (۱) سونا مکھی - بقول صاحب آصفیہ (ہندی) مؤنث ایک دوا کا نام جو آنکھون کی دوائیون مین پڑتی ہے اور اسے عربی مین (مرقشیثا) یا (حجر النور) اور فارسی مین (سنگ روشنائی) کہتے ہین ماہیت مین ایک قسم کا پتھر ہے جو سفید تو نہین مگر ملگجا سا ہے دوسرے درجے مین حار اور بعض کے نزدیک تیسرے مین یابس - نور بصر بڑھانے اور برص کو نفع دینے والا - (۲) ارشد بقول امیر ہدایت یافتہ (۳) ارشد ایک پہلوان کا نام

ارشک بقول صاحب برہان وہفت بفتح اول وثانی وسکون ثالث وکاف بمعنی رشک وحسد باشد - صاحب جامع وجہانگیری این را بفتح اول وکسر دوم بروزن زرشک آوردہ **الف**

گویدکہ خبر این نیست کہ فارسیان الف وصلی در اوّل لفظ (رشک) زیادہ کردہ اند و مامعنی حسد را تسلیم نمی کنیم۔ بخیال ما فرقی نازک است در رشک وحسد۔ حسد در عربی بمعنی زوال نعمت کسی خواستن است وکینہ و بدخواہی و رشک در فارسی نسبت نعمتی کہ بکسی حاصل است خیال این کردن کہ کاشکی بما ہم حاصل می بود۔ صاحبان فرہنگ فرس عموماً در معنی رشک و حسد فرقی نکردہ اند و باریک بینان و دقیقہ شناسان ہمان قدر فرق کنند کہ بالا مذکور شد و قول معاصرین عجم اینست کہ حسد از صفات مذموم باشد برخلاف رشک کہ رشک کنندہ گنہگار نیست برخلاف حاسد (اردو) رشک۔ بقول صاحب آصفیہ فارسی (اسم مذکر) حسد۔ جلن۔ غبطہ جلاپا (سالک ؎) کیا رشک عرشیونکی مجھے پا نگاہ کا۔ ذرا یہ ہون آستان حبیب اللہ کا۔ مولف کہتا ہے کہ غبطہ کی معنی عربی مین (کسی کی خوشحالی کو دیکھکر آرزو کرنا۔ اور اسکا زوال نہ چاہنا) برخلاف حسد۔ پس اردو مین رشک بمعنی غبطہ مستعمل ہے۔ اور اسکی عکس کے لئے لفظ حسد کا بھی اردو مین استعمال ہے۔ پس رشک کی تعریف مین حسد اور غبطہ دونون کو شریک کرنا باریک بینی کے خلاف ہے۔ صاحب آصفیہ نے حسد پر بھی رشک لکھا ہے۔ ہمکو اس سے بھی اختلاف ہے۔

ارشمیدس بقول صاحب برہان بفتح اول و ثانی و سکون ثالث وکسر میم تحتانی رسیدہ و دال بی نقطہ مضموم و سین بے نقطہ ساکن نام حکیمی بود یونانی انیس وجلیس سکندر رود ر مؤید الفضلا ارشمندش آمدہ با سین بی نقطہ و نون و شین نقطہ دار۔ واللہ اعلم مؤلف گویدکہ ما صراحت کافی بر (ارشمندوس) کردہ ایم (اردو) دیکھو ارشمندوس۔

ارشیا | بقول صاحب برہان وہفت بروزن اصفیا بلغت ژند و پاژند تخت وا ورنگ شہان را گویند صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب ذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ (عرش) بہ عین مہملہ در عربی زبان بمعنی عز وجاہ وجانب قوی چیزی ورئیس و سردار قوم وبلندی (کذا فی المنتخب) وبقول منتہی الارب تخت وسریر پادشاہ ۔پس عجبی نیست کہ فارسیان قدیم عین را با لف بدل کردند برخلاف قیاس ویای نسبت والف زائدہ در آخر این زیادہ کردہ (ارشیا) ساختند کہ بمعنی چیزی است کہ منسوب است بہ عز وجاہ ورئیس وسردار قوم یا منسوب بہ بلندی ۔ آنچہ صاحب منتہی الارب عرش را بمعنی تخت وسریر پادشاہ آوردہ مجاز باشد صاحب برہان بدرش) نوشتہ کہ زمینی باشد پشتہ پشتہ پس باشد کہ فارسیان یای نسبت والف زائد در آخر این والف وصلی در اولش زیادہ کردہ (ارشیا) کردہ باشند بمعنی جای بلند وتخت سلاطین کہ منسوب است بہ زمین پشتہ دار یا اینکہ بر لفظ (ارش) کہ بمعنی مجمع وجمعیت مردم گذشت یای نسبت والف زائد زیادہ کردہ (ارشیا) بمعنی چیزی گرفتند کہ منسوب بہ جمعیت ومجمع است یعنی تخت شاہی کہ پادشاہ در عالم دربار جمعیت مردم بر او اجلاس کند واللہ اعلم (اردو) تخت ۔بقول صاحب آصفیہ فارسی ۔اسم مذکر ۔سریر ۔پادشاہ کے بیٹھنے کی چوکی ۔گدی ۔مسند ۔

(الف) ارشی دوس | بقول صاحب بول چال بمعنی امیر کبیر ۔وامیر اعظم ۔وامیر الامرا وصاحب رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ہمین را بہ ہمین معنی بہ شین معجمہ در آخر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(ب) ارشیدوش | آوردہ و در رہنمای سہولت و بول چال ہمین لفظ بکاف عربی در آخر

(ج) ارشیدوک | ہم آمدہ۔ بقول صاحب بول چال (۱) مرادف (ارشیدوس) و
مفرس از (آرچ ڈیوک) کہ مرکب انگلیسی زبان است و بقول صاحب رہنمای سہولت (۲)
بمعنی ولیعہد و شاہزادۂ کلان۔ ما از معاصرین عجم تحقیق کردہ ایم کہ الف و ج ہر دو مستعمل است
برای امیر کبیر و معنی دوم (ج) مجاز باشد (اردو) الف و ب امیر الامرا (عربی) بقول امیر۔ بہت بڑا
رئیس۔ نہایت دولت مند (ج) (۱) دیکھو الف و ب (۲) ولیعہد بقول صاحب آصفیہ
(عربی) اسم مذکر۔ وہ شخص جسے پادشاہ اپنی زندگی مین اپنی جگہ بیٹھنے کا اس طور پر حکم دے کہ
میرے بعد یہ پادشاہ یعنی وارث تخت و سلطنت ہوگا۔

ارصاد | بقول صاحب انند بالکسر و صاد مہملہ لغت عربی است (۱) بمعنی نگہبان داشتن در
راہ (ہکذا فی المنتخب) و (۲) در اصطلاح آوردن شاعر لفظی را پیش از قافیہ کہ چون حرف روی
معلوم باشد قافیہ توان دانست (امامی ع) چون کبک شیشہ لب ز شراب مروقی ÷ کبکی
از ان بطوق معنبر مطوقی ÷ بر آب دیدہ پیش تو زورق روان کنم ÷ گر زانکہ دانمت کہ تو مائل بہ
زورقی ÷ فرماید کہ مراد از بیت دوم است کہ قبل از رسیدن بقافیہ معلوم می شود کہ زورقی قافیہ
خواہد بود (کذا فی مطلع السعدین) صاحب مجمع الصنائع ہم ذکر این کردہ فرماید کہ در اصطلاح
بلغا عبارت از انکہ شاعر پیش از قافیہ لفظی بیارد کہ بعد از انکہ حرف روی معلوم شود دلالت کند
بر قافیہ چنانکہ سلمان ساوجی گوید (ع) باغ رخسار تر امروز آبی دیگر است ÷ در کمند طرۂ ات
پیچ و تابی دیگر است ÷ سایبان بر رخ چہ می بندی مدفع آفتاب ÷ زانکہ زیر سایبانت آفتابی دیگر است

پس مؤلف گوید کہ در فارسی زبان برای این صنعت اسمی مخصوص نیست مخفی مباد کہ مجرد اطلاع روی کافی نباشد بلکہ سامع را از روی وحرکت ماقبل روی ہم مطلع بودن ضروراست درکلام آمامی (طوق عنبر) واقف روی وحرکت ماقبل روی را خبرمی دہد کہ قافیۂ این مصرع (مطوق) باشد و درکلام سلمان در مصرع ثانی لفظ (بیچی) طبع رسا را ہدایت می کند کہ قافیۂ این (تابی) باشد انچہ صاحب انند درکلام آمامی ازبیت دوش صنعت ارصاد پیدا می کند خیلی مستبعد است (اردو) ارصاد (۱) راستے مین نگہبان مقرر کرنا۔ (۲) فن بلاغت مین اس صنعت کا نام ہے کہ مصرع مین ایک ایسا لفظ استعمال کیا جائے جس کی وجہ سے سامع (جس کو روی اور حرکت ماقبل روی سے آگاہی ہے) سننے سے پہلے کہدے سکے کہ اس مصرع کا قافیہ یہ ہے جیسے غالب نے فرمایا ہے (ﻫ) عشق نے غالب نکما کردیا؛ ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے۔ اس شعر کا لفظ (نکما) سامع کو خبر دیتا ہے کہ اس کا قافیہ (کام) ہے۔

ارضہ بقول بہار و وارستہ بضاد معجمہ (۱) مورچہ ایست کہ کتاب وپشمینہ وغیرہ را بخورد۔ (جلال طباطبا شعر) یعنی اگر کسی کتاب بخرد ارضہ وار کتاب نخورد " مؤلف گوید کہ لغت عرب است بقول صاحب منتخب وشمس بفتحتین کرمیست چوب خوار و بقول صاحب منتہی الارب بدین معنی بفتح اول ودوم وسوم باشد و بالکسر والضم (۲) علف وگیاہ بسیار (اردو) (۱) دیمک بقول آصفیہ (فارسی) اسم مونث۔ ایک قسم کی سفید چیونٹی جو اکثر لکڑی۔ کتاب وغیرہ کو چاٹ کر خاک کردیتی ہے جسے پنجاب مین سیونک کہتے ہین (انتہی) صاحب نفائس نے صراحت کی ہے کہ دیمک فارسی زبان کا لفظ ہے۔

ارطمیسیا بقول برهان وهفت واتند بفتح اوّل وسکون ثانی وطای حطّی مفتوح ومیم وتحتانی رسیده وسین بی نقطه بالف کشیده بلغت رومی۔بوی مادران راگویند۔چون آزاد رخانه بگسترند جمیع گزندگان بگریزند وآنرا (ارطاماسیا) و (ارطما) نیز خوانند صاحب محیط بر (برنجاسف) گوید که نزد بعضی فارسی است وبیونانی (ارطمیسیا) وبعربی (شویلا) و (فانور) وبفارسی بومادران وبشیرازی (برنزاسبک) وبهندی (گندمار) نامند وآن نباتیست اکثر درسواحل وکوهها وصحراهای سایه دارمی روید بقول شیخ گرم دراوّل وخشک دردوّم وبقول اکثر گرم دردوّم وخشک درآخراوّل بتفتیح ولطافت اندک دارد ودرثمرآن یبوست است وشیخ میفرماید که ملطّف ومفتّح بغایت وگویند که قاطع بلغم۔نافع فواق ومغص ومدرّ بول وحیض ومفتّت سنگ گرده ومنافع بسیار دارد۔

(اردو) بقول صاحب محیط گندمار ایک پودے کا نام ہے جسکی بوسے موذی حشرات الارض بھاگتے ہین

ارطی بقول برهان وهفت بفتح اوّل وکسر طای حطّی وسکون ثانی وتحتانی بلغت رومی درخت وزک راگویند که پدّه است وبعربی غَرَب خوانند وبکسر ثالث هم همین معنی گفته اند۔صاحب انند گوید که بالفتح عربی است۔درختی است که شگوفهٔ آن مانند شگوفه بید وبرگش پهناست وبرآن تلخ وماند عنّاب وترو تازه آنرا شتر میخورد وبیخهایش سرخ ارطیات وآرطی وآرط جمع آن صاحب محیط فرماید که بفتح همزه لغت یونانی است وگویند رومی ونبات آنرا بفارسی (درخت وزک) نامند وبعضی (هالون) و (کدو) و (بوی مادران) راگفته اند وبقول گیلانی (اطبا) است وگویند بیونانی درخت غَرَب است وبر (اطبا) گوید که همان برنجاسف وبر (غرب) نوشته که بیونانی (اطاطاس) و (ایطاماس) وبعربی (اسغیدار) وبفارسی (بده) وبشیرازی (وزک) وباصفهانی

(وشک) و آن درختی است بسیار بزرگ۔ سرد و خشک در اول و گویند در دوم و بعضی تا سوم گل و برگ و عصارۂ این ہر دو مجفف بی لذع و قابض و با عفوصت و پوست آن قریب بدان و خشک تر از ان و منافع کثیرہ دارد (اردو) دیکھو ارطمیا۔

ارطیون | بقول صاحب برہان بفتح طای حطی بر وزن ارغنون (۱) نام حکیمی است رومی و او اعلم و افضل از ہمہ حکمای روم بود و (۲) بمعنی عاقل و زیرک و دانا ہم آمدہ۔ صاحب سروری بحوالۂ ادات الفضلا معنی دوم را اصل قرار دہد و ذکر معنی اول ہم کند صاحب مؤید بذیل لغات فرس نسبت ہر دو معنی ہمزبان سروری۔ صاحب شمس این را بذکر ہر دو معنی لغت عربی گوید تحقیق ما لغت رومی است بمعنی دوم و لقب حکیمی باشد و بس (اردو) (۱) ایک حکیم کا نام رومی زبان مین ارطیون ہے (۲) عاقل (دیکھو ارش)

ارغ | بقول صاحب برہان و ہفت بضم اول و سکون ثانی و غین نقطہ دار بادام و پستہ و فندق و گردگان و امثال آنرا گویند کہ درون او تیز و تلخ و تند شدہ باشد و بقول خان آرزو در سراج مغز بادام و امثال آن کہ تند و تلخ بود و بقول رشیدی مغزہای بدبو و بعربی بفتح زای معجمہ و کسر نون و در آخر خای معجمہ (زنخ) صاحب جامع بذکر معنی اول صراحت کند کہ ما رگیل و امثال آن را ہم ارغ گویند کہ تیز و تلخ و بدبوی شود صاحب سروری فرماید کہ جمیع لبوب متغیرہ و مطعومات متعفنہ را (ارغ) گویند و بعربی (زنخ) صاحب انند صراحت کند کہ این لغت فارسی زبان است **مؤلف** گوید کہ (ارغ) بضم اول و دوم بزبان ترکی تخمہ را گویند (کذا فی لغات ترکی) و تخمہ بقول صاحب برہان مرضی است کہ از بسیار خوردن بہم رسد و بعربی ہیضہ گویند

(انتہیٰ) بندہ عرض می کنم کہ عفونت غذا سببی است از اسباب مرض ہیضہ پس فارسیان ازہمین لغت ترکی بتصرف حرکات مطعومات متعفنہ را (ارغ) نام نہادہ باشند (اردو) بگڑے ہوئے اور سڑے ہوئے مغزیات یا میوے (مذکر) سڑی ہوئی غذا ۔ مؤنث ۔

ارغا | بقول صاحب برہان وہفت وسروری با ثالث بالف کشیدہ بروزن فرداجوی آب را گویند صاحب رشیدی بحوالہ شرف نامہ گوید کہ این لغت ترکی است صاحب جامع فرماید کہ اطلاق (ارغا) و (ارغاب) و (ارغاو) برجوی ونہر ہردو باشد ۔ صاحب مؤید ذکر این بذیل لغات ترکی کردہ فرماید کہ آب جوی باشد و (ارغاو) بہ واو آخر مثلہ ۔ صاحب جہانگیری از شاہ داعی شیرازی سندی آوردہ (ع) ہردو رخسارش دو ارغاز آب چشم ؛ رفتہ از دست خمارش خواب چشم ؛ صاحب لغات ترکی ذکر (ارغاو) کردہ گوید کہ بالفتح جوی آب است و آنرا بغیر واو نیز گویند (انتہیٰ) پس بخیال ما (ارغا) مخفف (ارغاو) و (ارغاب) مبدل آن کہ فارسیان واو را بہ بای موحدہ و بالعکس آن تبدیل کنند ہمچو (نوشتن و نبشتن و آب و آو) و (ارغ) در ترکی زبان بقول صاحب کنز بمعنی قناۃ و خلیج است کہ با (آو) مرکب شدہ برای جوی ۔ قرار یافت (اردو) ندی یا ندی ۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث چھوٹا دریا بہتا ہوا پانی ۔ نہر کلان ۔

ارغاب | بقول صاحب برہان بروزن خرخاب بمعنی (ارغا) ست کہ جوی آب و رود خانہ باشد صاحبان رشیدی و جہانگیری و جامع و سروری وہفت ہم ذکر این کردہ اند ۔ خان آرزو در سراج گوید کہ مبدل (ارغاو) و فرماید کہ مخفف این (ارغا) است کہ گذشت ہرسہ بمعنی جوی آب و فرماید کہ

اگرچه صاحب شرفنامه این را ترکی گفته ولیکن لفظ (آب) و (آو) دلالت دارد بر فارسی بودن آن **مؤلف** عرض کند که (آد) در ترکی زبان بمعنی ماوی و مسکن و خانه آمده و (ارغ) بمعنی قناة و خلیج (کذا فی کنز) پس معنی لفظی (ارغاو) در ترکی زبان خانه و مسکن (قناة و خلیج) باشد و مجازاً بمعنی جوی و (ارغاب) هم مبدل آن در فارسی زبان چنانکه بر (ارغا) صراحت کرده ایم اندرین صورت اشکالی که خان آرزو را پیدا شده است باقی نمی ماند که (ارغاو) را اصل گیریم در زبان ترکی و (ارغاب) مبدل آن در فارسی و (ارغا) مخفف هر دو هم در ترکی و هم در استعمال فارسی (حکیم عمعق بخاری) ـه) فرازش پر از خون چو کوه تبرخون پنشیبش ز اشکم چو ارغاب و آغزه (اردو) دیکھو ارغا ـ

ارغاف بقول ضمیمهٔ برهان و هفت بالضم و بقول صاحب اند بالفتح مرادف (ارغاب) **مؤلف** گوید که بقاعدهٔ فارسی بای عربی به فا بدل شود همچو (زبان و زفان) و وا و هم بفا تبدیل یابد همچو (وام و فام) یا (وه و یافه) پس ارغاف را مبدل (ارغاب و ارغاو) هر دو توان گرفت و بهتر است که مبدل (ارغاو) گیریم که تبدیل در تبدیل ضرورت ندارد و ما را با صاحب اند اتفاق است بفتح اول که ارغاب و ارغاو بفتح اول گذشته است و بلحاظ ماخذ هم فتح اول صحیح است (اردو) دیکھو ارغا ـ

ارغالی بقول صاحب روزنامه بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار بمعنی بز کوهی و بجای غین معجمه قاف هم آمده صاحب بول چال بحوالهٔ روزمرهٔ معاصرین گوید که چار واست شاخدار مشابه به نیل گاو و بقول صاحب رهنمای سهولت بمعنی روج صاحب برهان بر روج صراحت کند که در هندی زبان نیله گاو و گاو کوهی را گویند و بقول صاحب ساطع در سنسکرت

) با تی حالِ اتفاق معاصرین تحقیق پسند آنست کہ (ارغالی وارقالی) گاو کوہی و نیلہ گاو است
عرض کنند کہ از شان لغت می کشاید کہ ترکیبست ولیکن محققین ترکی زبان ازین ساکت اند و زبان
ارغال) بقول منتہی الارب بالفتح جمع (رُغل) است نوعی از علف و بالکسر - رو یانیدن
باہ رغل را و شیر دادن زن بچہ را و (ارقال) بالکسر بسرعت رفتن و طی کردن بیابان را
یہ کہ گاو کوہی گیاہ ارغل را دوست دارد و دشت و بیابان را بشتاب طی کند فارسیان
ت در آخر این زیادہ کردہ (ارغالی وارقالی) نامش نہادہ باشند اندرینصورت مفرس باشد
م (اردو) نیل گاے - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث ایک قسم کے نیلے رنگ کی دشتی
جو ہرن سے مشابہ ہوتی ہے - نیل گاو بھی کہتے ہین -

و نی | بقول صاحب برہان و ہفت دانند بروزن افلاطونی بلغت یونانی نباتیست کہ بصورت
ش صحرائی و برنگ نزدیک شقائق نعمان باشد و او را بشیرازی (ماميثاي سرخ) گویند برگ آنرا
م کردہ ضماد کنند نافع باشد - صاحب محیط فرماید کہ این را بفارسی (ماميثا سرخ) نامند و بہندی
تہ) رنگ شیر آن زعفرانی سرد و خشک و گویند گرم و حاد و جالی و محلل و منافع بسیار دارد صاحب برہان
مامیثا) لغت سریانیست و خود صاحب محیط بر (مامیثا) نوشتہ کہ اسم نبطی است کہ آنرا (ہمیا) نیز نامند و بیونانی
ن) و (غلوفن) و بفارسی (یرو) گویند و نوعی را کہ گل آن سرخ است (ارغامونی) نام است (اردو)
تہ - بقول صاحب محیط ایک پودہ کا نام ہے جسکو یونانی زبان مین ارغامونی کہتے ہین -

و | بقول صاحب برہان و رشیدی
ی و شمس و جہانگیری و جامع و ہفت و مؤید و ناصری و دو ری و پہلوی) بفتح اول و
سکون ثانی بوا و زدہ بمعنی ارغاب است

که جوی آب باشد مؤلف گوید که ما صراحت ماخذ این بر (ارغا وارغاب) کرده ایم - صاحب شمس غلط کرده که این را لغت عرب نوشته (سیف اسفرنگی ھ) آنکه از

عشوه های او ارغا و ؛ میدهد تشنه را فریب سراب ؛ (حکیم سوزنی ھ) ز عشق دو رخ
چون ارغوانت بر دو رخم ؛ ز هر دو دیده دو ارغا
خون شدست روان ؛ (اردو) دیکھو (ارغا)

ارغج بقول خان آرزو در سراج بفتح اول وسکون دوم وغین معجمهٔ مکسور وجیم فارسی که مبدل زای فارسی است گیاهیکه بر درخت پیچد و آنرا خشک گرداند وبعربی عشَیقه خوانند صاحب هفت صراحت فرماید که در هند اینرا عشق پیچه نام است وصاحب برهان نام عربی این عشقه گوید - صاحب جامع فرماید که گیاه لبلاب است وعشقه که آنرا (ارغژ) و (ارغک) هم گویند - صاحب رشیدی نوشته که بزای معجمه هم آمده وبقول صاحب جهانگیری این را (سرند) و (نوبیخ) هم نام است - صاحب سروری از کلام استادی سند آورده (ھ) نهال قدمن از عشق زرد شد آری ؛ درخت خشک شود چون بران تند ارغج ؛ مؤلف گوید که بزبان ترکی (ارغاج وارغج) بجیم عربی (لحمة الحیاکه) باشد کذا فی کنز وآن پود است که در بافتن جامه بعرضِ تار می پیچد پس فارسیان به تبدیل جیم عربی بفارسی همچو (کاج وکاچ) استعارةً گیاهی را نام نهادند که بر درخت می پیچد همچو پود بر تار واین را مفرس توان گفت و در (ارغژ) تبدیل جیم عربی به زای فارسی وتحقیق خود نسبت (ارغک) بجایش عرض کنیم - صاحب محیط بر لبلاب فرمایکه این را بعربی عاشق الشجر وعلیق وعشقه گویند وبشیرازی (هرشه) وآن نوعی از قسم ا... وبهندی عشق پیچان نام دارد سرد وخشک در دوم وبقول بعض گرم در وسط درجهٔ اول و خشک

در اوّل آن وبعضی سرد وتر دانسته اند۔ محلّل ومفتّح وملیّن ومسہل ومنافع بسیار دارد (اردو) عشق پیچان۔ عشق بیچہ۔ بقول صاحب آصفیہ اسم مذکّر ایک بیل کا نام جس کا پھول سرخ اور پتّیاں باریک باریک ہوتی ہیں لیلاب (ذوق ؎) مین ہمیشہ عاشق پیچیدہ مو یان ہی رہتی خاک پر روئیدہ میرے عشق پیچان ہی رہا ؎

ارغدہ | بقول صاحب برہان وجامع وہفت وجہانگیری واننہ بفتح اوّل و دال ابجد وسکون ثانی وضم ثالث (۱) بمعنی غضبناک وخشمگین باشد و (۲) صاحب حرص وخدا وندشرہ را نیز گویند صاحب سروری وپہلوی) گوید کہ (ارغدہ) و (ارغندہ) ہرد و بمعنی خشم باشد و در نسخۂ دیگر بمعنی خشمناک صاحب شمس نسبت معنی دوم فرماید کہ بمعنی حرص آمدہ صاحب اننہ بمد وقصر بر معنی اوّل قانع مؤلّف عرض کند کہ بتحقیق ما این مخفّف (ارغندہ) باشد کہ می آید وصراحت ماخذش ہمدرانجا انسب واولی مخفی مباد کہ ہمین لغت بہمین معنی در ممدودہ ہم گذشت ونتیجۂ لب ولہجۂ مقامی بیش نباشد کہ مقصورہ را ممدودہ کردند۔ (اردو) دیکھو ارغندہ۔

ارغژ | بقول برہان وہفت وجامع واننہ بازای فارسی بروزن ومعنی (ارغج) است کہ گذشت۔ خان آرزو و سراج گوید کہ این اصل است و (ارغج) کہ بجیم فارسی گذشت مبدّل این بندہ عرض می کنم کہ تبدیل زای فارسی بجیم فارسی خلاف قاعدۂ فارسیان است معہذا او بر ماخذ ہرد و غور نفرمود و بہ تحقیق ما کہ بر (ارغج) گذشت اصل این (ارغج بہ جیم عربی) لغت ترکی بود۔ فارسیان بہ تبدیل جیم عربی با جیم فارسی (ارغچ) کردند ونیز بہ تبدیل جیم عربی بہ زای فارسی (ارغژ) ساختند و استعارۃً نام گیاہی نہادند کہ صراحت کامل این بر (ارغج) کردہ ایم

پس نمیشود که (ارغژ) را اصل قرار دهیم و خلاف قاعدهٔ فرس (ارغج) را مبدّل (ارغژ) گیریم الحاصل این مبدّل (ارغج بجیم عربیت) و مرادف (ارغچ بجیم فارسی (اردو) دیکھو ارغچ۔

ارغشتک بقول برهان و سراج و هفت و انند بفتح اوّل و فوقانی و بسکون ثانی و شین قرشت و کاف و ضمّ ثالث نوعی از بازی باشد که دوشیزگان و دختران کنند و آن چنانست که بر سر دو پا نشینند و کفهای دستها را بر سر زانوها مالند و چیزها گویند و همچنان نشسته بر سر پا جهند و کف های دستها را برهم زنند و صاحب جامع بر (نوعی از بازی دخترکان) قانع مؤلّف گوید که (ارغشتک) بفتح همزه و سکون رای مهمله و ضمّهٔ غین معجمه و سکون شین معجمه و فتح تای قرشت و سکون کاف عربی و در ترکی زبان رقص را گویند (کذا فی لغات ترکی) پس عجبی نیست که فارسیان نوع بازی را که با رقص شامل باشد بدین نام موسوم کرده باشند (اردو) ایک خاص قسم کی بازی کا نام (ارغشتک) ہے اور یہ ترکی زبان کا لفظ ہے۔ کہا گیا ہے کہ کُواری لڑکیان باہم کھیلتی ہین اسطرح پر کہ اکڑون بیٹھتی ہین اور ہتیلیون کو اپنے زانو پر ملکر کچھ کہتی ہین اور بیٹھے بیٹھے اچکتی ہین اور تالیان بجاتی ہین معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ ایک ورزشی کھیل ہے۔

ارغک بقول برهان و جامع و هفت و انند بفتح اوّل و ثالث و سکون ثانی و کاف مرادف (ارغج) که گذشت۔ خان آرزو در سراج گوید که این مبدّل (ارغژ) باشد مؤلّف عرض کند که ماخذ (ارغج) بجایش بیان کرده ایم که اصل آن به جیم عربی (ارغج) بود اگر این را مبدّل (ارغج) خیال کنیم باید که بکاف فارسی (ارغگ) خوانیم زیرا که بقاعدهٔ فرس جیم عربی به کاف فارسی بدل شود نه بکاف عربی اگرچه محققین فرس (اخشیج) را مرادف (اخشیک۔ بکاف

عربی) ہم آوردہ اند کہ مثال تبدیل جیم عربی بہ کاف فارسی است امّا تحقیق ما بر لفظ (اخشیک) گذشتہ است کہ بکاف عجمی صحیح باشد نہ بکاف عربی بناءً علیہ نسبت (ارغک) با خان آرزو اتّفاق داریم کہ مبدّل (ارغژ) باشد یعنی فارسیان (ارغج) را اوّل بہ تبدیل جیم عربی بہ زای فارسی (ارغژ) کردند ہمچو (کج وکژ) وبعد ازان بہ تبدیل زای فارسی با کاف عربی (ارغژ) را (ارغک) ساختند و این ہر دو تبدیل بقاعدۂ فارسی درست است آنانکہ برخلاف تحقیق ما (اخشیک) را بکاف عربی درست خیال کنند و بہ تبدیل جیم عربی (اخشیج) را بکاف عربی خلاف قیاس تسلیم کنند بر مذہب شان (ارغک) را ہم مبدّل (ارغج) توانیم تسلیم کرد۔ مگر قول خان آرزو اقوی است۔ (اردو) دیکھو ارغج۔

ارغن بقول برہان وجامع وہفت بروزن ارزن (۱) نام سازیست کہ انرا افلاطون وضع کردہ وبیشتر نصرانیان ورومیان نوازند مرادف ارغنون۔ صاحب رشیدی فرماید کہ (ارغن) و (ارغون) و (ارغنون) ساز معروف است وضع افلاطون (خاقانی ؎) اگر ناہید درعشرتگہ چرخ ٭ سراید شعر من با ساز ارغن ٭ صاحب اسروری ہو (دری و پہلوی) ہم ذکر این کردہ صاحب جہانگیری ہم سندی آوردہ (خاقانی ؎) ازچنگ غم خلاص تمنّا کنم زدہر ٭ کافغان بہ نای حلق چو ارغن برآورم ٭ صاحب غیاث بذیل ارغنون فرماید کہ آن کدوی خالی باشد بچرم اندر کشیدہ وبران رودہا بندند وانچہ حالا بہم میرسد مربّع ومشابہ بصندوق باشد صاحب مؤید بذکر معنی اوّل فرماید کہ در دستور رستور است کہ آواز ہفتاد دختر کہ یک بار برکشند۔ خان آرزو در سراج نوشتہ کہ بضمّ غین می باید چرا کہ (ارغون)

بواو معروف آمده که مخفف (ارغنون) است (مقصودش جز این نباشد که چنانکه (ارغون) مخفف (ارغنون) است همچنین (ارغن) مخفف (ارغون) پس بعد حذف واو باید که غین معجمه را مضموم خوانیم - نیز فرماید که در فارسی بودن این لفظ نظر است مؤلف گوید که چرا نگوییم که ترکی است - صاحب کنز که محقق ترکی زبان است (ارغن) و (ارغنون) هر دو را آله طرب گفته و وارسته از معانی بلخی سندی آورده (ســ) گر جوش گریه مهر خموشیم شکند ؏ پس نیش ناله در رگ ارغن برآورم ؏ صاحب سواطع تبیل آورده که یونانی همین ساز را (آرگنان) گویند مؤلف گوید که عجبی نیست که از (ارغنون) گرفته باشند - صاحب ناصری فرماید که گویند از غایت عظمت این را در جدار عمارتی محکم نصب نمایند و در ایران دیده نشد و گویند که هشت هزار لوله و آلات دارد مؤلف عرض کند که صاحب غیاث صراحتی که کرده است درست نیست و به تحقیق ما (ارغن) همان ساز است که آنرا در انگلیسی زبان (آرگن) گویند عجبی نیست که اهل مغرب این نام را از زبان ترکی گرفته باشند و بشکل صندوقی ساخته می شود از قسم (هارمونیم) و کثرت آلاتش چنانکه صاحب ناصری ذکر کرده درین زمان یافته نمی شود ولیکن اجزای بسیار دارد و از زبان دست نواختن می شود و حرکت پای هم در مقام خاصش لازم تا بوسیله آن هوای داخلی بلند شود و از مقامی بر آید که انگشت های دست دران کار می کند و آواز خوشی پیدا شود و نوازنده را باید که از موسیقی خبر دارد و رنه نغمهٔ بی قانون بر آید - بقول صاحب لغات ترکی (۲) بضمهٔ غین نام قومی است از مغل (اردو) (۱) ارغنون - بقول صاحب آصفیه (یونانی) - اسم مذکر - ارگن - ارغن - ایک قسم کا باجہ ہے جو افلاطون نے ایجاد کیا تھا (انتہی) مؤلف کہتا ہے کہ (ارغنون)

اور (ارغن) ہماری تحقیق مین ترکی زبان کا لفظ ہے اور یہ وہی باجہ ہے جو ہارمونیم سے کسی قدر بڑا ہوتا ہے جس کے بجانے مین پاؤن اور ہاتھون کی انگلیون سے کام لیتے ہین بعض کا خیال ہے کہ وہ صندوقی باجہ جس مین ایک بیلن پر باریک باریک نوکدار سوئیان لگی ہوتی ہین اور کوکنے سے بجتا ہے لیکن انگریزی زبان مین جس باجے کا نام آرگن ہے ہماری رائے مین وہی آرغن یا ارغنون ہے۔ (۲) مغول سے ایک قوم کا نام ترکی زبان مین ارغن ہے۔

ارغند بقول صاحب برہان و جامع و ہفت بر وزن فرزند بمعنی خصم افگن و دلیر و شجاع باشد و خشمگین را نیز گویند صاحب رشیدی و سراج این را مرادف (ارغندہ) گوید بجمیع معانی بیان کردہ اش کہ بر (ارغدہ) مذکور۔ صاحب سروری بر دلیر و خصم افگن قانع مؤلف گوید کہ ما صراحت این بر (ارغدہ) کردہ ایم کہ مخفف (ارغندہ) باشد و مشتق از (ارغندن) ذکر ماخذ بر ارغندن می آید (اردو) دیکھو ارغندہ۔

ارغنداب بقول صاحب برہان و جامع و ہفت و جہانگیری نام رودخانہ ایست کہ ما بین عراق و آذربایجان گذرد و نام رودخانۂ قندہار ہم و معنی ترکیبی آن خشمگین آب باشد چہ (ارغند) بمعنی خشمگین ہم آمدہ است و بعضی گویند کہ (ارغندہ آب) است و (ارغندہ) ہم بمعنی خشمگین باشد و ہا بکثرت استعمال افتاد صاحب رشیدی ذیل (ارغند و ارغندہ) فرماید کہ این ماخوذ است (ارغنداب) کہ دو رودخانہ را نام است۔ صاحب سروری صراحت فرماید کہ بفتح غین معجمہ باشد و صاحب ناصری گوید کہ ظن من آنست کہ اصل این (غرندہ آب) بود و مقلوب کردہ اند کہ آب را خشمناک گرفتہ

غریب است مؤلف گوید که (ارغنداب) گویم
یا (غرنده آب) هر دو کنایه باشد از رودخانهٔ
که در روانیش آوازی پیدا شود و این قسم آواز
در آبی باشد که سطح زمینش سنگلاخ بود پس ہمچو
(ارغنده شیر) رودخانهٔ را هم (ارغنداب) گفتند۔
نه معنی خشمگین بلکه معنی حقیقی (آر و غنده) است
وصراحت این امر که (آروغنده) چگونه (ارغند)
شد بر (ارغندن) می آید۔ و آروغ رودخانه
همان آواز روانی باشد و بس (اردو)
ارغنداب۔ دو ندیون کا نام ہے جنکی
روانی مین آواز بلند ہوتی ہے اس لئے
فارسیون نے انکو ڈکارنے والی ندیان کہا
ایک عراق اور آذربایجان کے درمیان
واقع ہے اور دوسری قندہار مین۔

(الف) **ارغندن**
(ب) **ارغنده**

(ب) بقول صاحب برہان بر وزن شرمنده (۱) بمعنی حریص و خداوند شره و (۲) مستی که طالب و حریص شراب باشد (۳) بمعنی قهرآلود و غضبناک صاحب رشیدی گوید که بالفتح (۴) دلیر و (۵) مهیب و ذکر معنی سوم هم کرده وصراحت کند که (ارغده) مرادف این است صاحب (دری و پهلوی) ذکر (ارغده و ارغنده) کرده فرماید که بمعنی خشم باشد و بقول بعض۔ جنگ آور و خشمناک۔ صاحب جهانگیری بر معنی اول و سوم قانع۔ صاحب جامع باتفاق برہان در معنی اول و سوم فرماید که بر وزن شرمنده و پژمرده هر دو باشد (یعنی بکسر و ضم غین معجمه۔ هر دو) صاحب جهانگیری گوید که (ارغده) و (الغده) و (ارغنده بر وزن برکنده) هر سه بمعنی خشم باشد (کذا فی التحفه) و در نسخهٔ دیگر بمعنی جنگ آور و خشمناک آورده و این اصح است کذا فی فرہنگ آما (ارغنده بضم غین) است و در رساله حسین وفائی (ارغیده بر وزن لرزیده) بمعنی خشم آلود است و در

ادات الفضلا (ارغده - بوزن سرزده) نیز باین معنی و (ارغنده بوزن گرونده) بمعنی مستیکه طالب شراب باشد (انتهی کلامه) صاحب ناصری آورده که (ارغنده) بمعنی دلیر وخشمناک است وبیشتر برای گرگ وشیر اطلاق آن نمایند صاحب هفت این رابفتح غین نوشته معنی با برهان اتفاق کند صاحب شمس فرماید که بروزن (فرخنده) مرادف (ارغده) بمعنی خشمگین وقهرآلود وبمعنی حرص هم باشد مؤلف عرض کند که (رغن) بالفتح لغت عربی است بقول منتخب بمعنی میل وطمع کردن بچیزی فارسیان بقاعدهٔ خود الف وصلی در اوّل و علامت مصدر (دن) درآخر این آورده (ارغندن) را بمعنی میل کردن قرار دادند واین قسم مصادر مرکبه از لغات عربی بسیار است همچو (طلبیدن و فهمیدن - وغیر ذلک) اگرچه حالا این مصادر متروک است ولیکن (ارغننده) اسم فاعل و (ارغنده وارغند وارغده) مخفف آن در استعمال فارسیان وفرهنگ های فارسی زبان موجود این است ماخذ معنی اوّل که عام است وتخصیص معنی دوم مجاز آن - انچه صاحب شمس این را بمعنی حرص نوشته تسامح اوست - نسبت معنی سوم عرض می شود که (آرُغ) به مدّ همزه وتفخیم ضمه و رای مهمله وسکون غین در ترکی زبان بمعنی بادی که وقت انهضام غذا از دهن برآید (کذا فی لغات ترکی) وترکان بقاعدهٔ خود تفخیم ضمه را در رسم الخط با واو ظاهر کنند و (آروغ) نویسند پس فارسیان ازهمین آروغ مصدر (آروغیدن) ساختند که در ممدوده گذشت و نتیجهٔ لب ولهجهٔ بعض مقامات است که ممدوده بمقصوره بدل شد وواو علامت ضمه را حذف کرده (ارغیدن) کردند واز مصدر (ارغیدن) (ارغنده بروزن شرمنده) اسم فاعل است بمعنی آروغ زننده و (ارغیده) هم اسم فاعلش پس اصل معنی سوم

آروغ زننده و مجازاً بمعنی خشمناک باشد۔ انچه صاحب ناصری استعمال این را اکثر با شیر و گرگ بیان کند درست است که شیر ارغنده) شیر خشمناک را گفته اند و همچنین (ارغنده گرگ) گرگ خشمناک را چنانکه در اردو هم (ڈکارنا) برای آواز شیر مستعمل یعنی (آواز اسد) را که بحالت خشم برآرد (شیر کا ڈکارنا) گویند ولیکن مجازاً برای غیر اسد و گرگ هم مستعمل همچو (ارغنداب) که گذشت پس به تحقیق ما استعمال (ارغند و ارغنده) بمعنی مجازی برای غیر اسد و گرگ خیال خام است و اسناد موجوده برای اسد و گرگ مخصوص و بدین لحاظ این را استعمالاً ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

(ج) **ارغنده شیر** قائم کردن اولی است که تخصیص و کثرت استعمال این با شیر و گرگ

(د) **ارغنده گرگ** ظاهر شود (حکیم اسدی سه) یکی نامه بنوشت نزدیک کید ٭ چو شیری که ارغنده گردد ز صید ٭ (فردوسی سه) سوی رزم آمد چو ارغنده شیر ٭ کمندی بباز و سمندی بزیر (وله سه) سراپرده سبز دیدم بزرگ ٭ سپاهی بگردار ارغنده گرگ ٭٭ بالجمله معنی چهارم و پنجم ارغنده مجاز سوم است و انچه بعض محققین (ارغیده) را بمعنی (ارغنده) آورده اند صراحت آن بجای خودش کنیم انشاء الله (اردو) الف۔ حرص کرنا۔ غصّے ہونا دلیر ہونا ہیبت ناک ہونا خونخوار ہونا۔ (ب) (۱) حریص۔ بقول آصفیه (عربی) لالچی۔ حرصی۔ (۲) وہ مست جو حریص شراب ہو (۳) بقول آصفیه۔ غصیلا (۴) دلیر (۵) ہیبت۔ (ج) ڈکارنے والا شیر۔ (د) پکارنے والا اور غصیلا بھیڑیا (نذک)

ارغنگ بقول برهان و هفت و انند بروزن و معنی (ارژنگ) نگارخانه مانی	نقّاش باشد خان آرزو در سراج گوید که (ارژنگ) بدین معنی محلّ نظر است و اغلب که

تصحیف (ارژنگ) باشد۔ صاحب جامع فرماید
که ہمچو (ارتنگ) کمانر۔ صاحب سروری این را
مرادف (ارژنگ) گفته بهمه معانی مؤلف عرض
کند که هرگاه این را برای جمیع معانی (ارتنگ
و ارژنگ) مرادفش گرفتیم صرف تحقیق ماخذ
باقی ماند و ظاهر است که این نه مبدّل (ارتنگ)
است و نه (ارثنگ) و (ارجنگ) و (ارژنگ)
و (ارسنگ) که در هیچ یکی ازین پنج لغت قاعدهٔ
تبدیل (تای فوقانی۔ ثای مثلثه۔ جیم عربی۔
زای فارسی و سین مهمله) با غین معجمه جاری
نمی شود۔ پس بخیال ما جز این نیست که مرکّب
است از (ار) و (غنگ)۔ (ار) بمعنی مرد
و مجازاً بمعنی صاحب گذشت و (غنگ)
بقول محققین فرس با کاف عجمی بمعنی آواز بلند
است پس معنی لفظی (ارغنگ) صاحب آواز
و شهرت باشد و کنایه باشد از مانی و دیگر همه
معانی که ذکرش بر (ارتنگ) گذشت مجاز
است (اردو) دیکھو ارتنگ۔

ارغنن | بقول صاحب برهان بفتح اوّل
وسکون ثانی و ثالث مفتوح و رابع مضموم
بنون زده مخفّف ارغنون است (که ذکرش
بر ارغن گذشت) و ماخذش هم همدرانجا
مذکور شد۔ صاحبان جامع و هفت و انندهم
ذکر این کرده اند (اردو) دیکھو ارغن۔

ارغنون | بقول برهان و هفت بروزن
اندرون سازیست مشهور که افلاطون وضع
آن کرده و بعضی گویند که ارغنون ترجمهٔ مزامیر
است یعنی جمیع سازهای نفس و بعضی برآنند
که چون هزار آدمی از پیر و جوان همه یکبار آواز
مخالف یکدیگر چیزی بخوانند آن حالت را
(ارغنون) خوانند و برخی برنیند که ارغنون
ساز و آواز هفتاد و دختر خواننده و سازنده
است که همه یک چیز را به یک بار و بیک آهنگ
باهم خوانند۔ و بنوازند مؤلف گوید که این همه

مجاز است و معنی حقیقی ہمان است کہ اوّل
ذکرش گذشت۔ صاحب رشیدی گوید
کہ سازیست مخترع فلاطون۔ صاحب غیاث
(ارغن۔ ارغون۔ ارغنون) ہر سہ را بمعنی
بیان کردہ اش کہ بر (ارغن) گذشت مرادف
یکدیگر گوید و بقول صاحب جامع مرادف (ارغن)
کہ گذشت و معنیً با برہان متّفق۔ و صاحبان
(دری و پہلوی) و ناصری مؤیّد و سروری این را
مرادف ارغن گفتہ اند۔ صاحب رہنما بحوالۂ
سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار (ارغنون)
بمعنی (ساز) و (ارگن) آوردہ و ارگن لغت
انگلیسی است بہمین معنی و صاحب روزنامہ
گوید کہ یکی از ساز غنا (ارغنون) باشد۔ صاحب
شمس صراحت کردہ کہ این لغت فارسی است
مؤلف عرض کند کہ ما بر (ارغن) ذکر کردہ ایم
کہ (ارغنون) لغت ترکی است صاحب کنز کہ
محقق ترکی زبان است گوید کہ آلۂ طرب است
و خیال ما این کہ ترکان غنا را کہ در عربی بمعنی سرود
است بقاعدۂ جمع خود غنون کردہ با (ار) کہ
مجازاً بمعنی صاحب باشد مرکّب ساختہ (ارغنون)
کردند بمعنی صاحب سرودہا و برای سازی نام
نہادند کہ ازو سرودہا برمی آید و این اصل است
و (ارغن) و (ارغون) و (ارغن) مخفف آن
امّا در ترکی زبان غیر (ارغن) محققش یافتہ نشد
و باشد کہ در ہر دو اوّل الذکر تصرّف فارسیان
باشد (انوری ؎) از مئی طامات خوش
لا یتعلم طرب کجاست ؛ تا بہوش از نغمہای ارغنون
آرد مرا ؛ بعض فارسیان این را بمعنی مطلق ساز
استعمال کردہ اند چنانکہ ظہوری در وصف قلم گوید
(؎) بگسلانید ز ارغنون صریر ؛ تار قانون
و شہرت ارغون ؛ عجبی نیست کہ بخیال شان
در ارغنون ہم تار و تنبکی است چنانکہ صاحب
غیاث اشارۂ آن کردہ است کہ بر (ارغن)
گذشت و در نفس الامر تار است و نہ تنبک

بلکه صندوقی است مرکب از آلات موسیقی که همه آهنگ های موسیقی از وبرآید وا و را ازبنان دست می نوازند و به تصعید هوا ے داخلی به بالا کار را زهرد و پای هم گیرند ظهوری سه زسرتاپای هرجامی نهم انگشت می نالم ؛ زتاب درد باشد پیکرکس ارغنون باشد ؛ (ارد و) دیکھو ارغن ۔

(الف) **ارغنون زدن** استعمال الف به معنی (ب) **ارغنون زن** نواختن ارغنون است ازبنان انگشت وب اسم فاعل ترکیبی است بمعنی ارغنون نواز ۔ بہار ذکرب کرده و از نظامی سند آورده (سه) زیونانیان ارغنون زن بسی ؛ که بر دی هوش از دل هر کسی ؛ (ارد و) (الف) ارغنون بجانا (ب) ارغنون بجانے والا ۔

ارغوان بقول صاحب برہان وہفت بر وزن پہلوان (ا) معروف است و آن نباتیست سرخ و رنگین طبیعت آن سرد و خشک باشد اگر از ان بہار شربتی سازند وبخورند رفع خمار کند وچوب آنرا بسوزانند و برابر و مالند موی برویاند و سیاه برآید و معرب آن ارجوانست صاحب رشیدی برگل معروف قناعت کند ۔ صاحب غیاث گفته که بفتح اوّل وسوّم درختی است که شاخهای باریک دارد و در موسم بہار همه درخت از گلها سرخ می گردد و اصلا برگ ندارد و در موسم دیگر پر برگ می شود ۔ بقول صاحب جامع بہار و شگوفه درختی که بغایت سرخ و رنگین است ۔ صاحب مؤیّد فرماید که نام گلی است سرخ و صحیح آنست که شاخهای آن باریک می شود گویا مرجان آموده است و در تمام سال یکبار برگهای باریک آرد ۔ تامل معلوم شود ۔ صاحب ناصری نویسد که گلی است مانند درخت برنگی سرخ معروف بارغوانی وصاحب شمس باتفاق مؤید صراحت کند که این لغت فارسی است صاحب سوا ر السبیل

برارجون فرموده که بفارسی ارغوان است و آن بهار درختی است بغایت سرخ که ایرانیان بوقت
می نوشی باخود دارند که دافع خمار است و مطلق سرخ را نیز گویند و جامهٔ سرخ رنگ را نیز خوانند
و صاحب کنز که محقق ترکی زبانست (ارجوان) را فارسی گفته و (ارغوان) را بمعنی ارجوان لغت
ترکی نوشته بتحقیق ما در استعمال فارسیان (ارغوان) برای گل است نه برای درخت چنانکه (انوری
گوید ؎) صدرا بروزگار خزان است و طبع من ؛ در باغ مدح تو به گل و ارغوان رسید ؛
(صائب ؎) فسرده دل نفس خونچکان نمی دارد ؛ زمین شور گل ارغوان نمی دارد ؛
و مجرد (ارغوان) بمعنی سرخ یا جامهٔ سرخ نیامده اندیته بیای نسبت جامه ارغوانی گویند بمعنی
جامهٔ سرخ مؤلف گوید که فارسیان (۲) استعارةً رخسار یار راهم (ارغوان) گفته اند چنانکه صائب گوید
(؎) خمار می نکند زرد ارغوان ترا ؛ خزان نسیم بهار است گلستان ترا ؛ صاحب محیط فرماید که
ارغوان اسم فارسی است و معرب آن (ارجوان) و آنرا (رغینا) گویند و آن درختیست در بلاد
فارس می روید گل آن بسیار سرخ و مائل بکبودی و انبوه و خوش منظر و اندک شیرین مزه - فارسیان
آن گل را نقل بر شراب کنند - بقول گیلانی نبات آن لاسیما گل آن مثل معتدل مائل بحرارت
ولیکن بیخ و پوست آن مسخن است و مخرج اخلاط لزجه و رافع سردی معده و گرده و منافع بسیار
دارد (اردو) ارغوان - بقول امیر فارسی (مذکر) - (ارجوان) اس کا معرب ہے - پہول
نہایت سرخ اور خوشنما - مزے مین کسی قدر مٹہاس لئے ہوے ہوتا ہے اہل فارس تفریح
کے واسطے استعمال کرتے ہین (آتش ؎) تمہارے شہیدون مین داخل ہوے ہین ؛
گل لالہ و ارغوان کیسے کیسے ؛ مؤلف کہتا ہے کہ ہماری تحقیق مین ارغوان ترکی زبان کا لفظ ہے

ارغوان تن | بقول صاحبان بحر وضمیمۂ
برہان ومؤید وشمس وانند مرّیخ است وبخیال
ما این کنایہ باشد کہ سراپای مرّیخ را سرخ گفتہ اند
خاقانی درخطاب بہ شمس گوید (ص) بالات
شجاع ارغوان تن ۞ زیر تو عروس ارغنون زن ۞
(اردو) مرّیخ - دیکھو اختر پنجم -

ارغوان خد | اصطلاح - بقول صاحب
انند بحوالۂ مظہر العجائب فارسی است از اسمای
معشوق مؤلف گوید کہ (ارغوان) ترکی است
چنانکہ بجایش گذشت و خد لغت عرب است
بقول صاحب منتخب بالفتح وتشدید دال رخسارہ
پس فارسیان اگر این ہر دو را مرکّب کردہ بمعنی
سرخ عارض کنایۃً برای معشوق نام نہادند
نتوان گفت کہ این لغت زبان فارسی است -
البتہ استعمال فرس توان گفت مگر حیف است
کہ سندی پیش نشد و دیگر کسی از محققین فرس ذکرش
نکرد (اردو) گل عذار - بقول صاحب آصفیہ
(فارسی وعربی) اسم مذکر گلاب کے سے رخسار والا
معشوق - لال لال گالون والا -

(۱۲۵)

ارغوان خیز | اصطلاح - کنایہ باشد از
خون چکان و فارسیان این را بصفت چشم
آوردہ اند چنانکہ ظہوری گوید (ص) دیدہ
گویا دیدہ ہای ارغوان خیز مرا ۞ گریہ ہای خون
چکان بر زعفران خوش غالبست ۞ (اردو)
خونچکان - اگرچہ یہ فارسی زبان کا مرکب لفظ ہے
لیکن دیدۂ عاشق کی صفت مین کہ سکتے ہین -
جیساکہ رند نے دیدۂ معشوق کو (خونخوار آنکھ)
کہا ہے (دیکھو امیر اللغات مین آنکھ کے صفات)

(۱۲۶)

ارغوان روئیدن | استعمال - بمعنی پیدا
شدن ارغوانست یعنی روئیدن درخت و
گل آوردنش چنانکہ ظہوری گوید (ص) تموز
حسرت آبی در جگر نگذاشتست اما ۞ ہمان
در جویبار گریۂ من ارغوان روئیدہ ۞ (اردو)
ارغوان پیدا ہونا -

(۱۳۲۶) **ارغوان زار** | استعمال - از قبیل لاله زار است که خیابان ارغوان را گویند چنانکه ظهوری گوید (ع) هر سال وظیفهٔ بهار است ؛ از روی تو رنگ ارغوان زار ؛ (ارد و) ارغوان زار اس چمن یا خیابان کو کہ سکتے ہین جس مین ارغوان کے درخت ہون - ارغوان کا تختہ -

ارغوان ساعد | اصطلاح - بقول صاحب آنند از اسمای محبوب است و بہا ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلف گوید که کنایه باشد که سرخ بازو را ارغوان ساعد توان گفت چنانکه میر خسرو گوید (ع) وی رسید آن ارغوان ساعد گل شاهی بدست ؛ داد خسرو را که خدمتگار خسرو خان است این ؛ (ارد و) ارغوان ساعد ارد و مین یار کو کہ سکتے ہین - یعنی وہ جس کے بازو کثرت خون سے سرخ ہون -

(الف) **ارغوانی** | بقول صاحب مؤید یعنی سرخ است صاحب شمس گوید که گل سرخ و صاحب آنند نقل هر دو معنی کند مؤلف عرض کند که بزیادت یای نسبت در آخر ارغوان (ارغوانی) منسوب بارغوان بمعنی سرخ رنگ است و بس از قبیل زعفرانی (ظهوری ع) نیایدم بنظر صد هزار باغ و بهار ؛ ز لاله کاری مژگان ارغوانی خویش ؛ و از همین است

(۱۳۲۸) (ب) **ارغوانی سرشک** | (اصطلاح) کنایه از اشک خون چنانکه ظهوری گوید (ع) سرشک ارغوانی بر جبین زعفران من ؛ تبسم گونه گاهی زکوه لاله رخساری ؛ و از همین قبیل است - - - - - - - -

(۱۳۲۹) (ج) **ارغوانی شراب** | شراب سرخ (صائب ع) ریخت هر خونی که چرخ سنگدل در ساغرم ؛ از هوا جوئی شراب ارغوانی شدم آن (ارد و) الف - ارغوانی - بقول امیر - ارغوان کی طرف منسوب بہت سرخ (ناسخ ع) نظر آتا ہے شیشہ سر بریدہ ہجر ساقی مین ؛ شراب

ارغوانی کم نہین ہے خون جاری سے ؛ مؤلف
عرض کرتا ہے کہ (ارغوانی) کا ترجمہ کامل سرخ ہو
ہماری رائے مین مبالغہ کی ضرورت نہین ہے
اس لئے کہ کمی سرخی کی حالت مین اس کے
خاص نام ہین - جیسے گلابی - پیازی - موتیا -
(ب) اشک خونین - اشک گلرنگ - اشک لالہ گون
اشک گلگون - اشک سرخ کا ذکر امیر نے (آنسو)
کے صفات مین فرمایا ہے - اشک ارغوانی
بھی کہہ سکتے ہین (ج) دیکھو الف -

ارغون | بقول صاحب برہان و رشیدی و
جہانگیری و جامع و سروری و ہفت و سراج
و ناصری بروزن گردون (۱) اسپ تند
و تیز را گویند (حکیم قطران ؎) ترا چہ نالۂ کوس و
چہ نالۂ ارغون ؛ بروز جنگ چو باشی نشستہ بر
ارغون ؛ (اسدی ؎) ہزار اسپ دیگر بزین
ستام ؛ ز ارغون و از تازی تیزگام ؛ صاحب شمس
و مدار الافاضل صراحت کند کہ اسپی را (ارغون)
گویند کہ از جانبی ترکی بود و از جانبی تازی مؤلف
عرض کند کہ صاحبان تحقیق این را لغت فارسی
زبان گفتہ اند و بخیال ما لغت ترکی است مخفف
ارغنون یا ارغوان و ترکان اسپی را نام نہادہ
باشند کہ از ترکی و عربی پیدا شدہ حیف است
کہ کتب لغات ترکی زبان ازین ساکت و محققین
فرس از صفات این صراحت کافی نہ کردہ اند
اگر تخصیص با کثرت رنگ سرخ باشد عجبی نیست
کہ مخفف ارغوان و اگر خصوصیتی در آواز دارد
یا اینکہ از آوازہای گوناگون رم نکند مخفف
ارغنون باشد و رای این ممکن است کہ بوجہ
صفت تندی و تیزیش و رغبت مخلوق این
قسم اسپ را استعارۃً از ارغنون - (ارغون)
نامش نہادہ باشند یا اینکہ فارسیان بر لغت
رغن کہ در عربی زبان بقول صاحب منتخب
بالفتح بمعنی گوش دادن و قبول کردن است
بزیادت الف وصلی در اول و واو زائد درمیان

کلمه هیچو (افتادن و اوفتادن) ارغون کرده باشند
و برای اسپی نام نهادند که بر حکم راکب گوش دهد
و اطاعت کند که از بهترین صفات اسپ عربی
است ما بدریافت وجه تسمیهٔ این جگر کاوی بها
کردیم و چنانکه باید بمقصد نرسیدیم و الله اعلم ۔
(اردو) فارسی یا ترکی مین اس گھوڑے کا نام
جو عربی اور ترکی سے پیدا ہوا ہو ارغون ہے
(۲) ارغون ۔ بقول برہان و جہانگیری و جامع
و بہار و ہفت مخفف ارغنون که ساز معروف است
(که گذشت) صاحبان رشیدی و سراج بر ساز
معروف قناعت کنند و گویند که وضع افلاطون
است و نه گویند که مخفف (ارغنون) بلکه مرادفش
(و کذا فی الغیاث) صاحب سروری سند این
از کلام حکیم قطران آورده که بمعنی اول مذکور
شد ۔ بخیال ما این همان (ارغن) است که تحتش
گذشت لغت ترکی است و مخفف ارغنون
و دیگر هیچ ۔ (اردو) دیکھو ارغن ۔

(۳) ارغون ۔ بقول وارسته و بهار قومی از
ترکان و بقول ناصری و سراج و رشیدی قبیلهٔ
از ترکان ۔ صاحب جهانگیری گوید که بزبان ترکی
نام قومی از ترکان ۔ صاحب شمس فرماید که بمعنی اصل
ترکان است مؤلف گوید که همان (ارغن)
باشد که بضم غین به جای خودش گذشت ۔ ترکان
بقاعدهٔ رسم الخط خود برای اظهار ضمهٔ غین
معجمه بواو نوشته باشند و فارسیان نقلش کرده اند
شک نیست که این لغت ترکی است و صاحب
لغات ترکی این را نوشته فرماید که قومی است
از مغل و ما ذکر این بر ارغن کرده ایم (اردو)
دیکھو ارغن کا نمبر ۲ ۔
(۴) ارغون ۔ بقول بهار و وارسته نام
پادشاهی ۔ صاحب سراج و سروری فرماید که
نام یکی از ملوک چنگیزیه که پسر ابقای خان بن هلاکو خان
باشد (ظهوری ۔ ع) بگسلانید ارغنون هر رشته
تار قانون و شهرت ارغون ۔ صاحب سراج گوید

که بدین معنی ظاهر ترکی است و مؤلف را با او
اتفاق است و عجبی نیست که ترکان (ارغُن) مخفف
(ارغنون) را برای اظهار غنّهٔ غین معجمه به واو
نوشته باشند و فارسیان نقلش برداشته و نظر بر
آواز خوش مسمّی او را بدین نام موسوم کرده باشند
والله اعلم مخفی مباد که یکی از ملوک چنگیزیه را
ارغون نام بمعنی خیر است (اردو) ارغون
ایک بادشاه کا نام جو ملوک چنگیزیہ سے تھا -
(۵) ارغون - بقول وارسته و بهار بحوالهٔ ظفرنامهٔ
شرف الدین یزدی نام جائی نیز - دیگر صاحبان
تحقیق ذکر این نکرده اند و عجبی نیست که این مقام
از شاه ارغون تعلقی و نسبتی دارد که بنامش موسوم
شد والله اعلم (اردو) ایک مقام کا نام
ارغون ہے -

(الف) **ارغیدن** | خان آرزو (ب) فرماید
(ب) **ارغیده** | که بر وزن (غمدیده) در
برهان بمعنی غضبناک و خشم آلود گفته و معلوم میشود
که ظاهرا تصحیف است و صحیح همان ارغنده
است بر وزن ارزنده (که گذشت) و نیز
این دو طور از اوزان اسم فاعلست که
می آید و آن نمی باشد مگر در مشتق چنانکه
از (دویدن) دونده - به نون (دوویده) بیای
معروف هر دو آمده و (ارغنده) جامد است
نه مشتق و فرق در هر دو اسم فاعل آن است
که آنچه بنون باشد افادهٔ معنی اسم فاعل کنند
بر سبیل تجدد و حدوث و آنچه بیای تحتانی است
افادهٔ اتصاف فاعل کند بر سبیل ثبوت و
استقرار و اتصاف در اوّل گویا بوئی از استقبال
و حال دارد و در دوّم بوئی از ماضی - اگرچه
ذوات ازمنه را در معانی اسمی دخلی نباشد و این
تفاوت گویا همان تفاوت اسم فاعل و صفت
مشبهه ست در زبان عربی و لفظ دوّم از عالم
صفت مشبهه باشد و لهذا در غیر فعل لازم
نیاید و در متعدی صیغهٔ اسم مفعول می گردد چنانکه

بریده بمعنی بریده شده آمده الحاصل چون (ارغیدن) مصدر را (ارغنده) نیامده بلکه همان ارغند است که های در آخر آن زیاد کرده اند پس (ارغیده) بیای معروف صحیح نباشد (انتهی) صاحبان برهان وهفت واننده (ب) را بروزن (غمدیده) بمعنی غضبناک وخشم آلوده گفته اند مؤلف عرض کند که نقصانی نباشد که الف را مصدر گیریم اگرچه متروک التصریف واز کتب لغات وفرهنگهای موجوده هم متروک است چنانکه بر (ارغنده) ذکرش کرده ایم - اندرین صورت (ارغیدن) بمعنی (آروغیدن) باشد - هرگاه (اروغ) را ترکیان (اُرغ) هم گرفته اند پس (ارغیدن) از (ارغ) همچنان است که (اروغیدن) از (آروغ) اندرین صورت معنی حقیقی این (آروغ زدن) باشد و مجازاً خشمناک شدن وآواز برآوردن همچو (ارغنده شیر) و (ارغنده گرگ) و (اغنداب) که مشتق باشد از (الف) پس اسم فاعل این نیز از قبیل (دونده ودویده) (ارغنده وارغیده) گرفتن عیبی نباشد واین قیاس بهتر از آنست که ارغیده را تصحیف قرار دهیم بنا بر علیه ما را با خان آرزو اتفاق نیست ولی معنی بر صواب است (اردو) دیکھو ارغنده

ارقالو بقول صاحب انند بحوالهٔ فرهنگ فرنگ - بالفتح وضم فوقانی لغت فارسی است نوعی از پیرهن دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد ومحققین ترکی زبان هم این را نه نوشته اند بخیال ما اصل این (الخالق) باشد صاحب انند نوشته که (الخالق) بالکسر وبکسر لام ثانی - بترکی پوشاک معروف که زیر قبا پوشند وصاحب غیاث این را بالفتح اول وضم لام ثانی نوشته وتسامح صاحب انند است که بحوالهٔ غیاث نوشت ودر اعراب حروف اختلاف کرد - فارسیان بقاعدهٔ خود رای مهمله را بلام و خای معجمه را بقاف بدل کرده (ارقالق) کرده باشند همچو (چنار وچنال) و (چخماخ وچقماق) ونقل نویسان چابکدست (لق) را بشکل (لو) نوشته باشند به تخفیف دائرهٔ قاف ورفته رفته درای مهمله

گردن لام بکوتاہی گرائید ونقطہ ہای قاف بقبضہ اش درآمدہ بیچارہ قاف راصورت واو
باقی ماند ولام مرکب حلیۂ تای فوقانی اختیار کرد وصاحبان انندو فرہنگ فرنگ بصراحت
حلیۂ لفظ (ارقالق) را (ارقاتو) کردند ما از معاصرین ترک تحقیق کردہ ایم کہ این لباسی است کہ
آستین ندارد ہمچو عبا بالای کفنین قائمش کنند وساتر ظہر باشد وبس۔ مخفی مباد کہ در ترکی
زبان (ارقہ) پشت را گویند (کذا فی کنز) پس معلوم می شود کہ وجہ تسمیۂ (ارقالق) معنیٰ دارد
اگر (ارقاتو) را بقول صاحبان فرہنگ فرنگ وانند صحیح پنداریم گوئیم کہ مرکب است
از (ارقہ) و (تو) فارسیان ہای آخرۂ (ارقہ) را بالف بدل کردند ہمچو (خارہ وخارا) وبالفظ
(تو) مرکب ساختند کہ بقول برہان بضم اول بمعنی پردہ وتہ ولای باشد پس (ارقاتو) بمعنی
پردۂ ظہر کنایہ باشد از لباسی کہ ساتر پشت باشد۔ این است حقیقت این کہ اکثر محققین تبر
آن فارغ شدند وبعض شان بنقل نگاری قانع۔ (اردو) ارقاتو یا (ارقالق) ایک لباس
کا نام ہے جو مثل عبا ساتر پشت ہے اور آگے سے کھلا ہوا۔

ارقالق معاصرین ترک لباسی را گویند کہ ہمچو عبا۔ ساتر پشت است بیان مفصل این بر (ارقاتو) گذشت (اردو) دیکھو ارقاتو۔

ارقالی بقول صاحبان بول چال وبہار وروزنامہ ہمان ارغالی است کہ گذشت ماصراحت کافی ہم رانجا کردہ ایم (اردو) دیکھو ارغالی۔

(الف) **ارقام** بقول صاحب منتخب (۱) بالفتح خطہا واین لغت عربی است صاحب
شمس واانند گوید کہ (۲) بالکسر بمعنی نوشتن صاحب تحقیق الاصطلاحات فرماید کہ مصدر
است از باب افعال از رقم ولیکن در کلام عرب بدین معنی نیامدہ وفارسیان استعمال این کنند

و احترازنا ازان واجب - صاحب ازاحۃ الاغلاط گوید کہ آنچہ ہندیان بمعنی نوشتن نگارند وایرا
مصدر باب افعال انگارند (چنانچہ جلال لکھنوی مؤلف رسالۂ تنقیح اللغات نوشتہ (حاشیہ)
نسبت آن بعض اجلۂ عصر نوشتہ اند کہ در کتب لغات عربی یافتہ نمی شود و در استعمال فارسیان
نہ مرا اقرار است و نہ انکار (انتہی) **مؤلف** عرض کند کہ تا در کلام فرس - - - - - - -

(ب) **ارقام کشیدن** | را یافتہ ایم بمعنی نوشتن ولیکن رای ما اینست کہ این را بالفتح اول
خوانیم بمعنی خطہا کشیدن و کنایہ باشد برای نوشتن چنانکہ انوری گوید (ــہ) گہ بکلک و شہاب
دست اثیر ٭ بفلک برہمین کشد ارقام ٭ پس اگر استعمال (ارقام) با مصادر دیگر ہم یافتہ شود
بالفتح خوانندش عیبی ندارد والبتہ صاحبان انند و شمس تسامح کردہ اند کہ (الف) را بالکسر بمعنی
نوشتن نوشتہ اند (اردو) الف (۱) خطوط خط کی جمع (مذکر) (۲) لکھنا - امیر نے (ارقام کرنا)
پر لکھا ہے کہ ارقام اردو مین لکھنا کے معنی مین مستعمل ہے مگر عربی اور فارسی مین ترقیم
ہے شمس اللغات اور فردوس اللغات کے سوا کسی مستند لغت مین نہین دیکھا گیا -
اس لئے صحیح نہین معلوم ہوتا (سودا ــہ) یہ قصد خامہ ہے اب اسکی مدح غایت سے ٭
کرے یہ مطلع انور حضور مین ارقام ٭ (ناسخ ــہ) کیا منہ سے نیک و بد مین نکالون کہ رات
دن ٭ اخبار کوئی کرتے ہین ارقام راتدن ٭ (ب) دیکھو الف کا نمبر (۲)

ارقان | بقول صاحب برہان بر وزن درمان بلغت رومی (۱) حنائی باشد کہ بر دست و
پا نہند - خوردن نیم مثقال ازان قولنج را بگشاید و چون طفلی را آبلۂ ابتدائی برآوردن باشد
قدری برکف پای او مالند ایمن بود ازانکہ زچشم او برآید و باین معنی بجای نون قاف ہم نظر آمدہ

و بلغت مغرب الاقصی (۲) نوعی از یا دام کوہیست کہ آن را لوز البربر گویند و روغن آن را
زیت الہرجان خوانند۔ صاحبان ہفت و انند ہم ذکر این کردہ اند و صاحب محیط بر ارجان
نوشتہ کہ مرادف (ارقان) است بمعنی دوم و بر (ارقان) فرماید کہ ہمان (ارقون) و (ورقان)
کہ اسم حنا ست و بر حنا نوشتہ کہ بیونانی (ارقان) و (ایرقان) و (ارقون) و برومی (شنبہ)
و (فعلوسیون) و بسریانی (نورفر) و (کفرا) و در انگلیسی (لاسونیا ایلبا) و بہندی (مہندی)
گویند و آن نباتی است معروف کہ بدان موی را خضاب کنند۔ دو قسم است کرمانی و تبریزی
بہترین آن کرمانی است سبز رنگ گویند نر و مادہ باشد۔ سرد و خشک در اول و گویند در دوم
و بقول شیخ سرد در اول و خشک در دوم و گویند گرم باعتدال و در آن تحلیل و تجفیف بلا لذع
و اذیت است و ریاح را پراگندہ کند و تفتیح افواہ عروق نماید و منافع بسیار دارد (الخ)
مؤلف گوید کہ خواص و مزاج طبی این بمعنی دوم بر (ارجان) ذکر کردہ ایم مخفی مباد کہ
(ارقان) بالکسر در عربی زبان بمعنی خضاب کردن ریش را بحنا یا زعفران آمدہ پس عجبی
نیست کہ رومیان یا یونانیان این نام را برای حنا از لغت عرب گرفتہ باشند واللہ اعلم
انچہ صاحبان برہان و ہفت این را بقاف پنجم (ارقاق) ہم گفتہ اند جز این نیست کہ تحریف
باشد (اردو) (۱) مہندی۔ دیکھو اران کے دوسرے معنی (۲) دیکھو ارجان کا نمبر (۱)

ارقش | بقول برہان و جامع بروزن ورزش (۱) بمعنی فہمیدہ و کاردان باشد و در
جای دیگر بجای قاف۔ فای مفتوح نوشتہ (۲) بمعنی قافلہ و کاروان واللہ اعلم صاحب
ہفت نقل آن کردہ صاحب سروری بہ قاف سوم مکسور ذکر معنی دوم نمودہ۔ صاحب

اند گویدکہ لغت فارسی است و در ہر دو معنی با برہان متفق۔ صاحب مؤید این را بہ فای مکسور بمعنی دوم و بذیل لغات ترکی نوشتہ و صاحب لغات ترکی گوید کہ بفتح اول و سکون ثانی و کسر قاف بمعنی کاروان است مؤلف گوید کہ لغت ترکی است و قول محقق آخر الذکر اعتبار را شاید۔ صاحب مؤید جلیہ لفظ را نہ نوشت و بحذف یک نقطہ قاف (ارفش) بہ فا نوشت و محققین فرس چہ قدر محتاط اند کہ فا و قاف ہر دو را بیان کردہ اند و قافلہ را ہمید خواندہ اند و کاروان را کہ مرادف قافلہ است کاروان بدال مہملہ نوشتند و این چیزی نیست بجز تصرف و تحریف نقل نویسان بالجملہ بہ تحقیق ما صحیح (ارقش) است بمعنی قافلہ و کاروان و در استعمال فرس متروک (اردو) قافلہ۔ بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مذکر لغوی معنی سفر سے واپس پھرنے والا گروہ۔ کاروان۔ مسافرون یا تاجرون کا گروہ۔

ارک بقول صاحب برہان بفتح اول و سکون ثانی و کاف فارسی (۱) قلعۂ کوچکی کہ درمیان قلعہ بزرگ سازند۔ صاحب رشیدی و ناصری گوید کہ ہر قلعۂ کہ درون قلعہ باشد (ارک) است صاحب جہانگیری فرماید کہ قلعۂ درون را مانند (فرخی ع) آنکہ بکشاد بیک تیر دژ ارک زرنگ: خان آرزو در سراج گوید کہ (ارک) بالفتح و کاف تازی است۔ صاحب انند صراحت کند کہ این لغت فارسی است مؤلف گوید کہ بقول صاحب لغات ترکی بکاف عربی و فتح رای مہملہ لغتی است ترکی بمعنی قلعۂ کہ عمارات شاہ دارد (انتہی) پس این تصرف فارسیان است کہ رای مہملہ را ساکن کردند نسبت کاف فارسی ما با محققین فرس اختلاف داریم و باخان آرزو اتفاق کہ بکاف تازی نوشتہ محققین فرس در تحقیق و تعریف این غور نفرمودہ اند کہ قلعہ درون

قلعہ یا قلعۂ کوچکی در میان قلعۂ بزرگ را (ارک) گفتند و تعریف حقیقی این ہمان باشد کہ صاحب لغات ترکی ذکرش کردہ معاصرین عجم ہم قلعۂ محل بادشاہی را (ارک) بکاف عربی می گویند صاحب بول چال و رہنما - و روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ اند (اردو) وہ قلعہ جس مین بادشاہی محل ہو - شاہان سلف اپنے دار السلطنت اور محل شاہی کو قلعہ ہی مین قائم کرتے تھے جس کو ترکی زبان مین آرک کہتے تھے (مذکر) صاحب روزنامہ نے اسکا ترجمہ گڑہی کیا ہے اور بقول صاحب آصفیہ گڑہی اسم مؤنث (ہندی) قلعچہ - چھوٹا سا قلعہ دکن مین گڈہی اس قلعہ نما عمارت کو کہتے ہین جو حاکم مقامی دیہات مین اپنے قیام گاہ کے لئے بناتا ہے -

(۲) ارک - بقول برہان نام حصاریست در ولایت سیستان - صاحب رشیدی گوید کہ قلعہ سیستان را (اوک) نام است نہ (ارک) صاحب جہانگیری متفق با برہان (استاد فرخی ؎) خنگہا کردہ چو جنگ دشت بلخ ؛ قلعہا کندہ چو ارک سیستان ؛ (ولہ ؎) شاہی کہ فتح ہاست مرا و را چو فتح ارک ؛ شاہی کہ جنگہاست مرا و را چو جنگ خوان ؛ خاقان آزر ودر سراج این را بکاف تازی آوردہ و تذکرۂ با صاحب رشیدی ہم متفق - مؤلف گوید کہ ہمان (ارک) است کہ بر نمبر (۱) گذشت - باشد کہ قلعہ سیستان را کہ در و مستقر شاہ باشد بطور خاص آرک نام نہادہ شد و (اوک) قلعۂ دیگر باشد در سیستان کہ ذکرش بجای خودش می آید - ہرگاہ سند استعمال موجود است و صاحبان تحقیق تصدیق ہم کردہ اند پس وجہی نیست کہ (ارک) را (اوک) گوئیم نسبت کاف فارسی عرض میشود کہ اصح بکاف عربی است چنانکہ بر نمبر (۱) ذکرش کردہ ایم (اردو)

ایک خاص قلعہ کا نام (ارک) ہے جو سیستان مین واقع ہے۔ (مذکر)

(۳) ارک۔ بقول برہان وجہانگیری بزبان علمی اہل ہند اسمی است از اسامی نیر اعظم کہ آفتاب باشد مؤلف گوید کہ صاحبان برہان وجہانگیری درینجا تسامح کردہ اند کہ (ارک) را بکاف فارسی نوشتہ اند۔ بقول صاحب ساطع کہ محقق زبان سنسکرت است (ارک) بکاف عربی بالفتح وسکون دوم نام خورشید و (ارگ) بکاف فارسی مار یعنی افعی۔ ہرگاہ فارسیان این را برای نیر اعظم استعمال نکردہ اند بیانش ضرورتی نداشت واضح باد کہ (ارک) بکاف عربی در سنسکرت نہ صرف برای خورشید نام [illegible]ت بلکہ در سنسکرت نباتی را ہم (ارک) گویند کہ غذای ابابیل است (اردو) ارک۔ زبان سنسکرت مین آفتاب اور ایک پودے کا نام ہے جو ابابیل کی غذا ہے اور (ارگ) بمعنی سانپ (مذکر)

(۴) ارک۔ بقول برہان بفتح اول وثانی ریسمانی باشد کہ گاہی بر درخت آویزند و بران نشینند و در ہوا آیند و روند و گاہی بر پای اسپ و استر بندند و در علف زار رہا سر دہند تا بچرد و باین معنی بضم اول وثانی ہم مشہور است۔ خان آرزو در سراج ذکر معنی برہان واختلاف با و این را با کاف تازی گوید۔ و بحوالہ سروری فرماید کہ بدین معنی (اورک) بہ واو دوم آمدہ مؤلف عرض کند کہ (اورک) ہمین معنی بکاف عربی در برہان ہم بجایش مذکور و تحقیقش ہم ہمدر انجا کنیم اگر (ارگ) را بقول برہان با کاف فارسی لفظ مستقل بدین معنی گیریم استعارہ باشد از (رگ) کہ فارسیان بزیادت الف زائد در اولش ریسمانی را نام نہادند کہ ذکرش بالا مذکور شد۔ بدین وجہ کہ از دوران خون تحرکی در رگہای شود و (رگ) با رسن مشابہت تصوری ہم دارد

باشد کہ استعارۃً رسن را (ارگ) گفتہ باشند یا اینکہ این را از زبان سنسکرت گرفتہ باشند کہ (ارگ) بمعنی مار وافعی آمدہ (کذا فی الساطع) پس رسنی را کہ در ہر دو صورت مبنیہ بالا تحریکی دارد استعارۃً بہ تشبیہ مار - از (ارگ) موسوم کردہ باشند واللہ اعلم (اردو) رسّی کا جھولا جو درختوں کی شاخوں پر ڈالا جاے (مذکر) یا وہ رسّی جو چرنے کے وقت چارپایوں کے پاؤں میں باندہ دیتے ہیں (مؤنث)

(۵) ارک - بقول صاحب رشیدی بالفتح نام ولایتی است حوالی الآن چنانکہ نظامی گوید (ع) ستیزندہ روسی زالآن وارک * مؤلف گوید کہ درین مصرع معنی اوّل یا دوم ارگ زیادہ ترچسپان است و صاحب منتخب این را بکاف عربی نوشتہ گوید کہ درعربی زبان نام موضعی است - صاحب غیاث معنی اوّل الذکر بکاف عربی گفتہ (اردو) ارگ یا ارک ایک ولایت کا نام ہے اور نیز (ارک) ایک موضع کا نام -

ارکاک بقول صاحب برہان وجہانگیری بکسر اوّل وسکون ثانی با کاف بالف کشیدہ وبکاف دیگر زدہ باران قطرۂ کوچک را گویند کہ نرم باران باشد - خان آرزو در سراج فرماید کہ بہ ہندی ترجمۂ این پھہار است وہر دو کاف تازی است - صاحب رشیدی از شہاب الدین خطّاط سندی آوردہ (س) یک قطرہ ز ارکاک کف راد تو شاہا * تشویر دہ قلزم و عمّان و محیط است * بقول صاحب جامع ریزہ باران وبقول ناصری وہفت بالفتح باران خورد قطرہ صاحب شمس فرماید کہ بالکسر باران وبالفتح انگشت است واین لغت ترکی است وصاحب مؤید نذیل لغات ترکی گوید کہ بالفتح انگشت صاحب انند بحوالۂ منتہی الارب فرماید کہ بالکسر لغت عرب باشد بمعنی باران ریزہ باریدن وباران ریزہ رسیدن وبہ تکرار این نوشتہ

کہ فارسی است - بمعنی باران خرد و قطرۂ کوچک باشد - صاحب منتهی الارب فرماید کہ (ارک) بالکسر و بالفتح باران نرم ریزه و (ارکاک - بالفتح) و (رکاک - بالکسر) جمع آن و (ارکاک) بالکسر مصدر این از باب افعال - صاحبان کنز و لغات ترکی این را ترک کرده اند - محقق مابعد الذکر (ایرکاک) بمعنی تر نوشته مؤلف عرض کند کہ این لغت عرب است بفتح اول بمعنی باران ریزها - نہ فارسی است و نہ ترکی - از سند شهاب الدین خطاء هم معنی جمع پیدا است محقق فرس ناحق این را لغت فارسی قرار داده و در بیان معنی هم تصرف کرده کہ جمع ... آنچه ترکان ایرکاک را بمعنی تر گرفته اند عجبی نیست کہ از لغت عرب گرفته باشد ... خورد یا تحتانی برای اظهار کسره زیاده کردند و جاز آن تر را گفتند (اردو) ... ریزه -

ارکشیدن استعمال - بمعنی اره کشیدن است کہ (ار) بمعنی (اره) بجایش گذشت (اثیر الدین اخسیکتی ع) کلک مانی طبعش آن استاد چابک صورت است * کار و اندر دستگاه صنعتش ارمی کشد * مؤلف گوید کہ شاعر نازک خیال بہ لطافت مضمون سیف را تابع قلم کرده است گوید کہ در کارگاه صنعت کلک ممدوح کارد (کہ تراشنده قلم است) شیخ کلک شد یعنی خدمت (ار کشی) تفویض او ست و ... همانست کہ بعد از آنکه از قلم صنعتی بظهور آید حک و فک آن از کارد متعلق است (اردو) بقول امیر - آرا کشی کرنا - آرا چلانا - آنچہ (آرا یا آری کھینچنا) پر فرمایا ہے کہ تشبیہ بصورت جمع بجا معنوں میں سر گرون - جان اور دل کو ساتھ مستعمل ہی

ارکونتن بقول برهان و هفت و انند بانون و تای قرشت بر وزن پہلو شکن بلغت ژند و پاژند بمعنی بخشیدن و بخشایش باشد صاحب جهانگیری در دستور چهارم خاتمۂ کتاب

بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ و صاحب موارد ہم این را بہمین معنی آوردہ مؤلف گوید کہ این ماخوذ باشد از (ارکون) کہ در فارسی قدیم حاکم و افسر اعلیٰ را گویند و مبدل و مفرس (ارخون) است کہ بزبان یونانی بہمین معنی آمدہ - صاحبان سوار السبیل و انند ذکر آرخون کردہ اند بقاعدۂ فارسی خای معجمہ بکاف عربی بدل میشود ہمچو (خمان و کمان) بالجملہ معنی لفظی (ارکونتن) کار افسرانہ و حاکمانہ کردن و مجازاً بمعنی بخشیدن مستعمل و حاصل بالمصدر بمعنی بخشایش ہم بر وزن مصدر آمدہ (اردو) بخشنا - اس کا حاصل بالمصدر بخشش ہے - بقول صاحب آصفیہ (بخشنا) بمعنی عفو کرنا - معاف کرنا -

ارکیا بقول صاحب برہان و ہفت و انند بر وزن اصفیا بلغت ژند و پاژند جوی آب را گویند - صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ (ارکی) بقول انند بحوالۂ منتہی الارب در عربی زبان بمعنی بسیار ست است پس بدین وجہ کہ جوی سست رفتار است فارسیان قدیم بزیادت الف زائد در آخر (ارکیا) برای جوی نام نہادہ باشند و این کنایہ باشد (اردو) ندی - دیکھو ارغا -

ارک ہمان (ارک) است کہ بکاف عربی گذشت - تعریفش ہمہ را انجا کردہ ایم و از ماخذ ہم بحثے (اردو) دیکھو (ارک)

(الف) **ارگجہ** صاحب انند گوید کہ بالفتح و جیم تازی بر وزن مضمضہ (فارسی) نوعی از خوشبوئیہا - مرکب از صندل و گلاب و کافور و مشک و عنبر و روغن سمن و این لفظ ہندی است (انتہی) مؤلف گوید کہ مقصودش جز این نباشد کہ فارسیان از لغت ہندی گرفتہ اند - صاحب

غیاث اللغات بامعنی بیان کردکلا ند) متفق صاحب ساطع کہ محقق (سنسکرت) است فرماید کہ (ارگجا) بالفتح - مذکر - خوشبوئی است زرد رنگ کہ از صندل وعطر وغیر آن سازند وبقولش (ارگجی) جامۂ کہ آنرا بارگجا رنگ کردہ باشند مؤلف گوید کہ استعمال این را در فارسی بجز دو محقق معاصر ہندی نژاد دیگر کسی از محققین اہل زبان ذکرنکردہ و معاصرین عجم ہم ازین ساکت نعمت خان عالی این را نظم کردہ (ے) بخودی تنگ در آغوش کشیدہ است مرا آن قبا تا بر دوش ارگجہ پوش آمدہ است ؛ مؤلف گوید کہ - - - - - - - - -

ارگچہ پوش | (ب) ارگچہ پوش در ین شعر بمعنی (ارگجہ مالیدہ) مستعمل است یعنی (ارگچہ پوشدن قبا) یعنی قبائی مستعمل است کہ ارگچہ بر و مالیدہ باشند (اردو) (الف) ارگجا - بقول امیر (ہندی) مذکر - ایک مرکب عطر کا نام (سودا تپنگ باز کی ہجو مین ے) مونڈھون پہ ارگجا ملے ہے جب ؛ زرد اسکو دو باز کہتے ہین سب ؛ (میر حسن ے) اور اسپر ارگجے کا عطر مل مل ؛ سلیقے سے لگا ماتھے پہ صندل ؛ مؤلف عرض کرتا ہے کہ دکن مین (ارگجا) ایک خاص قسم کے منجمد - خوشبودار - زرد رنگ مرکب کا نام ہے جسکو مثل عطر کے جسم پر ملتے ہین خصوصًا سردی کے موسم مین - ہاتھون پر بعد غذا اور نیز چہرے پر تاکہ سردی جلد دفع ہو جاے اور جلد تڑکنے نہ پاے - دلہنون کے لئے بلا لحاظ موسم اور تقاریب تعزیت مین (ارگجا) کی ایک خاص قسم مستعمل ہے (ب) ارگجا ملا ہوا -

ارگلی | بقول ضمیمۂ برہان گوسپند دشتی را گویند - صاحب آنند بحوالۂ فرہنگ فرنگ صراحت کند کہ بفتح اول وثالث وکسر لام لغت فارسی زبان است دیگر کسی از محققین فرس

ذکر این نکرد مؤلف گوید که جز این نباشد که این مرکب است از (ار) که بلغت ترکی مجازاً صاحب را گویند و (گلی) بیای نسبت منسوب به گِل و صاحب منسوب به گل بزکوهی را بدین وجه نام نهاده باشند که بر غذای سنگ پارها و گلِ صحرائی بسر می برد گویند که در بزکوهی و دشتی فرق است نازک - بزکوهی محتاج به علف نیست سنگ ریزها غذای اوست و همچنین بز دشتی خاک می لیسد و احتیاج به چریدن کاه ندارد (اردو) جنگلی بکرا - مذکر -

ارگنج | بقول صاحب برهان و جامع و هفت بضمّ اوّل و سکون ثانی و کاف فارسی بنون و جیم زده نام شهریست از ولایت خراسان که در سرحد ماوراالنهر واقع است - خان آرزو در سراج فرماید که پای تخت خوارزم است و بحوالهٔ رشیدی گوید که این ترکی است و بفارسی (گرگانج) خوانند - صاحب برهان بر (گرگانج) نوشته که نام دارالملک ولایت خوارزم باشد و معرّب آن (جرجانج) و ترکان ارگنج خوانند (انتهی) - صاحب (لغات ترکی) آورده که بضمّ همزه و سکون رای مهمله و فتح کاف فارسی و نون خفی و سکون جیم - نام شهریست (انتهی) بخیال ما معنی ترکیبی این در ترکی زبان نو پیداست مرکب از (ار) و (گنج) و (ار) بمعنی صاحب است و (گنج) بمعنی تازه و حدوث - اگرچه تسمیهٔ این مطابق خیال ما باشد باید که این را بالفتح خوانیم نه بالضّم ولیکن معروف بضم است (اردو) ارگنج - زبان ترکی میں ایک شہر کا نام ہے جو پایہ تخت خوارزم ہے (مذکّر)

ارگیله | بفتح اوّل و کسر کاف فارسی و فتح لام بقول صاحب بول چال و در روزمرّهٔ عجم بمعنی قلیان باشد صاحب سوا السبیل این را بکاف عربی نوشته گوید که عوام این را بجای

(نارجلیہ) استعمال نمایند و بر (نارجلیہ) فرماید کہ بمعنی قلیان و در سنسکرت (نارگیل) نام است چہ قلیان عموماً از نارجیل می باشد مؤلف عرض کند کہ (نارگیل بکاف فارسی) در فارسی زبان اسم (نارجیل) است و (نارجیل) معرب ہمان (نارگیل) و این را در سنسکرت (نارپر) و (ناریل) گویند۔ انچہ صاحب سواالتبیل ترجمۂ قلیان در زبان سنسکرت (نارکیل) بکاف عربی نوشتہ است بہ تحقیق ما نرسید و این تحقق است کہ موجد قلیان در ابتدا این را از (نارجیل) درست کرد و فی زماننا ہم قلیان کشان۔ قلیانی را ترجیح دہند و پسند کنند کہ از نارجیل ساختہ شود گویند این جور قلیان بوی خوشی و لطافتی خاص دارد بالجملہ بخیال ما (ارگیلہ) مخفف (نارگیلہ) باشد کہ نون اول را حذف کردند و در (نارگیلہ) خبر این نیست کہ ہای نسبت در آخر نارگیل زیادہ کردہ نام قلیان نہادند کہ منسوب است بنارگیل (اردو) حقہ۔ بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ قلیان۔

ارلاد بقول صاحب ناصری بر وزن فرہاد بمعنی ہرگز و اصلا و قطعاً۔ فرماید کہ بہمین معنی در وساتیر آمدہ و صاحب انند نقل این کردہ مؤلف گوید کہ عجبی نیست کہ این اسم جامد ژندو پاژند باشد و فارسیان لفظ (زنہار) بہمین معنی از (ارلاد) ساختہ باشند و (زنہار) مبدل (ارلاد) باشد یعنی حرف اولش (الف) را بقاعدۂ خود بہ زای ہوز بدل کردند ہمچو (اروغ) و (زروغ) و حرف دوم یعنی رای مہملہ را بہ نون ہمچو (تار) و (تان) و حرف سوم یعنی لام را اول بہ رای مہملہ ہمچو (الوند) و (اروند) و بازرای مہملہ را بہ ہای ہوز ہمچو (ہوبر) و (ہوبہ) مخفی مباد کہ در حرف سوم دو تبدیل واقع شدہ۔ پس حرف چہارم یعنی الف را بجالش قائم داشتند

وحرف پنجم یعنی دال مهمله را اول بلام بدل کردند همچو (دغ) و (لغ) و باز لام را به رای
مهمله بدل ساختند مثالش بالا گذشت - نتیجهٔ این همه تبدیل ها باشد که (ارلاد) بزبان حال (زنهار)
شد بتصرف درحرکات (اردو) هرگز - بقول آصفیه (فارسی) تابع فعل - زنهار - کبھی - کسی وقت - کبھی نہیں

ارلاس | بقول صاحب ناصری نام عقل فلک عطارد - صاحب انند نقلش برداشته
و دیگر کسی از محققین فرس این را نه نگاشته معلوم میشود که این اسم جامد ترند و پاژند است
و مراد از عقل ثامن که با فلک هشتم یعنی فلک عطارد از عقل سابع پیدا شد صاحب غیاث
بلفظ (عقول) صراحت می کند که حق تعالی اول یک فرشته پیدا کرد پس آن فرشته - یک فرشته
دیگر و یک آسمان پیدا کرد و بعده از فرشته دوم یک فرشته و آسمان سوم و هم برین ترتیب ده
فرشته و نه آسمان پیدا شد و همین ده فرشتگان را عقول عشره گویند و فرماید که نزد حکما زیاده
ازین متحقق نیست (انتهی) **مؤلف** عرض کند که آغاز این حساب از فلک نهم است بهمین
سبب ما عطارد را با فلک هشتم حساب کرده ایم و اگر شمار این از فلکی کنیم که با ما قریب تر است
اندرین صورت فلک عطارد - فلک دوم باشد - مخفی مباد که صاحب غیاث عقل را (فرشته)
نوشته است و صاحب کاشف الاصطلاحات صراحتی که کرده است - در آن هر یک فرشته
بیان کردهٔ غیاث را عقل نام نهاده پس فرشتهٔ موکل فلک عطارد را فارسیان قدیم (ارلاس)
گفته اند و وجه تسمیهٔ این هیچ به تحقیق نه رسید - اجمال بیان اول الذکر را به تفصیل ذیل واضح
کرده ایم - صاحب کاشف الاصطلاحات فرماید که بقول حکما باری تعالی عقل کل را پیدا
کرد که سه اعتبار دارد (۱) وجودش برای ذات خود و (۲) وجوبش با غیر و (۳) امکانش

برای ذات ۔ پس بلحاظ این اعتبارات ثلاثہ : عقل کل یا ۔

(الف) از عقل اول سہ چیز صادر شد با عتبار وجود (۱ عقل ثانی) و با عتبار وجوب بالغیر ۔ ۲ نفس) و با عتبار امکان ۔ ۳ ۔ جسم و ہمین است فلک الافلاک یا فلک اوّل پس

(ب) از عقل ثانی پیدا شد (عقل ثالث یا فرشتۂ سوّم) و فلک ثانی کہ از حساب زمانیان فلک ہشتم است)

(ج) از عقل ثالث پیدا شد (عقل رابع یا فرشتۂ چہارم) و فلک ثالث یا فلک ہفتم کہ متعلق بہ زحل است ۔

(د) از عقل رابع پیدا شد (عقل خامس یا فرشتہ پنجم) و فلک رابع یا فلک ششم کہ متعلّق بہ مشتری است ۔

(ہ) از عقل خامس پیدا شد (عقل سادس یا فرشتہ ششم) و فلک خامس یا فلک پنجم کہ متعلق است بہ مریخ ۔

(و) از عقل سادس پیدا شد (عقل سابع یا فرشتۂ ہفتم) و فلک سادس یا فلک چہارم کہ تعلق دارد با شمس ۔

(ز) از عقل سابع پیدا شد (عقل ثامن یا فرشتہ ہشتم) و فلک سابع یا فلک سوم کہ زہرہ متعلّق بد وست ۔

(ح) از عقل ثامن پیدا شد (عقل تاسع یا فرشتہ نہم) و فلک ثامن یا فلک دوم کہ عطارد بر آنست ۔

(ط) از عقل تاسع پیدا شد (عقل عاشر یا فرشتۂ دہم) و فلک تاسع یا فلک اول کہ قمر بروست (اردو) صاحب آصفیہ نے لفظ عقل پر فرمایا ہے (عربی) اسم مؤنث حکما کی اصطلاح مین دس فرشتون مین سے ایک فرشتہ کا نام چنانچہ عقول عشرہ اسی وجہ سے انکا نام رکھا گیا اور (عقول عشرہ) پر آپ ہی نے فرمایا ہے کہ (عربی) اسم مذکر دسون فرشتے کیونکہ حکما کے نزدیک کل دس فرشتے ہین جنکو خدا ے تعالی نے اس طرح پر پیدا کیا کہ اول صرف ایک فرشتہ کو مخلوق فرمایا اس کے بعد ایک اور فرشتہ اور آسمان پیدا کیا یہانتک کہ ایک ایک فرشتہ اور ایک ایک آسمان پیدا کر کے نو آسمان اور دس فرشتے پیدا کر دیئے اور دسوین فرشتے نے خدا تعالی کے حکم سے تمام جہان پیدا کیا (انتہی) پس (ارلاس) کا ترجمہ نوین عقل یا نوان فرشتہ ہے جو آٹھوین آسمان سے متعلق ہے جسپر عطارد ہے۔ اور یہ حساب فلک الافلاک سے شروع ہوا ہے اور اگر اس آسمان سے حساب لگائین جو ہماری آنکھون کے آگے ہے تو عطارد دوسرے آسمان پر ہے پس فرشتۂ موکل آسمان دوم کو عقل تاسع اور فارسی مین (ارلاس) کہتے ہین۔

ارم بقول صاحبان برہان و جامع و ہفت و جہانگیری بکسر اول و فتح ثانی در عربی (الف) (۱) بہشت شداد است و صاحب مؤید فرماید کہ گویند کہ بعد ششماہ یک خشت بالا می رفتی۔ با تیش ہمہ صنعتہای بہشت ہمدران موجود کردہ۔ چون خواست کہ درون آن بہشت درآید جانش قبض کردند۔ رفتن نیافت و آنکہ می گویند بہشت ہشتم ہمین است غلط است زیرا چہ در سراج القلوب بتصریح است کہ این بہشت ہشتم نیست و آن ہشت

بہشت بالای ہفت آسمان طبقاً عن طبقٍ این زمان ہست و ہمدرسان مذکور است کہ (ارم) نصیب مومنان است غارت خواہند کرد۔ صاحب شمس فرماید کہ در عربی نام شہر عاد۔ و باغ بہشت شداد کہ حق تعالیٰ او را بغیرت از چشم مردم پنہان ساختہ و او را بہشت ہشتم نام است چنانچہ استاد می گفتہ (ص) زنیسان کہ باغ راست طراوت زمان زمان ؛ ترسم کہ چون ارم شود از چشم ما نہان ؛ ما از کلام انوری ہم سندی یافتہ ایم (ص) آنجا کہ در آید بنوا بلبل زرست ؛ جز چند زیارت نکند باغ ارم را ؛ بہار گوید کہ ارم ذات العماد اسکندریہ و بقول منتخب ذات العماد دمشق یا اسکندریہ۔ صاحب غیاث بحوالۂ بہجت العالم نوشتہ کہ آرم شداد مابین صنعا و حضرموت است در اقلیم اول و مساحت باغ ارم دوازدہ فرسنگ در دوازدہ فرسنگ و ارتفاع دیوار سہ صد در عہ۔ صاحب ازاحہ گوید کہ از اوہام بعض خواص است کہ آرم باغ شداد را نامند و بمعنی بہشت درست نیست گویم کہ (۲) مجازاً بمعنی بہشت ہم استعمال کردہ اند مولانا جامی فرماید (ص) در رہ اسلام ہر کو آمدہ ؛ کرد گار او را دہد حور ارم (انتہی) **مؤلف** عرض کند کہ فارسیان (۳) مجرد باغ را ہم ارم گفتہ اند و این ہم مجاز معنی اول است و (ارم پوش) کہ می آید متعلق است از ہمین معنی ۔ (ظہوری ص) بعطر صد ارم آگندہ مغز خس و خاری ؛ صبا گذارند ام بباغ و راغ کہ دارد ؛ (ولہ ص) در کوی تو گلہای ارم خار و خسی چند ؛ پر مرغ چمن گشتہ چو پہنای قفسی چند (ولہ ص) صد چمن پژمردگی در غنچۂ دل چیدہ ؛ از بہارستان تو برگی ارم بر خویش زن ؛ بالجملہ نتیجۂ این ہمہ تحقیق آنست کہ ارم لغت عرب است۔ صاحب سخندان نوشتہ کہ (آرام) بزبان سنسکرت بمعنی (عیش باغ) است و در عربی نام باغ شداد (انتہی) مقصود مش

جز این نباشد کہ مناسبت لفظی ومعنوی این ہر دو لفظ را می نماید وچیزی دیگر نمی فرماید۔ ما عرض کنیم کہ اگرچہ لفظ (ارم) بفتحتین از لغات عرب متحقق است کہ بر حرف (ہ) می آید اما معانی مصدری متذکرۂ حرف (ہ) باین معنی تعلقی ونسبتی ندارد برخلاف آن (آرام) کہ در سنسکرت بمعنی (عیش باغ) است بالفظ (ارم) بمعنی باغ وبہشت شداد تعلق لفظی ومعنوی ہر دو دارد پس بخیال ما (ارم) بدین معنی ماخوذ است از (آرام) وبدین وجہ کہ علم بود و ہمین لفظ بمعانی دیگر در زبان عرب مستعمل بود۔ اہل عرب استعمال این بدین معنی ہم کردند نہ بطریق عجمہ بلکہ بر قاعدۂ لغات عرب وحقیقت این است کہ لغاتیکہ در ابتدا از السنۂ غیر در زبان عرب داخل ومستعمل شد درحقیقت شان امتیازی باقی نماند۔ الحاصل ہمہ محققین عرب (ارم) را بمعنی بہشت شداد۔ لغت عرب گفتہ اند۔ صاحب (کنز لغات) کہ محقق زبان ترک است (ارم) بفتح اول وثانی بمعنی فردوس وجنت آوردہ و (اَرم باغی) مثلہ پس عجبی نیست کہ معنی سوم این کہ ما آنرا مجازی گفتہ ایم ترکی باشد واللہ اعلم (اردو) (۱) ارم۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ بہشت جو شداد بادشاہ نے ملک شام مین بنوایا تھا۔ (نوازش سے) تری گلی ہے وہ گلزار دیکھتا جو اسے ؛ ہزار بار تصدق ابھی ارم ہوتا ؛ (سالک سے) شداد نے جب ارم بنایا یارب ؛ ایسا تو نہ تھا کہ تجکو بھایا یارب ؛ امیر ہی نے فرمایا ہے کہ (۲) اب عموماً مطلق بہشت کو بھی (ارم) کہتے ہین (اسیر سے) آب کوثر سے بھرے جام کرے زینت قصر کہدو رضوان سے کہ ہم سوے ارم آتے ہین ؛ (۳) باغ۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر گلزار چمن زار۔ وہ جگہ جہان بہت سے درخت لگائے ہون۔

(ب) (۱) ارم - بقول برہان وجہانگیری وجامع نام شخصی که ساز چنگ را وضع کرد - صاحب ہفت گوید که بدین معنی لغت پارسی است - صاحب مؤید بحوالۂ زفانگویا بذیل لغات عربی نوشته که (۲) نام مردی است - صاحب شمس گوید که در عربی بفتحتین (۳) بمعنی یک کس و (۴) بکسر اول و فتح دوم نام پدر عاد یا نام مادر عاد یا نام قبیلۂ عاد - و نام مردی - صاحب جہانگیری صراحت مزید کرده فرماید که ہمین واضع چنگ را (ارام - و رامین - و رامتین) ہم گفته اند و از کلام استادی سند برای ارم آورده (ســــ) آه حزین در لب و آوای زم ز چنگ ارم در بر و آہنگ پست ز بہار گوید که نام پدر یا مادر عاد است و بس - و بقول صاحب منتخب بفتحتین نام یک کس و بکسر اول و فتح دوم نام پدر یا مادر یا قبیلۂ عاد - مؤلف عرض کند که از تحقیق بالای کشاید که نام واضع چنگ (ارام) بود و مخفّفش (ارم) شد بحذف الف و اصل این لغت سنسکرت است که بر نمبر (۱) (الف) گذشت - و بتخفیف مد در فارسی زبان مستعمل شد و مخفّفش (ارم) والله اعلم (اردو) (۱) ارم - اس شخص کا نام ہے جس نے ساز چنگ کو ایجاد کیا - (۲) ارم - ایک شخص کا نام (۳) ارم بمعنی - ایک شخص (۴) ارم - عاد کے باپ یا ماں کا نام - یا قبیلۂ عاد کا نام -

(ج) ارم - بقول صاحب مؤیّد که بذیل لغات عربی بحوالۂ زاہدی آورده (۱) نام شہری - صاحب شمس گوید که در عربی بالضم (۲) نام موضعی در طبرستان و بکسر اول و فتح دوم (۳) نام موضعی بفارس - بہار گوید که نام شہر عاد یا موضعی بفارس و بقول صاحب منتخب بالضم موضعی است در طبرستان و بکسر اول و فتح دوم نام شہر عاد یا موضعی بفارس - مؤلف گوید که اصل این معنی اول است که بر (الف) گذشت یعنی بہشت عاد پس عجبی نیست که بیاد کرد آن

شہری و موضعی را ہم بدین نام موسوم کردہ باشند واللہ اعلم (اردو) (۱) ارم - ایک شہر کا نام ہے جس کو عاد نے آباد کیا تھا - (۲) اُرم ایک موضع کا نام جو طبرستان مین واقع ہے (۳) نیز (ارم) فارس کے ایک موضع کا نام (مذکر)

(د) ارم - بقول صاحب مؤید کہ بذیل لغات عرب بحوالۂ تاج نوشتہ بمعنی سنگ ہای نشان راہ صاحبان شمس و ہفت فرمایند کہ بلغت عرب بفتحتین بمعنی نشان و علمیکہ بجہت شناختن راہ برپاکنند و بقول برہان و جامع و ہفت و جہانگیری بزبان عرب نشانۂ تیر و صاحب شمس گوید کہ در عربی بمعنی نشانہ و صاحب محیط المحیط ہم تصدیق معنی سنگ نشان راہ کند مؤلف گوید کہ آنانکہ در معنی این استعمال جمع کردہ اند در غلط افتادہ اند و محققینیکہ اینرا بحوالۂ استعمال عرب بمعنی نشانۂ تیر آوردہ اند قابل تامل است (اردو) عربی زبان مین ارم اوس نشان یا پتھر کا نام ہے جو رہنمائی کے لئے قائم کرین -

(ہ) ارم - بقول صاحب شمس بالفتح بلغت عربی (۱) بدندان گرفتن و (۲) سخت تافتن رسن و (۳) خوردن تمام انچہ در خوان باشد و (۴) نرم کردن و (۵) سخت بستن - صاحب منتخب تصدیق این ہمہ معانی مصدری کردہ (اردو) (۱) دانتون مین پکڑنا - (۲) سخت بٹنا (۳) جو کچھ خوان مین ہو اوسکو کھالینا - (۴) نرم کرنا - (۵) کھینچکر باندھنا -

(و) ارم - بقول صاحب شمس و منتخب بالضم و تشدید رای مفتوحہ در عربی زبان بمعنی دندانہا (اردو) دانت - بقول آصفیہ دندان - چبانے یا کاٹنے کا استخوانی اوزار جو حقتعالے نے انسان و حیوان کے منہ مین پیدا کیا ہے (مذکر) (اسکی جمع ارم کا ترجمہ ہے)

(ز) ارم۔ بقول صاحب شمس و منتخب بالضم و تشدید رای مفتوحہ در عربی زبان بمعنی اطراف انگشتان (ارد و) انگلیون کے کنارے (مذکر)

(ح) ارم۔ بقول صاحب شمس و منتخب در عربی زبان بالضم و تشدید رای مفتوحہ بمعنی سنگریزہ۔ (ارد و) کنکر۔ بقول آصفیہ (ہندی) مذکر۔ سنگریزہ۔

(ط) ارم۔ بقول صاحب مؤید کہ بذیل لغات ترکی نوشتہ بکسرتین بمعنی بودم (ارد و) مین تھا۔

(ی) ارم۔ بفتح اول۔ بقول صاحب ضمیمہ برہان مابین آرنج و دوش کہ ساعد باشد و وہی فرماید کہ مال کدام زبان است۔ دیگر کسی از محققین فرس و عرب و ترکی ذکر این نکرد (ارد و) ساعد۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر و مؤنث۔ بازو (سالک ؎) صبح وفا نے بیان کی روشنی شمع طور ؛ خواب مین دیکھا تھا شب کو مین نے ساعد یار کا ؛ (اسیر ؎) جہان کو قتل کیا تیغ بے نیام کی طرح ؛ اگرچہ ساعد معشوق آستین مین رہی ؛

ارماط | بقول صاحب برہان بر وزن وطواط بلغت اہل یمن درخت کاذی را گویند و آن درختی است مانند درخت خرما و کاذی گل آن درخت است در نہایت خوشبوئی و آن در ملک دکن بسیار است۔ صاحب محیط گوید کہ درخت کاذی است کہ کدر نیز نامند و نزد بعضی گل آن و برکاذی فرماید کہ ہمان کدر و برکدر نوشتہ کہ بفتح کاف و کسر دال مہملہ و سکون رای مہملہ اسم عربی است و بیونانی (ارماط) گویند و بلغت اہل یمن ہم و بقول بعضی بلغت ہندی (کاذی) نامند و نیز بہندی (کیوڑہ) صاحب جامع الادویہ مفردہ و مرکبہ گفتہ۔ کدر کہ آنرا (کادی)

گویند درختیست کہ در زمین ہند و سند و مکران می روید نخلہ ایست کہ ازان طلع بر می آید و کاذی کہ
ازان شربت کہ رمی سازند درختی است مثل جوز یا عناب وانچہ ازان شربت سازند سرد و خشک
درغایت سردی بالجملہ مزاج این گرم وخشک است در آخر دوم و گویند معتدل در گرمی و خشکی
مفرح و مقوی دماغ و دل و سائر حواس و اعضا در رفع خفقان و اعیاد و نافع فساد خون و منافع
بسیار دارد (اردو) کیوڑا - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - ایک درخت اور اوس کے
پھول کا نام جس کی خوشبو نہایت عمدہ ہوتی ہے - اس کا پھول گلی کی مانند - اسوجہ سے
کیوڑے کی گلی اسے کہتے ہین - کاذی -

ارماطس | بقول صاحب برہان و ہفت بضم طای حطی و سکون سین بی نقطہ نام یکی
از پادشاہان یونان است گویند گل مختوم در زمان او بہم رسید و صورت او را بر ان نقش کردند
مؤلف گوید کہ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و انچہ صاحب محیط بر گل مختوم می فرماید است
کہ صورت حکیم ارطامس بر قرص آن منقوش می شد و در انجا ذکری از شاہ ارماطس بیان
نیامد - باقی حال این اسمی است از زبان یونانی (اردو) ارماطس - ایک بادشاہ کا نام تھا
جو یونان مین گزرا ہے - جس کے زمانے مین گلِ مختوم دریافت ہوئی اور ہاتھ آئی -

ارماک | بقول صاحب ضمیمۂ برہان (۱) بضم اول و سکون آخر کہ کاف باشد چوبی است
شبیہ بدارچینی - صاحب شمس گوید کہ لغت فارسی است مرادف ارمال و فرماید کہ چوبی است
کہ بدارچینی سیاہ ماند و بوی خوش دارد (۲) بعربی بالکسر مقیم شدن - صاحب مؤید ہم ذکر
این بذیل لغات فرس کردہ گوید کہ مرادف ارمال است کہ می آید و صاحب منتہی الارب معنی

وقوم را مقیم کردن دیگری را بجائی) نوشتہ ونیز بقولش (۳) در عربی زبان رمکہ بالتحریک بمعنی اسپ وما دیان اسپ تاتاری کہ برای نسل باشد یا عام است و (رماک ورمک) جمع و (ارماک) جمع الجمع آن۔ صاحب محیط برارماک نسبت معنی اول گوید کہ بفتح ہمزہ درخت کدر است وبعضی گویند کہ پوست درخت کاذی است کہ بہندی کیوڑہ نامند (انتہی) اومی گوید کہ این لفظ فارسی زبان است یا مال زبان دیگر۔ حلیۂ لفظ متقاضی آنست کہ ما این را لغت ترکی گوئیم ولیکن لغات ترکی ازین ساکت۔ پس جز این چارہ نیست کہ این را لغت فارسی تسلیم کنیم چنانکہ بعض اہل لغت نوشتہ اند (اردو) (۱) ایک قسم کی خوشبودار لکڑی جو دارچینی سے مشابہ ہوتی ہے صاحب محیط نے کدر یا کیوڑے کا درخت لکھا ہے (۲) کھڑا کرنا۔ قائم کرنا۔ (۳) تاتاری گھوڑا یا گھوڑی جو نسل کے لئے رکھی گئی ہو۔ یا عموماً گھوڑا یا گھوڑی۔

ارمال بقول برہان بروزن پرکال۔ بلغت یمنی (۱) چوب بست شبیہ بہ قرفہ در غایت خوشبوئی وقرفہ چوبی است شبیہ بہ دارچینی۔ خوردن آن در چشم را نافع وباین معنی بجای لام۔ کاف ہم بنظر آمدہ۔ صاحب ہفت صراحت کند کہ این لغت یمنی است۔ صاحب شمس این را لغت فارسی گوید وفرماید کہ بدارچینی سیاہ ماند ونبت او یمن۔ **مؤلف** عرض کند کہ مقصودش جزین نیست کہ (ارمال) مرادف (ارماک) است کہ گذشت وبقول انند بحوالہ منتہی الارب بالکسر (عربی) بمعنی (۲) بی زاد شدن و (۳) بی باران شدن سال و (۴) باریک بافتن بوریا را و (۵) برسن وبرگ خرما بافتن سریر را و (۶) دراز کردن رسن را و (۷) آلودہ بخون شدن تیر و (۸) رملہ گردیدن زن۔ و (۹) بالفتح جمع (رملہ) کہ بالضم خط سیاہ است

وصاحب محیط نسبت معنی اوّل فرماید کہ بفتح ہمزہ وسکون رای مہملہ وفتح میم والف ولام وبلغتی دیگر کاف بعد لام نیز آمدہ (یعنی ارمالک وبسریانی ارمالی گویند) اسم رومی است یوحنا بن ماتو گوید کہ اسم دوای ہندی است کہ شبیہ بقرفہ القرنفل وبقول شیخ چوب یا پوست شجر یمانی است خوشبو۔ مشابہ قرفہ وگویند نباتی است مثل چوب شبت وحکیم علوی خان نوشتہ اندکہ پوست درخت کادی وبقول حکیم عبدالحمید کہ درحاشیۂ تحفہ نوشتہ۔ آنرا بہندی لودھ وپٹھانی لودھ گویند وتحمل کہ قسم زبون دارچینی ومیان قرفہ وسلیخہ باشد گرم دردوم وخشک در اوّل گویند گرم وخشک در آخر دوم قابض ومجفف وبوئیدنش مقوّی دماغ وجہت درد دندان واستحکام آن نافع ومنافع بسیار دارد مؤلف عرض کند کہ اگرچہ بقاعدۂ فارسی تبدیل کاف بہ لام می شود چنانچہ (اکماک والماک) وبہمین قاعدہ ممکن است کہ فارسیان (ارماک) را (ارمال) کردہ باشند ولیکن بہ تحقیق صاحب محیط لام بعوض کاف عربی نیامدہ بلکہ لام را بعد کاف زیادہ کردہ (ارمالک) گفتہ اند باتی حال یا این مرادف (ارماک) است یا چیزدیگر کہ صراحت آن بالا گذشت (اردو) (۱) دیکھو ارماک کے پہلے معنی۔ صاحب آصفیہ نے (لودھ) پر لکھا ہے کہ رنگتی اسم مذکر۔ لودھ۔ درخت کی چھال جو اکثر آنکھ کی دوا کے کام آتی ہے اور رایک قسم کی بوٹی جو رنگنے کے کام آتی ہے۔ صاحب ساطع نے بھی لودھ کو لکھا ہے اور معنی آخر الذکر کی قناعت کی ہے۔ صاحب جامع الادویہ (لودھ پٹھانی) پر فرماتے ہیں کہ تین ماشہ کا استعمال آنکھ کو قوت بخشتا ہے اور فساد بلغم کو دفع کرتا ہے اور خون حیض کو بند کرتا ہے۔ مقوی باہ ہے (وغیر ذلک) (۲) بے سروسامان ہونا۔ (۳) خشکسالی ہونا۔ (۴) باریک بننا بورئیے کو

(۵) فرش بُنا رسّی یا کھجور کے پتّوں سے (۶) رسّی کو ڈھیلی چھوڑنا - (۷) تیر کا خون میں آلودہ ہونا (۸) بیوہ ہونا - (۹) سیاہ خطوط - (مذکر)

ارمان | بقول صاحبان برہان ورشیدی وجامع وسروری وہفت وجہانگیری بفتح اول بروزن فرمان (۱) بمعنی آرزو باشد - خان آرزو در سراج فرماید کہ این مخفف آرمان است (کہ در ممدوده گذشت) صاحبان شمس وساطع صراحت کنند کہ لغت فارسی است وصاحبان غیاث واند فرمایند کہ بدین معنی لغت ترکی باشد مؤلف گوید کہ صاحبان کنز ولغات ترکی کہ ہردو محققین این زبانند ازین لفظ ساکت وصاحب مؤید ہم بذیل لغات ترکی ذکر این نکرد حالا تصفیہ این امر باقی ماند کہ آیا این لغت بقول مجرد صاحبان اند وغیاث - ترکی است یا بقول دیگر محققین متذکرۂ بالا - فارسی مؤلف عرض می کند کہ اگرچہ سکوت صاحبان کنز ولغات ترکی ازین لغت من وجہ تائید دیگر محققین می کند ولیکن باید کہ از ماخذ این آگاہ شویم بخیال ما این مرکب است از (ار) کہ لغت ترکی است بمعنی مرد ومجازاً بمعنی صاحب و (مان) در فارسی زبان بقول صاحب برہان بروزن خان بمعنی خانہ باشد کہ ترجمۂ آن در عربی بیت است واسباب ضروریات خانہ را نیز گویند ونیز بزبان سنسکرت (بقول صاحب ساطع) بمعنی درون واندرون وتعظیم و تکریم وجاه ومرتبہ - پس فارسیان (ارمان) را باشد کہ از لغت ترکی وفارسی مرکب کرده باشند یا از لغت ترکی وسنسکرت - بصورت اول معنی لفظی وحقیقی این - صاحب خانہ ومالک اسباب ضروریات خانہ باشد وبصورت ثانی - صاحب دل ومالک اندرون وصاحب تعظیم وتکریم وجاه ومرتبہ بہر دو صورت کنایہ باشد از (آرزو) کہ خانۂ آن دل است پس این لغت را بدین معنی متعرّب

توان گفت مخفی مبادکه (ارمانیدن) مصدریست بمعنی آرزو وحسرت بردن وافسوس وپشیمانی
خوردن که تعریف کاملش بجایش عرض کنیم وآرمان حاصل بالمصدر آنست انچه خان آرزو۔
(آرمان۔ به ممدوده) رااصل قرار داده این را مخفف آن گوید تسامح اوست زیراکه (آرمانیدن
به ممدوده نیامده نتیجه لب ولهجه بعض مقامات است که مقصوره را ممدوده کردند۔ چنانکه محقق زبان
دری یعنی صاحب (پهلوی و دری) این را بممدوده آورده وبمقصوره ذکری نکرده بخیال ما خلاف
خان آرزو اصل لغت بمقصوره باشد۔ معاصرین عجم هم بمقصوره درست خیال کنند وتائید خیال
ما ازماخذ انهیم می شود که بالا مذکور شد۔ حکیم فردوسی گوید (سه) بارمان واروندم دهنر ؛
فراز آورد گونه گون سیم و زر ؛ (حضوری قمی سه) توپری واز پری کام دل انسان محال ؛
حیف بر جانش که با وصل توارمان کرده است ؛ (اردو) ارمان۔ بقول امیر (ترکی) مذکر
کهین تمنا او رحسرت او رکهین حوصله سے اسکی تعبیر خوشنما هوتی هے (زند سه) کرلے مردئے
مرسے زیر زمین بهی ظلم وجور نه آسمان ارمان نه ره جاسے تجهے بیداد کا ؛ (ظفر سه) کوئی
حسرت اسے پری اپنی نکلنے کی نهین ؛ ساته هی زیر زمین ارمان سارے جائینگے ؛
(۲) ارمان۔ بقول برهان ورشیدی وهفت وانند رنج بردن وحسرت وپشیمانی و دریغ و
افسوس۔ صاحب سروری بسند این معنی ازکلام فردوسی سندی پیش کرده که بمعنی اول
مذکور شد۔ خان آرزو در سراج ذکر این کرده فرماید که ماخوذ است از (آرمانیدن) بمعنی
حسرت بردن وافسوس وپشیمانی خوردن وصاحب مؤید بذیل لغات فرس بالکسر آورده۔
مؤلف عرض کند که مصدر این بممدوده نیامد وخود خان آرزو درسراج ازین مصدر ممدوده ساکت

البتہ بمقصورہ می آید و (ارمان) حاصل بالمصدر آنست و آنچہ (آرمان) بہمین معنی در ممدود گذشت نتیجہ لب ولہجہ بعض مقامات باشد۔ پس (ارمان) را ماخوذ از (آرمانیدن) نتوان قیاس کرد و مخفف آرمان چنانکہ بمعنی اوّل ذکرش گذشت۔ مخفی مباد کہ این لغت مفرّس است نہ ترکی چنانکہ صراحتش بمعنی اوّل کردہ ایم (اردو) ارمان۔ بقول صاحب آصفیہ (ترکی) اسم مذکر بمعنی افسوس۔ تاسف۔ دریغ۔ صاحب امیر اللغات نے (ارمان) کو ان معنون مین نہین لکھا۔ لفظ افسوس بھی اردو مین مستعمل ہے بقول امیر (فارسی) مذکر۔ حسرت۔ رنج۔ تاسف (نسیم ؎) تو جائے کیون نہ آسے افسوس ہا۔ افسوس افسوس ہاسے افسوس ؎

(۳) ارمان۔ بقول برہان وہفت نوعی از دارو باشد کہ بوی آن ببوی قرفہ ماند و بیخ دندان سخت کند **مؤلف** گوید کہ این ہمان (ارمال) است کہ بہ لام پنجم بجایش گذشت تسامح برہان وہفت بیش نیست کہ بدیں (ارمان) ہمعنی را ذکر کرد مطابقت این با بوی قرفہ و افادت این برای استحکام دندان ہمہ را آنجا ذکر کردہ ایم و برای آن داروی دیگر موسوم بہ ارمان نیست۔ (اردو) دیکھو ارمال۔

(۴) ارمان۔ بقول برہان وہفت و انند بکسر اوّل ہر چیزی کہ آن بعاریت باشد و بقول مؤید چیزی عاریت۔ حیف است کہ سندی پیش نکند ما بمعنی اوّل نوشتہ ایم کہ مفرّس است و صاحب مؤید ہم ذکر این بذیل لغات فارسی کردہ اگر استعمال این را بدین معنی تسلیم کنیم و سندی بدست آید تو انیم عرض کرد کہ این مجاز معنی اوّل باشد کہ آرزو ہم عاریتی را ماند کہ بدل ودیعت کردہ می شود بدین وجہ کہ معنی حقیقی این۔ آرزوست۔ فارسیان مجازاً بمعنی چیز عاریت استعمال کردہ باشند

(اردو) عاریتی چیز۔ مستعار چیز۔ جو ملکی اور ذاتی نہ ہو (مؤنث) صاحب آصفیہ نے (عاریتی) کا ذکر انہیں معنون مین کیا ہے۔

(۵) ارمان ۔ بقول برہان وہفت نام شہر و مدینہ صاحب اتند۔ این را بالضم گفتہ۔ و صاحب رشیدی فرماید کہ نام موضعی بتوران وبقول صاحب مؤید نام شہری کہ در سرحد توران واقع است (فردوسی ع) کہ بیژن۔ ندارد بارمان رہی ﴿ مؤلف عرض کند کہ عجب نیست کہ این موضع یا شہر را بمعنی اوّل موسوم کردہ باشند و بانی این را از آبادی این آرزوی دل برآمدہ باشد (اردو) ارمان ۔ توران مین ایک موضع یا ایک شہر کا نام ہے۔ (مذکر)۔

(۶) ارمان ۔ بقول شمس بالکسر لغت عربیت بمعنی استوار کردن حیف است کہ با تصدیق این از لغات عرب نیافتیم۔

(۱) ارمان خوار | (۲) ارمان خور | استعمال۔ بقول صاحب بحر آرزو کشندہ و حسرت خورندہ باشد صاحب ضمیمۂ برہان ہم ذکر این کردہ و صاحب برہان بضمن لفظ ارمان لغت دوم را نوشتہ (اردو) ارمان بھرا بقول امیر حسرتمند (داغ ﷺ) وہ اپنے تصور سے یہان پیشتر آئے ﴿ ارمان بھرے دل مین الٰہی اثر آئے ﴿ (بحر ﷺ) ارمان بھرے محفل ساقی سے چلے ہم ﴿ جز دیدۂ تر جام کسی روز نہ چھلکا ﴿

ارمان کردن | استعمال۔ بمعنی آرزو و تمنا کردن است۔ سند این از کلام حضوری قمی بر لفظ ارمان گذشت (اردو) ارمان کرنا بقول امیر کسی بات کی تمنا اور حوصلہ کرنا (بحر ﷺ)

(۱۰۱۴)

دل لگا کر آدمی بچتا نہیں ٭ جان کو دشمن نہ یہ ارمان کر

ارمانیدن بقول صاحب برہان و ہفت و انند بروزن ترسانیدن بمعنی آرزو و حسرت بردن و افسوس و پشیمانی خوردن باشد۔ بقول بحر سالم التصریف است یعنی بعد از حذف نون مصدر بنای ماضی او در مشتقات سالم باشد و تبدیل و حذف در حروف اصلی آن راہ نیابد پس درین صورت غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نخواہد بود و صیغہای غیر سالم آن کہ مضارع و حال و اسم فاعل و امر و نہی باشد در استعمال اہل لسان نیامدہ (الخ) صاحب نوادر فرماید کہ بمعنی آرزو کردن و حسرت بردن و اندوہ خوردن و پشیمانی کشیدن است وصاحب موارد باتفاق نوادر گوید کہ ارمان حاصل بالمصدر باشد **مؤلف** گوید کہ (آرمان) کہ بممدودہ گذشت ہم حاصل بالمصدر ہمین مصدر است کہ (آرمانیدن) بالمدنیامدہ و ممدودۂ (آرمان) نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است کہ (ارمان) را (آرمان) کردند۔ صاحب سروری بمعنی حسرت بردن قانع۔ خان آرزو در سراج ارمان را مخفف آرمان و ماخوذ از (آرمانیدن) نوشتہ ولیکن در ممدودہ (آرمانیدن) را ذکر نکرد۔ **مؤلف** عرض کند کہ ما بر لفظ (ارمان) صراحت کردہ ایم کہ بلحاظ ماخذش (ارمان) بمقصورہ اصل است و مصدر (ارمانیدن) از ہمان (ارمان) ساختہ اند و یای زائدہ برای دفع ثقل قبل علامت مصدر زیادہ کردند کہ این قسم عمل در اکثر مصادر فارسی است ہمچو (طلب و طلبیدن) و (فہم و فہمیدن) وغیر ذلک (اردو) ارمان کرنا۔ دیکھو ارمان کردن۔ حسرت کرنا۔ غم کرنا۔ افسوس کرنا۔ پشیمان ہونا۔ بقول امیر (ارمان کرنا) بمعنی تمنّا کرنا۔ حوصلہ کرنا۔

(الف) **ارمائل** صاحب رشیدی و شمس ذکر (الف) کردہ و صاحبان برہان و سراج و

(ب) ارمایل صفت وجامع واسند نسبت (ب) میفرمایند کہ بروزن عزرائیل نام پادشاہ زادہ ایست
وا و مطبخی ضحاک بود گویند کہ دو بادشاہ زادہ بودند یکی آرمایل و دیگری کرمائیل و ایشان
بواسطۂ خیر خلق اللہ مطبخی ضحاک می کردند و بایشان حکم بود کہ دو نفر آدمی کہ ضحاک می فرمود بکشند
و مغز سر ایشانرا بجہت مارانیکہ بر ہر دو کتف ضحاک برآمدہ بود تدحاضر سازند۔ یک نفر را آزادی
کردند و بہ صحرای گریزانیدند و بجای مغز سر او مغز گوسپند داخل می نمودند و گویند کہ کردان
صحرا نشین از نسل آن جماعت اند کہ راہ صحرا می گرفت مؤلف) بخیال ما (الف) مخفف
(ب) باشد چنانکہ اسدی گوید (ع) دو پاکیزہ از گوہر پادشاہ ٭ دو مرد گرانمایۂ پارسا ٭
یکی نامش ارمایل پیش بین ٭ دگر نام کرمایل پاک دین ٭ صاحب شمس صراحت کند کہ این
لغت عربیت و در لغات عرب یافتہ نمی شود و بخیال ما اسم ترکی معلوم می شود و معنی لفظی
این (مرد گرفتار کنندۂ مردم) و این لقب باشد بلحاظ فریضۂ خدمت کہ از اہل ملک ہر روز
دو کس را برای ذبیحہ گرفتار می کردند (ار) در ترکی زبان بمعنی مرد است و آمعنی گیر و بحالت
ترکیب گیرندہ و ایل بیای معروف بمعنی مردم (کذا فی لغات ترکی وکنز) و نیز (ایل) بقول
برہان بلغت سریانی یکی از نامہای خدای تعالی است۔ پس بدین لحاظ معنی لفظی (ارمایل)
(مرد گیرندہ خدا) وکنایہ از خدا رسیدہ باشد و (ارمایل) را بامالۂ الف بیای تحتانی (ارمایل)
کردہ باشند واللہ اعلم (ارد و) ارمائیل۔ ایک شہزادہ کا لقب تھا جو خدمت خلق کے لئے
ضحاک کا باورچی بن بیٹھا تھا اور ان دو شخصون مین سے جن کو ہر روز اونکے مغز کی
ضرورت سے قتل کرنے کا حکم تھا (تاکہ ضحاک کے دونون شانون پر باندھین) ایک شخص کو

مخفی طور پر بھگا دیتا اور اسکے عوض بکری کا بچہ شریک کر دیتا تھا۔

(الف) ارم پوش اصطلاح۔ بقول صاحب بحر و بہار از عالم چمن پوش است (طغرا سہ) ہمان بہ کہ خم را ز ہر رنگ و بو ز عکسش ارم پوش گرد سبو؛ مؤلف گوید کہ ازین سند مصدر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(ب) ارم پوش گردیدن پیدا می شود بمعنی باغ پوش شدن کنایہ باشد از سرسبز گردیدن (اردو) (الف) سرسبز (ب) سرسبز ہونا۔ یعنی تازگی پیدا کرنا تر و تازہ ہونا۔

(الم ۱۵)

(الف) ارمد استعمال (الف) بفتح اول و ثالث لغت عربی است بمعنی (ب) ارمد کردن چشم را کسیکہ چشم او درد کند با سرخی و سیلان آب (کذا فی انند) فارسیان بالفظ کردن استعمالش کردہ اند چنانکہ انوری گوید (سہ) در مقامی کز بخار خون و از گرد نبرد؛ چشم مینای سپہر از کحل ارمد کردہ اند؛ پس (ب) بہ رای اضافی یا بحذف آن صاحب درد کردن یعنی مبتلای درد کردن چشم راست کہ رمد در عربی۔ بقول منتخب مرض درد چشم است و ارمد بقولش کسی کہ مرض رمد دارد۔ (اردو) (الف) مرض آشوب مین مبتلا (ب) آنکھ کو آشوب مین مبتلا کرنا۔ صاحب آصفیہ اور امیر نے لفظ آشوب پر لکھا ہے کہ آنکھ کے جوش کر آنیکی حالت کو آشوب کہتے ہین۔

(الم ۱۶)

ارمز بقول صاحب برہان و ہفت بضم اول بر وزن ہرمز (۱) نام روز اول است از ہر ماہ شمسی و (۲) نام فرشتہ ایست کہ امور و مصالح روز آرمزبد و تعلق دارد و (۳) نام ستارۂ مشتری و (۴) نام پسر اسفندیار۔ خان آرزو در سراج گوید کہ مخفف (ارمزد) بحذف

دال است و نسبت معنی چہارم فرماید کہ سہو کاتب یا تسامح مصنّف باشد کہ صاحب برہان
پسرزادۂ اسفندیار را پسر اسفندیار گفت۔ صاحب سروری بر (اورمزد) با واو دوم
و دال مہملہ در آخر ذکر ہر سہ معنی اوّل الذکر کردہ و بر (ارمز) فرماید کہ ہمان (اورمزد) کہ مرقوم
شد۔ صاحب جامع و رشیدی را در ہر چہار معنی با خان آرزو اتفاق۔ مؤلّف عرض کند کہ
اصل این (اورمزد) لغت ترکی است و بحذف واو علامت ضمّہ (ارمزد) بہ ضمّۂ اوّل ہم
آمدہ ہر دو بمعنی مشتری باشد کذا فی کنز۔ مرکب از (اور) و (مزد)۔ آور بقول صاحب لغات
ترکی بہ تفخیم ضمّۂ ہمزہ و سکون رای مہملہ بلندی و آسمان و مزد بقول کنز در ترکی بمعنی سیارۂ مشتری
است پس معنی لفظی (اورمزد) بلندی مشتری یا آسمان مشتری است و مجازاً بمعنی مشتری
اندرین صورت (ارمزد) مخفّف (اورمزد) و (ارمز) مخفّف (ارمزد) باشد و در ترکی این لغت
را صرف معنی سوم است فارسیان مجازاً و استعارۃً بمعانی دیگر ہم استعمالش کردہ اند۔
(اردو) (۱) ہر ماہ شمسی کے پہلے روز کا نام فارسی مین (ارمز) ہے (۲) ایک فرشتہ کا
نام فارسی مین (ارمز) ہے جس سے مصالح روز (ارمز) متعلّق سمجھے جاتے ہین (۳)
مشتری بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ ایک ستارے کا نام جو چھٹے آسمان پر ہے منجّم
اسے سعد اکبر مانتے ہین۔ قاضی فلک۔ برجیس (۴) ارمز۔ اسفندیار کے پوتے کا نام

ارم زار بقول بہار و اننداز عالم گلزار
و لالہ زار است مؤلّف گوید کہ کنایہ باشد
از مطلق باغ کہ ارم بدین معنی بجای خود ش
گذشت (ملاحظہ ۵) پریخانہ ہر گوشہ از رو
خوش تو ارم زار ہر سو زگیسوی خوش بو (اردو)
گلزار۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) مذکر۔

بمعنی چمن - گلشن - پھلواری -

ارمزد | بقول برہان و جامع و ہفت و سراج و جہانگیری مرادف (ارمز) کہ گذشت ما بر (ارمز) از حقیقت و ماخذ این بحثی کردہ ایم (حکیم فردوسی ف) یکی کودک آمد بہ ارمزد روز * بہ نیک اختر و فال گیتی فروز (اردو) دیکھو ارمز -

ارمس | بقول برہان و انند بروزن و معنی ہرمس کہ ادریس پیغمبر باشد و او را ہرامسہ نیز گویند و بر ہرمس فرماید کہ مرادف (ہرمز) و نام ادریس علیہ السلام باشد و (ہرمز) مرادف و مبدل (ارمز) است کہ گذشت پس وجہی نباشد کہ (ارمس) را مرادف و مبدل (ارمز) ہم نگیریم مخفی مباد کہ بقاعدۂ فارسی ہای ہوز بالف بدل شود ہمچو (ہمیان و امیان) و نیز زای ہوز بہ سین مثل (ایاز و ایاس) پس بخیال ما این بہ تبدیل اول الذکر مرادف ہرمس است بمعنی ادریس و بہ تبدیل آخر الذکر بمعنی (ارمز) مگر استعمال این بمعنی (ارمز) از نظر ما نگذشت ہمین وجہ باشد کہ صاحب برہان بر ترادف ہرمس قناعت کرد - صاحب انند باتفاق برہان صراحت کند کہ این لغت فارسی است و بر (ہرمس) فرماید کہ لغت رومی باشد پس بلحاظ تبدیل (ارمس) را باین معنی مفرس توان گفت (اردو) ادریس - بقول امیر - ایک پیغمبر کا نام جو بہشت مین زندہ داخل ہوے آپ حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد مین ہین اور حضرت آدم علیہ السلام سے پانچوین پشت - دریاے مصر پر آپ پیدا ہوے - علم نجوم اور سینا - لکھنا آپ ہی کا ایجاد ہے - ہاروت و ماروت نے آپ ہی سے شفاعت کی درخواست کی تھی (ناسخ ف) ناصحا ہرگز سیا جاے نہ میرا چاک دل * سوزن عیسی مین رشتہ بھی جو ہو ادریس کا *

ارمغان | بقول برہان با غین نقطہ دار بروزن پہلوان (۱) تحفہ و سوغاتی را گویند

کہ چون از جائی بیایند بجہت دوستان بطریق رہ آورد بیاورند واو را ارمغانی بروزن ارزانی
ہم گویند وبضم ثالث بروزن مردمان ہم آمدہ وبعربی عراضہ خوانند و (۲) درم ودینار را نیز
گویند۔ صاحب ہفت ہم بہمین ہردو معنی ذکر ارمغان کردہ خان آرزو در سراج گوید بفتح
اول وضم میم اصح است و یرمغان بتحتانی مبدل این و ارمغانی ہم بہمین معنی آمدہ۔ صاحبان جامع وسروری و
جہانگیری و(دری و پہلوی) وبہار و رشیدی دانند بمعنی اول قانع۔ صاحب شمس باتفاق برہان گوید کہ لغت
فارسی زبان است وفرماید کہ بجای غین معجمہ قاف ہم آمدہ وبحوالۂ مؤید نوشتہ کہ قاف تصحیف غین است
وصاحب مؤید ہم بذیل لغات فارسی این را آوردہ فرماید کہ بفتح اول وضم سوم صحیح
باشد و در معنی اول انیقدر صراحت مزید کند کہ بمعنی مطلق تحفہ باشد خواہ از جائی
بیارند یا بفرستند وبحوالۂ زفانگویا ذکر معنی دوم ہم کردہ مؤلف عرض کند کہ اکثر محققین
ترکی ازین ساکت وصاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است این را ذکر کردہ صراحت کند
کہ لغت فارسی است۔ پس در فارسی بودن این لغت شبہی باقی نماند وسوغات ترجمۂ
این است در ترکی (خاقانی ؎) از سفر می آیم و در راہ صید افگندہ ام ؛ ہست صید
چرب پہلو ارمغان آوردہ ام ؛ (اردو) ارمغان۔ بقول امیر (عربی) وبقول آصفیہ
(فارسی) مذکر۔ ہدیہ۔ تحفہ۔ سوغات مؤلف خیال کرتا ہے کہ غالباً امیر سے تسامح
ہوا ہے جو آپ نے اسکو عربی کہا (داغ ؎) خدا قبول کرے داغ تم جو سوے
عدم ؛ چلے ہو عشق بتان لے کے ارمغان کی طرح ؛

ارمغان آوردن	استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید

که آوردن تحفه باشد (سالک یزدی ؎) تا شنیف
کعبهٔ عشقیم و دائم برهمن ؛ ارمغان از بهر ما تو
و زنار آورد ؛ (اردو) ارمغان لانا بمعنی
تحفه لانا که سکتے ہین - لیکن ملحقات مین آپنے
اسکا ذکر نہین فرمایا - تحفه لانا مستعمل ہے -

ارمغان بردن | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلف گوید
که تحفه برای کسی باخود بردن است (حزین
اصفهانی ؎) از چمن ای نسیم اگر سوی قفس
کنی گذر ؛ برگ گل ارمغان ببر بلبل بینوای
را ؛ (اردو) ارمغان لیجانا - (ناسخ ؎)
آج میرے داغ سے چھوٹا ہے پھاہا ای
نسیم ؛ ارمغان لیجا یه گلشن مین برای عندلیب

ارمغان دادن | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلف
گوید که بمعنی تحفه دادن به کسی باشد (حزین
اصفهانی ؎) کنیم بخواه از شب هجران که
تا بکی ؛ بگیر و ز دیده خواب و بہ بخت ارمغان
وہد ؛ (اردو) تحفه دینا - ارمغان دینا
بھی که سکتے ہین -

ارمغان داشتن | استعمال بمعنی تحفه
باخود داشتن است چنانکه ظہوری گوید
(؎) فسرده رسفر ملک سوز روزی باد ؛
برای داغ غمش سینه ارمغان دارم ؛
(اردو) تحفه ساتھ رکھنا - ارمغان ساتھ
رکھنا بھی که سکتے ہین -

ارمغان دیدن | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت و از
عرفی شیرازی سند آورده (؎) کسی
کز ملک معنی در رسد خود را بوی بنماید که گر
مس و انمائی کیمیا را ارمغان بینی ؛ مؤلف
گوید که ترک این بربیان تفوق داشت -
(اردو) ارمغان دیکھنا -

ارمغان فرستادن | استعمال صاحب آصفی

ذکر این کرده و از معنی ساکت مؤلف گوید که
تحفه فرستادن به کسی باشد که ارمغان تخصیص آن
با غود یردن ندارد (نظامی ــه) بسی ارمغانی
ز تاراج زنگ ٭ بهر سو فرستادبی وزن و
سنگ ٭ (اردو) ارمغان پہنچا (تسلیم ــه)
جگر کو داغ کلیجے کو زخم دل کو ملال ٭ جناب
عشق نے بھیجے ہیں ارمغاں کیا کیا ٭

ارمغانی | بمعنی ارمغان است که گذشت
خان آرزو در سراج وهم صاحبان برهان
ورشیدی وبهار بر لفظ (ارمغان) ذکر این کرده آمد
وصاحبان سروری وشمس ومؤید ذکر مستقل
این فرموده بمعنی اول ارمغان باشد وارمغانی
بقاف که می آید مبدل این است (از استادی
که صاحب شمس ذکرش کرده ــه) من بعد ازین
اگر به دربار روکنم ٭ هیچ ارمغانی نبرم جز سلام
دوست ٭ صاحب سروری از خلاق المعانی
سندی آورده (ــه) چو فکرت بمعراج معنی
خرامد ٭ همه حور عین آورد ارمغانی ٭ بخیال ما
سند ثانی بکار (ارمغان) هم می خورد خان آرزو
بر لفظ (ارمغان) صراحت کند که اگرچه ارمغانی
بمعنی ارمغان آمده ولیکن وجه آن معلوم نیست
فارسیان گاهی در آخر کلمات یای زیاده کنند
چنانکه (نوراهان ونوراهانی) ودر الفاظ عربی
نیز چنانچه (قربان وقربانی) مؤلف عرض
کند که یای نسبت باشد یعنی چیزیکه منسوب بود
بارمغان دیگر هیچ (اردو) دیکھو ارمغان -

(الف) **ارمقان** | صاحب مؤید ذکر الالف
(ب) **ارمقانی** | کرده گوید که بروزن زرگران
همان ارمغان بمعنی اول وبعضی گویند زرمقان
بیاهم کذا فی القنیه منقول از لسان الشعرا لیکن
نسخه که نزد کاتب است ودر ان ارمغان بالغین
است ودر ادات نیز همچنان پس ازین معلوم
میشود که قاف تصحیف واز لسان الشعرا می کشاید
که میم مفتوح است زیراکه بروزن زرگران

آمده (انتہی) و بذکر (ب) با ارمغانی فرماید که کلاہا بالفتح ہمان ارمغان (دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد) مؤلف عرض کند که بقاعدهٔ فارسی این ہر دو مبدل (ارمغان و ارمغانی) است که فارسیان عراق غین معجمه را بقاف بدل کنند چنانکه صاحب قوانین دستگیری آورده فرماید که قاعدهٔ این قسم تبدیل در عراق عجم است ہمچو (چناغ و چناق) و (اروغ و اروق) و اکثر محققین فرس نوشته اند که اگر در لفظی قاف بنظر آید باید دانست که اصلش غین معجمه یا کاف است و از ہمین قبیل است (غالین و قالین) حقیقت (ارقان ارمغان) بجایش عرض کنیم انشاالله المستعان (اردو) دیکھو

ارمک بقول صاحب برہان و ہفت بضم اوّل بروزن اردک پشمینهٔ باشد پوشیدنی لغت ترکی است و در فارسی مستعمل حقیقت این بر (ارپک) گذشت۔ صاحب انند این را لغت فارسی زبان گفته و صاحب مؤید بذیل لغات ترکی نوشته (اردو) دیکھو ارپک۔

ارمگان بقول صاحب برہان و جامع و ہفت با کاف فارسی بروزن اصفہان (۱) تربیت کننده و مربی و (۲) بمعنی سعد و سعادت نیز آمده خان آرزو در سراج باتفاق برہان گوید که (۳) بمعنی سوغات نیز گفته اند و این مبدل (ارمغان) است پس با عراب ارمغان باشد صاحب سروری بذکر معنی اول از خاقانی سند آورده (۲ او ۵) گر تو بوے ارمگان که ٭ زرین کنی آستان که ٭ کعبه ز تو سند جاودان یافت ٭ کمتر ز بقات ارمگان یافت ٭ نیز فرماید که این لغت مخصوص نسخهٔ تحفة العراقین است و جای دیگر بنظر نیامده صاحب جہانگیری بصراحت کاف فارسی ذکر ہر دو معانی اول الذکر کرده و از خاقانی سند آورده (سه) در طالع ہر که ارمگان یافت ٭ سرمایهٔ عمر جاودان یافت ٭ صاحب رشیدی

بمعنی اوّل قانع - **مؤلف** عرض کند کہ صاحب ناصری بزیادت نون بعد میم (ارمنگان) بمعنی اوّل آوردہ پس بخیال ما (ارمگان) مخفف (ارمنگان) است بمعنی اوّل و بیان ما خلف بجای خودش کنیم و معنی دوّمش مجاز است کہ معلّم و مربّی ہم باعث سعد و سعادت باشد دیگر ہیچ - انچہ خان آرزو این را مبدّل (ارمغان) گفتہ جا دارد - صاحب ناصری در آرایش ہشتم ذکر کردہ کہ غین معجمہ بکاف فارسی بدل شود ہمچو (لغام و لگام) (اردو) (۱) معلّم - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر - علم سکھانیوالا - استاد - ادیب - آپ ہی نے مربّی پر فرمایا ہے کہ (عربی) اسم مذکر - پرورش کرنیوالا - تربیت کرنیوالا سرپرست (۲) سعد - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر - نیک بختی اقبالمندی اور سعادت کا ذکر بھی آپ نے انہیں معنوں میں کیا ہے - (۳) ارمغان - دیکھو ارمغان کے پہلے معنی -

ارمن | بقول صاحب برہان و ہفت و جامع بفتح اوّل بروزن جرمن ولایتی است از کوہستان آذربایجان و مولد شیرین و ابریشم ارمنی منسوب بدانجاست و بکسر اوّل ہم گفتہ اند خان آرزو در سراج فرماید کہ ایروان و نخجوان از جملۂ آنست و انچہ صاحب برہان بکسر اوّل ہم آوردہ خلاف مشہور است - صاحب ناصری فرماید کہ ہمین است گرجستان - صاحب سروری از نظامی گنجوی سندی آوردہ (ﮯ) خاص کن ملک جہان برعموم ٭ ہم ملک ارمن و ہم شاہ روم ٭ صاحب شمس این را لغت فارسی زبان گفتہ و صاحب مؤیّد ہم ذکر این ذیل لغات فارسی فرمودہ شکسپیر گوید کہ فارسی است بخیال ما این لغت رومی باشد واللہ اعلم - (اردو) ارمن - ایک ولایت کا نام ہے جو کوہستان آذربائجان سے ہے - شیرین کا مولد

اور ابریشم ارمنی اسی سے منسوب ہے - صاحب ناصری نے اسی کو گرجستان کہا ہے -

ارنا | بقول صاحب ناصری نام جرم فلک قمر است - صاحب انند این را بالفتح و لغت فارسی گوید - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد معلوم میشود که این از لغت دساتیر است ماخذ این هیچ متحقق نشد (اردو) فلک قمر یعنی پہلے آسمان کے جرم کا نام فارسی مین آرنا ہے

ارمند | بقول صاحب برہان وہفت وانند بروزن فرزند (مخفف ارمیده مند) است یعنی صاحب آرام وآرام گرفته - صاحب جامع گوید که مخفف (ارمیده) صاحب نوادر ذکر این بذیل مصدر (آرامیدن وآرمیدن) آورده فرماید که بمعنی آرام گیرنده باشد مؤلف گوید که عجب است از محققین با نام ونشان وخصوصاً از ہفت وانند وبرہان نمیدانم که اصل این (آرمیده مند) از کجا پیدا کردند و بچه موشگافی (ارمند) را مخفف قرار دادند بخیال ما جزین نیست که مخفف (ارمنده) است که می آید ہمچو (ارغند) که مخفف (ارغنده) گذشت (اردو) دیکھو ارمنده -

ارمنده | بقول برہان بروزن شرمنده بمعنی آرمنده است وآرام گرفته - وبقول رشیدی (ارمنده وارمیده) مخفف (آرمنده وآرمیده) وصاحب جامع فرماید که (ارمند وارمنده وارمیده) این ہرسه مخفف (آرمیده وآرام گرفته) وصاحب نوادر این را بذیل مصدر (آرامیدن وآرمیدن) آورده گوید که بمعنی آرام گیرنده - صاحب ہفت میفرماید که بمعنی (ارمند) است که آرمیده وآرام گرفته باشد وصاحب ناصری ارشاد کند که (ارمنده) مخفف (آرمیده) وخان آرزو در سراج گوید که (ارمنده) بمعنی آرام گرفته مرادف

(آرمیده) وفرماید که تفاوتی دارد چنانکه در
(ارغنده) گذشت وصاحب جهانگیری نوشته
که (ارمنده وارمیده) مخفف (آرمیده) چنانکه
حکیم سوزنی گوید (ع) تا بدان کندگان رسم
بگیره پنخر بیار ای غلام خربنده * که چو من در
نشاط این سفراند * مانده از سفره مان ارمنده *
مؤلف عرض کند که اصل این مصدر (آرامیدن
است بمد و بحذف الف دوم مخفف (آرمیدن
بمد) و به تبدیل ممدوده بمقصوره (که نتیجهٔ لب ولهجهٔ
بعض مقامات است) مبدل یا مخفف آن
(ارمیدن - بالف مقصوره) ولیکن این مصدر
لازم در استعمال فرس وفرهنگهای عجم متروک
است و اسم فاعلش بر دو قسم آید (۱) ارمنده
به نون بروزن قیاسی و (۲) ارمیده به یای
تحتانی بروزن اسم مفعول - و دوین درحقیقت
بمعنی اسم مفعول است بمعنی آرام گرفته شده
ولیکن بدین وجه که این لازم است و در لازم
اسم مفعول نیاید (ارمیده) را نیز اسم فاعل
(ارمیدن) ومرادف (ارمنده) گرفتیم و در
مصادر لازم معنی مفعولی هم از فاعل پیدا میشود
وچنانکه خان آرزو نوشته است وصراحت
فرق هردو بر (ارغنده) گذشت امّا خان آرزو
تسامح کرده است که (ارمنده) را صرف بمعنی آرام
گرفته نوشت - بخیال ما - معنی این آرام گرفته
و آرام گیرنده هردو باشد - حیف است از برهان
که این را بمعنی (آرمنده - بنون) گفت و بمعنی
آرام گرفته آورد مؤلف گوید که (ارمنده) را
بمعنی آرام گیرنده باشد و برای (آرام گرفته)
لفظ (ارمیده) موجود است که می آید - وای
بر صاحب جامع که (ارمند و ارمنده وارمیده)
هرسه را مخفف (آرمیده و آرام گرفته) بیان
کرده فی الحقیقت نه چنانست بلکه (ارمند)
مخفف (ارمنده) و ارمنده مرادف یا مبدل
یا مخفف (آرامنده) باشد ومعنیش آرام گیرنده

وغلط کرد صاحب ناصری که (ارمنده) را مخفف (ارمیده) گفت مؤلف عرض کند که اگر ارمنده را من وجهٍ مخفف هم خیال کنیم اصلش (آرمنده بنون) باشد نه (آرمیده بیا) وصاحب جهانگیری از تحقیق کار نگرفت که (ارمنده و ارمیده) هردو را مخفف (آرمیده - بدویا) نوشت زیراکه ارمنده مخفف (آرمنده) باشد و (ارمیده) که می آید مخفف (آرمیده) اگر محققین لغت اصول و قواعد را در تعریف الفاظ از دست دهند - جویندگان حقیقت را در غلط اندازند (اردو) ستانیوالا -

ارنگان بقول صاحب ناصری بالکسر تربیت کننده و بس - دیگر کسی از محققین ذکر این نکرده و ما بر لفظ (ارنگان) اشاره این کرده ایم و این مرکب است از (ار) و (منگ) و (الف و نون جمع) (ار) لغت ترکی ست مجازاً بمعنی صاحب و (منگ) بقول برهان بمعنی قاعده و قانون و روش پس معنی لفظی (ارنگان) صاحب قواعد و روش باشد و کنایه از معلم و مربّی و (ارنگان) که گذشت مخفف این است (اردو) دیکھو ارنگان کے پہلے معنی -

ارنین بقول صاحب برهان وبهفت بر وزن مه جبین (۱) نام پسر لنطی بن یونانست وبلغت رومی (۲) انار صحرائی را گویند وبعربی (رمان البری) خوانند وبعضی درخت انار صحرائی را گفته اند وبعضی گویند انار دانه دشتی است که آنرا حبّ القلقل خوانند - صاحب رشیدی و ناصری بر انار دشتی قانع وبقول جهانگیری و سروری انار بری - صاحب جامع فرماید که بضم وفتح میم انار صحرائی وبقول بعض درخت آن وبقولی دانهٔ آن - خان آرزو در سراج ذکر معنی اوّل و دوّم کرده صاحب محیط نوشته که این اسم یونانیست و آن نباتیست بری و بستانی و هر سال می روید بری آن غیر مستعمل وبستانی آنرا برگها شبیه به برگ (اثل) و ساق آن

مربع بقدر نیم ذراع و غلاف ثمر آن شبیہ بغلاف (لوبیا) مائل بطرف اسفل و تخم آن سیاہ و دراز و تخم تری آن مستدیر و اغبر و گویند (ارمنین) درخت قلقل است و بقول ابن بیطار غیر آنست و نیز ابن جلجل بغلطی گمان بردہ کہ آن قلقل است گرم و خشک در سوم و بقول گیلانی خشک در دوم و محلل و جاذب و از جملۂ خواص این نبات آنست کہ چون تازۂ آنرا سودہ و یا خشک آنرا آب پختہ بر موضعی کہ دران پیکان و مانند آن فرو رفتہ باشد ضماد نمایند از عمق بدن و گوشت انچہ دران خلیدہ باشد بکشد و منافع بسیار دارد صاحب انند گوید کہ این لفظ بمعنی اول فارسی است و مؤلف عرض کند کہ منسوب بہ ارمن باشد بقاعدۂ فارسی کہ یا و نون نسبت بر (ارمن) زیادہ کردہ باشند یا باعتبارات خاص نامش بزبان یونانی ارمنین باشد (اردو) (۱) ارمنین (نسطی بن یونان) کے فرزند کا نام (۲) ایک پودے کا نام بعض نے جنگلی انار کہا ہے اور بقول بعض اس کے درخت کو اور بقول بعض جنگلی انار کا دانہ جس کو حب القلقل کہتے ہیں صاحب محیط نے (حب القلقل) پر اسکا ہندی نام گوارپھلیہ لکھا ہے لیکن آپ ہی نے (ارمنین) پر لکھا ہے کہ بقول ابن بیطار وغیرہ (ارمنین) (حب القلقل) کے سوا ہے ایک پودے کا نام تیسرے درجہ مین گرم و خشک ۔

ارمنی نشین اصطلاح - بقول صاحب رہنماے سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار مقامی کہ ارمنیان در انجا سکونت دارند مؤلف گوید کہ از قبیل شہ نشین است - اسم

مفعول ترکیبی (اردو) ارمنیوں کا محلہ - مذکر

ارمنیہ بقول برہان بکسر اول (۱) شہریست معروف کہ آتشکدۂ وخش در انجاست گویند بانی این شہر و نیز از و آتشکدۂ وخش در اں

مجوسی) بود که الحال براس البغل مشهور است
و درهم بغلی منسوب باوست صاحب هفت
باتفاق برهان در معنی فرماید که بکسر اول و کسر یا
وسکون رای مهمله و سکون میم و کسر نون بمثناة
تحتانی مشدد رسیده و های مدور زده باشد
صاحب انند صراحت فرماید که این لغت فارسی
است - خان آرزو در سراج گوید که ظاهرا
بانی آتشکده باشد و بانی ارمنیه همان ارمنین است
که گذشت پس ارمنیه بفتح اول باشد چنانکه شهرت
دارد و صاحب ضمیمهٔ برهان آورده که (۲)
(ارمنیه) نام مملکتیست وسیع که طرف مشرق
دریای فرات و جانب شمال دیار بکر و کردستان
و آذربایجان و سمت مغرب شروان و سمت
جنوب گرجستان واقع است و آن منقسم بدو
قسم است یکی صغری و دیگری کبری پس تفلیس
و توابع آن را ارمنیهٔ کبری نامند و خلاط و مضافات
آن را ارمنیهٔ صغری مؤلف نسبت خیال
خان آرزو عرض کند که اگر بانی این (ارمنین)
می بود نام این (ارمنینیه) می شد به دو نون و
به دو تحتانی - (اردو) (۱) ارمنیہ - ایک
مشہور شہر کا نام ہے جو (راس) مجوسی
کا آباد کیا ہوا ہے اور (۲) ایک وسیع
مملکت بھی اسی نام سے موسوم ہے جو دریائے
فرات کی مشرق مین واقع ہے -

ارمود بقول برهان و هفت و انند بر وزن و معنی امرود است و آن میوهٔ باشد معروف
خان آرزو در سراج فرماید که ظاهر از قلب امرود باشد از عالم دریوش و درویش مؤلف
عرض کند که مقصودش از قلب بعض باشد - صاحب جهانگیری فرماید که با اول مضموم و ثانی زده
و میم مضموم و واو معروف امرود را گویند هم او این را در دستور چهارم خاتمهٔ کتاب بذیل لغات
ژند و پاژند به همین معنی آورده - صاحب جامع بر میوهٔ قانع - بہ تحقیق ما (ارمود) بدین معنی

لغت ترکی است (کذا فی کنز) مزاج و خواص این بآربو نوشته ایم (اردو) امرود - دیکھو اربو

(الف) **ارمون** بقول صاحب برهان و جهانگیری و جامع و هفت بر وزن گردون زری باشد که پیش از کار کردن بمزدور دهند و آنرا بعربی (اربون) خوانند و بقول صاحبان رشیدی و سراج بمعنی بیعانه که بعربی (اربون) گویند و فرماید که ظاهرا (اربون) را به تصحیف (ارمون) خوانده اند - صاحب منتهی الارب ذکر (عربون) بمعنی بیعانه کرده گوید که عین بهمزه هم بدل شود یعنی در لغت عرب (اربون) هم بمعنی (عربون) آمده مؤلف گوید که بقاعدهٔ فرس تبدیل بای موحده بامیم آمده همچو (غرب و غرم - بمعنی دانهٔ انگور پخته و تازه) پس ظاهر است که فارسیان (اربون) را که لغت عرب بود به تبدیل بای موحده با میم (ارمون) کردند پس اندرین صورت بقول صاحبان رشیدی و سراج تصحیف نباشد بلکه تبدیل است و این را مفرس توان گفت (لطیفی ــه) منم در د ترا باجان خریدار ؛ که ارمون داده ام جان را بیازار مخفی مباد که ازین سند استعمال - - - - - - - - - - - - - - - - - -

(ب - ارمون دادن) بمعنی بیعانه دادن پیدا می شود - طرز بیان محققین اوّل الذکر نسبت معنی (ارمون) پسند خاطر ما نیست که معنی حقیقی آن بیعانه باشد و بس و مجازاً بمعنی زری توان گفت که پیش از کار بمزدور دهند پس ارمون دادن مجازاً بمعنی اجرت پیشگی دادن هم باشد اردو (الف) بیعانه - بقول صاحب آصفیه (عربی و فارسی) اسم مذکر - سائی - پیشگی - (فارسی) اسم مؤنث - وہ اجرت جو کام سے پہلے دیجائے سائی - بیعانه (ب) بیعانه دینا - پیشگی دینا -

ارموشن بقول صاحب برهان و هفت و انند و موارد بر وزن پهلوشکن بلغت زند و پازند

بمعنی خوابیدن و آرام گرفتن باشد صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ استعمال این حالا متروک است مخفی مباد کہ (ارمون) اسم جامد زبان ژند و پاژند باشد بمعنی خواب و استراحت و آرام و (تن) علامت مصدر است - حیف است کہ صاحبان تحقیق بر لفظ (ارمون) کہ گذشت این معنی را ترک کردہ اند و بر معنی بیعانہ اکتفا کردہ وعجبی نیست کہ معنی خواب مجاز باشد از بیعانہ کہ خواب بیعانۂ موت است واللہ اعلم-اندرینصورت باید کہ نون اوّل را ساکن گیریم (اردو) سونا- آرام لینا-

ارمیا | بقول صاحب برہان بر وزن انبیا (۱) نام یکی از انبیای بنی اسرائیل و (۲) نام خضر پیغمبر و (۳) نام حضرت علی علیہ السلام و (۴) نام بیت المقدس و (۵) نام بلیان بن ملکان باشد و بضمّ اوّل و کسر اوّل ہم بنظر آمدہ - صاحب سروری گوید کہ بفتح ہمزہ و تشدید یای حطّی و بضمّ ہمزہ نیز نام پیغمبری از بنی اسرائیل (شیخ روزبہان ۵) بلطف شیث پیمبر برفعت ادریس: باب دیدۂ نوح و بحلم ارمیا: صاحب جہانگیری در دستور پنجم خاتمۂ کتاب بذیل لغات غریبہ ذکر این کردہ بر معنی دوم قانع و فرماید کہ او را بلیان بن ملکان ہم خواندہ اند صاحب جامع بذکر معنی اوّل و چہارم و پنجم فرماید کہ نام مبارک خاتم الانبیا و سید اوصیا محمد و علی صلی اللہ علیہما و آلہما - صاحب (دری و پہلوی) بر معنی اوّل قناعت کرد صاحب زبدہ گوید کہ لغت عربی است بمعنی خضر یا الیاس مؤلف عرض کند کہ بخیال ما این لغت سریانی زبانست - انچہ صاحب غیاث بحوالۂ منتخب ذکر این کردہ است غلط است - در منتخب یا دیگر

لغات عربی یافتہ نمی شود۔ اغلب کہ فارسیان این را از سریانی گرفتہ باشند (اردو) (۱) انبیای بنی اسرائیل سے ایک پیغمبر کا نام ارمیا ہے (۲) خضر کو بھی آرمیا کہتے ہین (۳) حضرت علی کرّم اللہ وجہہ بھی ارمیا سے موسوم ہین (۴) بیت المقدس کو بھی فارسیون نے آرمیا کہا ہے بعض اہل لغت نے نبیّنا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو بھی آرمیا سے موسوم کیا ہے اس لفظ کی شان سے معلوم ہوتا ہے کہ زبان سریانی کا لفظ ہے ۔

(الف) ارمید | (ب) ارمیدہ — بقول صاحب برہان (الف) بروزن فہمید مخفف (آرمید) است کہ ماضی آرمیدن باشد بمعنی قرار گرفت و ساکن شد و (ب) بروزن فہمیدہ مخفف (آرمیدہ) کہ قرار گرفتہ و ساکن شدہ۔ باشد۔ صاحب ہفت در ہر دو ہمزبان برہان و صاحب انندیر (الف) ذکر (ب) ہم کردہ با برہان متّفق مؤلف گوید کہ ما صراحت کامل (ب) بر (ارمندہ) کردہ ایم کہ گذشت و (الف) ماضی مطلق است از (ارمیدن) کہ بجایش مذکور (اردو) (الف) ستایا (ب) ستایا ہوا۔

ارمیس | بقول صاحب ضمیمۂ برہان بروزن تلبیس نوعی از خار بود کہ برگہای نرم آن دوائی باشد۔ صاحب شمس صراحت کند کہ این لغت فارسی زبان است فرماید کہ خاریست کہ از برگہای کحلک نرم باشد۔ در اد ویہ بکار برند و صاحب مؤیّد ہم ذکر این بذیل لغات فارسی کردہ گوید کہ خاریست کہ از برگہای وی انچہ نرم باشد در ادویہ استعمال کنند حیف است کہ مابیش ازین از حقیقتش خبر نداریم و این لغت غریب است کہ در محیط اعظم ہم یافتہ نشد (اردو) ارمیس۔ کانٹونکی ایک قسم ہے جسکی نرم پتّیونکو دواءً استعمال کرتے ہین اس سے زیادہ ہم معلوم نکر سکے۔

ارمین بقول برہان وہفت وسروری وجہانگیری وناصری وجامع بروزن پروین نام پسر چہارم کیقباد است کہ برادر کوچک کاؤس باشد۔ خان آرزو در سراج گوید کہ اصح (کی ارمین) است و فرماید کہ (کی) لفظی است برای تعظیم ہچو (کی لہراسپ) و (کی قباد) و (کیخسرو) و (کے کاؤس) ازجہت امتیاز داخل است نہ از اصل نام۔ مؤلف گوید کہ عجبی نیست کہ معنیٔ منسوب بہ آرم باشد وبفتح اوّل معروف واللہ اعلم (ارد و) آرمین کیقباد کے چوتھی لڑکے کا نام جو کاؤس سے چھوٹا تھا۔

ارمینا بقول صاحبان برہان وہفت وانند بروزن مہ سیما بلغت سریانی نوشادر باشد و آن چیزی است مانند نمک وبیشتر سفید گران بکار برند وبعضی گویند لغت یونانی است صاحب محیط بر (ارمینا) گوید کہ نوشادر است وبر نوشادر نوشتہ کہ اسم فارسی است وبعربی نیز بدین نام مشہور وبلغت حجاز ویمن (نخنش) وبیونانی (اذرار) و (ارمینا) و (ملیا) وبہندی (نوسادر) و (نوساگر) و بفرنگی (سال ارمونیک) ودر انگلیسی (امونیا) نامند وباصطلاح اہل اکسیر (عقاب) و (کبریت الدخان) و (ملح النار) و (سلسالیوس) گویند واین چیزی است سفید شبیہ بشورۂ قلمی۔ معدنی ومائی ومصنوعی می باشد بہترین آن پیکانی است کہ دران نوعی استدارت مخروطی شبیہ بہ پیکان تیر باشد ولہذا بہ پیکانی مسمّی گشتہ طبع آن قریب بہ نمک است گرم وخشک درآخر دوم وبقول گیلانی درسوم وگویند گرم درآخر سوم وخشک دراوّل۔ وآن ملطف۔ مذیب۔ مفتح وقاطع سیلان خون ومنافع بسیار دارد (ارد و) نوشادر۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ مرکب از نوش۔ آدر یعنی

(تریاق آتش) ایک کانی دوا کا نام جو اکثر سفید ہوتی ہے۔ کانی نوشادر نواح سمرقند کے ایک پہاڑ سے نکلتا ہے اور نیز اس پہاڑ کے غار سے جو (دنبدان) علاقۂ کرمان مین واقع ہے کہتے ہین کہ اس غار مین سے دھوان نکلتا اور جم جاتا ہے یہ سب سے عمدہ قسم کا نوشادر ہے دوسرا نوشادر وہ ہے جو پڑاون آدون مین گندگی وغیرہ جلنے سے اکٹھا ہوجاتا ہے۔ یہ توس لوگ اسی کو عقاب اور نسر طائر و مشاطہ کہتے ہین اور عرب والے (ملح بوتیہ) آنکھ کی سفیدی کے واسطے مفید ہے۔ اصل مین ایک قسم کا کھاری نمک ہے۔ مزاجاً تیسرے درجہ مین یابس اور بعض کے نزدیک تیسرے مین حار۔

ارمینہ | بقول صاحب شمس بالکسر نام شہریست و صراحت کند کہ لغت فارسی و عربیست صاحب انند ہم ذکر این کردہ و صاحب مؤید این را بذیل لغات فارسی نوشتہ مؤلف گوید کہ عجبی نیست کہ آباد کردۂ (ارمین) باشد (اردو) ارمینہ۔ ایک شہر کا نام ہے افسوس ہے کہ اس کے تفصیلی حالات نہین معلوم ہوسے۔

ارمینیہ | بقول صاحب سروری نام الکہ ایست نصاری (جرجانی لامعی ۹) لشکرش ناشکستہ و نشکستہ تیغ او ؛ در روم بت نماند و بارمینیہ شمن ؛ صاحب منتہی الارب گوید کہ بالکسر و گاہی یای اخیر مشدد ہم آید۔ شہریست بروم یا چہار اقلیم است یا چہار شہر متصل باہم و ہر شہر را از آنہا (ارمنیہ) گویند۔ ارمنی بفتح میم منسوب است بآن مؤلف عرض کند کہ در وجہ تسمیۂ این ہم عجبی نیست کہ (ارمین) را دخلی باشد (اردو) ارمینیہ روم مین ایک یا کئی شہرون اور اقلیمون کا نام ہے زمانۂ حال مین اسکی کامل حقیقت جغرافیہ سے معلوم

ہو سکتی ہے اہل لغت کا بیان جغرافیہ کے مقابلہ مین لا شے کا حکم رکھتا ہے۔

ارمیون | بقول برہان و ہفت واند بروزن ارغنون (۱) نام حکیمی است رومی و (۲) بمعنی زیرک و عاقل ہم آمدہ و (۳) نام سنگی است در زمین روم کہ ہر چند آنرا بشکنند مخمس شکستہ شود و بفتح واو بروزن پرویزن ہم گفتہ اند مؤلف گوید کہ بخیال ما این لغت یونانی است و معنی دوم اصل باشد و ہمان سبب حکیمی را بدین اسم موسوم کردہ باشند بلحاظ زیرکی او و عجبی نیست کہ سنگ مذکور را ہم نظر بر صنعتش کہ بالا مذکور شد مجازاً این نام نہادہ باشند واللہ اعلم (اردو) (۱) ارمیون۔ ایک حکیم کا نام ہے جو روم مین گزرا ہے (۲) زیرک۔ بقول آصفیہ (فارسی) دانا دانشمند (۳) ایک پتھر کا نام بھی ارمیون ہے جو زمین روم مین واقع ہے۔ مذکر۔

ارّن | بقول صاحب برہان بفتح اوّل و ثانی مشدد و سکون نون بلغت ژند و پاژند (۱) گوسفند مادہ را گویند کہ میش باشد و بقول صاحب مؤیّد (۲) بفتح یکم و ضم دوم در زبان ترکی بمعنی آب صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این بمعنی اوّل کردہ و صاحب لغات ترکی نسبت معنی دوم فرماید کہ بفتح ہمزہ و کسرۂ رای مہملہ و سکون نون باشد و بجای دیگر (ارن) بکسر اوّل و فتح دوم ہم بہمین معنی آوردہ و صاحب کنز کہ ہم محقق ترکی زبان است این را (۳) بفتحتین بمعنی اشیای خوشبو وا گفتہ۔ صاحب ساطع فرماید کہ بفتح اوّل و ضم رای مہملہ بزبان سنسکرت (۴) آفتاب و (۵) بامداد و (۶) سرخی کہ بوقت صبح در افق ظاہر شود مؤلف عرض کند کہ بخیال ما این اسم جامد ژند و پاژند است و حالا در روزمرۂ عجم متروک (اردو) (۱) بکری (ہندی) بقول آصفیہ اسم مؤنث۔ گوسفند

بزبادہ (۲) پانی۔ دیکھو آب کے پہلے معنی (مذکر) (۳) خوشبودار چیزیں مؤنث (۴) آفتاب مذکر دیکھو آفتاب کے دوسرے معنی (۵) صبح بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مؤنث (۶) صبح کی شفق (مؤنث)

ارنج | بقول برہان وہفت بفتح اول وثانی وسکون ثالث وجیم بمعنی (ارنج) است کہ بندگاہ ساعدو بازو باشد وبعربی مرفق خوانند۔ صاحبان جامع وسراج ورشیدی این را مخفف آرنج گفتہ اند کہ در ممدودہ گذشت مؤلف گوید کہ لغت فارسی زبان است واصل این (آرنگ) بہ دو کاف فارسی کہ بجایش گذشت عجبی نیست کہ عربی دانان عجم کاف فارسی را بجیم عربی بدل کردہ باشند ہمچو (شنگرف وشنجرف و رنگ ورنج) وتبدیل ممدودہ بہ مقصورہ نتیجہ لب ولہجہ مقامی باشد (اردو) دیکھو۔ آرنج کے پہلے معنی۔

ارندان | بقول صاحب برہان وسراج وسروری ورشیدی وجامع وہفت وانند بروزن قلمدان بمعنی انکار وحاشا باشد۔ صاحب جہانگیری گوید کہ پیر ہری۔ خواجہ عبداللہ انصاری قدس اللہ سرہ العزیز در طبقات خویش آوردہ کہ "طاقت علم وعقل خلق در نیافتند ویرا ہجور کردند وبرخاستند بانکار وارندان" مؤلف گوید کہ باتفاق محققین لغت فارسی زبانست (اردو) انکار۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ اقرار کی ضد (جانصاحب ع) انکار سے بدتر ہیں سب اقرار تمہارے

ارنواز | بقول صاحب برہان وجامع وہفت وناصری وسراج وانند بروزن سرفراز نام خواہر جمشید است کہ با خواہر دیگر (شہرناز) درحبالہ ضحاک بود وعاقبت بفریدون منتقل شد۔ صاحب سروری از فردوسی سندی آوردہ (س) درایوان شاہی شب ویریاز ۔ بخواب اندرون بود با ارنواز ۔ مؤلف گوید کہ معنی لفظی این دل جوی شوہر۔ وخوش کنندۂ شوہر وبمراد

رسانندہٗ شوہر باشد کہ (ار) بزبان ترکی بمعنی مرد و بفتح آمدہ و نواز صیغۂ امر از نواختن کہ بمعنی دلجوئی کردن و خوش کردن و بمراد رسانیدن آمدہ پس (ارنواز) اسم فاعل ترکیبی است ازہمین مصدر (اردو) ارنواز۔ زبان فارسی مین جمشید کی بہن کا نام ہے جو اپنی دوسری بہن کے ساتھ ضحاک کی بی بی تھین اور آخرکار فریدون کے قبضہ مین آئین۔

ارنوند اسپ بقول خان آرزو و سراج با اول مفتوح و ثانی زدہ و نون و واو مفتوح و نون دوم زدہ و دال و ہمزۂ مفتوح و سین مہملہ ساکن و بای فارسی۔ نام پدر ضحاک صاحب رشیدی و جامع ہم ذکراین کردہ۔ از محقق مباد کہ اکثر در آخر اسمای شاہان ترک و فارس لفظ اسپ زیادہ می کردند۔ معنی لفظی این (صاحب اسپ تیزرو) باشد کہ (ار) در ترکی زبان مجازاً بمعنی صاحب آمدہ و (نوند) بقول برہان بمعنی تیزرو عموماً و اسپ تیزرو خصوصاً و مردم تیز فہم راہم گفتہ اند۔ اندرین صورت معنی این (صاحب اسپ کہ تیز فہم باشد) ہم توان گرفت عجبی نیست کہ ہمین باشد وجہ تسمیۂ این (اردو) ارنوند اسپ ضحاک کے باپ کا نام تھا

ارنی بقول بہار بفتح اول و کسر دوم امر حاضر از مصدر (ارات) بمعنی (بنما مرا) فارسیان آنرا یک کلمہ پنداشتہ اند و بسکون دوم استعمال نمایند (سالک یزدی ؎) مرغ ارنی گو ز شوق (لن ترانی) می پرد ؛ پیش موسی خارخار وادی ایمن گل است ؛ و آرستہ بند ہمین شعر گوید کہ منصوص است و سکون دوم تصرف فارسیان مؤلف عرض کند کہ این اشارہ ایست بسوی (رب ارنی) کہ سوال موسی علیہ السّلام بود با خداوند تعالی و جوابش (لن ترانی) یافت پس فارسیان ازین لفظ اشارہ می کنند بہ واقعات بالا دیگر ہیچ (اردو) ارنی۔ بقول

انیرے (عربی) اس کا لفظی ترجمہ (دکھا مجھے) آپ فرماتے ہین کہ موسیٰ علیہ السلام نے جلوۂ باریتعالےٰ کے دیکھنے کی درخواست مین فرمایا تھا اور اسکے جواب مین ادہر سے ارشاد ہوا (لن ترانی) یعنی (نہ دیکھ سکے گا تو مجھے) (تسلیم ؎) لینے لگے لن ترانیون کی ؂ ایجان ارنی سنائی کس نے ؂ (اسیر ؎) ارنی کہتے ہو کیون طور پہ ہر وقت اسیر ؂ اک ذرا حضرت موسیٰ کو تو آجانے دو ؂

ارن بیژن بقول صاحب برہان و جامع و سراج و سروری با بای ابجد و زای فارسی بر وزن الم یجد چوب بقم را گویند کہ بدان چیزہا رنگ کنند و آنرا (تبرخون) ہم خوانند و معرب آن طبرخون و بعضی بتقدیم بای ابجد بر یای حطی بر وزن (سحر خیز) گفته اند۔ صاحب ہفت صراحت حلیه لفظ کند کہ بفتح اوّل و رای مہملہ و سکون نون و فتح مثناۃ تحتانی و بای ابجد و سکون زای پارسی است۔ صاحب محیط بر بقم فرماید کہ بلغت مین (تماہدہ) و بعربی (بقم) چوبی سرخ رنگ مائل بزردی و بفارسی آنرا (وردبرہنہ) و در انگلیسی (لوگ او ڈم) و بہندی (بتنگ) گویند۔ گرم وخشک در دوم و گویند گرم در سوم و خشک در چہارم۔ چون آنرا کوفته بیخته بر جراحت و قروح بپاشند تنقیۂ آن کند و شستن رو بآب آن جہت نیکوئی رنگ رخسار و تقویت مفاصل نافع و منافع بسیار دارد و بر طبرخون فرماید کہ نوعی از صفصاف کہ بفارسی سرخ بید و بہندی تن نامند نتیجۂ این ہمہ تحقیق آنست کہ طبرخون ورای بقم باشد و (ارن بیژ) اسم بقم است بخیال ما اصل این (ارن بیز) بر وزن سحر خیز باشد چنانکہ صاحب برہان ہم ذکر کرده بمعنی خوشبودار خالص و کنایہ از بقم کہ خوشبوی لطیفی دارد۔ (ارن) در ترکی زبان بمعنی چیز خوشبودار و (بیز) بقول برہان بمعنی خالص آمده و آنچہ بای موحده بیای تحتانی بدل شد و بالعکس آن و نیز تبدیل

زای عربی بزای فارسی خلاف قیاس وتحریف وتصحیف باشد کہ ماخذش ہیچ تحقق نمی شود ودر لغات ژند وپاژند ہم یافتہ نمیشود (اردو) پتنگ۔ بقول آصفیہ۔ ایک لکڑی کا نام ہے جس سے سرخ رنگ نکلتا ہے۔ (مذکر) بقول صاحب ساطع یہ زبان سنسکرت کا لفظ ہے۔

(۱۳۶۸)

ارنی سنج	استعمال یعنی ارنی گو معنی گویندۂ (رب ارنی) اسم فاعل ترکیبی از ارنی سنجیدن چنانکہ عرفی گوید	(ص۵) حصۂ معجون ادب رنج بود ؛ زان لب موسی ارنی سنج بودیم (اردو) ارنی گو کہ سکتے ہیں۔

اروانہ بقول برہان وجہانگیری وہفت وانند وجامع بروزن پروانہ (۱) نام گلیست کہ آنرا خیری صحرائی گویند چون قدری ازان بخور کنند ہر بوی بد وگندہ کہ در جائی باشد برطرف گردد وزائل شود و (۲) نوعی از شتر ہم ہست خان آرزو در سراج گوید کہ بدین معنی دال بجای واو آمدہ کہ بجای خودش گذشت برین تقدیر واحد ہما تحریف باشد ونوعی از شتر وقیل نوعی از مادۂ شتر صاحب سروری ذکر ہر دو معنی کردہ وبرای معنی دوم از امیر مختاری سندی آوردہ (ص۵) من بندہ کہ روی سوی رہ دارم ؛ بی بختی وبی سراک واروانہ ؛ صاحب ناصری بر شتر مادہ قانع وبقول صاحب رشیدی گل خیری وشتر مادہ۔ صاحب محیط این را بہ واو سوم معنی اول لغت فارسی گوید وافعال وخواص این بر (اردانہ۔ بدال مہملہ) گذشت۔ ماصراحت ماخذ (اردانہ۔ بدال) بجای خودش کردہ ایم عجبی نیست کہ فارسیان بقاعدۂ خود دال مہملہ را بواو بدل کردہ باشند ہمچو (بید وبیو) بمعنی کرکی کہ جامہ وکاغذ را ضائع کند پس انچہ خان آرزو واحد ہما را تحریف گوید ما این را تبدیل نام نہیم ونسبت معنی دوم عرض کنیم کہ بقول صاحب لغات ترکی (اردنہ) بالفتح اول وسوم بمعنی مادۂ شتر است انتہی پس فارسیان بقاعدۂ خود کہ ذکرش بالا گذشت دال مہملہ را بواو بدل کردہ

اروانہ کردہ باشند حقیقت الف دوم ہمین قدر معلوم می شود کہ ترکیان بقاعدۂ خود فتح دال را بالف نوشتہ باشند و فارسیان ہمان الف علامت فتح را قائم کردہ (اروانہ) کردند دیگر ہیچ (ارد و)(۱) دیکھو اروانہ (۲) اونٹنی۔ بقول آصفیہ (ہندی) مادۂ شتر۔ سانڈنی۔ ناقہ۔ مؤنث۔

(۱) اروب | بقول صاحب بول چال (۱) و (۲) مفرس یورپ است (انتہی) مؤلف

(۲) اروبا | گوید کہ اقلیمی است از پنج اقلیم طبیعی و نام یکی از برّاعظم کہ در مغرب برّاعظم ایشیا

(۳) اروپ | واقع و بر ہفدہ ممالک شامل (۱) برطانیہ (۲) فرنساویہ (۳) ہسپانیہ (۴)

(۴) اروپا | پرتگال (۵) اٹلی (۶) ترکی (۷) روس (۸) سویدن (۹) ناروے (۱۰) ہالنڈ (۱۱) بلجیم (۱۲) سوئٹزرلینڈ (۱۳) پرشیا (۱۴) آسٹریا (۱۵) جرمنی (۱۶) ڈنمارک (۱۷) یونان۔ صاحب روزنامہ (۳) را و صاحب رہنما (۴) را بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچاریہ بای فارسی ہم بہمین معنی آوردہ و سند استعمال این حوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار۔ بای حال این تفریس معاصرین عجم است کہ دران لزوم قاعدۂ تبدیل باقی نماندہ است یعنی تبدیل بعض حروف خلاف قاعدہ واقع (ارد و) یورپ بقول صاحب آصفیہ (انگریزی) اسم مذکر۔ مغرب کا برّاعظم۔ ممالک مغرب۔ دنیا کے پانچ برّاعظموں میں سے ایک برّاعظم کا نام۔ جو برّاعظم ایشیا سے جانب غرب واقع ہے اس میں سترہ ممالک شامل ہیں (جن کا ذکر فارسی میں ہوا مؤلف)

ارور | بقول صاحبان برہان وسراج و ہفت و انند بضمّ اوّل بروزن دختر بلغت ژند و پاژند بمعنی نباتات باشد یعنی رستنیہا۔ صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ گوید کہ زرا تشت در صفت بہشتیان گوید (ـــہ) ہمان مینوی ارور

سر و آتش ۵ باستادہ بہ پیش قوم سرخوش ۵ مؤلف گوید کہ اسم جا۔ فارسی قدیم است (اردو)
نباتات۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث۔ نبات کی جمع۔ پودے۔ سبزی۔ ترکاریان۔

اروس بقول صاحب برہان وجامع وہفت وانند وسراج وناصری ورشیدی وسروری وجہانگیری بفتح اوّل وثالث مجہول بروزن عروس متاع و اسباب و کالا را گویند صاحب فرہنگ فدائی گوید کہ در فارسی زبان ہر خاستہ کہ برای خرید و فروش باشد (پوربہای جامی ۵) یکروز چار بار ببرد اسپم از گلہ ۵ روز دگر اروس و قماش از نہاد رہ ۵ صاحب انند صراحت کردہ کہ لغت فارسی زبان است۔ بخیال ما این ماخوذ است از لغت عرب کہ (اروس) بفتح اوّل وسکون ثانی وضم ہمزہ۔ بقول منتہی الارب جمع رَاس و رَاس بمعنی سر و سر ہر چیز و راس المال و سرمایہ تجارت و بقول منتخب (اروس) بمعنی روشن و صاف آمدہ پس عجبی نیست کہ فارسیان ہمین لفظ را بتصرف خفیف برای اسباب و کالا گرفتہ باشند (اردو) متاع۔ دیکھو اخریان۔

ارومہ بقول ضمیمۂ برہان بفتح اوّل و میم علفی کہ اشخار از ان حاصل شود۔ صاحب انند این را بالفتح وبضم دوم و فتح میم لغت عربی گوید کہ بمعنی بیخ درخت و جز آن باشد (ہکذا فی منتہی الارب) (اردو) ایک قسم کی گھانس کا نام فارسیون نے ارومہ رکھا ہے جس سے سجّی کا جوہر حاصل ہوتا ہے۔

ارون بفتح اوّل و واو و سکون رای مہملہ و نون۔ بقول صاحب فرہنگ فدائی (۱) رنج و کلفت و (۲) میل آہنینی کہ زور آن چیزہای سنگین را از جای خودش برمیدارند و آن چنین است کہ یک سرش را زیر آن چیز می نہند و سر دیگرش را گرفتہ رو بزمین زور می کنند تا آن چیز بہ آسانی

از جای خود بلند شود و این از افزارهای سنگین کشی است و بقول صاحب انند در عربی زبان بفتح اول وضمّ ثانی (۳) بمعنی شادمان و (۴) بمعنی زهر و (۵) مغز سر فیل که زهرناک باشد و (۶) نام شهری در طبرستان (کذا فی منتهی الارب) مؤلّف عرض کند که معنی اوّل و دوّم غیر از فرهنگ فارسی که از معاصرین اهل زبان است دیگر کسی نه نوشت (اردو) (۱) موٹا لیڑا۔ (مذکر) (۲) وہ آہنی کل یا مشین جس کے ذریعہ سے سنگین چیز کو بلند کرتے ہین۔ (۳) خوش۔ (۴) زہر۔ مذکر۔ (۵) ہاتھی کا مغز جسمین سمیت پیدا ہو چکی ہو (مذکر) (۶) ایک مقام کا نام (اردن) ہے جو طبرستان مین واقع ہے۔

اروُنتن | بقول صاحب برہان و ہفت و انند و موارد با فوقانی بر وزن (سبو شکن) بلغت ژند و پاژند بمعنی شستن باشد و (ارونمن) یعنی بشویم و (اروندید) بمعنی بشوئید۔ صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کرده مؤلف عرض کند که در ترکی زبان (ارن) بفتح اوّل وضمّ دوّم بمعنی آب آمده (کذا فی المؤید) و صاحب لغات ترکی هم معنیٔ همزبان صاحب مؤید لیکن بحلیه لفظ اختلاف کرده پس عجبی نیست که فارسیان بقاعدۂ رسم الخط ترکی برای اظهار ضمۂ رای مهمله - واو زیاده کرده (ارون) کرده باشند و فارسیان قدیم (تن) که علامت مصدر است بر و زیاده کرده (ارونتن) را بمعنی شستن گرفته باشند اگر بر خلاف این قیاس (ارون) را لغت ژند گیریم جا دارد لیکن در لغات ژند یافته نمی شود والله اعلم (اردو) دھونا۔

اروند | بقول برہان و رشیدی و جہانگیری و غیاث و مؤید و سروری و ناصری و شمس و ہفت و سراج (۱) بر وزن و معنی الوند است و آن کوہی باشد در نواحی ہمدان گویند شخصی دران کوہ

آسود کہ نام او (اروند) بود و آن کوہ را بنام او خوانند (حکیم خاقانی ے) شراری جہد ز آتش نعل اسپش ؛ کہ حر اقش اروند و ثہلان نماید ؛ (اثیر الدین اخسکتی ے) صدای نالہ بخصمت ز کوہ این آید ؛ بس ای درشت گران جان و سرد چون اروند ؛ صاحب جامع گوید کہ این کوہ بر دجلہ واقع است کہ شط بغداد نام دارد۔ صاحب مؤید بحوالہ عجائب البلدان نوشتہ کہ برین کوہ در یک فصل سہ حالت بود بر قلہ زمستان و بر صفحہ ربیع و در دامن تابستان (مرادف ارا وند کہ گذشت) (اردو) کوہ الوند ایک پہاڑ کا نام ہے جو نواحی ہمدان مین واقع ہے۔ (مذکر)

(۲) اروند۔ بقول برہان و جامع و ہفت و سراج دریای محیط۔ وجہ تسمیہ این ہیچ معلوم نشد مخفی مبادکہ در زبان پہلوی (اروند) دجلہ را گویند چنانکہ بمعنی چہارم می آید پس عجبی نیست کہ مجازاً محیط را ہم گفتہ باشند (اردو) سمندر۔ بقول صاحب آصفیہ بحر محیط (مذکر) جس کو زبان سنسکرت مین سُمدر کہتے ہین۔

(۳) اروند۔ بقول برہان و ہفت بمعنی کرۂ آب۔ خان آرزو در سراج بذکر این فرماید کہ معنی چہارم اصح است مؤلف گوید کہ ما را با او اتفاق نیست بخیال ما تعمیم معنی چہارم اصح باشد و معنی دوم و سوم مجاز آن (اردو) کرۂ آب۔ بقول آصفیہ (عربی۔ فارسی) اسم مذکر۔ پانی کی سطح جو زمین کے کرہ کے ساتھ داخل کرہ ہے۔ وہ پانی جس نے زمین کو گھیر رکھا ہی

(۴) اروند۔ بقول برہان و رشیدی و ہفت و سراج نام دجلۂ بغداد صاحب جہانگیری فرماید کہ ہمین دجلہ را بعربی شط نام است (فردوسی ے) اگر پہلوی راندانی زبان ؛ بتازی تو اروند را دجلہ خوان ؛ (صاحب فرہنگ منظوم ے) دارار وند رود را بر یاد ؛ کہ بتازی بود شط بغداد ؛

صاحب سروری فرماید کہ مطلق بمعنی دجلہ و رود است ۔صاحب ناصری با سروری متفق
وصاحب شمس صراحت فرماید کہ این لغت پہلوی است مؤلف گوید کہ بہ تحقیق ما ہم اسم جامد
زبان پہلوی است و معنی دوم وسوم مجاز این باشد۔ آنچہ اکثر صاحبان لغت این را بمعنی دجلۂ
بغداد گفتہ اند سندش می خواہیم ۔مخفی مباد کہ در لغت عرب ہم (شط) بمعنی کرانۂ رود وجوی آمدہ
(کذا فی المنتخب) واستعمال مجرد لفظ (شط) یا آروند برای دجلۂ بغداد سندی میخواہد در آن حالت
توانیم عرض کرد کہ این تخصیص بمجاز باشد (اردو) ندی مؤنث ۔دیکھو ارغا ۔بعض محققین
فارسی نے دجلۂ بغداد کو اروند کہا ہے ۔

(۵) اروند ۔ بقول برہان وجامع وہفت وسراج نام چشمہ ایست در سیستان گویند نی بسیار
درین چشمہ روئیدہ است آنچہ در میان آب است تنگ شدہ وآنچہ در بیرون آب است
واز آب بر آمدہ است نی است وشاخ وبرگ دارد مؤلف گوید کہ اینہم مجاز معنی چہارم
باشد کہ چشمۂ را اروند نام نہادند (اردو) اروند فارسی زبان مین ایک چشمہ کا نام ہے جو
سیستان مین واقع ہے ۔

(۶) اروند ۔ بقول برہان وجہانگیری وجامع وسروری وہفت وسراج بمعنی حسرت و
آرزو مؤلف عرض کند کہ اکثری ازین ہمہ محققین سند این از ہمان کلام فردوسی گرفتہ اند
کہ بمعنی ہشتم می آید وسندی دیگر از نظر ما نگذشت وما سند اول الذکر را برای معنی ہشتم مناسب تر دانیم
وبعض محققین ہم ہمچنین کردہ اند کہ ذکر شان بمعنی ہشتم می آید پس بخیال ما این معنی قابل نظر است
وہمانوقت مطمئن شویم کہ سند دیگر یابیم (اردو) دیکھو ارمان ۔

(۷) اروند۔ بقول برہان وجہانگیری وجامع ومؤید وسروری وشمس وہفت بمعنی فروشکوه (حکیم فردوسی ؎) سیاوش مرا خود چو فرزند بود؛ که بافر و با برز و اروند بود؛ خان آرزو در سراج فرماید که بدین معنی (اورند) صحیح باشد که مبدل (اورنگ) است مؤلف عرض کند که اگر بقولش (اورند) را بدین معنی صحیح قرار دہیم۔ میتوانیم که (اروند) را مبدل (اورند) گیریم که رای مهمله با واو و بالعکس آن بدل می شود چنانچه (برم) و (برمو) بمعنی انتظار و (کلاو) و (کلار) بمعنی غوک وجا دارد که (اروند) را مبدل اورنگ هم گیریم که تبدیل واو با رای مهمله و بالعکس آن جائز است چنانکه بالا گذشت ونیز تبدیل کاف فارسی با دال مهمله هم آمده ہمچو (پرنگ) و (پرند) و (دروغ) و (گروغ) پس اشتباه خان آرزو باقی نماند مخفی مباد که سندی که بالا مذکور شد از برای معنی ہشتم هم بکار میخورد (اردو) فر۔ بقول آصفیہ (فارسی) مذکر۔ بمعنی زیبایش۔ شان وشوکت۔ رفعت وشکوه۔

(۸) اروند۔ بقول برہان ورشیدی وجہانگیری وجامع وسروری وہفت بمعنی تجربه وآزمایش (فردوسی ؎) بارمان واروند مرد دہر؛ فراز آورد گونه گون سیم وزر؛ خان آرزو در سراج گوید که در تحفة السعادت (اروین) بوزن پروین بمعنی تجربه وآزمایش آمده وصحیح بمعنی تجربه ہمین است وہمین را به تصحیف (اورند) خوانده اند مؤلف عرض کند که سند استعمال مصدق معنی است واگر (اروین) بمعنی تجربه وآزمایش آید عیبی ندارد ومستلزم آن نیست که (اروند) مرادفش نباشد وہیچ برای تخصیص (اروین) بدین معنی نیست (اردو) دیکھو آزمایش۔

(۹) اروند۔ بقول برہان وہفت وسراج نام پدر لهراسپ صاحب سروری گوید که نسبش

بکیقباد میرسد (فردوسی ۵) کہ لہراسپ بُد پور اروندشاہ * کہ او را بدی آن زمان تاج وگاہ *
وبقول ناصری نام حکیمی (پدر لہراسپ) کہ گشتاسپ و اسفندیار از نشت او بہم رسیدہ اند مؤلف عرض کند
کہ عجبی نیست کہ این نام بلحاظ معنی ہفتم نہادہ باشند (اردو) لہراسپ کے باپ کا نام اروند تھا۔
(۱۰) اروند۔ بقول برہان وجامع وناصری وہفت وسراج بمعنی عین ہر چیز (مثنوی نامۂ از فرآبادی ساتی)
ہستی ویکتائی وکسی سراسر فروز ہا * اروند گوہر اوست وازو بیرون نیست (اردو) عین بقول
آصفیہ (عربی) اسم مذکر ہر چیز کی ذات۔ جوہر۔
(۱۱) اروند۔ بقول برہان وہفت ومؤید بمعنی زیبائی وبقول شمس زیبا وپسندیدہ وزیبائی۔
خان آرزو در سراج گوید کہ ظاہر اتصحیف است وبدین معنی بہ تقدیم واو بر را وآن مبدل
(اورنگ) است وکاف فارسی بدال بدل شود مؤلف عرض کند کہ خان آرزو ہمین قسم انکال در معنی
ہفتم پیدا کردہ وما جوابش ہمدرانجا عرض کردہ ایم وبلحاظ معنی مارا با صاحب ہفت اتفاق است
واین مبدل (اورنگ) باشد کہ اورنگ بمعنی زیبائی ہم آمدہ (اردو) زیبائش۔ بقول صاحب
آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ پھبن۔ آرایش۔ زینت۔ سجاوٹ۔

ارونده | بقول صاحب شمس مرادف (اروند) است کہ گذشت دیگر کسی از محققین فرس
ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ جز این نباشد کہ ہای زائدہ در آخر این آوردہ اند جویای سند باشیم
(اردو) دیکھو اروند۔

اروس | بقول برہان وانند بفتح اوّل وضمّ ثانی بواو رسیدہ وکسر نون وسین بی نقطہ ساکن
یونانی غلّہ ایست کہ آنرا بفارسی کرسنہ وکسنک وبعربی رعی الحمام گویند صاحب محیط بر کرسنہ گوید کہ

معرّب است از (کنک) فارسی ونیز بفارسی (کسن) و (شنک گاوی) و (گاو دانہ) و (شنکگ و (شنکل) وبعربی (حبّ البقر) وبیونانی (رونس) وبسریانی (کشنی) وبرومی (ناغیونس) وبفرنگی (یرد) وبہندی (مٹر) نامند۔ غیر ماکول انسان بطریق غذا۔ بلکہ علف وغذای گاو است و آنرا فربہ می گرداند وبکبوتر وگوسفند ومرغ وغیرہ نیز می خورانند۔ بالجملہ گرم در اوّل تا دوّم و خشک در دوّم وگویند گرم در دوّم وخشک در سوّم۔ شدید الیبوست کثیر الارضیت مقطّع و جالی ومفتّح سدد ومنافع بسیار دارد مؤلف عرض کند کہ عجبی نیست کہ فارسیان در اوّل (رونس) الف وصلی زیادہ کردہ مفرّس کردہ باشند۔ صاحب محیط ذکر مستقل (ارونس) ہم کردہ است وگوید کہ ہمان کرسنہ (اردو) مٹر۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث۔ ایک قسم کا غلہ جسکے گول گول دانے ہوتے ہین۔ عربی مین (کرسنہ) فارسی مین (کسنک) مزاجًا دوسرے درجہ مین گرم و خشک

ارونہ بقول صاحب شمس (۱) بمعنی پریشان و (۲) بدخواہ فرماید کہ لغت عربی وفارسی است وما از تحقیق این قاصریم کہ محققین عرب وفرس وترک ازین ساکت اند (اردو) (۱) پریشان۔ (۲) بدخواہ۔ بدچاہنے والا۔ خیر خواہ کی ضد۔

ارویس بقول برہان وجامع وسراج وہفت وانند با سین بی نقطہ بروزن تجنیس (۱) تختہ را گویند کہ فارسیان اسباب پرستش را بر بالای آن گذارند وباین معنی با شین نقطہ دار ہم بنظر آمدہ و (۲) ریسمانی را نیز گویند کہ از موی بز تافتہ باشند۔ صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب۔ بذیل لغات ژند وپاژند ذکر این کردہ (ز رآتشت بہرام سلہ) ابا بر قوم توی بدیجدار ش بیدان ۰ انندگان گشتہ نگہدار چکہ نگذارد کسی را جاگاہش نہ ہی باشد سوا اردیس را ہش ۔ مؤلف

عرض کند کہ تبدیل سین مہملہ با معجمہ وبالعکس آن در فارسی آمدہ ہمچو (کستی) و (کشتی) و (شار) و (سار) پس (اروس والا رویش) ہردو صحیح باشد (اردو) (۱) وہ تختہ جس پر پرستش - پوجے کا سامان رکھیں - مذکر (۲) بکری کے بالوں سے بٹی ہوئی رسّی (مؤنث)

ارویش | بروزن اروس کہ گذشت - بقول صاحب جامع مرادفش بمعنی اوّل وصاحبان برہان وسراج ہم بذیل (اروس) ذکر این کردہ اند کہ گذشت - بخیال ما این مبدّل آنست یا آن مبدّل این کہ صراحت تبدیل ہمانجا کردہ ایم (اردو) دیکھو اروس -

اروین | بقول صاحبان برہان وجامع وہفت وآنند وشمس وجہانگیری بروزن پروین تجربہ وامتحان وآزمایش را گویند - صاحب رشیدی گوید کہ بمدودہ نیز آمدہ - خان آرزو بذیل لفظ آروند ذکر این بہمین معنی کردہ مؤلف عرض کند کہ ما در ممدودہ استعمال این نیافتیم واگر باشد نتیجہ لب ولہجۂ مقامی بیش نیست - باقی حال این اسم جامد زبان فارسی است وبخیال ما لغت ژندوپاژند ولیکن صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتابش ذکر این نکرد واللہ اعلم (اردو) دیکھو اروند کے آٹھویں معنی -

ارّہ | بقول بہار بروزن درّہ افزاریکہ درودگران وماند آنہا دارند صاحب سروری گوید کہ بمعنی اوّل ہمان (ار) کہ گذشت وآن را بعربی منشار گویند وبہ تخفیف نیز آمدہ (حکیم اسدی ۵) چو بر فرق جم ارّہ دندان نہاد ٭ جم ازدرد دندان بدندان نہاد ٭ معاصرین عجم ہم استعمال این کنند وصاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ حقیقت این بر (ار) بیان کردہ ایم کہ مخفف (ارّہ) باشد (اردو) دیکھو ار کا پہلا نمبر -

(۱۸۱۷)

ارّه بر سر گذاشتن مصدر اصطلاحی۔ کنایه
باشد از دو نیم کردن و مجازاً بمعنی قتل کردن و مبتلای
آفت کردن هم (صائب ؎) نیست ممکن برگرفتن
دیده از رویش مرا؛ ارّه گر بر سر گذارد تیغ ابرویش مرا؛
(اردو) آرے سے چیرنا۔ امیر فرماتے ہیں کہ
مشہور ہے کہ بعض جابر بادشاہوں کے عہد میں
مجرم آرے سے چیرے بھی جاتے تھے۔ قتل
کرنا۔ آفت ڈھانا اور انہیں معنوں میں (آرا سر پہ
چلانا) کہ سکتے ہیں۔ اسی کے لازم کا استعمال
ایک مثل سے ثابت ہے "آرے سر پہ چلگئے
تو بھی مدار ہی مدار" آرے چلانا۔ بقول امیر
مجازاً سختی اور بیداد کرنا (ناصر ؎) کیا شانہ
دشمن نے اس زلف میں؛ میرے سر پہ آرے
چلایا گیا؛

ارّه جان اصطلاح۔ بقول برہان و جامع
و هفت و اتند بثانی مشدد و جیم بروزن پهلوان
(۱) نام شهریست که مابین آن و شیراز شصت
فرسنگ راه است و آنرا عوام ارّه غان خوانند
باغین نقطه دار مؤلف گوید که مخفف این بدون
تشدید رای مهمله و حذف های هوز (ارجان) هم آمده که
بجایش گذشت عجبی نیست که فارسیان این شهر را نظر
بخصوصیاتش باضافت های هوز (ارّه جان)
نام نهاده باشند یا بنظر جنگ و جدالی که درین
واقع شده باشد بدون اضافت (ارّه جان)
بمعنی سخت جان گفته باشند بهرحال وجه تسمیه
این معنی دارد و (ارغان) بغین معجمه مبدل است
که جیم عربی و غین معجمه باهم بدل شود همچو (مغلاج)
و (مغلاغ) که بمعنی بازی مخصوص است۔
(اردو) ارّه جان ایک شہر کا نام ہے جو شیراز
سے ساٹھ فرسنگ پر واقع ہے۔ (مذکر)

ارّه زبان اصطلاح۔ بقول صاحب بحر
و ضمیمه برهان و شمس و مؤید مردم تند و تیز حرف
زننده را گویند مؤلف گوید که معنی لفظی این
کسی که زبان او مثل ارّه سخت و تکلیف رسان است

کنایہ باشد و اسم فاعل ترکیبی (اردو) سخت زبان
اردو مین اُس شخص کو کہ سکتے ہین جو درشتی اور
سختی کے ساتھ گفتگو کرے۔

ارّہ غان ہمان ارّہ جان است گذشت
ما صراحت کافی ہمدر آنجا کردہ ایم (اردو)
دیکھو ارّہ جان۔

ارہفت بقول صاحب برہان و ہفت دانند بروزن زرلفت یکی از پیغمبران است باعتقاد
کفرۂ ہند۔ ایشان شش طائفہ اند ہمہ قائل تناسخ۔ گویند چہار ہزار ارہفت خواہد آمد و بعد از ان
آفرینش برطرف خواہد شد۔ صاحب جامع فرماید کہ در ہندی بمعنی پیغمبر و رسول است خان آرزو
در سراج بنقل قول برہان گوید کہ (ارہنت) بنون است نہ بفا و پیش این گروہ پیغمبر نبی باشد
و ایشان ہشتاد و چہار فرقہ اند کہ موسوم است بہ (سراوگی) قائل بست و چہار (ارہنت) بمعنی
پیش قومی کہ آدمی باشد از قید ہستی خلاص یافتہ نیز فرماید کہ درین لفظ تنہا صاحب برہان غلط نکردہ است
بلکہ مثل علامۂ میر غیاث الدین منصور وغیرہ۔ ہر کہ از دیان اہل ہند کا معنی آگاہی نداشتہ باشد این قسم
غلطی ہا کند۔ (اردو) ارہنت۔ بقول خان آرزو زبان سنسکرت مین ایک پیشوائے فرقۂ سراوگی
کو کہتے ہین جو آدمی ہوا ور قید ہستی سے خلاص پا چکا ہو۔

(الف) ارّہ کش
(ب) ارّہ کشیدن بذکر (الف) گوید کہ
سباشر ارہ را گویند و صاحب آصفی ذکر (ب)
کردہ از معنی ساکت مؤلف عرض کند کہ (ب)
مصدر راست مرادف (ارکشیدن) کہ گذشت
استعمال۔ صاحب انند
بمعنی کار از ارّہ گرفتن و ارّہ راندن بر چیزی کنایہ
باشد از مبتلای مصیبت کردن ہم و (الف) اسم فاعل
ترکیبی آن بمعنی ارّہ کشندہ (ظہوری ۵) چہ
از جام شد پنجہ اجم جدا ٭ بفرق کشید ارّہ دست بلا
(اردو) (الف) آرا کش۔ بقول امیر وہ جو

آرے سے لکڑی چیرنے کا پیشہ کرے صحیح ارّہ کش ہے مگر بانون پر یونہین ہے (ب) آرا چلانا - دیکھو ارّہ بر سر گذاشتن -

ارّہ گذاشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از صائب سندی پیش کردہ (سے) گر احتیاج ارّہ گذارد تبارکش ۞ غیرت بجا بہ ہجو خودی التجا برد ۞ **مؤلف** گوید کہ مجرد ارّہ گذاشتن چیزی نیست و از سند صائب استعمال (ارّہ تبارک گذاشتن) ثابت و این از قبیل (ارّہ بر سر گذاشتن) کہ گذشت (اردو) دیکھو ارّہ بر سر گذاشتن - جسپر امیر نے اسکے ترجمہ مین کامل صراحت فرمائی ہے -

ارہنت | ماذکر این بحوالہ خان آرزو بر (ارہفت) کردہ ایم (اردو) دیکھو ارہفت -

ارہنگ | بقول صاحب برہان و انند و ہفت و سراج بروزن فرہنگ نام قصبہ ایست از بدخشان و دران قصبہ زیارت گاہی است و باعتقاد مردم آنجا سر امام حسین علیہ السلام در آنجا مدفون است و آنرا (ارہنگ حسین) ہم گویند - صاحب ہفت صراحت کرد کہ در آخر این کاف فارسی است - صاحب جہانگیری و رشیدی بر (نام قصبۂ از بدخشان) قانع - صاحب مؤید بدون نون (ارہگ حسین) نوشتہ گوید کہ در فرہنگ (ارہنگ) بنون است - مخفی مبادکہ بخیال ما این مرکب است از (ار) کہ بزبان ترکی بمعنی مرد و مجازاً بمعنی صاحب مستعمل و (ہنگ) بقول برہان بمعنی وقار و غار و شگاف کوہ و زر و یاقوت و نگہداری و غمخواری پس عجبی نیست کہ این قصبہ را بوجہ مدفن سر مبارک این نام کردہ باشد کہ معنی لفظی آن باوقار یا صاحب غمخواری و نگہداری باشد یا دران موضع غاری یا شگافی در کوہ باشد یا معدن یاقوت و بدینوجہ کہ این متعلق بہ بدخشان است جا دارد کہ در وجہ تسمیۂ این کان یاقوت را دخلی باشد واللہ اعلم -

(اردو) بدخشان کے ایک موضع کا نام (ارہنگ) ہے۔ مذکر۔

آرہ نہادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از صائب سند آوردہ (سہ) سرو اگر جلوہ کند پیش قد رعنایش ٭ قمری از شہپر خود آرہ نہد بر پایش ٭ بخیال ما مجرد (آرہ نہادن) چیزی نیست بلکہ از کلام صائب ....

آرہ نہادن برپا بمعنی بریدن پا ثابت است (اردو) پاؤن کاٹنا۔ پاؤن پر آرا چلانا۔

ارے بقول بہار و انند (۱) بالفتح و یای مجہول کلمۂ ندا است و مشترک در ہندی عوام (حکیم شرف الدین شفائی سہ) اری گیدی تو کجا و رک کجا شعر کجا ٭ لاف چیزی کہ ندانی چہ زنی پیش کسان ٭ صاحب منتخب گوید کہ (۲) در زبان عرب بالفتح کینہ ورشدن و (۳) عسل کردن زنبور۔ و بقول صاحب مؤید (۴) در ترکی زبان بفتح اول و کسر دوم بمعنی زنبور۔ صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است فرماید کہ بفتح اول و کسر دوم (۵) بمعنی پاک است و بکسر اول و دوم (۶) سطبر و فربہ و محکم و صاحب لغات ترکی بتصدیق معنی چہارم فرماید کہ (۷) بمعنی یوزہم آمدہ مؤلف گوید کہ استعمال این بمعنی اول در معاصرین عجم حالا متروک است و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد عجبی نیست کہ فارسیان این را از سنسکرت گرفتہ باشند کہ بقول صاحب ساطع بہمین معنی در سنسکرت آمدہ و در محل تحقیر مستعمل است (اردو) (۱) ارے بقول امیر کلمۂ خطاب حرف ندا (تحقیر او ربے تکلفی سے) اے۔ او۔ ابے کی جگہ مستعمل ہے (داغ سہ) ہمارے ہاتھ سے دامن بچا کر ٭ ارے بیداد گر جاتا کہاں ہے ٭ (آتش سہ) روئی یہ کہ بت اشکون کے ریلے سے بہائے ٭ کیا کام کیا تو نے خدا سمجھے اری آنکھ ٭

(۲) کینہ رکھنا - بقول آصفیہ عداوت رکھنا - دشمنی رکھنا - کپٹ رکھنا - (۳) زنبور کا شہد بنانا (۴) زنبور - بقول آصفیہ فارسی (مذکر) بھڑ - شہد کی مکھی (۵) پاک - بقول آصفیہ (فارسی) صاف - بےغش - (۶) دبیز - بقول آصفیہ فارسی - موٹا - گاڑھا - گندہ - وَلدار - فربہ اور مضبوط اور محکم بھی اردو مین مستعمل ہے (۷) چیتا - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - یوزایک درندے جانور کا نام جس کی کمر نہایت پتلی اور جسم پر چتیان ہوتی ہین -

اریب | بقول صاحب برہان و رشیدی و ہفت واند بضم اول و کسر ثانی و سکون تحتانی مجہول و بای ابجد (۱) بمعنی محرف و کج باشد و ترکان قیقاج گویند - خان آرزو در سراج گوید کہ مرادف (اریو) است و (اریو) مبدل (اریب) - صاحب سروری فرماید کہ (وریب) ہم بدین معنی آمدہ (مولوی معنوی ــــہ) یک قدم چون زد بہ بالاتا نشیب ؛ یک قدم چون پیل رفتہ بااریب ؛ - صاحب شمس گوید کہ (۲) بزبان عرب بالفتح بمعنی زیرک و عاقل و آراب جمع آن - صاحب منتخب تصدیق قولش کند نسبت واحد - صاحب جہانگیری فرماید کہ بمعنی اول (اوریب) و (وریب) نیز گویند مؤلف عرض کند کہ بزبان سنسکرت ہمین لفظ بمعنی مکر و پیچ آمدہ (کذا فی الساطع) پس عجبی نیست کہ فارسیان این را بمعنی محرف و کج استعمال کردہ باشند بتصرف خفیف در معنی (اردو) (۱) اریب - بقول امیر (فارسی) محرف آڑا - ترچھا - عوام - اوریب بولتے ہین مؤلف عرض کرتا ہے کہ ہماری تحقیق مین یہ زبان سنسکرت کا لفظ ہے اسکی حقیقی معنی مکر اور پیچ کے ہین فارسیون اور زباندانان اردو نے معنی مین خفیف سا تصرف کیا ہے اور ہم اردو کے بعض محاورات سے معنی حقیقی

تصدیق ہوتی ہے جیسے (اریب کی باتین) بقول امیر ایچ پیچ کے فقرے۔ فریب دینے کی باتین۔ اور (اریب کی چال) بقول امیر دغا فریب کے کام۔ (۲) زیرک۔ عاقل (دیکھو اریش)

اریحا | بقول برہان وہفت و انند بر وزن مسیحا نام دہیست در ولایت شام۔ صاحب شمس فرماید کہ این لغت عربی است و حضرت یوشع علیہ السلام این را فتح کردہ بود۔ صاحب جہانگیری در دستور پنجم خاتمۂ کتاب بذیل لغات غریبہ ذکر این کردہ و صاحب منتخب ہمزبان صاحب شمس (اردو) اریحا۔ ایک موضع کا نام ہے جو ولایت شام مین واقع ہے۔ کہا گیا ہے کہ یوشع علیہ السلام نے اسکو فتح کیا تھا۔

ارید برید | بقول برہان وہفت بکسر اول و ثانی و سکون ثالث و دال و کسر بای ابجد و رای قرشت و تحتانی ساکن و دال دیگر این لغت از توابع است و بمعنی دوائی باشد مانند پیاز۔ میان شگافتہ و از سیستان آرند و بر بواسیر طلا کنند نافع باشد و خوردن آن زنان را خون حیض بکشاید۔ صاحبان انند و شمس باتفاق برہان صراحت کنند کہ لغت زبان فارسی است مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ در ممدودہ ہم گذشت۔ صاحب محیط این را ممدودہ (آرید برید) نوشتہ فرماید کہ دوائی است فارسی مثل پیاز شگافتہ۔ وطن این سیستان گویا کہ آن بیخ ولبوس است کہ آن سوسن بری سرخ باشد و بقول انطاکی بیخ سوسن سفید کہ بفارسی سوسن آزاد نامند کہ زنبق عبارت ازان است گرم و خشک در سوم جاد و جذاب و محلل فضول و منقی سطوح اعضا و غسال حرک است طلای آن نافع بواسیر و اگر یکدرم نخورند و رار حیض محتبس بقوت نماید۔ شربت آن یکدرم است مؤلف عرض کند کہ بخیال ما

اصل این بید باشد و بغیر ممدودہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است نسبت وجہ تسمیۂ این عرض می شود که خان آرزو در سراج بذیل ممدودہ فرماید که آنچه صاحب برہان گوید که از اتباع است خطاست چرا که اتباع - دو کلمہ بیک وزن باشد و اسم چیزی نباشد (انتہی) پس بخیال ما این اسم بمعنی حقیقی لفظ باشد یعنی بیارید دوا را و ببرید پول تخمش را و بدینوجہ که پیدا وار این سیستان بکثرت است عجبی نیست که تجارت این در بلاد غیر فروغ دارد و عاجلانه بفروش می رود - ہر گاہ اہل سیستان این را می آوردہ باشند دارو فروشان دست بدست می گرفتہ باشند ازینجاست که این دوا به (آرید برید) موسوم شدہ باشد - واللہ اعلم (اردو) فارسی مین (آرید برید) ایک دوا کا نام ہے جو سیستان مین پیدا ہوتی ہے اور پیاز سے مشابہ ہوتی ہے بعض اطبا کا قول ہے کہ یہ سوسن بری سرخ کی جڑ ہے بعض کا خیال ہے کہ سوسن آزاد یعنی سوسن سپید کی جڑ ہے - سوم درجہ مین گرم و خشک بواسیر کے لئے نفع بخش ہے اسکو بقدر یک درم کھانے سے رکا ہوا حیض قوّت کے ساتھ جاری ہوتا ہے -

(الف) اریس | بقول برہان و ہفت و جہانگیری با تحتانی مجہول بروزن انیس (۱) بمعنی زیرک و ہوشیار باشد و در عربی (۲) بمعنی متابع آمدہ و بکسر اوّل و ثانی مشدّد در عربی (۳) بمعنی مزارع و زراعت کنندہ - خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل فرماید که بشین معجمہ ہم می آید که مبدل است - صاحب رشیدی ہم بمعنی اوّل قانع و صاحب شمس بمعنی سوم بدین صراحت که بالفتح و بالکسر و تشدید رای مہملہ باشد - صاحبان انند و جامع - صرف معنی اوّل و سوم را نوشتہ اند و بقول انند بحوالۂ منتہی الارب بمعنی امیر ہم آمدہ و صاحب سوار السبیل ہم ذکر این کردہ

و از منتہی الارب متحقق است کہ بمعنی سوم بفتح اول و دوم بدون تشدید و نیز بفتح اول و کسر دوم
و تشدید راء مہملہ ہر دو آمدہ و بمعنی امیر بدون تشدید راست و نیز بقولش (۴) نام چاہیست در
مدینۂ منورہ نزدیک مسجد قبا پس بخیال ما مقصود برہان از معنی دوم امیر است مؤلف عرض
کند کہ (ارش) بمعنی اول بر سوی نمبر ش گذشتہ است و ما نسبت ماخذش ہم ہمہ را انجا تحقیق
کردہ ایم پس بخیال ما اصل این ------------

(ب) اریش | بہ شین معجمہ باشد و الف مبدل این کہ فارسیان شین معجمہ را بہ سین مہملہ
بدل کنند ہمچو (شار) و (سار) اندرین صورت نسبت (ب) این قدر قابل صراحت است
کہ ترکان (ارش) را کہ بجایش گذشت بیای اظہار کسرۂ رای مہملہ نوشتہ اند و فارسیان آن
یا را داخل لغت کردند دیگر ہیچ - صاحبان برہان و جامع و سروری و ہفت وانند (ب)
را بمعنی اول مرادف الف گفتہ اند و فی الحقیقت (الف) مبدل (ب) باشد و خیال ما
درین تبدیل بالعکس خان آرزو ست بوجہی کہ بمعنی چہارم (ارش - بدون یا) ذکرش
کردہ ایم (اردو) (۱) دیکھو ارش کے تیسرے معنی (۲) امیر - بقول امیر (عربی) کارفرما -
دولتمند - بڑا آدمی (ناسخ ؎) اس امیر باکرم کی مدح خوانی کے لئے پکیا عجب گر دام سے
طوطی سے منقار آئینہ پر (۳) کسان - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر کاشتکار - مزارع -
کھیتی باڑی کرنے والا - (۴) ایک کنوین کا نام عربی مین اریس ہے جو مدینۂ مطہرہ مین
واقع ہے - مسجد قبا کے پاس -

اریک | بقول صاحب برہان و ہفت وانند بروزن شریک بلغت ژند و پاژند بمعنی

دُور است کہ مقابل نزدیک باشد و بقول صاحب شمس در عربی زبان (۲) نام وادیی است
است و (۳) تختہ ہای آراستہ صاحب مؤید نسبت معنی دوم فرماید کہ در تاج اللغات بزای
معجمہ آمدہ - صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ثرند و پاژند ذکر این
کردہ - صاحب منتخب تصدیق معنی دوم می فرماید - بقول صاحب کنز (۴) بکسر اول و ثانی
بمعنی عمل و کار مؤلف گوید کہ اسم جامد فارسی قدیم است و بر زبان معاصرین عجم متروک
و معنی سوم از لغات عرب بتحقیق نرسید (اردو) (۱) دو بقول آصفیہ (فارسی) اجید فاصلہ
(۲) ایک وادی عرب کا نام (اریک) ہے (۳) آراستہ تختے مذکر - (۴) عمل - بقول
آصفیہ (عربی) اسم مذکر - کام - کاج - کار - دہندا -

اریکہ نشین استعمال - بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ - مرکب - فارسی است
بمعنی تخت نشین دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد - مخفی مباد کہ اریکہ بقول منتہی الارب لغت
عرب است بفتح اول و کسر ثانی و سکون تحتانی و فتح کاف بمعنی تخت آراستہ و سریری
کہ بران حجلہ یا شامیانہ باشد و لا رائک جمع آن - پس فارسیان این را با صیغۂ امر مصدر
نشستن مرکب کردہ بمعنی تخت نشین گرفتند کہ اسم فاعل ترکیبی است (اردو) تخت نشین
اردو مین کہ سکتے ہین تخت شاہی پر بیٹھا ہوا - سلطنت ران - صاحب آصفیہ نے -
(تخت نشینی) کا ذکر - اور (تخت نشین) کو ترک فرمایا ہے -

اریو - بقول صاحب سروری و رشیدی مرادف و مبدل (اریب) است کہ گذشت -
(خان آرزو ہم بذیل لفظ (اریب) ذکر این کردہ (پور بہای جامی ۵) بریدن میانت بارہ نگو شش

زدن گردن تو تیغ ازیو؛ مؤلف گوید کہ فارسیان بہ تبدیل بای موحّدہ با واو (اریب) را (اریو) کردہ اند ہمچو (آب) و (آو) پس بضم اوّل وکسر دوم باشد مثل (اریب) (اردو) دیکھو اریب کا نمبر (۱)

الف مقصورہ بازای ہوّز

از بفتح اوّل وسکون ثانی بقول بہار ترجمۂ (مِن) باشد مؤلف گوید کہ صلہ و (۱) بمعنی (آمدہ) چنانکہ (از وگفتم) یعنی گفتم اورا (باقر کاشی ع) تو خود کی می کنی از من فراموش؛ کجا جان میکند از تن فراموش؛ (اردو) بقول آصفیہ (سے) علامت مفعول ہے جیسے "اس سے کہدو"

(۲) از- بقول بہار گاہی معنی اضافت نیز کند چنانکہ فردوسی گوید (ع) سپاس از خداوند خورشید وماہ؛ کہ دیدم ترا زندہ در رجاگاہ؛ صاحب تحقیق القوانین ہم ذکر این کردہ چنانکہ (این آدم از کیست) صاحب قوانین دستگیری فرماید کہ درینجا (از) بمعنی تبیین است (غنی ع) رسانی ای صبا ہرجا کہ بینی آن نکو رو را؛ سلام از دل پیام از جان واز من بندگی اورا؛ (اردو) اس موقع پر اردو مین بحالت تانیث مضاف الیہ کلمۂ (کی) کا استعمال ہوتا ہے جیسے۔ "خدا کی تعریف کرو" اور بحالت تذکیر مضاف الیہ کلمۂ (کا) کا استعمال ہے جیسے "اونکا حکم" اور کبھی کلمۂ (سے) سے بھی (کے) کے معنی پیدا ہوتے ہین دیکھو نمبر (۶) اسی طرح "سرکار سے حکم حاصل کرو" یعنی سرکار کا حکم حاصل کرو"

(۳) از- افادۂ معنی نسبت ہم کند- چنانکہ (این از آن بہتر است) یعنی بہ نسبت آن- (اردو) سے بقول آصفیہ نسبت کے واسطے جیسے "یہ چیز اس سے اچھی ہے" یعنی اسکی نسبت- "ایک سے دو بھلے" یعنی ایک کی نسبت دو۔

(۴) از بقول صاحب مفتاح القواعد افادۂ معنی ظرفیت کند و آنرا ظرفیہ نامند چنانکہ (ع) ادیم از چہل روز گردد تمام ؛ این ظرف زمان است و برای ظرف مکان (از خانہ بیرون رفتم ؛ (اردو) بقول صاحب آصفیہ (سے) بمعنی اندر بیچ مستعمل ہے جیسے "ہنڈے سے گھی نکالو" "پتیلی سے سالن نکالو" یہ مثال ظرف مکان کی ہے اور ظرف زمان کے لئے اردو مین کلمہ (مین) کا استعمال ہے جیسے "چالیس دن مین چمڑے کی دباغت ہوتی ہے" چار روز مین یہ کام تمام ہوگا"

(۵) از- بقول صاحب تحقیق القوانین بر ابتدای مسافت چیزی دلالت کند چنانکہ (سیر کردم از مکہ تا بصرہ) و گرسنہ بودم از شنبہ تا جمعہ) (اردو) بقول آصفیہ کلمۂ (سے) ابتدا کیلئے مستعمل ہے زمانہ سے تعلق ہو خواہ مکان سے جیسے "گھر سے بازار تک گیا" "کل سے راہ دیکھ رہا تھا"

(۶) از- بقول صاحب قوانین برای بیان ماقبل آید چنانکہ (آنکس افراوان متاع از جواہر و پارچہ ہا باخود دارد) وہمچنین درین مصرع (حزین ع) تراشد از دل سنگین من تیغ نہ ر آذر (عرفی سہ) جا یم از دیدہ کند عقل و جبینم دارد ؛ ہر کہ را کعبہ مدح تو بود ناصیہ سای ؛ بخیال ما این ہمان نمبر (۲) باشد کہ گذشت اضافی گوئیم یا تبیینی (اردو) بقول صاحب آصفیہ (سے) بیان کے لئے بھی مستعمل ہے جیسے "اسے کپڑے پیسے کھانے پینے سے کیا کمی ہے" مؤلف کی راے مین یہ مثال صاف نہین ہے بلکہ (بیانیہ) کی مثال یہ ہے "بہت سا مال و اسباب جواہر و پارچہ سے اسکے پاس ہے" (دیکھو نمبر ۲)

(۷) از بقول صاحب قوانین بنا بر مجاورت آید چنانکہ (بیرون آمدم از شہر) (اردو)

بقول صاحب آصفیہ (سے) دوری کے لئے بھی مستعمل ہے جیسے "یہ چیز ہاتھ سے پھینک دو"
(۸) از۔ بقول صاحب قوانین متضمن معنی استعانت باشد چنانکہ (بریدم سر دشمن را از خنجر)
(اردو) بقول آصفیہ (سے) مدد کے واسطے بھی مستعمل ہے۔ جیسے "توپوں سے قلعہ لیا"
سو سواروں سے شہر لیا"
(۹) از۔ بقول صاحب قوانین۔ مفید معنی بعض باشد چنانکہ (سخاوت از شمائل کریمہ است
و بخل از خصائل ذمیمہ)" (اردو) بقول صاحب آصفیہ (سے) بعض یا بعضیت کے واسطے
بھی مستعمل ہے جیسے "ہندوؤں سے ایک وہ بھی ہے" یعنی ہندوؤں میں سے۔
(۱۰) از۔ بقول صاحب قوانین متضمن معنی سبب بود چنانکہ (قول سعدی) گربہ در خانہ امین است
از کم آزاری و گرگ در صحرا سرگردان است از بدکرداری)" (اردو) بقول آصفیہ (سے)
سبب یا علت کے واسطے جیسے "غل سے کان پھٹے جاتے ہیں" یعنی غل کے سبب سے
(۱۱) از۔ بقول صاحب قوانین معنی طرف می آید چنانکہ: خسرو ؎) لبی داری شراب
آسا دلی دارم کباب از تو ۔ بیا بنشین حریفانہ کباب از من شراب از تو: (اردو) (سے)
طرف کے معنوں میں بھی مستعمل ہے جیسے "خردوں سے خطا اور بزرگوں سے عطا"
(۱۲) از۔ بقول صاحب مفتاح القواعد بمعنی برہم آمدہ کہ ترجمۂ (علی) است و آن را
استعلا نام است چنانکہ ز فلان از نفس خود بخیلی می کند مؤلف گوید کہ فارسیان در ہیچ مقام
کلمہ (با) استعمال کنند و برای این صاحب قوانین دستگیری سند ہا آوردہ (حافظ شیراز ؎)
اعتمادی نیست بر کار جہان ۔ بلکہ از گردون گردان نیز ہم ۔ (منہ ؎) کوس ناموس تو از

کنگرۂ عرش زنیم ؛ علم عشق تو بر بام سمٰوات بریم ؛ (اردو) بقول آصفیہ (سے) بمعنی اوپر مستعمل ہے۔ جیسے سیڑھی سے گرا " کوٹھے سے گرا "

(۱۳) از بقول صاحب قوانین دستگیری بمعنی مع آید و این را معیت نامند چنانکہ (خواجہ جمال الدین سلمان ؎) جان زندگی از چشمہ پر نوش تو دارد ؛ دل بستگی از سنبل گل پوش تو دارد ؛ (اردو) بقول صاحب آصفیہ (سے) بمعنی ساتھ ہمراہ مستعمل ہے جیسے " سالن سے روٹی کھائی " مؤلف عرض کرتا ہے " مجھکو اس سے محبت ہے " یعنی اس کے ساتھ

(۱۴) از۔ بقول صاحب قوانین دستگیری بمعنی تخصیص ہم۔ چنانکہ (رنجیدم از فلان) و (این اسپ از فلان است) (نظامی ؎) از و بوم و کشور بہ یک بارگی ؛ ستوہ آمدند از ستمگارگی مؤلف گوید کہ بہترین مثال این (از ماست کہ بر ماست) (اردو) اردو مین اس کے لئے کلمۂ (ہی) یا اس کا مخفف صرف یای معروف زیادہ کرنے سے۔ جیسے " خدا ہی سے امید ہے " اُسی سے توقع ہے " اور بعض مواقع مین صرف کلمہ (سے) سے بھی تخصیصی مقصد حاصل ہوتا ہے جیسے " تم مجھ سے کام رکھو " یعنی مجھی سے کام رکھو۔

(۱۵) از۔ بقول صاحب قوانین دستگیری برای اعراض ہم آید۔ مثال این از کلام سعدی است (؎) صاحب دلی بمدرسہ آمد ز خانقاہ ؛ بشکست عہد صحبت اہل طریق را ؛ گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود ؛ تا کردی اختیار از آن این فریق را ؛ یعنی آن را ترک کردہ این فریق را اختیار کردی۔ (اردو) صاحب آصفیہ نے صرف کلمہ (سے) کا استعمال ان معنون مین نہین لکھا لیکن کہہ سکتے ہین کہ " آپ دلّی سے حیدر آباد مین آیسے " یعنی دلی چھوڑ کر۔

(۱۶) از بقول صاحب مفتاح زائد ہم آید چنانکہ (ع) نہ از بہر آن می ستانم خراج ؛ (اردو) کلمہ (سے) اردو مین بھی بعض موقعون پر زائد مستعمل ہے جیسے " انھون نے بہت سے انار مجھکو دیدیے۔

(۱۷) صاحب توانین دستگیری فرماید کہ (از) گاہی حذف ہم می شود چنانچہ حافظ (سہ) ازین شعر تر و شیرین ز شاہنشہ عجب دارم ؛ کہ سرتاپای حافظ را چرا در زر نمی گیرد ؛ یعنی از سرتاپا (نظامی سہ) سکندر کہ کرد آن عمارت گری ؛ کجا تا کجا سدّ اسکندری ؛ (خاص سہ) وعدۂ وصلی کہ ایمہ پارہ یادت رفتہ است ؛ چارۂ درد من بیچارہ یادت رفتہ است ؛ (اردو) کلمہ (سے) اردو مین بھی اپنے موقع اور مقام کے لحاظ سے کبھی حذف ہوتا ہے جیسے (ع) دلون مین کہنے سننے سے عداوت آہی جاتی ہے ؛ یعنی کہنے سے اور سننے سے بالجملہ بخیال ما (از) صلہ ایست کہ با مصادر مختلفہ آمدہ۔ معانی مختلفہ پیدا کند کہ انحصار آن درین موقع بسیار مشکل است و ضرورتی ندارد و بیاری ازین قسم معانیش در مرکبات این باب می آید۔

از آب بر آمدن مصدر اصطلاحی۔ بقول صاحب بحر (۱) ظاہر شدن چیزے مطلقاً۔ فرماید کہ اگر خوب بر آید۔ خوب از آب بر آمدہ و اگر بد بر آید۔ بد از آب بر آمدہ۔ گویند و بقول بہار (۲) از تنزل بترقی رسیدن و از دو نوبعلو بر آمدن خواہ در شرافت خواہ ذ رذالت ۔ و ذکر معنی اوّل ہم کردہ۔ خان آرزو در چراغ بمعنی اوّل قانع۔ (میر نجات سہ) تا یکی ای شوخ چشم پوچ برائی ز آب ؛ چند بان حباب سر بہوا داشتن ؛ (اردو) (۱) ظاہر ہونا۔ (۲) تنزل سے ترقی پانا۔ بری حالت سے اچھی حالت مین آنا۔

از آتش او گرم نشدم و از دود وش مردم (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت اند۔ صاحب احسن بعوض لفظ (مردم) (سوختم) آوردہ **مؤلف** عرض کند کہ فارسیان این مثل را بجائے زنند کہ مقصود شان از شکوہ و شکایت مرد بدخصال و مضرت رسان باشد کہ مثال او ہمچو آتش است کہ قبل از انکہ روشن شود دیگر مردم را نفع بخشد و دود وش مبتلای عذاب کند ہمچنین مرد بدخصال اگرچہ صلاحیت امداد دیگران داشتہ باشد ولیکن بیشتر از ان خوی بدش نقصان رساند۔ (اردو) دکن مین کہتے ہین "روٹی گئی چولھے مین دھوین نے آنکھین پھوڑ دین" اس کا یہ مطلب ہے کہ جب آگ سلگے گی تو اسوقت روٹی پکیگی لیکن اس سے پہلے دہوان سارے گھر مین پھیل چکا ہوگا اور آنکھین بند ہورہی ہین اسیطرح برا شخص اگرچہ کچھ نفع پہنچا سکتا ہے لیکن اسکے برے اخلاق نفع سے پہلے نقصانون مین مبتلا کرینگے۔

از آتشہا و دودے ندیدہ (مقولہ) بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ کنایہ از قلاباً بخت و زمانہ تجربہ ندارد (اردو) گرم و سرد زمانہ سے واقف نہین ہے۔

از آذر پسر چون ابراہیمی تواند بر آمد (مثل) صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت **مؤلف** گوید کہ فارسیان این مثل را بجائے زنند کہ مقصود شان از بیان امکانات دنیا باشد کہ از اولاد کافری مسلمانی و از نسل فاسقی عابدی و (ہم برین قیاس) پیدا شدن ممکن است (اردو) دکن مین کہتے ہین "شیطان کے پیٹ مین فرشتہ" اسکا یہ مقصد ہے کہ باپ تو مثل شیطان کے خبیث تھا اور اسکا لڑکا فرشتہ صفات نکلا۔ اور ہم نے بعض اہل ہند کی زبان پر انھین معنون مین "شیطان کے گھر رحمان" بھی سنا ہے۔

(۱) از آسمان چیزی بر زمین آوردن | مصدر اصطلاحی - بقول صاحب بحر عجم کار
(۲) از آسمان چیزی بر زمین کشیدن | ممتنع الوقوع سر انجام دادن است مؤلف
گوید که این کنایه باشد (مخلص کاشی ۵۳) کمند جلوهٔ ناز تو جذبه دارد؛ کز آسمان بزمین می کشد
مسیحا را؛ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد - اگرچه از سند صاحب بحر تمثیل (از آسمان چیزی
بزمین آوردن) پیدا می شود؛ لیکن عیبی ندارد که بای موحّده بمعنی بر ہم آمده (اردو) آسمان سے
تارے اتار لانا - بقول امیر و شوار و ناممکن کام کرنا (گلزار نسیم ۵) وه بولی جو تو کہے زبان سے؛ تارے
تو تارون آسمان سے (فقرهٔ امیر) ایسے نایاب اور عالی مضامین کہتے ہین گویا آسمان سے تارے اتار لاتے ہین

از آسمان ہر چه آمد زمین بر داشت | (مثل) صاحبان خزینه و امثال فارسی ذکر این
کرده اند و از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید که فارسیان این مثل را بجائی زنند که
مقصود شان از بیان مجبوری فلاکت زدهٔ باشد بمقابلهٔ امیری یا ناتوانی بمقابلهٔ پہلوانی یا کم رتبهٔ
بمقابلهٔ بلند پایهٔ یا زبردستی بمقابلهٔ حاکمی وہم برین قیاس (اردو) دکن مین کہتے ہین "جو برسے
ہمارے سر پر سے" "آسمان کی بلا زمین کے سر" مقصد یه ہے که بیچاری زمین تمام آسمانی آفتون
اور بلاؤن کو سہتی ہے اور نه سہے تو کیا کرے اور کہان جاے (ع) ہر زمین که رسید آسمان بید است؛ کا مصداق
ہے یه مثل اس موقع پر کہی جاتی ہے که زبردست جو کچھ کرے زیردست اور غریب کو سہنا پڑتا ہے -

از آسیا که برون رفت ترا با سیر و نیم سیر چه کار | (مثل) صاحبان خزینه و امثال فارسی ذکر این کرده
از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید که فارسیان این مثل را بدین معنی زنند که چون کسی در آغاز کار
احتیاط مناسب نکند باید که بر نتیجهٔ آن ہر چه باشد صبر کند افادهٔ این مثل نیست که چون غله را بآسیا بری

باید کہ وزنش کنی تا بعد ازانکہ آرد شود حساب تو درست برآید ہرگاہ احتیاط ضروری ابکار نبردہ و غلہ از آسیا بیرون رفت یعنی آرد شد پس حالا وقت آن نیست کہ از سیر و نیم سیر حساب کنی (اردو) دکن مین - بھاجی پکاکر کاڑیان چنّا" کہتے ہین اسکے معنی یہ ہین کہ ساگ بھاجی کو پکانیسے پہلے تنکون سے صاف کرنا چاہئے - پک جانیکے بعد اسکا موقع نہین - اسی طرح غلہ کو پسنے سے پہلے تول لینا چاہئے کہ کس قدر ہے - پسجانے کے بعد سیر و نیم سیر کا حساب دیکھنے سے کیا فائدہ -

ازآن (از) حرف جر و صلہ کہ بجایش گذشت و آن اسم اشارۂ بعید کہ در ممدودہ مذکور شد و ترکیب ہردو (ازان) (۱) بمعنی حقیقی است (انوری ؎) کورۂ دوزخ مرگ آتش ازان تیغ ستد * کوزۂ جنت جان مایہ ازآن جام گرفت * و (۲) بمعنی بدان وجہ و بدان سبب کہ در اصل از وجہ و سبب دران محذوف است و اشارۂ (آن) بطرف اوست (انوری ؎) بیدست تو کس را بمرادی نرسد دست * بوسیدن دست تو ازان معتبر آمد * (۳) بمعنی مملوک و این معنی متعلق است از معنی ہفتم کلمۂ (آن) کہ در ممدودہ بمعنی مال و ملکیت گذشت یعنی لفظی این (از ملک) باشد و بمعنی ملک مستعمل (استادی ذکا ؎) دل برد کہ بر د لستان بر دہ * دل بود ازان او و ازان برد * در کتابت و قرارت ممدودہ بمقصورہ بدل شدہ است اگرچہ نوشتن مدبر الف دوم خلاف رسم الخط نباشد و لیکن خواندنش غیر فصیح (اردو) (۱) اس سے (۲) اسوجہ سے (۳) ملک بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث - مال -

ازآن باز استعمال - بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بمعنی ازان وقت و ازان زمان -

مؤلف گوید کہ در روزمرۂ معاصرین عجم ہم مستعمل است بمعنی زان پس (اردو) پھر - اسکے بعد

(۱۲۵)

از آن پس (استعمال) بمعنی بعد از ان و پس از ان باشد و بحذف الف (زان پس) ہم آمده اگرچه درین ہم الف دوّم ممدوده باشد و لیکن در کتابت و قرارت مد حذف شود و بمقصوره مستعمل متقدمین و متاخرین استعمال این کرده اند و معاصرین ہم بر زبان دارند (اردو) اسکے بعد۔

از آنجا بقول بہار (۱) بمعنی برای آن۔ (خواجه نظامی سه) مگر بار برگنج از انجا نشست * که تا رایگان مہره ناید بدست * مؤلف گوید که این مجاز باشد (۲) بمعنی حقیقی یعنی از ان مقام مخفی مبادکه مد الف دوّم خصوصًا در قرارت حذف شود که خلاف فصاحت است (اردو) (۱) اسوجہ سے۔ اسلئے۔ (۲) وہان سے۔

از آنجا رانده و از اینجا مانده (مثل) صاحبان امثال و خزینه ذکر این کرده اند و از معنی و محلّ استعمال ساکت مؤلف گوید که فارسیان این مثل را بجائی زنند که کسی با دو کس علاقه داشته باشد و یک سوئی را اختیار نکند و بالآخر از ہر دو ناکام شود (اردو) (ع) نه خدا ہی ملا نه وصال صنم نه ادِہر کے ہوے نه اُدہر کے ہوے * صاحب آصفیه نے لکھا ہے "نه اِلّذی نه اُلّذی" (غلط العوام) نه اِدہر کا نه اُدہر کا۔ گھر کا نه گھاٹ کا" دکن مین کہتے ہین" یه بہی گیا وه بہی گیا" حاصل یه ہے که جس نے کسی کام مین یکسوئی اختیار نه کی ہو اور دو شخصون سے تعلّق رکہا ہو اور ہر ایک کے پاس اپنی خصوصیت کا دم بھرتا ہو وه ہمیشه دونون کے پاس بے اعتبار رہتا ہے اور بالآخر اس کو اس طرز عمل سے نقصان پہنچتا ہے اور ایسے ہی موقعون پر ان کہاوتون کا استعمال ہوتا ہی

از آنجا که بقول صاحب غیاث بحوالہ بہار بمعنی (برای آن) و بہار ذکر این بدون کاف کرده که گذشت مؤلف گوید که غیاث

تصرف کرده است که کاف در آخر زیاد کرد۔ به تحقیق ما معاصرین عجم این را در ابتدای تحریر واقعه استعمال کنند معنی (بدین وجه که) (گلستان سعدی) از انجا که سلامت حال درویشان است گمان فضولش نبرند و بیاری قبولش کردند" معنی مباد که ترک مد از الف دوم در قرارت فصیح باشد و اگر در کتابت هم ترک کنند عیبی ندارد (اردو) بدینوجه که۔ اسوجہ سے کہ۔ اسلئے کہ۔

از آنجهان آمدن مصدر اصطلاحی۔ بقول صاحب بحر عجم از بیماری مہلک برخاستن و صحت یافتن۔ صاحب ضمیمہ برہان ہم ذکر این ہمین معنی کرده حیف است که سندی پیش نشد و بخیال ما این کنایه باشد (اردو) نئے سر سے زندگی پانا۔ مردون کو دغا دینا۔ موت کے منہ سے بچنا۔

از آنجهانی اصطلاح۔ بقول صاحب بحر عجم مرادف (از آن جهان آمدن) صاحب مؤید بحواله قنیه ذکر این کرده فرماید که معنی ترکیبی از آن جهان هستی و آنکه از مرض موت صحت یافته باشد۔ مؤلف عرض کند که کسی از مرض الموت صحت می یابد و مقصود فاضل محقق از مرض مہلک باشد و در آخر این یای نسبت است نه یای علامت واحد حاضر و معنی لفظی این۔ صاحب آنجهان یعنی آنکه از این جهان گذشت و مُرد و این انتہای مبالغه باشد به بیان حالتش که از مرض مہلک نجات یافت۔ کنایه از شخص صحت یافته از مرض مہلک (اردو) دوباره زندگی پایا ہوا مردون کو دغا دیا ہوا۔ موت کے منہ سے بچا ہوا یعنی وہ شخص جس نے مہلک مرض سے نجات پائی اور تندرست ہوا۔

از آن رو استعمال۔ معاصرین عجم این را (۱) بمعنی (بران) استعمال کرده اند۔ صاحب روزنامه بحواله سفرنامه ناصرالدین شاه قاچار گوید که (از آن رو

راه می روند) بمعنی (ہمہ بران می گذرند) آمده مؤلف گوید که الف دوم اگرچه در اصل ممدوده باشد ولیکن در کتابت وخصوصاً در قرارت مخل فصاحت وبه مقصوره بدل شده و (ازان رو) (۲) بمعنی حقیقی هم مستعمل یعنی ازان سبب (اردو) (۱) اس لیے (۲) اسوجہ سے۔

ازآن سان استعمال - بقول صاحب تحقیق القوانین - سان را در الفاظی شمار کنند که افادهٔ تشبیه دهند و بقول برهان سان شبیه ونظیر وطرز وروش پس این مرکب است از (از) و (آن) و (سان) و در استعمال فرس بمعنی ازان طرز ومثل آن وچنان مستعمل چنانکه انوری گوید (س۵) بر جهان ای زجهان قدر تو بیش :: دولت سایه ازان سان گسترد :: مخفی مباد که الف دوم اگرچه ممدوده باشد مگر در کتابت وخصوصاً در قرارت بمقصوره گرفتن اولی وافصح (اردو) اسطرح اسطرح - ویسا۔

ازآن سر استعمال - معاصرین عجم این را بمعنی ازان طرف استعمال می کنند که (سر) بقول بهار اول چیزی وجانب چیزی می باشد - صاحب سرگذشت فرماید "می خواستم برگردم دیدم شعله خانم با مردی صحبت کنان ازان سر رو بطرف اطاق می آید" مؤلف عرض کند که الف دوم اگرچه ممدوده باشد ولیکن در کتابت وخصوصاً در قرارت باید که مقصوره گیریم که ممدوده مخل فصاحت است (اردو) اُس طرف سے - اس جانب سے - اُدھر سے

ازآن سیم گون سکهٔ نوبهار استعمال - صاحب مؤید الفضلاء فرماید که کنایه از گلهای سپید است وذکر این بذیل لغات فرس در الف مقصوره کرده صاحب انند هم بتقدیم و تاخیر لفظی ذکر این کرده یعنی (ازان سکهٔ سیگون نوبهار) را بهمین معنی نوشته مؤلف گوید که گلهای سپید را بطور کنایه (سیگون سکهٔ نوبهار) توان گفت

ولفظ (ازان) درین اصطلاح تسامح محقق فاضل۔ واضح باد که الف دوم در اصل ممدوده باشد ولیکن در کتابت وخصوصاً در قرارت بمقصوره آوردن فصیح است (اردو) پیدا پھول مذکر۔

از آن کجا | استعمال۔ بقول بہار بمعنی از برای آنکه (میر معزی سه) تنم خمیده چو دال است ازان کجا زلفت ؛ بدو دال ماند و خالت چو نقطه بر سر دال ؛ (دوله سه) درویا قوت من از همت وجود تو سزد ؛ زان کجا همت وجود تو چو بحر است چو کان ؛ مؤلف گوید که کاف حذف شده است یعنی اصل این (ازان کجا که) بود بمعنی بدین وجه که پس آوردن کاف اولی باشد و در شدن ثانی الف (از) را تخفیف کردند و (زان) مخفف ازان است مخفی مباد که الف دوم را بمقصوره آوردن فصیح است از ممدوده اگرچه در کتابت نوشتن ممدوده نقصانی ندارد ولیکن در قرارت بمقصوره فصیح تر است (اردو) اسوجه سے که۔ اسلئے که۔

از آنکه | استعمال۔ بمعنی (بدانوجه که) و (ازان سبب که) و (از برای آنکه) مرکب از (از) و (آن) و (که) (انوری سه) ور جای ساخت در دل بدخواه تیغ ا… نشگفت از آنکه جای گهر سنگ و آهن است (دوله سه) ملک را رای تو گر افزون کر… نشگفت از آنکه ؛ صید کم آید چو مستظهر بود دانه دام ؛ مخفی مباد که الف دوم که ممدوده باشد در کتابت وخصوصاً در قرارت بمقصوره بدل شود که وجودش مخل فصاحت است (اردو) اس لئے که۔ اسوجه سے که۔

از آئینه نگین ساختن | استعمال۔ مرادف (آئینه بر انگشتر نشاندن) که در ممدو… گذشت (صائب سه) این قوم خود آرا که کنون بر سر دستند ؛ وقت است نگین…

(۱۳۵۶)

از آئینہ بباز زند (اردو) دیکھو آئینہ بر انگشتری نشاندن۔

از ابر سیہ باشد افزونی باران ہا (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی۔ واحسن ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان ابر سیاہ را علامت باران کثیر دانند وچون گرد و غبار بسیار بنید کہ علامت آمدن لشکر بسیار ہست۔ استعمال ہمین مثل کنند مقصود آن باشد کہ فوج بسیار می آید وتخصیص باین نیست بلکہ در دیگر مواقع ہم چون علامتی بین برای کاری بنظر آید استعمال این مثل جا دارد (اردو) دکن مین کہتے ہین "کالی گھٹا جم برسے" یہ بالکل اسی فارسی مثل کا ترجمہ ہے جس کے معنی یہ ہین کہ ابر سیاہ زیادہ برسنے کی علامت ہے

از ابروگرہ بیرون بردن (استعمال) بمعنی دور کردن چین جبین وناگواری طبع چنانکہ ظہوری گوید (ے) شوم سرگشتہ تا کی غیر از پرکارم اندازد ؎ انسان ابروگرہ بیرون برد در کارم اندازد ؎ (اردو) ابرو سے بل نکالنا۔ ناگواری دفع کرنا۔

از اثر دور (استعمال) بمعنی بی اثر و دور از اثر (عرفی ے) صدرہ افگندم کمند نالہ بر ایوان عرش ؎ وز اثر دور است رنج دست بازویم ہنوز ؎ (اردو) اثر سے دور۔ بے اثر۔

از اختلاط پہلوتہی کردن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از نپسندیدن اختلاط چنانکہ ظہوری گوید (ے) گہی از اختلاط غیر گو پہلوتہی میکن ؎ کہ بار خاطرت از حرف پہلو دار می مانند (اردو) اختلاط سے پہلو تہی کرنا۔ کنارہ کرنا۔

ازار بقول برہان وہفت بکسر اول بروزن خیار (۱) بن وتک آب را خوانند و (۲) دستار را نیز گویند و (۳) ہر چیز کہ در پای کشند مانند شلوار وتنبان و در عربی (۴) زن باشد کہ در مقابل

مرد است و بمعنی لنگی و لنگ فوطه هم - خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل فرماید که اغلب که همان شلوار است که در عربی آمده و بمجاز تک و بن آب را گفته اند - صاحب ناصری نسبت معنی اوّل سندی از انوری آورده (سـ۵) اندیشه در سواحل دریای جاه تو ؛ بسیار غوطه خورده ولی کم ازار یافت ؛ صاحب جامع باتّفاق هر سه معنی اوّل الذکر برهان نسبت معنی اوّل صراحت کند که قعر آب است - صاحب جهانگیری ذکر معنی اوّل وسوّم وچهارم کند - صاحب مؤید بذیل لغات عربی نسبت معنی چهارم فرماید که شلوار و مانند آن مثل لحاف کذا فی الصراح و پاجامهٔ دوخته که از فرود ناف تا ساق می پوشند - بهار گوید که بمعنی شلوار و فرماید که چنانچه دستار مخصوص است به سر همچنین ازار مخصوص است بر پاے پس احتیاج نماند - باین که مضاف کنند بسوی پای مگر آنگاه که زیادت تصریح منظور باشد بهر تقدیر با لفظ بستن و در پا کردن و در پا کشیدن می آید (حکیم سنائی سـ۳) تا چرخ برکشاد گریبان ز نو بهار ؛ از لاله بست دامن کهسار ازار ؛ (ملا فوقی سـ۳) یکره بگو بآن لب کم التفات خویش ؛ تا کی کنی ازار تغافل به پاے ملح ؛ مؤلف گوید که صاحب منتخب که محقق لغت عرب است نسبت (ازار) فرماید که بالکسر چادر که بر میان بندند و شلوار و زن و پوشیدنی (الخ) پس فارسیان در معنی این اینقدر تصرّف کردند که مجازاً ته آب را گفتند و استعمال این بمعنی دستار هم مجاز باشد تکمیل بیان ماخذ این بر (ازاریا) می آید (اردو) (۱) پانی کی ته (مؤنث) (۲) دستار - بقول صاحب آصفیه (فارسی) اسم مؤنث پگڑی - عمامه - منڈاسا (۳) ته بند - بقول آصفیه (فارسی) اسم مذکر - آپ فرماتے ہیں که فارسی مین تہمد بھی آیا ہے - لنگی ته پوشی - دھوتی وغیره - ازار - بقول امیر (عربی) (مؤنث)

پاجامہ (انشا ؎) چشم بد دور شیخ جی صاحب نے کیا ازار آپکی اٹنگی ہے * (۴) عورت بقول
آصفیہ (عربی) اسم مؤنث مجازاً بمعنی زن - استری - جورو - بیوی -

ازار بستن استعمال - صاحب آصفی ذکر این
کردہ از معنی ساکت - و از ہمان شعر سنائی غزنوی سند
آوردہ کہ بذیل لفظ (ازار) گذشت - بخیال ما
(ازار بستن) بمعنی تہبند بر کمر بستن و ازار در سر و
پای پوشیدن است (اردو) تہبند باندھنا
ازار پہننا -

ازار بند استعمال - بقول صاحب انند بحوالۂ
فرہنگ فرنگ معروف کہ شلوار و تنبان بآن بندند
مؤلف گوید کہ بندی کہ بواسطۂ آن ازار یا تہبند
بر میان بندند - اسم فاعل ترکیبی است از (ازار
بستن) کہ گذشت - دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد
(اردو) ازار بند - بقول امیر - مذکر - شلوار بند
کمر بند (نواب مرزا شوق ؎) لال نیفا ازار بند
پڑا * لچھا اک کنجیوں کا اسمین پڑا *

ازار پا استعمال - بقول برہان و ہفت و بحر
بکسر اول و رابع و بای فارسی بالف کشیدہ (۱)
شلوار و تنبان را گویند - بہار بذیل لفظ (ازار)
گوید کہ بسکون مہملہ ہم می آید و تحتانی در آخر ہم -
یعنی (ازار پای) و فرماید کہ چنانچہ دستار مخصوص
است بہ سر ہمچنین ازار مخصوص است بر پای
پس احتیاج نماند باین کہ مضاف کنند بسوی
پای و سر - مگر آنگاہ کہ زیادت تصریح منظور باشد
و اینکہ بفک اضافت آمدہ ظاہراً از جہت کثرت
استعمال است - صاحبان رشیدی و شمس و مؤید
با او متفق و صاحب سروری از خلاق المعانی
سندی آوردہ (؎) چون گل در زجود تو
پیراہن حریر * در پا چو سرو آنکہ نبودش ازار پا *
خان آرزو در سراج کسرۂ رای مہملہ را بحوالۂ برہان
و سکونش را بو شیتۂ رشیدی ذکر کردہ فرماید کہ بمعنی
شلوار است و نیز فرماید کہ چون ازار موضوع برای

پاست - لفظ پا درین مستدرک باشد مؤلف
عرض کند که سند خلاق المعانی برای کسر و سکون
هر دو بکار می خورد - اگر بسکون رای مهمله گیریم فک
اضافت باشد و بس - مخفی مباد که از فک اضافت
معنی دیگر هم پیدا می شود یعنی (۲) ازار پا - اسم فاعل
ترکیبی بمعنی کسی که ازار در پای دارد و نیز بتحقیق ما
(۳) ازار پا - باضافت ازار بمعنی پاتابه درین کنایه
باشد مخفی مباد که (ازار) ماخوذ است از (ازر)
که در لغت عرب بالفتح بمعنی احاطه کردن آمده
(کذا فی منتخب) بدینوجه که لنگ احاطه کند به کمر
و پای - این را در عربی (ازار) گفته اند - اندرین صورت
بخیال ما (شلوار دوخته) مجاز آن باشد - فارسیان
اگرچه مجازاً دستار را هم (ازار) گویند ولیکن این مجاز
بلحاظ ماخذش مقابل حقیقی است که دستار هم احاطه
می کند سر را - الحاصل برای معنی سوم از کمال
اسمعیل سندی پیش می کنم که بهار برای معنی اول
گرفته است (ـه) چون کبک آنکه موزه ندارد
هر آینه به در پای می کشد چو کبوتر ازار پا ؛ تصفیه ما
و بهار ؛ نکته سنجان می گذاریم یا از کبوتر بپرسیم که پاتابه
سرخ در پا کشیده یا ازاری (اردو) (۱) دیکھو
ازار کے تیسرے معنی (۲) وہ شخص جو ازار پہنا
ہوا ہو (۳) پاتابہ - بقول آصفیہ (فارسی) اسم
مذکر (صحیح پاتیابہ) جُراب - وہ چیز جو پاؤں کو
گرمی سے بچائے - مؤلف کہتا ہے کہ وہ غلاف
جو پاؤں کو سردی سے بچائے (پاتابہ) کی وجہ
تسمیہ یہی ہے - یعنی پاؤں کو گرم رکھنے والی چیز
آپ نے اُس چمڑے کو بھی پاتابہ کہا ہے جو
جوتے کے اندر زائد ڈال دیتے ہیں جس کو اہل
دکن (سُتلا) کہتے ہیں -

ازار خرگاه اصطلاح - بقول صاحب بحر
وضمیمهٔ برهان و بهار و انند دامن خرگاه باشد
صاحب مؤید گوید که خیمها و پردهٔ آن و در بعض
نسخ مؤید (ازاره خرگاه) نوشته مؤلف گوید
که آنچه صاحب مؤید این را بمعنی خیمها نوشته اصطلا

درست نیست کہ معنی ترکیبی این خبری دہد کہ تہ بند خیمہ۔ دیواری راگویند کہ از پارچہ وچوب قائم کنند کہ آزاد ترکی قنات گویند و (ازار خرگاہ) بدین معنی کنایہ باشد (اردو) قنات۔ بقول آصفیہ (ترکی) اسم مؤنث۔ لغوی معنی۔ پہلو۔ بازو۔ اصطلاح مین وہ کپڑے کی دیوار یا پردہ جو خیمے کے چاردن طرف لگاتے ہین۔ کپڑے کا بنا ہوا پردہ۔ کپڑے کی بنی ہوئی اوٹ یا ٹٹی (امیر ؎) ہنین جو مائل سیر جہان وہ پردہ نشین تو کیون فلک کی شبک قنات اتنی ہے ؞

(۱) ازار در پاکردن
(۲) ازار در پاکشیدن

استعمال۔ صاحب آصفی بذیل لفظ ازار سند این ہردو آوردہ مؤلف گوید کہ ہردو بمعنی ازار پوشیدن است سند اول از نوقی یزدی بر لفظ (ازار) گذشت وسند ثانی از کمال اسمعیل ہمانست کہ بر معنی سوم لفظ (ازارپا) مذکور شد بخیال ماسند مذکور متعلق بہ شلوار نیست چنانکہ ہمدرانجا ذکرش کردہ ایم (اردو) ازار پہننا۔

ازارود بقول صاحب برہان بکسر اول بروزن گل آلود۔ ماوراءالنہر را گویند و بفتح اول ہم گفتہ اند۔ خان آرزو در سراج گوید کہ آنچہ معلوم می شود این لفظ در اصل (ازان روی رود) است کہ بہ تخفیف (ازارود) ماندہ و (ازرود) بحذف الف دوم ہم آمدہ و آن مخفف (ازارود) باشد و بحوالہ رشیدی فرماید کہ گاہی بمد الف وغیرمدہ بحذف کلمہ ر ود نیز آمدہ چنانکہ گویند (سیب ازا) یعنی (سیب ماوراءالنہر) (الخ) صاحب ناصری از فردوسی سند آوردہ (ع) ازارود را ماوراءالنہر دان ؞ و فرماید کہ باد نیز آید و گوید کہ بحذف را و واو و دال نیز گویند چنانکہ (سیب ازا) (فخری ؎) بگوی مبادا ز سر ادکم کہ جہاز را ؞ آن موی بہ از جملہ سمرقند و ازارود ؞ صاحب جامع فرماید کہ معنی ولایت توران و ماوراءالنہر باشد۔ صاحب ہفت

با برہان اتفاق کند و گوید کہ بضمّ اوّل نیز آمدہ ۔ صاحبان سروری و شمس و انند ہم ذکر این کردہ اند
مؤلف گوید کہ نسبت ماخذ این با خان آرزو اتفاق داریم (اردو) ما وراء النّہر ولایت توران
کا نام ہے جو رود جیحون کے اُس پار واقع ہے ۔

(الف) ازارہ | بقول صاحب رشیدی
بالکسر بمعنی ازارۂ خانہ ۔ صاحب جامع فرماید
کہ از بن دیوار تا اوّل طاقچہ باشد ۔ خان آرزو
در سراج گوید کہ بدین معنی لفظ عربی است چنانکہ
(ازارۃ الجدار) در عربی گویند (کما فی القاموس)
و فرماید کہ انچہ (اجارۂ دیوار) بجیم در سند شہرت
دارد خطاست و فارسی پنداشتن رشیدی ہم
محلّ تعجّب ۔ صاحب شمس گوید کہ در عربی بمعنی
شلوار ہست و مانند آن مؤلف گوید کہ اگر فارسیان
(ازارۃ الجدار) را در فارسی ترکیب خود ۔ ۔ ۔
(ب) ازارۂ دیوار | نامند عیبی ندارد و محلّ
تامّل نیست کہ مجرّد (ازارہ) را بمعنی (ازارۂ دیوار)
گیرند ۔ سندی پیش نشد (ب) را از قبیل (ازار خرگاہ)
گرفتن عیبی ندارد کہ حصّہ (زیر طاق) دیوار خانہ
را (تہ بند خانہ) نام نہادن کنایہ باشد و ہمین معنی از
(الف) پیدا کردن استعارہ است مشتاق سند
باشیم (اردو) الف و ب دکن مین دیوار کے
اس حصّہ کو جو داخل مکان طاقچون کے نیچے
واقع ہو تڑنچا کہتے ہین جو استر کاری مین
کسی قدر ابھرا ہوا ہوتا ہے ۔ نہ معلوم دلّی اور
لکھنؤ والون نے اسکو کیا کہا ہے ۔

ازازدم | بقول برہان و جہانگیری و جامع
و ہفت بفتح اوّل و ثانی بالف کشیدہ و بزای
نقطہ دار زدہ و دال بی نقطہ مفتوح و میم ساکن
نام غلّہ ایست کہ آن را لوبیا گویند صاحب
ہفت صراحت کردہ است کہ حرف چہارم
ہم زای ہوّز باشد و صاحب محیط بر لوبیا نوشتہ
کہ اسم ہندیست و بیونانی (سلہین) و (سیلا)

و (فاسلو) و در نبطی (وجر) و بسریانی (قسامانا)
و بقبطی (مامیرا) و برومی (فسولن) و بعربی
(فریقا) و (قریتا) نامند و بفارسی نیز مشهور بلوبیاست
و آنرا (لوبا) و (نامروان) نیز گویند و در ملک مالوه
آنرا (چولا) نامند و آن دانه ایست از حبوب
ماکوله - سفید آن معتدل در حرارت و برودت
و گویند گرم در اول و معتدل در رطوبت و یبوست
و بعضی گرم و خشک در اول دانسته اند و سرخ
آن گرم در آخر اول و تر در دوم - مرکب القوی
مولد خلط بلغمی و نفخ و قراقر و جید برای صدر
و ریه و مدر طمث و منافع کثیره دارد (الخ)
مؤلف گوید که صاحب نفائس لوبیا را لغت
عربی زبان گفته و صاحب مخزن این را لغت
هندی نوشته و کسی از محققین اول الذکر بجز صاحب
انند صراحت نکرد که (ازازدم) لغت کدام زبان
است و صاحب انند این را فارسی گوید و بوجه
بی خبری از ماخذ این بجای حرف چهارم - رای مهمله
نویسد - اگرچه کاتب برهان هم نقطه را حذف
کرده است ولیکن از سلسلهٔ ردیفش تصدیق
این می شود که بجای حرف چهارم زای هوز
است و غلطی کتابتیش نیست برخلاف صاحب
انند که باصلاح ردیف در حروف لغت غلط
کرده است - حیف است از ناصری که بهمین
عمل - صاحب انند را در غلط انداخت - بخیال
ما این مرکب است از لغت عرب و فرس یا هر دو
لغت عرب یعنی (از) از لغت عربی است بقول
منتهی الارب بمعنی جوش زدن دیگ و برافروخته
کردن آتش و آواز کردن ابر و حرکت دادن
چیزی و آمیخته کردن و (دم) در فارسی زبان
بقول برهان بمعنی نفس و بعربی بمعنی خون پس
عجبی نیست که فارسیان بترکیب این هر دو لفظ
(ازازدم) بمعنی حرکت دادن نفس یا جوش
دادن نفس و آواز کردن نفس کنایه کرده باشند
از لوبیا که مولد نفخ و قراقر در شکم است یا دم را

بمعنی خون گیرند- اندرین صورت معنی لفظی (از ازدم) حرکت دادن خون و کنایہ از غلہ لوبیا کہ (اندرطمث) است - کما مر - واللہ اعلم - باقی حال این مفرّس باشد (اردو) لوبیا - بقول صاحب	آصفیہ (عربی) اسم مذکر - ایک قسم کا غلہ جو ماش کی قسم سے رنگ کا سفید ہوتا ہے - اسکی کچی پھلیان گوشت مین پکاتے ہین اور ردا نون کو گھنگنیان کرکے کھاتے ہین -

از اسپ پرت شد استعمال - صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاجار ذکر این کردہ گوید کہ بمعنی (از اسپ در افتاد) باشد مؤلف گوید کہ پرت بقول صاحب آنند و غیاث بمعنی بروو از راہ یکسو شو آمدہ ما تحقیق کاملش بجای خودش کنیم درینجا ہمین قدر کافی است کہ معاصرین عجم - پرت شدن رابمعنی جدا شدن گرفتہ اند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد (اردو) گھوڑے سے جدا ہونا - گھوڑے سے گرنا -

از اسپ فرود آوردہ بر خر نشاند (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان از بیان بدقسمتی کسی باشد کہ آنرا از مرتبہ اعلیٰ بمرتبہ ادنیٰ آوردہ باشند کہ تنزلش باعث رسوائی او و کسر شانش باشد و از استعمال این مثل طنزی بر عامل کنند کہ خوب نہ کرد - (اردو) دکن مین کہتے ہین کہ "منہ سے اتار کے کل پر بٹھاے" یہ کھاوت اس موقع پر مستعمل ہے جب کسی کو اعلےٰ مرتبہ سے بے وجہ تنزل کرکے اُسکی عزت گھٹائی جائے اور ناحق رسوا کیا جائے - اس فارسی مثل کا لفظی ترجمہ بھی اردو مین ایک کھاوت کی شان کہتا ہے یعنی "گھوڑے سے اتار کر گدھے پر بٹھائے" -

ازاعتبار انداختن (مصدر اصطلاحی) (۱) بمعنی بی اعتبار کردن کسی را - اگرچہ محققین فرس این را ترک کردہ اند ولیکن صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار فرماید کہ (از اعتبار می انداخت) بمعنی (غیر مستعمل می نمود) آمدہ پس (از اعتبار انداختن) (۲) بمعنی نا قابل استعمال بنظر آمدن - و بی کار و غیر مفید بودن باشد (اردو) بے اعتبار کرنا - (۲) بیکار ہونا - غیر مفید ہونا - قابل استعمال نہ ہونا -

ازاعتدال افتادن (مصدر اصطلاحی) بمعنی اعتدال نداشتن چیزی یا کسی باشد یعنی برہم شدن آن و اعتدال باقی نماندن در طبیعت چنانکہ ظہوری گوید (ﮯ) باد خاکم را بہر دو آتش آبم را بسوخت ؛ خوردہ برہم طینتم از اعتدال افتادہ ام (اردو) اعتدال سے گرجانا اعتدال باقی نہ رہنا - برابر اور یکسان نہ رہنا -

از افلاک گذشتن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از مرتبۂ اعلیٰ حاصل کردن و بمرتبۂ اعلیٰ رسیدن و بلند شدن چنانکہ صائب گوید (ﮯ) روشندلان چگونہ ز افلاک بگذرند ؛ این بادہ سخت بیغش و رستا زنازکست ؛ (قدسی ﮯ) شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت ؛ بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی ؛ (اردو) آسمان پر سر پہونچنا - بقول امیر سرفرازی حاصل ہونا - (رشک ﮯ) کرون سجدے جو تیرے چوکھٹ پر ؛ پہنچے سر تا آسمان میرا ؛ آسمان سے گزرنا - آسمان سے پار ہونا بھی بقول امیر مجازاً بہت دور پہنچنا (مومن ﮯ) نفس سا دم نا ہید سے نغمے کیا ہوئے ؛ کیون گزرتی ہے فلک سے آہ و زاری آپکی ؛ (رندﮯ) نالہ ہونے لگا افلاک کے پار آجکی رات ؛ ضبط مجھسے نہ ہوا آخر کار آجکی رات ؛

ازالف آدم تا میم مسیح (اصطلاح) بقول صاحب بحر وضمیمہ برہان ومؤید بمعنی۔ از آدم تا عیسیٰ علیہما السلام۔ صاحبان مؤید وہفت بعوض تا وآو عطف آوردہ اند بخیال ما غلطی کتابت بیش نباشد (اردو) آدم سے عیسیٰ تک۔

(الف) ازالہ بقول صاحب آصفی دور گردانیدن مؤلف گوید کہ لغت عربی است بکسر اوّل۔ صاحب منتخب ہم تصدیق این معنی کند فارسیان استعمال این معنی حاصل بالمصدر کنند وبا مصدر (کردن) ہم یعنی - - - - - - - - - - - - - - - - -

(ب) ازالہ کردن استعمال۔ بمعنی دور کردن وزائل کردن۔ صاحب آصفی از غالی شیرازی سندی آوردہ (نثر) ازالۂ خطاب کردہ تعینۂ صوبۂ بنگالہ نمودند" (اردو) (الف) ازالہ بقول امیر (عربی) مذکر۔ دور کرنا۔ زائل کرنا مٹانا۔ (فقرۂ امیر) برہیز تو کرتے تہین مرض کا ازالہ کیونکر ہو" (تسلیم ؎) تہین منصف ہو مسیحا تہین کیونکر کہدون ؛ مرض عشق کا ایک تو ازالہ نہوا؛ مؤلف کہتا ہے کہ ان دونون مثالون مین اسکا استعمال حاصل بالمصدر کے معنون مین ہے (ب) زائل کرنا۔ مٹانا۔

از امکان بیرون بودن استعمال۔ بمعنی ناممکن بودن است چنانکہ انوری گوید (؎) ہنال بختی کز باغ دولتت بہ برزند ؛ چو شاخ خشک ز امکانِ نشو بیرون باد ؛ (اردو) امکان سے باہر ہونا۔ خارج از امکان ہونا۔

از اندازہ بیرون (اصطلاح) بقول بحر ومؤید بمعنی بسیار وبیشتر (اردو) اندازے باہر (ناسخ ؎) رنج ہے عشق مین اندازے باہر ناسخ ؛ کہتے ہین قامت منصور سے

ہتی وار دراز ؎ امیر نے (اندازے سے باہر ہونا) کا ذکر کیا ہے۔

ازاہل تلنگی استعمال - باضافت اہل بہار گوید کہ در ہر کاری کامل عیاری وفرماید کہ کہ از اہل زبان بتحقیق پیوستہ - صاحب انند نقل این برداشتہ صراحت کند کہ بکاف عجمی است مؤلف عرض کند کہ (تلنگی) بقول برہان بضم اوّل و فتح ثانی بمعنی خواہش کنندہ پس معنی لفظی (اہل تلنگی) صاحب مذاق باشد و فارسیان برای کسی استعمال کنند کہ در ہر کاری مذاق و دل بستگی داشتہ باشد بخیال ما درینجا ضرورت (از) نباشد تا آنکہ استعمال این تتقاضی آن نشود مثلاً گوئیم کہ (فلان کس از اہل تلنگی است) یعنی آنکس از صاحبان ذوق است - ضرورت انیقدر صراحت بدین وجہ واقع شد کہ بہار در معنی این معنی آزرا ترک کردہ است مؤلف گوید کہ معنی لا (ازاہل تلنگی) (از اہل مذاق) باشد (اردو) اہل مذاق سے - جیسے "آپ اہل مذاق سے ہین یعنی ہر کام مین ذوق اور دلچسپی رکھتے ہین "

ازای بقول صاحب شمس بکسر و مد بمعنی برابر چنانکہ گویند (ازای فلان) یعنی (برابر فلان) صراحت فرماید کہ لغت فارسی زبان است و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد - صاحب منتخب بر (ازا) فرماید کہ بالکسر بمعنی برابر شدن چیزی با چیزی - مصدر است از (ز و از ی) (یوازی) و بمعنی مقابل و برابر نیز آمدہ مؤلف عرض کند کہ فارسیان برین لغت عربی بقاعدہ خود یای تحتانی بضرورت اضافت زیادہ کنند و بحالت غیر اضافت ہم یای زائد آرند دیگر ہیچ - ازین قدر تصرف نتوان گفت کہ لغت فارسی یا مفرس است (انوری ؎)

صدر را امر بقوت جاہ تو خاطر یست ؎ کاندر ازای فکرت او برق کودن است ؎ (ولہ ؎)

بیشک از الفاظ من یک نکتۂ مدح تراہ اہل معنی وراز ای صد مجلد کردہ اند (اردو) مقابل
بقول آصفیۃ (عربی) سامنے والا۔

ازاین | از قبیل (از آن) است کہ آن اشارۂ بعید است و این اشارۂ قریب باصولی
کہ ما ور (از آن) و ملحقاتش ملحوظ داشتہ ایم می بایست کہ ذکر (از این) ہمراہ این جا کنیم کہ
در اصل این الف دوم ہم داخل است ولیکن فارسیان در قرارت و کتابت
عموماً الف دوم را حذف کنند ازینجاست کہ ما این را در ملحقات این را بحذف
الف دوم بجایش ذکر کنیم۔ (اردو) دیکھو ازین۔

(الف) ازبابت فلان | استعمال۔ بہار ذکر الف کردہ فرماید کہ بمعنی از قبیل است
(ب) ازباب فلان | وگوید کہ از اہل زبان بتحقیق رسید مؤلف گوید کہ معاصرین
عجم گویند "این پول ازبابت فلان است" یعنی متعلق است بہ فلان بابت۔ پس بقول بہار
(الف) مرادف (از قبیل) نباشد۔ صاحب انند کہ نقل نگار بہار باشد این را بحوالۂ او از
(باب فلان) قائم کردہ است (اردو) فلان بابت کا۔

ازبادہ گل گل شدن | مصدر اصطلاحی۔ بقول صاحب بحر عجم سرخی چہرہ و نشاط دل
یافتن از شراب خوردن۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و سندی پیش نشد (اردو)
سرور جمنا (بقول صاحب آصفیۃ آنکھوں میں سرخی جھلکنا) شراب خواری سے چہرہ سرخ ہونا۔

ازبالا سرازیر باکلہ پائین آمدن | استعمال۔ صاحب رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامۂ
ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این باصیغۂ ماضی مطلق کردہ و مابشکل مصدر آوردہ ایم۔ فرماید کہ

از بام افتادن بحالتیکہ کلہ بزمین رسد و پای بالا - این استعمال معاصرین است - (اردو) کوٹھے سے منھ کے بل گرنا -

از بالای بندخود ش راپرت کردن استعمال بالاے رسن جست کردن یعنی خود را از بالای رسن جہانیدن - صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ عبارتش نقل کند (فقرہ) از بالای بندخود ش راپرت کردہ توی تنوا فتاد" (اردو) رسّی پر سے اپنے آپ کو اچھالنا -

از بالای چیزی استعمال - بہار ذکر (از بالای فلان) کردہ گوید کہ بمعنی از پیش فلان باشد صاحب انند نقل نگارش مؤلف عرض کند کہ معنی لفظی (از بالا) از جای بلند - است ولیکن فارسیان در محاورۂ خود استعمال این باظہار رفعت و برتری چیزی کنند اگرچہ لفظ بالا در ہمچو مواقع زائد می نماید ولیکن در لطافت معنی داخل باشد مثلاً (از دل کسی افتادن) را (از بالای دل کسی افتادن) می گویند بمناسبت افتادگی - لفظ بالا استعمال کردند و نیز گویند (از بالای دل خود این قدر بیتابی دارم) یعنی بوجہ دل و باعث دل خود - بیتابی دارم و ظاہر است لفظ بالا درینجا ہیچ معنی ندارد تا لفظی است پر معنی برای اظہار رفعت و عزت و اقتدار دل - (والہ ہروی سے) موبمو بیتابیی دارند از بالای دل ۃ عالمی در اضطراب افتادہ و یکدل یکیست ۃ در مصرع اوّل (از بالا) بمعنی از دست و از قدرت دل است و ہمین معنی از (از دل) ہم پیدا می شود ولیکن لفظ بالا این معنی را وقیع و بلند کردہ است کہ بعوض (از دل) (از بالای دل) گفتند و ہمچنین مخلص کاشی گوید (سے) نپوشیدم ز بالای سخن ہر چند تشریفی ۃ

ہمان از لب گریبان میدرد شوق ثنا خوانی ؛ اندرین شعر ہم لفظ بالا ہیچ معنی ندارد و (از بالای سخن) معنی (از سخن) است ولیکن برای اظہار وقعت و بلندی سخن لفظ (بالا) را استعمال کردند و ہمچنین گوید شفیع اثر (سے) عزت از بالای زردارند اہل روزگار ؛ عبرت از من گیر و پاس عزت خود را بدار ؛ درین شعر ہم (بالای زر) بمعنی (وقعت زر) است و لفظ (بالا) درینجا زر را وقیع کند وبس ۔ بخیال ما انچہ بہار و آنند (از بالا) بمعنی (از پیش) گفتہ اند نا قابل قبول است و اگر من وجہ معنی (از بالا) را قائم کنیم می توانیم گفت کہ بمعنی (از وجہ) و (از باعث) باشد (اردو) وجہ سے ۔ باعث سے ۔

از بد قمار ہر چہ ستانی شتل بود (مثل) صاحبان خزینۃ الامثال و محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ شتل بر وزن دغل زری را گویند کہ در قمارخانہ برند و بحاضران مجلس دہند ۔ (کذا فی البرہان) و بقول صاحب غیاث انچہ در قمار بازی حریف بردہ بعد از گرو بردن اندکی از زر حاصلۂ خود حاضران مجلس قمار را بدہد ۔ مؤلف گوید کہ مقصود محققین بالا جز این نیست کہ چون قمار بازی زری را بخوش وقتی از حریف خود بقمار برد یعنی بکامیابی خود پول حاصل کند حصۂ کلانش را در گرو بازی دیگر صرف کند و جزو قلیل آن را بطور دل خوشی بر قمار بازان تقسیم نماید و ہمین جزو قلیل را شتل گویند و بد قمار بقول بہار آنکہ قمار بنا راستی بازد (الخ) پس گویند کہ ہر چہ از بد قمار ۔ بقمار بردہ یعنی بکامیابی بازی خود از وحاصل کردۂ آن را (برد بازی) مدان بلکہ شتلے ہست کہ او بہ دل خوشی بر داد و است یعنی جزو قلیل است از (برد بازی) تو کہ صد چند زیادہ ازین بود ۔ بالجملہ مقصود فارسیان بازار استعمال

این مثل - مذمت نا راستان است کہ ہر چہ از حق خود از ایشان حاصل کنی - آن حصہ قلیلی از حق تو
باشد و بخیال او ای حق تو نمید ہند بلکہ بطور (شش قمار بازان) می دہند (اردو) دکن
مین کہتے ہین " نادہندسے جو کچھ مل جاے اسکا کرم - بھاگتے بھوت کی لنگوٹی ہی بھلی"
یعنی جو شخص بدمعاملہ ہے اس سے اپنے مطالبہ مین جو کچھ ہاتھ آجاے اسکو اپنا حق نہ سمجھو بلکہ
اوسکی بخشش - صاحب محبوب الامثال نے لکھا ہے " نادہندے سے جو نکلے سو لاہہ
" آگ لگنتی جھوپڑی جو نکسے سولا ہہ " اسی آخر الذکر کہاوت کو دکن مین یون کہتے ہین " جلتے
گھر کا بانس بھلا " صاحب محاورات ہند نے لکھا ہے " جلتی جھوپڑی سے جو نکلے سو وا

ازبر | استعمال - بقول صاحبان برہان و جامع و ہفت و غیاث بروزن جعفر بابای
ابجد بیاد گرفتن و بخاطر نگاہداشتن باشد و بعربی حفظ گویند مؤلف گوید کہ طرز بیان شان
شان مصدری پیدا کند مقصود محقق جزین نباشد کہ این حاصل بالمصدر (ازبر کردن) باشد و
بہترین ترجمۂ آن حفظ کتاب است در ذہن - خان آرزو در سراج فرماید کہ مرادف (ازبیر)
بزیادت یای تحتانی است بمعنی حافظہ و حفظ و زبر مخفف ازبر و بقول بعض بر ہم و این محل
تردد و ازبر مخفف (ازبیر) نباشد چرا کہ اوّل بفتح باست و دوم بکسر با - پس (ازبر) مرکب
باشد از کلمۂ (از) و (بر) و این لفظ بمعنی (از حفظ و حافظہ) خواہد بود و (ازبرم) بروزن
سرگرم مرادف ازبر گفتہ اند و این دلالت دارد کہ (ازبر) مخفف (ازبرم) باشد (الخ) بہار
وانند گوید کہ (ازبر) بمعنی حفظ و یاد است و بالفظ کردن مستعمل - مؤلف عرض کند کہ با مصادر
دیگر ہم چنانکہ در ملحقات آید - صاحب جہانگیری ہمزبان برہان و گوید کہ این مرادف ازبرم

وازہیر است (انوری سے ۵) ز وشنو حال خراسان و عراق ای شہ شرق ؛ کہ مراد راست
ہمہ حال چو الحمد ازبر ؛ مخفی مباد کہ آنرا بقول بر ہان بمعنی یاد و حافظہ و حفظ و نگاہداشتن بخاطر آمدہ
پس فارسیان بزیادت (از) در اول این (ازبر) بمعنی چیزی گرفتند کہ از حفظ و حافظہ تعلق دارد
یعنی چیزیکہ (از حفظ) است و تعلق بمشاہدۂ کتاب ندارد (اردو) ازبر۔ بقول امیر (فارسی)
حفظ۔ بزبان (ناسخ سے ۵) نامہ یار کے مضمون ہیں ازبر مجھکو ؛ جس طرح یاد کوئی
نسخۂ اکسیر رہے ؛

ازبرآمدن استعمال۔ بمعنی ازبر شدن است کہ می آید و آمدن بمعنی شدن بر معنی بست و دو گذشت (انوری سے ۵) طبع تو کہ ترجمان غیب است ؛ اسرار قضاش ازبر آمد (اردو) ازبر ہونا۔ (۱۳۱۴)

ازبرابر برخاستن استعمال۔ بمعنی از نظر جدا شدن است چنانکہ ظہوری گوید (سے ۵)
آنکہ از پیش ما نمی گذرد ؛ برنمی خیزد از برابر ما (اردو) سامنے سے ٹلنا۔

ازبرای فلان استعمال۔ بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت و سندی از انوری آوردہ
ازبرای فلان را (سے ۵) فاتحۂ داغش از زمانہ ہمیخواست ؛ شیر سپہر از برای لوح سرین را ؛
گفت قضا کرئی سباع نوشت است ؛ کاتب تقدیر حرز روح این را ؛ مؤلف عرض کند
کہ معنی (ازبرای) حقیقی است یعنی از جہت و آن فی الحقیقت زائد است کہ در استعمال فارسیان
با کلمۂ (برای) می آید۔ آنچہ محقق نازک خیال کلمۂ (را) را داخل محاورہ کردہ است بخیال
ما ضرورت ندارد زیراکہ در سند پیش کردۂ او (رای) اضافی است و با (ازبرای) تعلق ندارد
معنی شعر اینست کہ فاتحۂ داغش از زمانہ شیر سپہر را خواست از برای لوح سرین یا اگر شیر سپہر را

فاعل گیریم معنی شعر چنان باشد کہ شیر سپہر از برای لوحِ سرین فاتحۂ داغش را از زمانہ خواست بہر دو تقدیر کلمۂ (را) کہ بعد سرین واقع است اضافی است و متعلق بلوح یعنی (سرین را لوح) و (لوح سرین را) بدون اضافت ۔ ہر دو بمعنی (لوحِ سرین) باضافت است چنانکہ (اشکِ چشم) راکہ باضافت است (چشم را اشک) و (اشک چشم را) بدون اضافت توان گفت ۔ آنانکہ در مصرع ثانی کلمۂ (را) را زائد گیرند یا آنرا متعلق بہ (از برای) دانند با ایشان اتفاق نداریم و از ہمین قبیل است رای مصرع رابع کہ در آخر واقع (اردو) کسی کام کے لئے کسی چیز کے لئے ۔ کسی کام یا چیز کے واسطے ۔

از برای یک شکم منت دو کس نباید کشید (مثل) صاحب امثال فارسی ذکر این کردہ وصاحبان خزینہ واحسن در آخر این بعوض (نباید کشید) (نتوان کشید) آوردہ اند و بیان از معنی ومحل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود از بیان فوائد قناعت ویکسوئی باشد واین مثل باعتبار مقصد مرادف (یک در گیر ومحکم گیر) است گویند کہ منت دو کس کشیدن خوب نیست یعنی نباید کہ با دو کس تعلق داریم کہ شکم ما یکی است وتعلق ما با یک کس کافی (اردو) یک در گیر ومحکم گیر" اس فارسی مثل سے معاصرین ہند کہاوت کا کام لیتے ہین ۔ صاحب آصفیہ نے بھی اسکو لکہا ہے " ایک کا ہو رہے " دکن مین کہتے ہین " ایک پیٹ کے لئے دو ہاتھ بہت کچھ ہے " اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان زیادہ حرص نہ کرے اور مختلف شخصون کے پاس دوڑ دھوپ کرکے اپنی عزت نہ گھٹائے ۔ ایک پیٹ کے بہرنے کے لئے دونون ہاتھون یعنی اپنی ہی ذات سے وہ بہت کچھ کرسکتا ہے

از برِ چیزی استعمال - بقول بہار بہ معنی بالای چیزی (فردوسی ؎) بفرمود پس تا منوچہر شاہ ؛ نشست از برِ تخت بازرگاہ ؛ (نظامی ؎) یکی خود فولاد آئینہ فام ؛ نہاد از برِ فرق چون سیم خام ؛ نشست از بر بارۂ کوہ وش ؛ بدیدن ہمایون برفتار خوش ؛ بخیال ما درین لغت لفظ از زائد نیست بلکہ (از بر) بہیئت مجموعی بمعنی بالا باشد ہمین وجہ است کہ ہیچ اسمی ایزا بحالت اضافت کسرہ مید ہند (اردو) اسکے اوپر -

از بر خواندن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی خواندن چیزی بزور حافظہ بدون دیدن کتاب (سعدی شیرازی ؎) اگر خود ہفت سبع از برخوانی ؛ چو آشفتی الف با تا ندانی ؛ (اردو) منھ زبانی پڑھنا - یعنی زبانی بے دیکھے پڑہنا - صاحب آصفیہ نے (منھ زبانی) پر لکھاہے کہ زبانی بلا تحریر - بے لکھے جیسے منھ زبانی کہلا بھیجا -

از برِ خود استعمال - بہار گوید کہ باضافت بمعنی از پیش خود مستعمل (سید حسین خالص ؎) ندید کس کمر تنگ دلستان ترا ؛ مصور از برِ خود می کشد میان ترا ؛ مؤلف گوید کہ درین شعر (از بر) بمعنی (از دل) است کہ بر بمعنی آغوش و کنار و مجازاً بمعنی دل آمدہ و مقصد شاعر این است کہ مصور کہ مشاہدۂ کمر یار نکردہ است از ذہن خود و از خیال خود تصویر کمرش کشیدہ است و این ہر دو معنی از (از دل) پیدا است پس (از برِ خود) بخیال ما بمعنی از دل خود - و از ذہن خود و از خیال خود باشد مجازاً - بمعنی از پیش - بہار برادعای خود سند دیگر ہم آوردہ (امیر معزی ؎) بدان قضا چو رضا دادم اندران ساعت ؛ نشستم از بر دیوی جہندہ ہمچو شہاب ؛ (ولہ ؎) تا نام تو بنوشت دبیر از برِ منشور ؛ سیارہ غلام قلم دست دبیر است ؛ مؤلف گوید کہ درین ہر دو شعر

(ازبر) معنی بالاست چنانکہ برلاز برچیزی) گذشت نہ بمعنی (ازپیش) پس متحقق شدکہ او عای بہار از اسنادش ثابت نشد۔ صاحب انند نقل نگار بہار۔ (اردو) اپنے دل سے۔ اپنے ذہن سے۔ اپنے خیال سے۔ جیسے "مین نے یہ تصویر اپنے دل سے کھینچی ہے" یعنی اپنے ذہن اور خیال سے۔

(الف) **ازبرداشتن** | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت **مؤلف** گوید کہ بمعنی یاد داشتن و بحافظہ داشتن کتابی باشد یا مضمونی۔ صاحب آصفی از آہی ہمدانی سند آوردہ (س) من چہ دانستم کہ دلبر خط بخونم آورد ؛ سرنوشت خویش را ہرگز کسی از بر نداشت یا بخیال ما ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۱۳۴۵)

(ب) **ازبرداشتنِ سرنوشت** | مصدر اصطلاحی۔ بکسر نون اوّل کنایہ باشد از (مطلع بودن از سرنوشت) و این مصدر خاص از سند آہی ہمدانی پیدا می شود و اگر (ازبرداشتن) معنی آن گوئیم معنی اول الذکر درست شود کہ برالف مذکور شد (اردو) حفظ کرلینا۔ حافظ ہوجانا منھ زبانی یاد رکھنا۔ (ب) نوشتۂ تقدیر سے واقف ہونا

(۱۳۴۶)

ازبرشدن | استعمال۔ بمعنی بحفظ درآمدن کتاب یا مضمونی باشد چنانکہ خاقانی گوید (س) روزی ہزار بار بخوانم کتاب صبر ؛ چشمم تبست لاجرم ازبر نمی شود ؛ (اردو) ازبر ہونا۔

ازبرکردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت **مؤلف** گوید کہ بمعنی حفظ کردن و بحفظ آوردن کتاب و مضمونی باشد بذریعہ مشاہدہ یا بواسطۂ سماعت (صائب س) تمام روز دارد داغ از شوخی معلم را ؛ تمام شب نشیند گوشہ و ازبر کند بازی ؛ (انوری س) بسی اسرار جزوی کردہ معلوم ؛ بسی احکام کلی کردہ ازبر ؛ (ظہوری س) سادہ نقشان خواندہا

جملہ از بر کردہ اند ؎ وقت شد گر چون ظہوری دفتر اندازان کنند ؎ (اردو) از بر کر لینا۔ بقول امیر حفظ کرنا۔ زبانی یاد کر لینا (فقرۂ امیر) سبق از بر کر لو تب چھٹی ملیگی ؎

(شعور رسا) اور اق گل کے دیکھ کے بلبل ہے نعرہ زن ؎ از بر کریگی یاد چمن کی کتاب کو ؎ مؤلف عرض کرتا ہے کہ آخر الذکر سند سے واضح ہے کہ (از بر یاد کرنا) بھی مستعمل ہو

از برکسی اصطلاح۔ بقول صاحب بحر عجم و بہار و وارستہ بمعنی از طرف اولی تحریک و تعلیم غیر۔ صاحب انند بذیل (از پیش کسی) ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ این ہمان (از بر خود) است کہ گذشت۔ و وارستہ برای این سند (خان خالص) آوردہ و سند مذکور ہم در انجا مذکور و ما در معنی آن اختلاف کردہ ایم۔ بہار در انجا معنی این (از پیش) نوشتہ و در ینجا (از طرف) بخیال ما معنی (از برخود) یا (از برکسی) ہمان است کہ بر (از برخود) ذکرش کردہ ایم (اردو) دیکھو۔ از برخود۔

از برم بقول صاحب برہان بر وزن سرگرم بمعنی (از بر) باشد کہ بعربی حفظ گویند صاحبان جامع و جہانگیری و ہفت و انند ہم ذکر این کردہ اند۔ خان آرزو بذیل (از بر) ذکر این فرمودہ گوید کہ (از بر) مخفف این است مؤلف گوید کہ این مرکب است از کلمۂ (از) و لفظ (برم) و برم بقول برہان بمعنی (از بر) و حفظ آمدہ چنانکہ (بر) بہمین معنی بر لفظ (از بر) گذشت۔ پیش بخیال ما ترکیب (از برم) از ہمان قبیل است کہ نسبت (از بر) ذکر کردہ ایم دیگر ہیچ (اردو) دیکھو از بر

از بروغ بقول صاحب شمس۔ بالضم لغت فارسی است بمعنی لیف خرما و شاخہای زیادتی کہ از تاک بر آید۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد۔ بوضع لغت معلوم می شود کہ ترکی باشد

ولیکن محققین ترکی ہم ازین ساکت اند ما از تحقیق مزید قاصریم (اردو) کہجور کی تیی۔ انگور کی فضول شاخین ـ

از بز بقول صاحب شمس بزای اول معجمہ بانگ جوش ماکیان ـ صراحت کند کہ لغت فارسی
است و دیگر کسی از محققین فرس با او نیست مؤلف گوید کہ این آوازیست کہ ماکیان در
زمانۂ بیضہ نہادن بر می آرد و مسلسل تا دیر کشد و این آواز تعلق دارد از بیضہ دانش کہ غدود
آن برای ترکیب دادن و مسلسل کردن سلک بیضہا بحرکت آید و تا بقای حرکتش آوازی مسلسل
از منقار مادہ مرغ برآید پس عجبی نیست کہ این مرکب باشد از کلمہ (از) و (بز) بز ـ بقول برہان
بفتح اول در فارسی زبان بمعنی رسم و آئین و قاعدہ و روش و زمین و بکسر اول بمعنی زنبور آمدہ
اگر بفتح موحدہ گیریم معنی لفظی این از قاعدہ و روش و از زمین باشد و اگر بکسر موحدہ گیریم بمعنی
(از زنبور) پس عجبی نیست کہ فارسیان این آواز را بدین وجہ (از بز) نام کردہ باشند کہ متعلق
حصۂ زیرین ماکیان و بقاعدہ و روش در یک سلسلہ تا دیری برآید یا مثل آواز زنبور باشد ـ واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال غیر از طبع آزمائی ما چیزی دیگر نیست (اردو) مرغی کا کرکرانا ـ دکن مین اس آواز
کو کہتے ہین جو مادے کی تیاری کے لئے مسلسل نکالا کرتی ہے کیا عجب ہے کہ اس آواز کو
کرکرکرکر سے مشابہ پاکر (کرکرانا) کہا ہو اور عجمیون نے بھی اسی آواز کو (از بز از بز از بز)
سے مشابہ خیال کرکے اسکا نام (از بز) رکھدیا ہو ـ صاحب آصفیہ نے (کڑکڑانا) پر لکھا ہو کہ
انڈے دینیکے دنونمین مرغی کا بولنا ـ مرغی کی وہ آواز جو انڈے دینیکے زمانہ مین نکالتی پھرتی ہے

(۱) **از بز شیر دوشیدن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و وارستہ و اند شکلی
است مشہور بمعنی امر غیر ممکن بظہور آوردن ـ بہار گوید کہ بمعنی امر غیر ممکن بوقوع آمدن باشد

(محمد جان قدسی ؎) نابینا را عشق کند صاحب دید؛ توفیق از دست نابقی گفت و شنید؛ اسری شکست اینکه دلش گر خواہد؛ شیر از بز نر شبان تواند دوشید؛ مخفی مباد کہ در مصرع اول این رباعی عشق بفتحتین منظوم شدہ کہ بقول صاحب منتخب بمعنی بسیار دوست داشتن و پیوستن با چیزی است۔ تسامح بہار است کہ این را بمعنی لازم نوشت ما را با محققین اول الذکر اتفاق و انچہ ہمہ محققین بالاتفاق این مصدر اصطلاحی را مثل گفتہ اند۔ بخیال ما غور نکردہ اند (۲)

از بز نر شیر می دوشد البتہ مثل است و لیکن این مثل را بقالب مصدر درست کردن و باز مثلش نام نہادن درست نباشد (۱)نمبر (۱) را مصدر اصطلاحی گوئیم (اردو) صاحب آصفیہ نے (چڑیا کا دودھ) بمعنی ناممکن بات لکھا ہے اگر اس محاورہ سے مصدر بنانا ہو تو (۱) چڑیا کا دودھ دوہنا) کہہ سکتے ہیں (۲) چڑیا کا دودھ دوہتا ہے۔ یعنی ناممکن کام کرتا ہے۔

از بس استعمال۔ بہار گوید کہ (۱) مابعد این لفظ اگر مصدر یا انچہ در حکم مصدر باشد واقع شود۔ حرف (از) برای سبب و کلمہ (بس) بمعنی کثرت و بسیاری بود و (۲) اگر جملہ واقع شود آن جملہ بمعنی مصدری و (بس) بہمان معنی بود چنانکہ درویش والہ ہروی معنی اول آوردہ (؎) شاید از مضراب مطرب ناخنی بر دل زند؛ بستہ ام بر سینہ از بس خواہش امشب تار را؛ و فرماید کہ بمعنی دوم ہم سند کلام اوست (؎) از بسکہ سینہ کندم و ناخن درو نشست؛ چون پشت ماہی است سراپای سینہ ام؛ یعنی بسبب بسیاری کندن سینہ و نشستن ناخن درو سراپای سینہ من مثل پشت ماہی شدہ درین صورت حذف (از) جائز است چنانکہ میر صیدی طہرانی گوید (؎) شد لبسکہ از خرام تو تغییر حالہا؛ از جادر آمدند

بگلشن نہالہا؛ و فرماید کہ حذف کاف نیز جائز است و ما سند این از انوری یافتہ ایم (ع) راز عشق از این تراوش می کند ازبس مرنج؛ گر بود روح الامین محرم کہ غمازی کند؛ صاحب انند ہم زبان بہار (اردو) ازبس۔ بقول امیر (فارسی) بمعنی۔ بہت۔ بے انتہا۔ آپ فرماتے ہین کہ اب فصحا کم استعمال کرتے ہین اور آپ ہی نے (ازبسکہ) کا ترجمہ (چونکہ) لکھا ہے (دگلزار نسیم ع) ازبسکہ وہ شاہ تھا بد اختر؛ کرتا تھا حسد سے قتل دختر؛ (مومن ع) بیتاب ہوگئے ہم ترک عشق سے؛ ازبسکہ پاس وعدہ و پیمان نہین رہا؛ اسکی نسبت بھی آپ نے فرمایا ہے کہ اب فصحا اس کا استعمال کم کرتے ہین **مؤلف** عرض کرتا ہے کہ اگر اردو مین (ازبس) اور (ازبسکہ) کا استعمال کیا جائے تو مثل فارسی کے سبب اور کثرت کے دونون معنی ضرور پیدا ہونگے۔ اگرچہ امیر نے صراحت نہین فرمائی ۔

ازبسکہ ہمان ازبس است کہ گذشت کاف بیانیہ دران حذف شد و درین باقی است گویا آن۔ مخفف این است (انوری ع) ہر لحظہ شود رخ تو درروست توشگلی؛ ازبسکہ بجنبد چہ شجاع و چہ جبان را؛ (اردو) دیکھو (ازبس)

ازبن برآوردن نہال استعمال۔ بقول بہار و انند از بیخ برکندن آنرا۔ صاحب انند ہم ذکر این کردہ۔ اگرچہ سندی پیش نشد ولیکن معاصرین عجم تصدیق این می کنند (اردو) درخت کو جڑ پیڑ سے اکھاڑنا۔ یا کھود کر پھینکنا (جڑ پیڑ سے اکھاڑنا یا کھود کر پھینکنا) بقول صاحب آصفیہ۔ بیخ و بنیاد سے اکھاڑنا۔ معدوم کرنا۔

ازبن دندان اصطلاح۔ باضافت بن۔ بقول برہان و ہفت (۱) بمعنی ازبن گوش

کہ کنایہ از طوع و رضا و رغبت و از تہ دل - مکنون خاطر باشد کہ غایت از بن گوش - کنایہ از تہ دل شنیدن و از بن دندان کنایہ از دل گفتن و (۲) کنایہ از ذخیرہ و جمع شدہ ہم صاحب بحر عجم باختصار بیان در ہر دو معنی متفق با برہان خان آرزو در سراج نسبت معنی اوّل گوید کہ اغلب کہ بمعنی طوع و رغبت است و نسبت معنی دوم فرماید کہ این معنی (از بن ناخن) است نہ (از بن دندان) چنانکہ خود برہان معنی دوم را بر (از بن ناخن) نوشتہ (انتہی) صاحبان جامع و وارستہ و رشیدی و جہانگیری و بہار بر معنی اول قانع و ہمزبان خان آرزو و صاحب ناصری ہم از کلام اہل زبان سند آوردہ (مختاری سلہ) ہر کت بزبان مدح نگفت از بن دندان ؛ آب دہنش خون شد و جانش بلب آمد ؛ (ظہیر فاریابی سلہ) بعون و عصمت حق دولتت چنان بادا ؛ کہ چرخ از بن دندان شود مسخّر تو ؛ صاحب غیاث بذکر معنی اوّل گوید کہ کنایہ از نہایت رغبت و الحاح و منت کشی و ظاہر است کہ در چنین حالت اکثر بیخہای دندان ظاہر می گردد - مؤلف گوید کہ آنکہ برغبت دل کاری کند خندہ رو باشد و از خندہ روئی ظاہر شدن دندان ممکن است و عجبی نیست کہ ہمین باشد ماخذ این الحاج و منت کشی را از این تعلقی نیست - بالجملہ از اسناد متذکرہ بالا ثابت است کہ این را تخصیص با گفتن نیست چنانکہ مقصود صراحت برہان است و تصدیق معنی دوم نمی شود - طالب سند باشیم (اردو) (۱) تہ دل سے - دل و جان سے (۲) ذخیرہ - بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مذکر - خزانہ - گنجینہ - گودام - جمع - وہ چیز جو کسی وقت کے واسطے لگا رکھیں -

(الف) از بن دندان خدمت کردن	مصادر	(ب) از بن دندان کاری کردن	اصطلاحی

صاحب انند ذکر (ب) فرموده سندی که پیش
می کند از این تصدیق الف می شود (محمد قلی سلیم
ع) خواهد که خدمت از بن دندان کند ترا؛
زین آرزو مه نو گشته است چون خلال؛ (سلمان
ساوجی ع) فتح یابی ز فلاک یافت کسی کو می کرد؛
خدمتی بر در شه از بن دندان چو کلید؛ مؤلف
گوید که کسی که از دل و جان خدمت کسی کند همیشه در
خدمت گذاری خنده رو باشد عجبی نیست که تا خند
این همین خنده روئی باشد (اردو) دل وجان
سے خدمت کرنا ۔ دل سے خدمت کرنا ۔

از بنِ سی و دو (اصطلاح) باضافت
بن ۔ بقول برهان بمعنی (از بن دندان) است
که کنایه از رضا و رغبت دل و ته دل و طیب خاطر
باشد ۔ صاحبان بحر و هفت با برهان متفق ۔ خان
آرزو در سراج گوید که (از بن دندان) که گذشت
بمعنی طوع و رغبت و (از بن سی و دو) واز
بن سی و دو دندان بمعنی کمال رغبت و طیب
خاطر باشد ۔ زیرا که زیادت الفاظ دلالت بر
زیادت معنی دارد صاحب جهانگیری و رشیدی
با خان آرزو متفق و از (از بن دندان) همین
معنی گیرند و ما با رای آخر اتفاق نداریم ۔ صاحب
ناصری بذیل (از بن دندان) ذکر این هم کرده
معنی با خان آرزو متفق و مؤلف هم باو
اتفاق دارد (کمال اسمعیل ع) سالم زیست
ار چه فزون نیست می شود؛ گردون پیر از بن
سی و دو چاکرم؛ (اردو) کمال رغبت سے
ته دل سے ۔

از بنِ سی و دو دندان (اصطلاح)
باضافت بن ۔ بقول برهان مرادف (از بن
سی و دو) صاحبان بحر و هفت متفق با برهان ۔
و آنچه خان آرزو نسبت این در سراج گفته است
بر (از بن سی و دو) گذشت و بقول صاحب
جهانگیری و رشیدی کنایه از غایت طوع و
نهایت رغبت ۔ صاحب ناصری بذیل (از بن

وندان) ذکر این هم کرده معنیٰ با صاحب سراج متفق وگوید که گاهی (از بن سی وسه وندان) هم می آید (اثیر الدین اخسکتی ؎) نیم صبری برلب وو دندانش دل ٭ از بن سی ودو دندان می کند ٭ (اردو) دیکھو از بن سی و دو۔

از بن گوش

(اصطلاح) باضافت بن ـ بقول برہان وہفت وجامع کنایه از کمال اطاعت وبندگی وخدمت گاری ازته دل صاحب بحر فرماید که غایتش ازته دل شنیدن مؤلف گوید که مقصودش جز این نباشد که استعمال این مخصوص است برای شنیدن ـ خان آرزو در سراج این را مرادف (از بن دندان) نوشته ـ وبقول صاحب ناصری کنایه از اطاعت وفروتنی مؤلف با خان آرزو اتفاق که معنی این عام است وبا شنیدن خصوصیتی ندارد چنانکه ادعای بحر است ـ بہار از کلام صاحبان زبان استاد پیش می کند (جمال الدین سلمان ؎) از سر مهر آسمانت آستان بوس آمده ٭ وز بن گوش اخترانت تابع فرمان شده ٭ (وله ؎) از بن گوش آنکه زخطش ندارد سرچو زلف ٭ روز وشب افتاده از سرگشتگی برگردن است ٭ (خاقانی ؎) از بن گوش آسمان از سه نوهر مهی ٭ حلقه بگوشی شود بر درشاه عجم ٭ (ملا نیر ؎) از بن گوش از نه سر برخط نهند از سرکشی ٭ گوش شان چون گوشهٔ مکتوب می باید برید ٭ (اردو) دیکھو از بن وندان ـ

از بن ناخن

اصطلاح ـ باضافت بن ـ بقول بحر وہفت وجامع وبرہان (۱) کنایه از ذخیره وجمع و (۲) کنایه از اطاعت وبندگی وته دلی ـ خان آرزو در سراج ذکر معنی اول کند وبس ـ بہار برای این سند پیش کرده (میر خسرو ؎) حجام که خون از رگ جانم بکشید ٭ یک آینه چون صورت او دیده بدید ٭ ز انگشت من آن نقد ز ناخن ببرید ٭ خون دل من

زارش از بن ناخن برون می آورد ؎ (اردو)	از بن ناخن بدوید ؎ (ملا عشرتی ۵۲) خون
(۱) و (۲) دیکھو از بن دندان ۔	بلبل را نہ پنداری کہ گل پامال کرد ؎ جان

از بنیاد بردن مصدر اصطلاحی۔ بقول بہار و انند کنایہ از ہلاک کردن و نابود ساختن (خواجہ شیراز ۵) حالیا عشوۂ لطف تو ز بنیادم برد ؎ تا دگر بار جفای تو چہ بنیاد کند ؎ (اردو) جڑ پیڑ سے اکھاڑنا۔ بقول آصفیہ استیصال کرنا۔ نیست کرنا۔ معدوم کرنا۔ اجاڑنا ۔

از بہا افتادن مصدر اصطلاحی۔ بقول بہار و انند (۱) از قیمت اصلی کم شدن (صائب ۵) بدر و غربت و زندان بساز چون یوسف ؎ مرو بجانب کنعان کہ از بہا افتی ؎ مولف گوید کہ (۲) بخیال ما مجازاً از منزلت افتادن ہم و سندی کہ بالا مذکور شد بخیال ما برای معنی دوم است نہ اول (اردو) (۱) قیمت گھٹ جانا (۲) مرتبہ گھٹ جانا ۔

از بہرای فلان استعمال۔ بقول بہار بمعنی از بہر فلان مؤلف گوید کہ (بہرا) بقول برہان بر وزن صحرا بمعنی از جہت چیزی و از برای چیزی آمدہ مارا طرز بیان صاحب برہان پسند نیست و بحث آن بجایش کنیم و درین جا ہمین قدر کافی است کہ (بہرا) بمعنی جہت و برای آمدہ ۔ و یای تحتانی در آخر برای اضافت است و کلمۂ (از) در اول زائد پس (از بہرای فلان) بمعنی از برای فلان و از بہر فلان باشد (حکیم سنائی ۵) حاجت عقل اندر گشت روا ای عجب چہ ساخت زبہرای خویش از دل و طبعش سلب ؎ مخفی مباد کہ بقول صاحب منتخب سلب بالفتح و بفتحتین ہر دو آمدہ (اردو) فلان کے واسطے فلان کے لئے ۔

(الف) **از بہر تو تیا نماندن چیزی** استعمال۔ بہار بذکر الف و ب و ج گوید کہ کنایہ از نہایت

(ب) از بہر توتیا نیافتن چیزی
(ج) از بہر دوا نماندن چیزی
(د) از بہر دوا نیافتن چیزی

نایابی و قحط آنچیز است - صاحب بحر عجم نسبت (ب و د) فرماید کہ مبالغہ در قحطی و نایابی آن - و آرستہ ہم ذکر (ب) و (د) بہمین معنی کردہ (صائب ب ۵) از بہر توتیا نتوان یافتن در رو * چند انکہ چشم کار کند در رہ غبار * مؤلف عرض کند کہ این مصدر مرکب است بمعنی حقیقی - (الف و ج) لازم است و (ب - د) متعدی (از بہر) را ہم با این خصوصیتی نباشد بجای آن (برای) و (از برای) و مرادف این لفظ دیگر ہم توانیم استعمال کرد - محاورۂ فارسیان ہمین قدر است کہ چون عدم وجود و قحط چیزی را خواہند کہ بیان کنند گویند کہ فلان چیز از برای دوا و توتیا ہم نیست مقصود این است کہ برای دوا و خصوصاً برای توتیا مقدار اقل آن کفایت کند و چون برای دوا و توتیا ہم باقی نیست مراد آن باشد کہ مقدار قلیل و اقل ہم از ان نماندہ است وبس (اردو) دوا کو نہ ملنا - بقول آصفیہ کسی چیز کا بالکل دستیاب نہ ہونا - گھس لگانے کو نہ ملنا - آپ ہی نے (گھس لگانے کو نہین) پر فرمایا ہے کہ اسقدر بھی نہین کہ گھس کر دوا کے بجاے لگائین - مجازاً بالکل نہین مطلق نہین ذرا نہین - نام کو نہین - نہایت کم یاب - نا میسر - ناپید او رعنقا ہے - سب صرف مین آگیا - کچھ باقی نہین - بالکل نہین بجا (نکہت ۵) کس سے سر پھوڑون جنون مین گھس لگانیکو نہین * سنگ کوی شوخ قاتل سنگ پارس ہوگیا *

(۱) از بہر فلان
(۲) از بہر فلان را

استعمال - بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت

مؤلف گوید کہ این مرادف (از برای فلان) و (از برای فلان را) است کہ گذشت (امیر معزی

(۵۲) از بہر ترا توبہ وسوگند شکستیم ؛ بر کف قدح بادہ نہادیم دگر بار ؛ مخفی مباد کہ بعضی از معاصرین بر آنند کہ در مصرع ثانی کلمۂ (را) زائد است و بخیال ما زائد نیست بلکہ متعلق از توبہ وسوگند باشد و تصرف ہمین قدر است کہ خلاف قاعدہ مقدم آوردند یعنی معنی مصرع اینست کہ از بہر تو توبہ و سوگند را شکستیم - ما بیان کامل کلمۂ (را) بجای خودش کنیم و نسبت این استعمال ہمین قدر کافیست کہ (از بہر چیزی و از بہر فلان) مرادف (از برای و برای چیزی) است و بس (اردو) کسی چیز کے لئے - فلان چیز کے لئے - کسی چیز کے واسطے فلان کے واسطے - فلان کے لئے -

(۱) از بیخ بر آوردن استعمال - بقول صاحب انند بمعنی از بن بر آوردن و بعربی

(۲) از بیخ بر انداختن استیصال - مؤلف گوید کہ (از بنیاد بر آوردن) بہمین معنی

(۳) از بیخ بر کشیدن گذشت سند نمبر (۲) از کلام سعدی آوردہ کہ بگارش ہمی خو

(۴) از بیخ بر کندن (ع) بر انداختم بیخ شان از بہشت ؛ معاصرین عجم استعمال این ہر چہار مصدر می کنند و استعمال نمبر (۴) در کلام انوری ہم یافتہ ایم (۵) برکند بدست عشق از بیخم ؛ تا بیخ صلاح و توبہ برکندم ؛ (اردو) دیکھو از بنیاد بر آوردن -

از بید ثمر خواستن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم طلب محال کردن - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ معاصرین عجم تصدیق این می کنند (اردو) دکن میں کہتے ہیں " ببیڑے سے بچے کی امید کرنا گولر سے پھول کی ہوس کرنا -

از بہر بقول برہان و جامع و ہفت بروزن تقصیر بمعنی از بر است کہ یاد گرفتن و حفظ باشد خان آرزو ہم در سراج ذکر این کردہ و صاحب جہانگیری از استاد فرخی سند آوردہ (۵

با عطار دبسر خانہ سخن راند گفت ؂ ہر دبیر یکہ پدیوان کند آنرا تقریر ؂ از پئی رسم در آموختن نامہ کنند ؂ نایبہ خواجہ بزرگان و دبیران از بیر ؂ مؤلف گوید کہ فارسیان یای زائد درمیان بای موحدہ و رای مہملہ زیادہ کردہ اند ہچو (شبخون و شبیخون) (ارد و) دیکھو ازبر۔

از بیر کردن استعمال۔ بقول صاحب انند مرادف ازبر کردن است و سندش ہمان است کہ بر (ازبیر گذشت) (ارد و) دیکھو ازبر کرنا۔

از بیضۂ خاکی چوزہ نزاید مثل۔ صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان از اظہار ناممکن بودن امری دکاری باشد (ارد و) دکن مین عام لوگ کہتے ہین "انگلیون سے بچے نہین ہوتے" خاص لوگ کہتے ہین "ہتیلی مین بال نہین پھوٹتے" ہماری رائے مین عام لوگون کی کہاوت فارسی مثل سے زیادہ مناسبت رکہتی ہے۔ بعض اہل ہند کہتے ہین "خاکی انڈے سے بہی کہین بچہ نکلتا ہے" یہ کہاوت بالکل لفظی ترجمہ ہے فارسی مثل کا۔ صاحب آصفیہ نے (خاکی انڈا) پر لکھا ہے کہ وہ انڈا جو مرغی جفتی کے بغیر خاک مین لوٹ کر دے اس انڈے کا بچہ نہین نکل سکتا (الخ)

از بیم باران بزِ ناودان می گریزد (مثل) صاحبان خزینہ و محبوب الامثال ذکر این کردہ اند و صاحب احسن بجای کلمہ (بر) لفظ (زیر) آوردہ مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را برای شخصی زنند کہ بہ ناعاقبت اندیشی کار کند مقصود آنست کہ چون از بیم باران میخواہی کہ بجای سایہ دار پناہ گیری پہ قدر ابلہی است کہ از سایۂ ناودان پناہ جوئی و نمی دانی کہ ناودان آب ریز است و مقصود تو از سایۂ او حاصل نشود (ارد و) بقول صاحب محبوب الامثال

وہ کڑاہی سے نکلے تو آگ مین گرے" پنجاب مین کہتے ہین" ڈھیمان وچّون نکل کے وہن وچ پہسے"
مقصود یہ ہے کہ جب کسی مضرّت بخش مقام سے بچنا چاہین تو اوّل خیال کر لینا چاہیے کہ وہ جگہ
کیسی ہے جہان پناہ لینا مقصود ہے ایسا نہو کہ وہ مقام باعتبار خطرہ پہلے مقام سے بدتر ہو۔

ازبی مغز خاکیان استعمال ۔ صاحب شمس ذکر این کردہ گوید کہ بمعنی تری دماغ آدمیان است ۔ صاحب مؤید فرماید کہ یعنی از برای تری دماغ آدمیان (کذا فی الفوائد) در نسخۂ دیگر مؤید الفضلا این را (از پی مغز خاکیان) بہ بای فارسی نوشتہ وہمین قرین قیاس آ آوردن بای عربی بجای بای فارسی غلطی کتابت باشد وبس (اردو) دیکھو ازپی مغز خاکیان ۔

ازبیوہ گیر گدائی (مثل) صاحبان خزینہ وامثال فارسی ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت اند مؤلّف گوید کہ فارسیان این مثل را برای اظہار رموز نیست کسی برای کاری میزنند اندرین صورت معنی گیر درین مثل (قبول کن) باشد یعنی گدائی بیوہ را قبول کن وعیب مدار کہ او برای شکم پروری چہ کند کہ گدائی نہ کند (اردو) دکن مین کہتے ہین" بیوہ کی بھیک سر آنکھون پر" مقصد یہ ہے کہ بیوہ امداد کی مستحق ہے اوس کا بھیک مانگنا قابل اعتراض نہیں ۔

(الف) ازپا افتادن (استعمال) بقول بہار وانند مرادف ازپا درآمدن وازپای درآمدن بمعنی افتادن اگرچہ سندی پیش نکرد مگر بخیال ما استعمال این در زبان فارسی بسیار است (۱) بمعنی حقیقی افتادن ازپا لغزو شکوخیدن (ملّا قاسم مشہد ؎) سست بنیاد است عشرتخانۂ ما بی غمان ؛ افتد ازپا گر کشی تصویر بر دیوار ما ؛ (عرفی ؎) چند گویم کہ گر زپا افتم ؛ شکند این وآن خراب شود ؛ (۲) مجازاً ناتوان وعاجز شدن (ظہوری ؎) زپا افتادہ او

برسر افتد ؛ اگر صد بار خیزد دیگر افتد ؛ (وله ۵) برایت ہر کہ ننشیند بخاک از خاک برخیزد ؛ زپا افتاده ام دستی دہم کا فلاک برخیزد ؛ صاحب انند۔ - - - - - - - - - - - - - - -

(ب) از پا افتاده را بحوالۂ مظہر العجائب بمعنی عاشق آورده از سند ساکت مؤلف گوید که این کنایہ باشد متعلق بمعنی دوم (از پا افتادن) یعنی اسم فاعلش که بروزن مفعول آمده ولیکن بخیال ما اضافت این بسوی پا لازم است یعنی (از پا افتادۂ تو) یا (از پا افتاده او) (صائب ۵) بودستی زپا افتادۂ بر نقش پای تو ؛ زبس سرو ترا کیفیت از رفتار میریزد ؛ در ہمہ اسناد این مصدر الف (از) حذف شده است عیبی ندارد (اردو) (الف) (۱) ٹھوکر کھا کر گرنا (۲) عاجز ہونا۔ ناتوان ہونا۔ (ب) عاشق۔

از پا افگندن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم (۱) ساقط کردن و (۲) عاجز کردن کسی را۔ و بقول بہار بمعنی افگندن۔ صاحب انند گوید که بمعنی فگندن باشد (صائب ۵) سیل از افتادگی دیوار از پا افگند ؛ سرکشان را روی میمالد مدارا بر زمین ؛ (غنی ۵) بر تو اصفہانی دشمن تکیه کردن ابلہی است ؛ پای بوس سیل از پا افگند دیوار را ؛ (باقر کاشی ۵۲) مروتی است ولیران عشق را در رزم ؛ که افگنند ز پا خصم را و سر بخشند ؛ (انوری ۵۲) آنرا که دست حادثہ از پا در افگند ؛ دست عنایت و کرمش دستگیر باد ؛ (اردو) (۱) گرا دینا۔ (۲) عاجز کرنا۔

از پا درآمدن (استعمال) بقول بہار و انند بمعنی (۱) افتادن۔ اگرچه سندی پیش نشد ولیکن معاصرین عجم در روزمرۂ خود بر زبان دارند صاحبان بحر عجم و ضمیمۂ برہان و مؤید این را بزیادت یای تحتانی (از پای درآمدن) نوشته بذکر معنی اول گویند که (۲) بمعنی عاجز شدن و (۳) مردن و (۴) لغزیدن ہم آمده۔ صاحبان

رشیدی و ناصری و سراج بر معنی اوّل قانع و صاحب
هفت معنی سوّم را ترک کرد (اردو) (۱) گرنا (۲)
عاجز آنا - عاجز ہونا (۳) مرنا (۴) پھسلنا -

از پا در آوردن استعمال - بقول بہار
و انند مرادف از پا افگندن و بقول صاحبان
ضمیمهٔ برہان و بحر (از پای در آوردن) بزیادت
یای تحتانی زائد (۱) بمعنی افگندن و انداختن
و (۲) عاجز کردن و (۳) کشتن - صاحب هفت
بر معنی دوّم قانع و صاحب مؤید بر معنی اوّل و
دوّم (باقر کاشی سه) کنم دگرگون گر بخت واژگون
باشد ÷ ز پا در آرم اگر کوه بیستون باشد ÷ (ملّا شرف
سه) ای نخل تمنّا قد رعنای تو ما را ÷ از پای در آورد
تمنّای تو ما را ÷ (اردو) (۱) گرانا (۲) عاجز
کر دینا (۳) مار ڈالنا -

از پا در افتادن استعمال - بقول بہار
و انند مرادف (از پا افتادن) که گذشت یعنی
بمعنی افتادن مؤلف گوید که بهر دو معنی که صراحتش
بهر دو آنجا کرده ایم و سند معنی دوّم از میر معزّی بدست
آورده ایم که صاحب انند این را متعلق به معنی اوّل
کند مخفی مباد که کلمهٔ (در) درین زائد است و بس
(سه) تا بخت تو در نصرت دین دست بر آورد ÷
بس دشمن سرگشته که از پای در افتاد ÷ یعنی عاجز
شد (اردو) دیکھو (از پا افتادن)

از پا در افگندن استعمال - بقول بہار
مرادف (از پا افگندن) که گذشت (علی خراسانی
سه) صد سرو روان را بیکی جلوهٔ رفتار ÷ از پای
در افگند خیال قدش انیست ÷ (عرفی سه)
گفتا مروت انیست کز پا در افگنیمش ÷ تا آنکه جوید
از غیر و ز خود نیابد آنرا ÷ مؤلف گوید که کلمهٔ (در)
زائد است و بر اسناد اشارهٔ اوّل و دوّم بدین
ضرورت کرده ایم که بتحقیق ما (از پا افگندن)
به دو معنی گذشت (اردو) دیکھو از پا افگندن

از پا در انداختن استعمال بقول بہار و انند
بمعنی افگندن (خواجهٔ شیراز سه) و در خراسان

سرو گلبارش کند میل چمن ﴿ سرو را از پا در اندازد
دل گل بشکند ﴿ مؤلف گوید کہ معاصرین عجم اینرا
ہم کنایۃً بمعنی عاجز کردن استعمال کنند یعنی مرادف
(از پا افگندن) است کہ گذشت و کلمۂ (در) درین
زائد (اردو) دیکھو از پا افگندن۔

(۱۲۶۰) **از پا رفتن** استعمال (۱) بمعنی زائل شدن
از پا۔ چنانکہ ظہوری گوید (ﮯ) از کہن پیران
شدیم و نوجوانی برنخورد ﴿ رفت از پا رفتن و سرو
روانی برنخورد ﴿ و (۲) بمعنی افتادن و عاجز شدن
(ظہوری ﮯ) ہمان غم دست می گیرد اگر روزی
ز پا رفتی ﴿ تمنای غم مرد آزمائی می توان کردن ﴿
بعض معاصرین برآنند کہ در مصرع اول (افتی)
بہ الف باشد نہ (رفتی) بہ رای مہملہ غلطی کاتب
پیش نیست ولیکن تا آنکہ در نسخ دیگر این را نیابیم
نتوانیم تصرف کنیم۔ (اردو) (۱) پاؤں میں
باقی نہ رہنا۔ پاؤں سے زائل ہو جانا۔ پاؤں
سے جاتی رہنا (۲) دیکھو از پا افتادن۔

(۱۲۶۱) **از پا فتادنِ حیرت** (مصدر اصطلاحی)
مخفی مباد کہ (از پا فتادن) ہمان (از پا افتادن)
است کہ گذشت و مجازاً در اینجا بالفظ حیرت
بمعنی زائل شدن آمدہ چنانکہ ظہوری گوید (ﮯ)
از پا فتاد حیرت برجاست آب و تابم ﴿ بر ضعف
ریخت قوت آسودہ اضطرابم ﴿ (اردو) حیرت
باقی نہ رہنا۔

از پا نشستن (مصدر اصطلاحی) بقول
بہار و انند کنایہ از قیام بستوہ آمدہ نشستن چنانکہ
صائب گوید (ﮯ) دو عالم گر شود پروانۂ شمع
از پای ننشیند ﴿ بیک عاشق کجا آن آتشین رخسارہ
می سازد ﴿ (حافظ شیراز ﮯ) چون شمع وجود
من شب تا بسحر خور درا ﴿ می سوخت چو پروانہ
تا روز ز پا نشست ﴿ (عرفی ﮯ) عشق نشست
ز پا در رہ جویائی قرب ﴿ زاغ اندیشہ ہمان کبک
خرام است اینجا ﴿ (صائب ﮯ) چہ خیالست
دل از پا ی نشیند دیگرہ ﴿ جلوۂ دیدہ ام از ناز استوار کہ

پیر سن ہو (اردو) تھک کر بیٹھ جانا۔

از پای بستہ چہ سیر آید و از دست گرسنہ چہ خیر

(مثل) صاحبان گلدستہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ این نثر گلستان سعدی است کہ صورت مثل گرفت و فارسیان این را بجائی زنند کہ مقصود شان از بیان مجبوری و عجز کسی باشد (اردو) ننگی کیا نہائیگی کیا نچوڑیگی"۔ بقول صاحب آصفیہ یہ ایک کہاوت ہے یعنی اگر مفلس تہی دست دل والا بھی ہو تو کیا صرف کرے۔ بے مایہ کی کچھ حقیقت نہین ہوتی۔ اسیطرح دکن مین کہتے ہین "آپہی میان مانگتے یا ہر کہڑی درویش"۔ ان دونون کہاوتون کا استعمال اظہار مجبوری و معذوری کے موقع پر ہوا کرتا ہے۔

از پا بچہ شما ہویدا است (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ حالت کسی از روی و ہیئت او عیان باشد اگرچہ حالا برای ہمچو مواقع این مثل عام است ولیکن فی الحقیقت این بواقعۂ خاص تعلق دارد و صراحتش لطفی ندارد (اردو) صورت سوال ہے"۔ یہ دکن کی کہاوت ہے۔ اُس موقع پر اِس کا استعمال کرتے ہین جبکہ عیاری یا غربت کسی کے چہرے اور لباس اور ہیئت گدائی سے ظاہر ہو۔

از پای درگذشتن مصدر اصطلاحی بقول صاحب شمس لغزیدن و بیفتادن و عاجز شدن مرادف (از زبان و از پای درآوردن) صاحب مؤید بحوالۂ قنیہ فرماید کہ بمعنی لغزیدن و افتادن است و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ این لازم است و مرادف (از پای درآمدن) باشد نہ مرادف (از پای درآوردن) (اردو) دیکھو از پای درآمدن

ازپای درگشتن	(مصدر اصطلاحی) بقول	بذیل (ازپای درآوردن) ذکراین کرده گوید که مرادف
صاحب بحرعجم بمعنی لغزیدن وافتادن صاحب ہفت		ازپا درآمدن (اردو) پھسلنا۔ گرنا۔

ازپرا بقول صاحب شمس بفتح الف وبای فارسی بمعنی زیر و فرماید که بکسر نیز آمده وصراحت کنید که لغت فارسی زبان است۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید که بخیال ما اصل این (ازیرا) باشد که الف وصلی در اوّل و الف زائد در آخر کلمۂ (زیر) آورده باشند۔ آنچه یای تحتانی را به بای فارسی بدل کردند غلطی کتابت بیش نباشد (اردو) زیر۔ بقول آصفیہ (فارسی) بالا کا نقیض۔ نیچے۔ تحت۔ پائین۔

(الف) ازپرده بدرآمدن (مصادر اصطلاحی) الف بمعنی ظاہر و فاش شدن است

(ب) ازپرده بدرافتادن چنانکه صائب گوید (ــه) سخنی کز دہن تنگ تو برمی آید ؎

(ج) ازپرده برون شدن راز غیب است که از پرده بدرمی آید ؎ صاحب بحر

(د) ازپرده بیرون افتادن ذکر (ب) کرده فرماید که (۱) بمعنی ظاہر شدن و (۲) کنایہ

(ہ) ازپرده بیرون شدن از رسوا شدن ہم (ظہوری ــه) زنجیر می ساید دگر کاکل میفشان برکمر ؎ ازپرده می افتم بدر در پرده کش رخسار را ؎ صاحب انند ذکر (ج) کرده فرماید که کنایہ از حد گذشتن است وبخیال ما طرز بیانش خوب نیست که مقصودش رسوا شدن باشد یعنی (ج) ہم بہردو معنی (ب) مستعمل۔ بہار و انند ذکر (د) کرده اند بمعنی رسوا و فاش شدن (ملا طغرا ــه) بدسازی قاصد ذوالمنن ؎ ازین پرده بیرون نیفتد سخن ؎ صاحب انند بذیل (ج) سندی از شانی تکلو آورده که بکار (ہ) می خورد (ــه) اگر وزد بوی خیالت در دماغ گل

زاہد خلوت نشین از پردہ بیرون می شود ؛ مؤلف عرض کند کہ این ہر پنج مصدر (۱) بمعنی حقیقی خود است یعنی فاش، ظاہر شدن و (۲) کنایۃً بمعنی رسوا شدن مستعمل۔ دیگر ہیچ (اردو) (۱) ظاہر ہونا فاش ہونا۔ (۲) رسوا ہونا۔

از پرکار افتادن مصدر اصطلاحی۔ بقول صاحبان بحر و بہار و سراج و وارستہ ضائع و بیکار شدن (صائب ؎) تا نیفتاد است از پرکار غربال بدن ؛ خرمن خود را بچندین چشم از غش پاک کن ؛ (ابو الفیض فیاضی ؎) با حرف تو چون بیفتدم کار ؛ پرکار قلم فتد از پرکار ؛ (صائب ؎) فتادہ است چو تقویم کہنہ از پرکار ؛ بدور حسن تو مجموعۂ نکوئیہا ؛ صاحبان جہانگیری و رشیدی (از پرکار افتاد) را بمعنی ضائع شد نوشتہ اند و این صیغہ ماضی مطلق است از ہمین مصدر۔ و کنایہ باشد کہ پرکار بمعنی سامان و نظام ہم آمدہ و صاحب بحر بذیل ہمین مصدر صراحت ابہم کردہ۔ (اردو) ضائع و بیکار ہونا۔

از پرکار انداختن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از بیکار و ضائع کردن و این متعدی (از پرکار افتادن) است کہ گذشت بیان تا خلق ہمدرا انجا کردہ ایم (ظہوری ؎) شدم سرگشتہ تا کی غیر از پرکارم اندازد ؛ ازان ابرو گرہ بیرون بر و در کارم اندازد ؛ (اردو) بیکار او ضائع کردینا۔

از پرکار رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار (۱) مرادف از پرکار افتادن و (۲) نیز کنایہ از سست و بیخود شدن۔ صاحب انند بر معنی دوم قانع تا غذا این بر (از پرکار افتادن) مذکور (ظہوری ؎) بنظارہ لختی ز پرکار رفت ؛ ز دشواری کار از کار رفت ؛ (اردو) (۱) دیکھو از پرکار افتادن (۲) سست ہونا۔ بیخود ہونا

از پرکار شدن (مصدر اصطلاحی) بقول

برہان و بحر و ناصری و سروری و رشیدی و جہانگیری و ہفت با بای فارسی کنایہ از بیخودی و بی اختیاری و اضطراب کردن باشد (مولوی معنوی ۵) ساغری چند بخور از کف ساقیِ وصال؛ چون ز پرکار شدی بر جہد و در رقص	در آی؛ مؤلف عرض کند کہ درین مصادر اصطلاحی ہم پرکار بمعنی سامان و نظام است چنانکہ بر (از پرکار افتادن) مذکور شد۔ بہار (۱) مرادف (از پرکار افتادن) و (۲) ہم بمعنی بیخود دست شدن گفتہ (اردو) دیکھو از پرکار رفتن۔

از پس آواز کشیدن استعمال۔ تعریف این بر (از پس سر صفیر کشیدن) می آید (اردو) دیکھو (از پس سر صفیر کشیدن)

از پس خیزانِ این کار استعمال۔ صاحب انند بحوالہٴ بہار گوید کہ آنکہ بعد از ہمہ این کار را اختیار کند و فرماید کہ مرزا محمد قزوینی این عبارت را در نثر خود نوشتہ بخیال ما این استعمالی است بکسر نون اول بمعنی کسی کہ بعد از ہمہ افراد و اشخاص محرک کاری شود و کاری را اختیار نماید دیگر ہیچ (اردو) متعدد افراد میں سب سے آخر لینی اور دن کے بعد کسی کام کا محرّک اور کرنے والا۔

از پسر ناخلف دختر بہ (مثل) صاحب امثال فارسی ذکر این کردہ و صاحب احسن (بہ) را (بہتر) نوشتہ و ہر دو از محلّ استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان در مذمت پسر ناخلف استعمال این مثل کنند کہ وجود دختر ازین قسم پسر بہتر است یعنی پسر ناخلف در حیات پدرش باعث اقسام رنج پدر می شود و بعد مماتش ہم سبب بدنامی او ست (اردو) ورکن میں ناخلف لڑکے کی نسبت کہتے ہیں "ایسے لڑکے سے لڑکی بھلی" "شیطانی یادگار سے گمنامی بھلی"

بانجھ ہوتی جو ناخلف نہ جنتی" صاحب آصفیہ نے لفظ ناخلف پر ایک کہاوت کا ذکر کیا ہی
جو اسی فارسی مثل کا ترجمہ ہے یعنی "ناخلف بیٹے سے بیٹی اچھی" -

ازپس سر صفیر کشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند کنایہ از رسوا و ذلیل نمودن
کسی را (محمد قلی سلیم ؎) درچمن ہرگہ با و ہمراہ می بیند مرا ؛ ازپس سر چون رقیبان می کشد بلبل
صفیر ؛ مخفی مباد کہ صفیر آواز ہر مرغ باشد عموماً و آواز بلبل خصوصاً و صفیر کشیدن بلبل بمعنی آواز
کشیدن بلبل و (ازپس آواز کشیدن) آوازی است کہ مخالف کسی طنزاً ازپس او کشد و مراد از آن
رسوا و ذلیل نمودن باشد فارسیان بخصوصیت بلبل لفظ (صفیر) بعوض (آواز) استعمال کردہ اند
و بدین وجہ کہ بلبل صفیر خود از بالای درخت می کشد بعوض (ازپس) - (ازپس سر) گفتند بخیال
ما برای انسان (ازپس آواز کشیدن) ہمین معنی دارد (اردو) آوازی کسنا - بقول امیر طعن
کرنا - طنز سے کچھ کہنا (نصیر ؎) لبان نے تصیراب اونکے ہاتون ناک مین دم ہے ؛ جہان
وہ دیکھتے ہین مجھکو آوازے ہی کستے ہین ؛

(الف) ازپس واشدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم (الف) بمعنی

(ب) ازپس واشدن عقلمندی دور شدن (طغرا ؎) بت من زجام تو این نفع بس ؛
کہ وامی شود عقلمندی زپس ؛ صاحب بہار عجم و انند ذکر (الف) کردہ گوید کہ کنایہ باشد مؤلف
عرض کند کہ (ب) عقلمندی ازپس ظاہر شدن - بعد عقل را بحرکت ظاہر می کند و ہمین است
وجہ کنایہ و بخیال ما (الف) را بطور مصدر خاص قائم کردن درست نباشد ازینجاست کہ ما
(ب) را مصدر اصطلاحی قرار دادہ ایم (اردو) دکن مین کہتے ہین (عقل چوتڑون مین گھس جانا)

یعنی عقل سے دور ہونا۔ بے عقل ہونا۔ بقول صاحب آصفیہ (عقل چرنے جانا) بمعنی عقل کا موجود نہ ہونا۔ عقل کا غیر حاضر ہونا۔

(الف) **از پشت زین فرو کرد** (مقولہ) بقول صاحب شمس کوتاہ شد یا آخر رسید و صبح دمید۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و سندی پیش نہ شد مؤلف گوید کہ (از پشت زین فرو کردن سواری را از بالای زین زیر آوردن باشد غیر تسامح صاحب شمس نباشد کہ معنی خلاف قیاس بیان کرد کہ از کنایہ ہم درست نمیشود صاحبان ہفت و انند ......

(ب) **از پشت سیارہ زین فرو کرد** را بیان کردہ اند بمعنی شب کوتاہ شد و شب باخر رسید و صباح شد و صاحبان مؤید و بحر و ضمیمہ برہان بجای لفظ (سیارہ) لفظ (سیاہ) آوردہ اند بخیال ما رای مہملہ از غلطی کتابت حذف شد عجبی نیست کہ صاحب شمس ہمین مقولہ را بہ تسامح مختصر کرد کہ ذکرش بر الف گذشت و شک نیست کہ (ب) کنایہ باشد (اردو) دکن مین کہتے ہین "چڑیان چون چون کرنے لگین" یعنی رات ختم ہوئی اور صبح صادق نکل آئی اور انہین معنون مین کہتے ہین "پو پھٹی" صاحب آصفیہ نے پو پھٹنا پر فرمایا ہے کہ (ہندی) صبح صادق ہونا۔ صبح کی سپیدی کا نمایان ہونا۔

از پشت کوہ چادر احرام برکشید (مقولہ) بقول صاحبان بحر و ضمیمہ برہان بمعنی برف بارید و عالم را سفید کرد۔ صاحب مؤید بحوالہ ادات گوید کہ ای برف از پشت کوہ در گداز آورد و صاحب انند و شمس ہمزبانش مؤلف گوید کہ ما را با معنی بیان کردۂ صاحب مؤید اتفاق است و این کنایہ باشد و با الفاظ مقولہ مناسبت دارد (اردو) پہاڑ کی چوٹی سے برف پگھلنے لگی

(الف) از نیچہ کشیدن استعمال بقول بہار و انند معروف مؤلف گوید کہ ہر دو محققین بالا بہ سند کلام صائب این مصدر را قائم کردہ اند (سـ۵) ہر کہ در قید خود آرائی گرہ گردید ماند۔ آب را از نیچہ گوہر کشیدن مشکل است ۞ بخیال ما ازین سند صائب مصدر اصطلاحی۔ ـ ـ ـ ـ ـ

(ب) از نیچہ گوہر کشیدن آب را بمعنی کار ناممکن و مشکل تر کردن پیدا می شود نہ از نیچہ کشیدن) واین کنایہ باشد مرادف آب از آہن کشیدن) کہ گذشت (اردو) دیکھو آب از آہن کشیدن۔

از پوست بدر افتادن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از (۱) ظاہر شدن و (۲) بیخود شدن چنانکہ ظہوری گوید (سـ۵) سہ کہ باشد کہ تواند بدر افتد از پوست ۞ مہر از شرم تو در ذرہ خزیدن دارد ۞ (ولہ ۵۲) ظہوری کی بدر افتاد از پوست ۞ شمیم طرہ شد غماز آغوش ۞ (اردو) (۱) ظاہر ہونا۔ (۲) جامہ سے باہر ہونا۔ بقول آصفیہ آپے سے باہر ہونا خودی مین نہ رہنا۔ بیخود ہونا۔

از پوست بر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و ہفت و جامع و انند و برہان (۱) کنایہ باشد از کشف راز و احوال خود کردن و (۲) ترک دنیا نمودن و از خودی و نفسانیت باز آمدن و (۳) خندان بودن مؤلف گوید کہ مقصود این باشد کہ از مسرت و شادی در جامہ نگنجیدن و از جامہ بیرون شدن و (۴) بمقصود و مطلوب خویش رسیدن و آرزو بذکر معنی اول و دوم نسبت معنی سوم فرماید کہ کمال شگفتگی و شادی۔ خان آرزو در سراج بذکر ہر چہار معنی نسبت معنی چہارم گوید کہ این بسیار بعید است و مؤلف با او اتفاق دارد (صائب ۵۲) چون غنچہ

محال است که از پوست بر آید ٭ چندانکه درین
سبز حصار است دل ما ٭ (اردو) (۱) اپنی
حقیقت ظاہر کرنا - (۲) دنیا کو ترک کرنا -
آپے سے باہر ہونا - (۳) خوشی کے مارے
جامہ سے باہر ہونا - پھولا نہ سمانا - ہنسنا -
(۴) مقصد حاصل کرنا - بامراد ہونا -

از پوست بر آوردن (استعمال)

بقول وارستہ و صاحب بحر عجم بمعنی پوست
کندن کہ بتازی تسلیخ گویند (اردو) کھال کھینچنا
بقول صاحب آصفیہ پوست کشیدن کا ترجمہ
زمانہ جہالت کی وہ سزا جس میں زندہ مجرم کے
جسم سے پوست اتروا کر اس میں بھس بھروا دیا
کرتے تھے (میر ۵) رسم قلمرو عشق مت پوچھ
تو کہ ناحق ٭ ایکون کی کھال کھینچی ایکون کو دار
کھینچا ٭

(الف) از پوست برون آمدن مصدر

اصطلاحی - بقول صاحب انند کنایہ از ترک
تعلقات کردن - مؤلف گوید کہ بخیال ما ایہم
مرادف ہر چہار معنی (از پوست بر آمدن) باشد -
(صائب ۵۱) ہر کرا در پردہ ہای چشم آب
شرم نیست ٭ زود می آید برون از پوست چون
بادام تر ٭ (صائب ۵۲) غنچہ از پوست برون
آمد و ما بی دردان ٭ جامہ چاک نکردیم درین
فصل بہار ٭ طالب آملی در تہنیت صحت
ممدوح گوید (۵۳) تا مبارک تنت از درد
بیاسود ز شوق ٭ اہل دل غنچہ وش از پوست
برون آمدہ اند ٭ بخیال ما - - - - - -

(ب) از پوست برون آمدن ارقم و مار

بمعنی پوست انداختن و پوست دل کردن مار باشد
چنانکہ (سلمان ۵) کمند پیچ پیچ آرد سر اندر حلقہ
چون ثعبان ٭ سنان سرفراز آید برون از پوست
چون ارقم ٭ (صائب ۵) صد بار تا ز پوست
بیائی برون چو مار ٭ چشم تو بی حجاب بیفتد بروی
گنج ٭ مخفی مباد کہ در سند اولین (از پوست برون

آمدن) بمعنی حقیقی است و در سند آخر الذکر بمعنی
دوم کہ بر (از پوست بر آمدن) گذشت (اردو) (الف)
دیکھو از پوست بر آمدن (ب) سانپ کا کینچلی جھاڑنا ۔

از پوست برون شدن (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب انند کنایہ از (از خودی خود بر آمدن
وخوشی با فراط نمودن) مؤلف عرض کند کہ
مرادف ہر چہار معنی (از پوست بر آمدن) کہ گذشت
(اردو) دیکھو از پوست بر آمدن ۔

(۱۴۹۴)
از پوست برون فتادن (مصدر اصطلاحی)
مرادف از پوست بر آمدن باشد (ظہوری ؎)
نبض شادی برون فتاد ز پوست ٭ غمزہ در دست
نیشتر دارد ٭ (اردو) دیکھو از پوست بر آمدن ۔

(۱۴۹۵)
از پوست برون کشیدن (مصدر اصطلاحی)
مرادف از پوست بر آوردن کہ گذشت (طالب
آملی ؎) زان سو ہوس لشانۂ من میدہد لباس ٭
زین سو فنا ز پوست برون می کشد مرا ٭ (اردو)
دیکھو از پوست بر آوردن ۔

از پوست بیرون آمدن (مصدر اصطلاحی)
بقول بہار کنایہ از خودی خود بر آمدن و خوشی بافراط
نمودن و بقول ناصری و رشیدی و جہانگیری کنایہ
از کشف احوال خود کردن و ترک دنیا نمودن و از
خودی باز آمدن و صاحب حقیقت شدن صاحب
مؤید باتفاق معنی ناصری ذکر اسم مفعول این (از
پوست بیرون آمدہ) کردہ و ہم (از پوست بیرون
آمدم) را بجای خودش نوشتہ و بحوالۂ ادات گفتہ
کہ ای خندہ زنان آمدم و فانی شدم و فرماید کہ
اقول معناہ از نفسانیہ بیرون آمدم و بمغز و مقصود
رسیدم مؤلف عرض کند کہ این مرادف ہر چہار
معنی (از پوست بر آمدن) باشد کہ گذشت (فیاض
لاہیجی ؎) در ادای درد دل چندانکہ اشب پیش
یار ٭ ہمچو اشک از پوست بیرون آمدم باور
نداشت ٭ (اردو) دیکھو از پوست بر آمدن ۔

از پوست بیرون آوردن (مصدر اصطلاحی)
بقول بہار و انند مرادف از پوست

برآوردن که گذشت (مولانا بنائی ؎) غنچه
ز ولاف لطافت با دہانِ تنگ دوست ٭ زان
صبا تند آمده آورد بیرونش ز پوست ٭ (اردو)
دیکھو از پوست برآوردن۔

از پوست بیرون افتادن (مصدر اصطلاحی)

بقول بہار و انند مرادف از پوست بیرون آمدن
مؤلف گوید که مرادف بہار بمعنی (از پوست
برآمدن) است که گذشت (میر خسرو ؎) جہاندا
از نسیم گیسوِ دوست ٭ چو غنچه خواست بیرون فتد
از پوست ٭ (اردو) دیکھو از پوست برآمدن

از پوست بیرون شدن (مصدر اصطلاحی)

بقول بہار مرادف (از پوست برآمدن) مؤلف
گوید که بہر چہار معنی او شامل که گذشت جلالای
کاشی المتخلص به یقین ؎) در ره عشقش گزار
منزل خبر سید اشتم ٭ میدویدم آنچنان کز پوست
بیرون می شدم ٭ (اردو) دیکھو از پوست
برآمدن۔

از پوست بیرون کشیدن (مصدر اصطلاحی)

بقول بحر و بہار مرادف از پوست برآوردن
که گذشت بہار گوید که بقول وارسته کنایه از کشف حال
خود کردن و از خودی خود برآمدن مؤلف عرض
کند چنان باشد که اصول لغت اجازت این معنی
نمیدہد و نه وارسته در مصطلحات چنان نوشته تسامح
بہار بیش نیست (اردو) دیکھو از پوست برآوردن

از پہلوی کسی چیزی دیدن

(مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و بہار و انند
منفعت یافتن از وی مؤلف گوید که پہلو بقول صاحب برہان بفتح اول و سکون ثانی
و ضم لام بواو کشیده کنایه از نفع و فائده (الخ) پس معنی این مصدر اصطلاحی بر سبیل کنایه
باشد (اردو) فائده اٹھانا۔ بقول صاحب آصفیه نفع اٹھانا۔ منافع حاصل کرنا۔ پس اس
فارسی مصدر کا ترجمه۔ کسی سے فائده اٹھانا۔

از پہلوی کسی کاری کردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم و بہار روانند با عانت و امداد کسی کاری کردن (ہاشم صبوری ؎) دیده ام گوہر بدامن ریختیت از پہلوی اشک ؛ ابر دانم ریزش از پہلوی دریا می کند ؛ مؤلف گوید که پہلو بقول برہان ترجمه جنب است پس بجنب کسی کاری کردن کنایه باشد از امداد و اعانتش کاری کردن (اردو) کسی کی مدد اور اعانت سی کام کرنا۔

از پی استعمال (۱) بمعنی ازپس چنانکه انوری گوید (؎) چون سایه دویدم از پیش روی چند ؛ در صحبت او بسی ازبودم خرسند ؛ و (۲) مجازاً بمعنی از برای۔ مخفی مباد که (پی) بقول برہان بفتح اول وسکون ثانی بمعنی برای وبہر آمده بخیال مؤلف کلمه (از) درین زائد است (عرفی ؎) چاره آخر ضرور است از پی تحصیل درد ؛ من نه دانم ہر که می داند بگوید چاره چیست (اردو) (۱) پیچھے (۲) لئے۔ واسطے۔

از پی جہت فلان بقول بہار بمعنی از بہر فلان مؤلف گوید که تسامح بہار یا غلطی کاتب باشد که واو عطف ترک شد مقصودش (از پی وجہت فلان) باشد یعنی از پی فلان واز جہت فلان۔ بخیال ما (پی) و (جہت) مرادف یکدیگر است پس وہمی نیست که در معنی یکی را ازین ہرو و زائد گیریم اگر سند استعمال پیش می شد تسلیم می کردیم در روزمرۂ معاصرین استعمال این نیافتیم (اردو) اُسکے لئے۔ اسکے واسطے۔

از پی چیزی رفتن جان مصدر اصطلاحی کنایه باشد از واقع شدن موت بوجه کسی یا چیزی عرفی گوید (؎) بود داغی که مرا می بری ؛ ایدل بگذار ؛ که بمیرم من وجان از پی محمل برود ؛ (اردو) کسی کے پیچھے جان جانا۔ کسی کیلئے جان جانا (ذی الدبیہ جلیل جانشین امیر مغفور ؎) تربت فرہاد سے آواز آتی رہی ؛ جان شیرین ہای شیرین کی لگی جاتی رہی ؛

از پی داشتن آئینہ (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب آنند۔ بہ کسر نون اول شگونی کہ ہنگام وداع دوستان ویاران بعمل آرند مرادف آب برآئینہ زدن (سنجر کاشی ے) سکندر راز پیم آئینہ داشت حین وداع ؏ چمجم زبادۂ جنت کشید وقت شدن ؎ (اردو) دیکھو آب برآئینہ زدن۔

از پی رفتن استعمال۔ بقول بہار و آنند بمعنی در پی رفتن۔ سندی پیش نہ شد مؤلف گوید کہ از سندی کہ بر (از پی چیزی رفتن جان) پیش کردہ ایم سند این ہم توان گرفت بمعنی لفظی (اردو) پیچھے جانا۔

از پی سر صفیر کشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم رسوا نمودن شخصی را ومردم را ازان آگاہ کردن سندش از کلام سلیم ہمانست کہ بر (از پس سر صفیر کشیدن) گذشت کہ در مصرع ثانیش (از پس) را (از پی) نقل کردہ وصراحت ہم کردہ است کہ بہار بذیل (از پس سر صفیر کشیدن) از کلام سلیم سند گرفتہ تغیر لفظی کردہ است خان آرزو در چراغ ہمزبان بحر و ما ہمدرانجا صراحت کافی کردہ ایم (اردو) دیکھو از پس سر صفیر کشیدن۔

از پیش (۱) بمعنی حقیقی است یعنی از قبل چنانکہ گویند "ما از پیش ہمین سخن می گفتیم" و (۲) بمعنی از دل و از خاطر و از طرف چنانکہ "این مضمون را از پیش خود پیدا کردہ ام" یعنی از خاطر خود و از دل خود پیدا کردہ ام و از دیگری نہ گرفتہ ام (نعمت خان عالی ے) دل ما نیہمہ پیدا از تو چشم نداشت ؎ نیست از پیش تو البتہ بپای کسی است ؎ (اردو) (۱) پہلے سے (۲) دل سے۔ جیسے "اپنے دل سے مین نے یہ بات پیدا کی ہے" طرف سے۔ جیسے انھون نے تو نہین کہا آپ اپنی طرف سے کہ رہے ہین"

ازپیش بردنِ کار (مصدر اصطلاحی) بکسرۂ نون متعدی مصدر (ازپیش رفتن کار) است که می آید بمعنی سرانجام دادن کار و کار را اجرائی کردن چنانکه ظہوری گوید (سہ) کی توان در وادی مقصود بردازپیش کار؛ برہمہ کاری مدار گر مقدم کار عشق؛ (اردو) کام چلانا - کار اجرائی کرنا -

(الف) ازپیش پای کسی برخاستن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و وارستہ و انند بہ تعظیم او برخاستن (تاثیر سہ) ما خویش را سبک پی دنیا نہ کردہ ایم؛ ازپیش پای دنخیزد غبار ما؛ مؤلف گوید کہ ہر چہار محققین این مصدر اصطلاحی را ازہمین یک شعر تاثیر پیدا کردہ اند و تسامح ایشانست کہ ----

(ب) ازپیش پای کسی خاستن قائم نکردند کہ سند متقاضی آنست و نمیدانیم (ازپیش پای کسی برخاستن) را خصوصیت با تعظیم چہ باشد محققین زباندان ازین مصدر اصطلاحی ساکت اند و معاصرین عجم خاموش - اگر سندی دیگر واضح تر ازین بدست آید قول فیصل را بکار خورد (اردو) کسی کی تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہونا - اُٹھنا -

ازپیش پیش استعمال - بقول صاحب انند ترجمہ قدام است یعنی پیش پیش - بہار ذیل (ازپیش پای کسی برخاستن) ذکر این کردہ و از محسن تاثیر سند آوردہ (سہ) آنزا کہ پیرو دل روشن بود زبان؛ ازپیش پیش مشعل دولت روان بود؛ مؤلف گوید کہ کلمہ (از) درین استعمال زائد است (اردو) آگے آگے بقول امیر پیشا پیش پیچھے پیچھے کا عکس (قلق سہ) آگے آگے نقیب کی للکار؛ با ادب با ملاحظہ ہشیار؛

ازپیش خود گرفتنِ چیزی (مصدر اصطلاحی) بقول وارستہ و انند و بہار و بحر متوجہ و مشغول آن شدن (محمد جان قدسی سہ) از چہ خاکی

ای دل ویران کہ از روز ازل ؛ ہیچ کس از پیش خود نگرفت تعمیر ترا ؛ (اردو) متوجہ ہونا مشغول ہونا۔

از پیش رفتن حرف (مصدر اصطلاحی) بقول بہار وانند و بحر۔ سبز شدن حرف مؤلف گوید کہ مقصود محققین از فروغ یافتن و فروغ داشتن سخن است و بس (محسن تاثیر سے) رہ بی دلیل گم نکند کاروان عقل ؛ در وادئی کہ حرف من از پیش می رود ؛ (اردو) بات چلنا۔ بات کو فروغ ہونا۔

از پیش رفتن کار (مصدر اصطلاحی) کنایہ از رواشدن و نتیجہ بر آوردن کار چنانکہ صائب گوید (سے) رود چگونہ باین ضعف کار من از پیش ؛ کہ من بپای نسیم سحر روم از خویش ؛ (اردو) کام چلنا۔ بقول آصفیہ کارروائی ہونا۔ کار اجرائی ہونا۔ کام نکلنا۔ مطلب نکلنا (ثروت سے) صنم کی بزم مین جو می کا جام چلتا ہے ؛ تو یان بہی خون جگر پی کے کام چلتا ہے ؛

از پیش فروختہ استعمال۔ بمعنی فروختہ شدہ صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ است (اردو) بکا ہوا۔

از پیش کسی (اصطلاح) بقول بہار و وارستہ و بحر وانند مرادف از بر کسی کہ گذشت مؤلف گوید کہ ہمان (از پیش) است کہ گذشت و سند این بر معنی دوم پیش مذکور (اردو) دیکھو از بر کسی۔

از پی مغز خاکیان استعمال بکسر یای تحتانی اول و زای معجمہ بقول صاحب ضمیمہ برہان و بحر عجم وانند از برای تری دماغ آدمیان۔ (اردو) روشن دماغی کے لئے۔

از ترس ہند وانہ افگندن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بسیار ترسیدن و وارستہ و بہار گوید کہ مرادف بیضہ افگندن کہ بمعنی بسیار ترسیدن می آید (یحیٰی کاشی سے) یا

ہندوانہ افگن از ترس نجشم ؛ نگذارد دستی چو من از بہر خربزہ ؛ مؤلف گوید کہ فارسیان کنایتہً شدۂ پس افگندۂ سخت حیوانات را ہندوانہ گویند و درین مصدر اصطلاحی ہندوانہ بہمین معنی مستعمل یعنی حیوانیکہ بسیار خوفناک وخوف زدہ شود از دہشت۔ ہندوانہ افگند وہمین واقعہ در محاورۂ فرس بطور عام صورت مصدر اصطلاحی پیدا کرد برای بسیار ترسیدن (اردو) گابھ ڈالنا۔ بقول صاحب آصفیہ نہایت رعب ماننا جیسے " وہ اس حوصلہ کی بیوی تھی کہ اسکے سامنے گابھنی گابھ ڈالتی تھی " (ہگ بھرنا۔ ہگ مارنا۔ ہگ دینا) بقول صاحب آصفیہ خوف کے مارے پیخانہ پھر دینا۔ خوف سے پیخانہ نکل جانا۔ نہایت خائف اور ہیبت زدہ ہوجانا۔ (شیخ باقر علی از آصفیہ ؎) ہگ دیا ڈر کے سوچ کر انجام ؛ زیر پا جب کوئی مزا آیا

از تقصیر کسی گذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند کنایہ از عفو کردن باشد (ملا مفید بلخی ؎) چون تیغ در زمانہ بہ ہمت شود علم ؛ صاحبدلی کہ از سر تقصیر گذرد ؛ مؤلف گوید کہ سند متقاضی آنست کہ ما این مصدر را (از سر تقصیر گذشتن) بجایش قائم کنیم (اردو) درگزرنا درگزر کرنا۔ بقول صاحب آصفیہ معاف کرنا۔

از تندی زیر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ سکندرنامہ از درشتی درگذشتن مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد (اردو) سختی چھوڑ دینا۔ سختی سی باز آنا۔

از تو این و از من این استعمال۔ بقول بہار۔ در امثال این تقابل لفظ (می آید) محذوف می باشد (نظامی ؎) ز تو آیتی و ز من آموختن ؛ ز من دیو را دیدہ بر دوختن ؛ ز من جستن و رہ نمودن ز تو ؛ بجان آمدن جان فزودن ز تو ؛ مؤلف گوید کہ درین قسم تقابل تخصیص

(من وتو) نیست جا دارد که (من و او) را مقابل گردانیم یا (این و آن) را حسب ضرورت وموقع وبخیال ما تخصیص انہم نیست که در ہمه جاری آید را محذوف گیریم - ممکن است که لفظی دیگر را محذوف قرار دہیم ودرین قسم ترکیب دائماً فعل محذوف باشد (اردو) تجھ سے اور تجھ سے جیسے "مجھ سے خطا اور تجھ سے عطا" اس فقرہ مین ہر جملہ کے بعد فعل محذوف ہوتا ہے

از تو حرکت از ما برکت (مثل) صاحبان خزینه و امثال فارسی و احسن ذکر این کرده از معنی ومحل استعمال ساکت اند مؤلف گوید که فارسیان این مثل را بطور پند و نصیحت از برای کسانی زنند که در سستی و بیکاری گذارند و ہیچ فکر و تلاش معاش نه کنند (اردو) حرکت سے برکت (ذوق ع) چل دریکده تک ہے حرکت سے برکت ؎

از توش در آمدن (مصدر اصطلاحی) صاحب فرہنگ فدائی که از معاصرین ما بود نوشته که آشکار شدن ہنروری یا بی ہنری مرد در انجام کاری یا در آغازہای جوانی مؤلف گوید که توش بقول صاحب برہان بروزن گوش بمعنی تاب و طاقت و تن و بدن و زور و قوت و قدرت آمده (الخ) معاصرین عجم گویند که ظاہر شدن چیزی است از بطون کسی و بس (اردو) عادات و اطوار کا ظاہر ہونا - دکن مین برائی کے موقع پر کہتے ہین (پیٹ کے گن ظاہر ہونا)

از تو کشاید فقاع (مقوله) صاحب مؤید گوید که یعنی از تو مفاخرت کند - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد - مخفی مباد که (فقاع) بقول صاحب منتخب لغت عرب است بالضم و بالفتح بمعنی مرد سرخ رنگ و بالضم وتشدید قاف شرابی که از جو وغیر آن سازند و میخورند و گیاہی که چون خشک شود و سخت

گرد د۔ مانند شاخہای چار پایان شود مؤلف گوید کہ این مقولہ در روزمرۂ معاصرین عجم متروک است۔ (اردو) اکڑ فون کرنا۔ امیر نے اکڑ فون پر فرمایا ہی کہ بانکپن جتانے اور اپنے آپکو کچھ سمجھنے کے تو اہی نخواہی اینڈنے برنے کو کہتے ہین فصحا کی زبان پر نہین ہی (انتہی) اینڈنا۔ بقول امیر بل کرنا۔ اکڑنا پس اس فارسی مقولہ کا ترجمہ (اینڈنا) ہے۔

از تو نازی و از من نیازی (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود از اظہار بیکسی و عجز خود باشد۔ (اردو) دکن مین بالکل اسکا ترجمہ بطور کہاوت مستعمل ہے یعنی "تم سے ناز ہم سے نیاز جو چاہو کرو"۔

از تہ دل استعمال۔ بقول صاحب انند بمعنی از طوع و رغبت مؤلف گوید کہ بمعنی خضوع و خشوع ہمچنانکہ در ملحقات می آید (سلمان ؎) نفس آن روز بر آرم بخوشی از تہ دل * کہ دل سوختہ در بزم تو مجمر گردد * (اردو) تہ دل سے۔

از تہ دل دعا کردن (استعمال) بعجز و الحاح و خضوع و خشوع۔ دعا کردن است۔ چنانکہ ظہوری گوید (؎) لبش ہنوز نگردید تشنۂ دعانہ از تہ دل می کنم اثر شکست (اردو) تہ دل سے دعا کرنا۔

از تہ دل کاری کردن استعمال۔ بقول بہار کنایہ از طوع و رغبت و تصمیم قلب و حضور دل مؤلف گوید کہ از رغبت و طوع کاری کردن باشد (اردو) دل دہی سے کام کرنا۔

از تہ دل نفس بر آوردن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از زندگی بسر کردن با طیبان صاحب بہار عجم ذکر این کردہ است و از صاحب سندی آوردہ (؎) نیست پروای بہارم من و کنج قفسی * کہ برآرم بفراغت

نفسی ازته دل ؛ (اردو) کمال خوشی سے زندگی بسر کرنا فراغت و اطمینان سے زندگی بسر کرنا۔

ازته ریش گذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم و غیاث (۱) فریب دادن۔ صاحب انند گوید کنایه از فریب دادن و (۲) ازجا برآمدن و از حالت نیک بحالت بد رفتن۔ مؤلف گوید که معنی اوّل کنایه باشد یعنی ازته ریش کسی گذشتن و بیخبر داشتن او را و بفریب آوردنش و معنی دوّم مرادی است یعنی فریب دادن کار بد است حیف است که سندی پیش نه شد (اردو) (۱) فریب دینا (۲) اچھی حالت سے بری حالت میں آنا۔

ازجا آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول وارسته از حیز برآمدن و بیحوصلگی کردن دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید که بدون سند تسلیم نه کنیم بخیال ما تسامح وارسته بیش نیست که (ازجا برآمدن) را بحذف (بر) قائم کرد۔ (اردو) حد سے بڑھنا۔ بقول آصفیه اپنی جگه سے باہر قدم رکھنا۔ بساط سے باہر پاؤں رکھنا۔

ازجا برآمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار وانند (۱) تند شدن فرماید که این از اهل زبان بتحقیق پیوسته (ابوطالب کلیم ؎) یکی یافت گر بهرهٔ از خدا ؛ ز رشک آن دگر یک برآمد زجا و (۲) بمعنی از حیز برآمدن و بی حوصلگی کردن صاحب غیاث بحواله وارسته ذکر معنی دوّم کند و وارسته معنی دوّم را بر (ازجا آمدن) نوشته که گذشت مؤلف گوید که ما را با بہار اتفاق نیست که معنی اوّل را بسند شعر کلیم پیدا کرد و معنی دوّم را بدون سند قائم نمود۔ بخیال ما (ازجا برآمدن) بمعنی از جادّهٔ اعتدال تجاوز کردن و از خود بیرون شدن است و این در حالت خشم یا حسد یا محبت و مسرت و عجب و حیرت و غم بوقوع آید و سند ابوطالب کلیم که بالا مذکور شد مصدّق این است

(اردو) جامے سے باہر ہونا۔ دیکھو از پوست
بدر افتادن کا نمبر ۲۔

ازجا برآوردن (مصدر اصطلاحی) بقول
بہار متعدی (ازجا برآمدن) وارستہ واند ذکر
این کردہ مؤلف گوید کہ کسی را از خود بیرون کردن
وبی خود کردن از خشم یا از محبت یا عشق یا تعجب یا
حیرت وغیرہ (محسن تاثیر سہ) نباشد ہیچ در
یکجا قرارم ؛ عجب جسنی مرا ازجا برآورد ؛ (اشرف
سہ) ہردم ازجالیش برآرم تا ببینم قامتش ؛
بر سر جنگ آورم تا سیر گفتارش کنم (اردو) آپے سے
باہر کر دینا۔ جامہ سے باہر کر دینا۔ بیخود کر دینا۔

ازجا برخاستن مصدر اصطلاحی۔ بقول بہار
بمعنی از حیز برآمدن و بیحوصلگی کردن یعنی مرادف
ازجا آمدن۔ صاحب انند بذیل (ازجا رفتن)
ذکر این کردہ سندش بکار ادنی خورد کہ ازجا خاستن
راست مؤلف گوید کہ (۱) معنی حقیقی دارد یعنی
ازجای خود برخاستن کسی و (۲) مجازاً بمعنی از خود
خود گذشتن و از خود بیرون شدن (صائب
سہ) صبح گر نتوانی از ستی زجا برخاستن ؛
مد آہی از دل افگاری باید کشید ؛ (ولہ سہ)
کند معشوق را بیدست و پا بیتابی عاشق ؛ بلرزد
شمع بر خود چون زجا پروانہ برخیزد ؛ (ولہ سہ)
کرد تسلیم من مسند بیتابی را ؛ ہر سپندیکہ ازین انجمن
ازجا برخاست ؛ (اردو) (۱) اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے
ہونا۔ (۲) آپے سے باہر ہونا۔

ازجا برداشتن کسی را (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب بحر۔ ترقی دادن و مرتبہ اش
افزودن۔ بہار گوید کہ مرادف (ازخاک برداشتن)
است کہ می آید۔ نیز فرماید کہ این از اہل زبان بہ تحقیق
پیوستہ۔ وارستہ واند ہمزبان ہردو محققین
(سالک یزدی سہ) رفعت دنیای دون
معراج پستیہا بود ؛ گشت قارون ہر کرا برداشت
ازجا آسمان ؛ (اردو) آبرو بڑھانا۔ بقول
امیر عزت و توقیر زیادہ کرنا۔ مرتبہ بڑھانا (بحر

س) بڑہی ہے گریۂ عاشق سے آبروی فراق
فلک سے ہے اپنی نظر مین حباب جوی فراق

(الف) ازجا بردن (مصدر اصطلاحی)
بقول بہار دانند بمعنی ازجا بر آوردن کہ گذشت (مفید بلخی س) دل از معشوق دیرین آن قدر بیخودی گردد ٭ گر ماہ نوی ازجا بر د دیوانہ مارا (صائب س) روی گرم دولت آنکس راکہ ازجای برد ٭ چون سپندی دان کز آتش سرفرازی می کند ٭ مؤلف گوید کہ از ہمین مصدر است مصدر اصطلاحی --------

(ب) ازجا بردن بنیاد کہ کنایہ باشد از افگندن عمارت۔ (خواجہ شیراز س) اگر نہ بادہ غم دل ز یاد ما ببرد ٭ نہیب حادثہ بنیاد ما ازجا ببرد ٭ --------

(ج) ازجا بردن دل کنایہ از پریشان حال کردن (رفیع واعظ س) چنین کہ پای فشرد است بار تمکینش ٭ کہ میتواند بردن زجا دل ما را (اردو) (الف) دیکھو (ازجا بر آوردن (ب) ڈھا دینا گرا دینا کسی عمارت کو (ج) پریشان کرنا۔

(الف) ازجا برکندن (مصدر اصطلاحی)
بقول بہار مرادف ازجا بر آوردن (ظہوری س) چو گردد ہزاران توجہ یکی ٭ زجا برکند کوہ با مشکی ٭ (شیخ ابوالفیض س) برکند نہال سنبل ازجای ٭ افگند درخت گل ہم از پای ٭ مؤلف گوید کہ از ہر دو سند بالا مصادر --------

(ب) ازجا برکندن کوہ کنایہ باشد از کار مشکل و دشوار کردن و --------

(ج) ازجا برکندن نہال بمعنی از بیخ برکندن نہال پیدا میشود (اردو) (الف) دیکھو ازجا بر آوردن (ب) پہاڑ کاٹنا۔ بقول صاحب آصفیہ دشوار کام کرنا (ج) درخت کو جڑ پیڑ سے اکھیڑنا۔

ازجا بریدن امید (مصدر اصطلاحی) بکسر نون نا امید کردن چنانکہ انوری گوید (س) بیدم فلک پردۂ رازم بدرید ٭ تیمار جہان امیدم ازجا

بر ید ۞ (اردو) قطع امید کرنا (آرزو خاک مین ملا دینا - بقول امیر مایوس کرنا)۔

از جا بیرون آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و وارستہ مرادف از جا بر آمدن کہ گذشت (محسن تاثیر ؎) بیرون نیامدیم بہر خسان ز جا ۞ گر کین بخاطری نہ نشیند غبار ما ۞ (اردو) دیکھو از جا بر آمدن۔

از جا جنبیدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و آنند مرادف از جا بر خاستن (ملا قاسم مشہدی ؎) از ضعیفی ہم بار اقوت فریاد نیست ۞ نغمہ گر جنبد ز جا افتد گرہ در کار ما ۞ مؤلف گوید کہ بخیال ما بمعنی از جا حرکت کردن است و این معنی حقیقی است دیگر ہیچ (اردو) اپنی جگہ سے جنبش کرنا۔ ہلنا۔

(الف) **از جا خاستن** (استعمال) بمعنی حقیقی برخاستن از جاست چنانکہ صائب گوید (؎) بیدار کے شوند بفریاد غافلان ۞ دیوار چون نقاد نخیزد ز جای خویش ۞ و از ہمین است مصدر اصطلاحی ----------

(ب) **از جا خاستن خانہ** بمعنی ز بنیاد بر آمدن خانہ (ارادتخان واضح ؎) حباب آسا از جا با موج اشکم خانہ می خیزد ۞ نفس ہم رنگ شور حشر از ین کاشانہ می خیزد (اردو) (الف) جگہ سے ہلنا - اُٹھ کھڑے ہونا (ب) بنیاد سے اکھڑ جانا

از جا در آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم از حالت نیک بحالت بد رفتن و بقول بہار و آنند مرادف از جا بر آمدن مؤلف گوید کہ کنایہ از لغزش کردن و از مقام خود متجاوز شدن و از مقام خود تجاوز کردن و من وجہ مرادف از جا بر آمدن است و معنی بیان کردہ صاحب بحر مجاز آن باشد (خواجہ نظامی ؎) گران ژرف دریا در آید ز جای ۞ ندارد دران داوری کوہ پای ۞ (رفیع واعظ ؎) ز بار غم چہ پروا لیک یار آید چو در گفتن ۞ از ان ترسم کہ از جا

در نیایم از گرانیہا ؛ (اردو) اپنی جگہ سے ہٹنا۔ تجاوز کرنا۔ دیکھو از جا بر آمدن۔

از جا در آوردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند متعدی (از جا در آمدن) (صائب ع) کوہ را از جا در آرد شوخی تمثال حسن ؛ نقش شیرین را بسنگ خارہ چون فرہاد بست ؛ (اردو) جگہ سے ہٹانا۔

از جا در رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب فرہنگ فدائی (کہ از معاصرین عجم بود) از شنیدن یا دیدن ناگواری یکایک بخشم و جوش و خروش در آمدن مؤلف گوید کہ مقصودش از خود بیرون شدن است مرادف از جا بر آمدن (اردو) دیکھو از جا بر آمدن۔

از جا رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بی حوصلگی کردن و مضطرب شدن و غضب ناک گردیدن و (از جا بردن) کہ گذشت متعدی این است مؤلف گوید کہ مقصودش از جادۂ اعتدال بیرون شدن است و بقول بہار از چیز بر آمدن و بیحوصلگی کردن۔ وارستہ فرماید کہ مرادف (از جا آمدن و شدن) بخیال ما مرادف ہمان (از جا بر آمدن) است کہ گذشت (میر نجات ع) بہوای سر کوی تو چو خس در رہ سیل ؛ گریہ انداز خوشی کرد کہ از جا رفتم ؛ (فوجی نیشاپوری ع) آسمان مانند طفلان زود از جا می رود ؛ یک سخن گفتیم و دانستیم پیر جاہل است ؛ (صائب ع) ہر کجا دیوانۂ را دید از جا می رود ؛ شیشۂ دل را مگر از سنگ طفلان ساختند ؛ (ولہ ع) ز موج حادثہ مردان نمی روند از جا ؛ کہ زیر تیغ کند کوہ پا بدامان جمع (اردو) دیکھو از جا بر آمدن۔

از جا رفتن پا (مصدر اصطلاحی) بمعنی پا لغزی است (ظہوری ع) کار دل از یاری بخت نگون گردید پست ؛ پایش از جا رفت و در چاہ زنخدان کہنہ شد ؛ (اردو) پاؤں پھسلنا۔ بقول آصفیہ قدم کا لغزش کرنا۔

ازجا رفتن عضو (استعمال) جدا شدن عضو از مقام خودش یعنی از مفصل (ملا قاسم مشہدی ؎) چنان غربت وطن شد تا ترا غربت وطن گردید ٭ کہ عضو من کہ ازجا رفتہ بود اکنون بجا آمد ٭ (اردو) کسی عضو کا اپنی جگہ سے سرک جانا۔

ازجا شدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند و بحر و وارستہ مرادف (ازجا رفتن) کہ گذشت (باقر کاشی ؎) بوقت غضب دوست را آزمای ٭ گر ازجا نشد جان فشانش بپای ٭ (اردو) دیکھو ازجا رفتن۔

ازجا کندن (استعمال) از مقام خود جدا کردن باشد (صائب ؎) خواب غفلت شد گران از بس زخود بینی مرا ٭ سیل نتواند زجا کندن زسنگینی مرا ٭ (اردو) جگہ سے ہٹانا۔

ازجان برخاستن (مصدر اصطلاحی) یعنی پروای جان نکردن (ظہوری ؎) زجان برخاستن شرط است در عشق ٭ بزنہاری زغم زنہار منشین ٭ (اردو) دکن مین کہتے ہین "جان پر سے اٹھ جانا" بقول صاحب آصفیہ جان پر کھیلنا۔ یعنی اپنے تئین ہلاکت مین مبتلا کرنا۔ مؤلف کہتا ہے کہ "جان کی پروا نہ کرنا" بھی کہہ سکتے ہین۔

ازجان خریدار بودن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از ہمچو جان عزیز داشتن و ازجان و دل خواستن (صائب ؎) گوہرش ہر چند در گرد کسادی شد نہان ٭ صائب بیدل بود ازجان خریدارش ہنوز ٭ (اردو) جان سے زیادہ عزیز رکھنا۔ دل و جان سے چاہنا صاحب آصفیہ نے (جان کے برابر رکھنا) کا ذکر کیا ہے۔ یعنی نہایت عزیز رکھنا۔

ازجان سیر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و ضمیمہ برہان تنگ آمدن

از زندگی وبیزار شدن۔ صاحبان انند ومؤید
ذکر ماضی مطلق این کردہ اند یعنی (از جان سیر
آمد) بمعنی زندگانی خوش نمی آید مؤلف گوید
کہ معنی آخر الذکر حاصل است و معنی لفظی از
زندگی بیزار شد (اردو) جان سے بیزار
ہونا۔ زندگی سے سیر ہونا۔ صاحب آصفیہ
نے (زندگی سے تنگ آنا) کا ذکر کیا ہے۔
بمعنی۔ جینے سے بیزار ہونا۔

از جان سیر شدن (مصدر اصطلاحی)
مرادف (از جان سیر آمدن) است کہ گذشت
صاحب ہفت ذکر ماضی مطلق این (از جان
سیر شد) کردہ (اردو) دیکھو از جان سیر آمدن
صاحب آصفیہ نے (زندگی سے تنگ ہونا)
بمعنی (جینے سے بیزار ہونا) لکھا ہے۔

(۱) از جان سیر گردیدن (مصادر اصطلاحی)
(۲) از جان سیر گشتن مرادف
از جان سیر آمدن و شدن است (صائب

۵۱) باندک فرصتی می گردد از جان سیر تن پرور
زگوہرہای فربہ رشتہ لاغر زود تر گردد ٭ (ظہوری
۵۲) گشتہ از جان خود ظہوری سیر ٭ بر سر خوان
رشک مہمان است (اردو) دیکھو از جان
سیر شدن۔

از جان قدم بر آوردن (مصدر اصطلاحی)
صاحب مؤید ذکر مضارع این کردہ یعنی (از جان
قدم برآرم) بمعنی از جان بخیزم۔ پس معنی مصدری
(از جان برخاستن) باشد (اردو) دیکھو از جان
برخاستن۔

از جان من چہ خواہی (مقولہ) صاحب
تحقیق الاصطلاحات فرماید کہ فارسیان این
مقولہ را بجائی استعمال کنند کہ کسی از ابرام مبرم
تنگ آید (اشرف مازندرانی ۵۳) رفتم کہ مگر
بگیرم یک بوسہ از لب او ٭ دردم خطش برآمد
کز جان من چہ خواہی ٭ (اردو) کیا جان
لو گے یہ اس موقع پر کہتے ہیں جبکہ مخاطب

شے عطا شدہ پر راضی ہو اور رہست کرے۔

ازجای بردن (مصدر اصطلاحی) صاحبان انند و ہفت و شمس و مؤید بضم بای موحدہ ذکر باشی مطلق این کردہ اند بمعنی (حیران شدن و بی قرار گردیدن) پس معنی مصدری این حیران و بیقرار کردن باشد مؤلف گوید کہ (ازجا بردن) بجای خود گذشت و این ہمان است و صراحت معنی آن بجایش کردہ ایم کہ بیخود گردانیدن باشد۔ وجہی نیست کہ درینجا معنی تازہ پیدا کنیم کہ سند بدست نداریم (اردو) دیکھو ازجا بردن۔

ازجای بلند افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند کنایہ از بی اعتبار شدن و بی رتبہ شدن مؤلف گوید کہ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و لیکن معاصرین عجم اینرا قبول کنند (۱) بمعنی تحقیقی است و (۲) کنایہ از از رتبہ بلند افتادن و بی اعتباری حاصل نشست (اردو) (۱) بلندی سے گرنا (۲) مرتبہ سے گرنا۔ بی اعتبار ہونا

ازجای بلند افگندن (مصدر اصطلاحی) (۱) بمعنی تحقیقی بقول انند (۲) کنایہ از بی اعتبار و بی رتبہ کردن مؤلف گوید کہ ہر دو معنی متعدی (ازجای بلند افتادن) است (اردو) (۱) بلند جگہ سے گرانا (۲) مرتبہ سے گرانا۔ بی اعتبار کرنا۔

ازجای آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم خیال کردن کاری (نظامی ۵)
گر آئی ازجائی نگہدار جای ÷ وگرنہ سرت بسپرم زیر پای ÷ بہار باتفاق معنی بالا جای بیک یا نویسد و بحوالہ خان آرزو گوید کہ ہرگاہ گویند فلانی ازجای آمدہ است مراد آن بود کہ حرفی معقول گفتہ است و از دور آمدہ است ای خیال بلندی آوردہ است و برتامل پوشیدہ نیست کہ تنہا از دور آمدہ در کلام فرس دیدہ نشد ظاہر ترجمہ ہندی است و صحیح از راہ دور آمدہ و از راہ دور رسیدہ و صاحب انند ہمزبان بہار مؤلف گوید کہ ما را با صاحب بحر اتفاق است کہ (جای) را

بہ دو یای تحتانی (جائی) نویسیم و سند ہم مؤید خیال ماست (اردو) دور کی کہنا۔ بقول صاحب آصفیہ نہایت سمجھ کی بات کہنا۔

از جبین داغ سجود روئیدن استعمال۔ ظاہر شدن داغ سجود از جبین است (ظہوری ؎) کسی کہ داغ سجود دمش ز روید ش ز جبین ٭ بداغ خویش نشانش مکن نشان انیست ٭ (اردو) پیشانی پر گھٹا ظاہر ہونا۔

از جگر گذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر عجم بد دلی و نامردی کردن۔ بجز صاحب غیاث دیگر کسی ذکر این نہ کرد و سندی پیش نشد۔ معاصرین عجم ازین ساکت۔ (اردو) بددلی کرنا۔ نامردی کرنا۔

از جمع عثمان سمع ابوجہل راچہ علم (مثل) صاحب خزینہ ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت مولف گوید کہ از جمع عثمان قرآن پاک مراد است کہ مرتب کردۂ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ باشد۔ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان از بیان جہل کسی در امر خاص باشد قول سعدی (مصحفی درمیان زندیقان) مصداق این مثل است (اردو) گدہا کیا جانے زعفران کی قدر" بقول آصفیہ بیوقوف جاہ ومنصب کی قدر نہیں پہچانتا۔ چہ داند بوزنہ لذات ادرک۔

از جملہ گسیختن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از قطع تعلق کردن از عالمیان (ظہوری ؎) نبورت کہ از جملہ بگسیختم ٭ بریدم ز خود بر تو آمیختم ٭ (اردو) دنیا سے کنارہ کشی کرنا۔

از جوش افتادن دیگ (استعمال) معنی لفظی این باقی نماندن جوش در دیگ باشد

ولیکن ظہوری درکلام خود این را بمعنی پختہ شدن آوردہ است و این کنایہ باشد زیرا کہ چون جوش دیگ بیفتد یعنی بہ نشیند چیزی کہ در دیگ است پختہ شود (ظہوری ؎) چنان بعشوہ مکن گرم سرد مہران را ٭ کہ دیگ آرزو خام شان زجوش افتد ٭ معنی شعر بخیال ما اینست کہ ظہوری بیار خود گوید کہ سرد مہران را کہ آرزوی شان ہنوز خام است از آتش عشوہ خود گرم مکن چنان نشود کہ دیگ آرزوی خام شان از جوش افتد یعنی پختہ و تیار شود و بکام خود رسند و کامیابی شان خلاف مقصود تست (اردو) دیگ تیار ہونا۔

(الف) **از جوش نشستن** (مصدر اصطلاحی) بہار و انند ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بندی کہ او پیش کردہ است مصدر ۔۔۔

(ب) **از جوش نشستن خم** پیدا می شود بمعنی باقی نماندن جوش شراب در آن (صائب ؎) خمی پری بہ خشت از جوش ہیہات است بنشیند ٭ نگردد خامشی مہر لب اظہار عاشق را ٭ (اردو) (الف) جوش بیٹھ جانا جوش بیٹھنا (ب) خم کا جوش بیٹھنا

از جوش نشستن شراب (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی رسیدن آن مؤلف گوید کہ مقصود وش از تیار و درست شدنش باشد۔ ہم او سندی پیش کردہ است کہ (از جوش نشستن بادہ) راست عیبی ندارد (صائب ع) تا رگ خامی بود در بادہ ننشیند زجوش ٭ (اردو) شراب کا جوش بیٹھنا۔ شراب تیار ہو جانا۔

از جوی زر آتش کشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و ضمیمہ برہان از صراحی طلا شراب انگوری در پیالہ ریختن۔ صاحبان انند و مؤید ذکر (امر حاضر) این کردہ اند یعنی (از جوی زر آتش کش) و معنًا با محققین اول الذکر متفق۔ صاحب شمس ہمین را (از جوی در آتش کش)

نوشتہ غلطی کتابت بیش نباشد (بخیال ما این کنایہ باشد) (اردو) زرین صراحی سے شراب انگوری پیالہ میں ڈالنا۔

(۱۳۹۷) از جہان رستن (مصدر اصطلاحی) بمعنی ترک دنیا کردن است چنانکہ عرفی گوید (ﮯ) بہوا از تو بہ از می کردم و دیر مغان بستم ٭ کسی کو بازم آرد بر سر خم از جہان رستم ٭ مخفی مباد کہ حاصل بالمصدر رستن ۔ رست است بر وزن ماضی کذا فی الموارد پس (از جہان رستم) درین شعر بمعنی (از جہان رستن من) باشد (اردو) دنیا سے کنارہ کرنا ۔ دنیا ترک کرنا ۔

از جہان گذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار کنایہ از مردن و رحلت کردن بہ عالم باقی ۔ اگرچہ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و لیکن در روزمرہ معاصرین مستعمل است (اردو) دنیا سے گزر جانا مرنا

از جہت استعمال بقول صاحب آنند بحوالہ فرہنگ فرنگ بمعنی زیراکہ و زیرا و بنا بر و برای و از برای و از سبب و از باعث صاحب غیاث گوید کہ بہلول در شرح دیوان حافظ نوشتہ کہ ہرگاہ کہ لفظ جہت مرادف طرف و جانب باشد بہ تای دراز نویسند و وقتیکہ مرادف کلمہ برای و سبب باشد بتای مدورہ مرقوم نمایند مؤلف گوید کہ (جہت) لغت عرب است بمعنی طرف فارسیان انرا بمعنی برای ہم بزیادت (از) استعمال کنند و ہم بدون (از) و کلمۂ (از) درین زائد است مخفی مباد کہ (از جہت) بمعنی زیراکہ نباشد چنانکہ صاحب آنند نوشتہ البتہ (از جہت آنکہ) مرادف (زیراکہ) آمدہ (اردو) واسطے ۔ لئے ۔

(۱۳۹۹) از جیب بیرون دادن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از ظاہر کردن چنانکہ ظہوری گوید (ﮯ) گل صد بوستان از جیب اگر بیرون دہم شاید ٭ کہ از داغ محبت گلبنی کردم تن خود را ٭ (اردو) ظاہر کرنا ۔

(۱۴۰۰) از جیب سر بر آوردن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از قبا پوشیدن (صائب ﮯ) یک بال

سر برآر ز جیب قبای ناز ؛ دست مرا ہمین بہ گریبان چہ می کند ؛ مخفی مباد کہ جیب لغت عرب است بقول منتخب بالفتح بمعنی سینہ و دل و گریبان پیراہن (اردو) قبا پہننا ۔ لباس پہننا ۔

ازچاہ بالا آمدن (مصدر اصطلاحی) بہار و انند ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مرادف (ازچاہ برون آمدن) است کہ می آید بمعنی ازچاہ برآمدن (صائب ؎) بی کشش نتوان برون از قید دنیا آمدن ؛ بی رسن ازچاہ ہیہات است بالا آمدن (اردو) کنوئین سے باہر نکلنا ۔

ازچاہ برون آمدن استعمال ۔ بقول بہار و انند کہ برون را بیرون نوشتہ بمعنی ازچاہ برآمدن (صائب ؎) زینہار از کنج عزلت پای خود بیرون منہ ؛ کز بہا افتاد یوسف تا برون آمد زچاہ (اردو) باولی سے نکلنا ۔ کنوین سے نکلنا ۔

ازچاہ برون آمدہ درچاہ افتاد (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی باختلاف برون و بیرون ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را برای کسی زنند کہ از بلائی و مصیبتی نجات یافتہ باز در بلائے مبتلا شود (اردو) دکن مین کہتے ہین ۔ ”ایک سے بچا تو دوسرے مین پھنسا“ بقول صاحب محبوب الامثال ”بہار سے نکال بھٹی مین جھونکا“ اسی کے قریب قریب ہے ”کڑاہی سے نکلے تو آگ مین گرے“

(۱۰۶) **ازچرخ درآوردن** استعمال ۔ بمعنی از آسمان بزیر آوردن کنایہ باشد از کار عجیب و غریب و ناممکن کردن ۔ (انوری ؎) عکس سہیل شکلت ؛ ازچرخ درآورد سہا را ؛ (اردو) آسمان سے تارے اتار لانا ۔ (دیکھو از آسمان چیزی بزمین آوردن)

ازچرخ زدن بیفتد افلاک مقوله - بقول صاحب شمس (۱) از سیر باز ماند و فرود افتد
وقیل قیامت قائم صاحب مؤید (ازچرخ زدن افتد افلاک) نوشته فرماید که یعنی افلاک از سیر باز ماند
و فرود افتد مؤلف گوید که طرز بیان هر دو درست نیست اصل این (افلاک ازچرخ زدن
بیفتد) باشد و این مقوله متقدمین عجم بود که بمعنی (قیامت قائم شود) استعمال می کردند (۲) بعضی
از معاصرین گویند که (ازچرخ زدن نیفتد افلاک) به نون نفی شکلی است که فارسیان بجائی زنند
که مقصود شان از بیان تعریف افلاک باشد که اگرچه بقول متقدمین همیشه چرخ می زند ولیکن مثل
(انسان چرخ زده) بوجه دوران سرازپا نیفتد - (اردو) (۱) قیامت آ جائیگی - (۲) آسمان
چکر کھاکر نہین گرتا -

ازچشم افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم و چراغ و بہار و اننددلیل اعتبار شدن
در نظر کسی (جمال الدین سلمان ؎) از انکه چشم من از طلعت تو محجوب است ٭ چو اشک مردم چشم
خودم زچشم افتاد ٭ (ظہوری ؎) گویند که ازچشم تو افتاد ظہوری ٭ باور نکنم تا نه فتم از نظر خود ٭
(اردو) نظرون سے گر جانا یا گرنا بقول آصفیہ بے اعتبار اور بے وقعت ہوجانا (ناسخ)
کیا ہو ہم رندون سے آگے شیشۂ گردون کی قدر ٭ گر گیا نظرون سے جب خالی قرابہ ہوگیا ٭

(الف) ازچشم افگندن مصادر اصطلاحی
(ب) ازچشم انداختن بقول بحر (الف)
بمعنی بی اعتبار کردن و (ب) بقول بہار مرادف
الف کنایه از (از رتبه انداختن و بی اعتبار کردن)

(صائب الف ؎) آنکه از چشم تو افگند مرا بی تقصیر ٭
چشم دارم نہ ہین در گرفتار شود ٭ (ظہوری
؎) باغ و بستان را بامیدی زچشم افگنده ام ٭
جان فدای جای بسیار است در زندان تو ٭

(صائب ۵) عمر ها شد نا ز چشم اعتبار انداخت
است ؛ قبله را چون طاق نسیان گوشهٔ ابروی تو ؛
صاحب آنند نسبت هر دو فرماید که کنایه از بی اعتبار
شدن و کردن باشد مؤلف گوید که تسامح
اوست که این هر دو مصدر متعدی را معنی لازم
گرفت (اردو) نظروں سے گرا دینا۔ گرانا
بقول آصفیہ بی اعتبار اور بے وقعت
کر دینا۔ جی سے اتار دینا (اسیر ۵) کعبہ
کو گراتا ہے کوئی ہو کے مسلمان ؛ کیوں آپنی
نظروں سے گرایا مرے دل کو ؛

از چشم بد دور (اصطلاح) صاحب
بحر عجم و بہار و آنند فرماید که چون چیزی بلطافت
مطبوع و خوش آینده مرئی شود فارسیان
استعمال این بطریق دعا کنند مؤلف گوید که
معاصرین عجم استعمال این بدون کلمهٔ (از)
کنند و اصل این (از چشم بد دور باد) است
(اردو) چشم بد دور۔ بقول آصفیہ (فارسی)
ایک کلمہ ہے جو دفع چشم بد کے واسطے کسی
چیز کی تعریف سے پہلے زبان پر لاتے ہیں جیسے
نظر بد دور رہو۔ نظر نہ لگے۔

(الف) از چشم خریداری دیدن (مصدر
اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و آنند و بہار
بتوجہ تمام دیدن (ملا رضی دانش ۵)
مزن بید ر طعن خانه پروازی زلیخا را ؛
بروی یوسف از چشم خریداری نگاهی کن ؛
مؤلف گوید که سند پیش کردهٔ بہار متقاضی
آنست که ما این مصدر را ......

(ب) از چشم خریداری نگاه کردن
قائم کنیم (اردو) خریداری کی نظر سے دیکھنا

از چشم غیر دور (اصطلاح) بقول صاحبان
بحر و چراغ و بہار و آنند مرادف (از چشم بد
دور) (محسن تاثیر ۵) از چشم غیر دور که امشب
بکام دل ؛ با دیده زآستان تو رفتم غبار را ؛
(اردو) دیکھو از چشم بد دور۔

از چشم کسی چیزی دیدن (مصدر اصطلاحی) بقول وارستہ و بہار و صاحبان بحر و اننداظہور آن از پہلوی او دانستن (ایام سہ) ترا میخواہم ای داغ جنون رویت سیہ گردد؛ من این آتش کہ در سر دارم از چشم تو می بینم؛ مؤلف گوید کہ مقصود محققین بالا جزین نیست کہ (بواسطۂ چشم کسی دیدن چیزیرا) یعنی از چشم خود ندیدن چنانکہ۔ لیلی را بچشم مجنون باید دید نہ بچشم خود (اردو) کسی چیز کو کسی دوسرے کی آنکھوں سے دیکھنا۔ جیسے معشوق کا حسن عاشق کی آنکھوں سے دیکھنا۔ لیلی کو مجنون کی آنکھوں سے دیکھنا۔

از چشمۂ آفتاب جز تشنگی حاصل نشود (مثل) صاحبان امثال فارسی و خزینہ و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان از بیان اثر بد کسی باشد۔ اگرچہ ظاہر او نیک نماید چنانکہ چشمۂ آفتاب۔ فارسیان آفتاب را چشمۂ آفتاب گویند و چون نامش چشمہ شد باید کہ ازو سیراب شویم و تشنگی را دفع نمائیم برخلاف آن ازین چشمہ کہ برای نام است بجز تشنگی سیرابی حاصل نشود (اردو) اردو مین بھی چشمۂ خورشید مستعمل جیسے (آتش ع) چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے۔ بلا پیاسکے سکتے ہین۔ ۲؎ چشمۂ خورشید سے پیاس نہین بجھتی۔

از چنگ جستن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار معروف مؤلف گوید کہ پرواز کردن و بیرون شدن از دست باشد حیف است کہ سند محولۂ بہار بدست نیامد (اردو) ہاتھ سے جاتا رہنا۔

(الف) از چوب تراشیدن چیزی (مصادر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم (ب)

(ب) از چوب چیزی تراشیدن بمعنی بہم رسانیدن چیزی از جائیکہ حصول آن

(ج) ازچوب خشک تراشیدن چیزی ممکن نباشد و (د) مرادفش ورسته (الف) و **(د) ازچوب خشک چیزی تراشیدن** (ج) رابهمین معنی آورده - خان آرزو در چراغ ذکر (د) کرده و بهار برلب (ب) قانع (زلالی در آذر و سمندر گوید ؎) آنجا که غمش در تماشند ؛ عاشق از چوب می تراشند ؛ (قدسی ؎) از چوب خشک خوبان می تراشند آشنا قدسی ؛ مگر چون زلف شان از شانه هرسو محرمی باشد ؛ مؤلف گوید که بخیال ما در عوض این همه مصادر (از چوب یا از چوب خشک تراشیدن آشنا و عاشق) مصدر اصطلاحی است که کنایه باشد از کار عجیب و غریب کردن یعنی انسانی را از چوب پیدا کردن و این نتیجه ایست که از اسناد بالا پیدا شده ملا - ب - ج - د) را تسلیم نمی کنیم که نتیجهٔ بی غوری ست - (اردو) عجیب و غریب کام کرنا - لکڑی سے عاشق تراشنا -

ازچوب مراتب داشتن استعمال - صاحب رهنما ذکر مضارع این (از چوب مراتب وارد) کرده و معنی لفظی این مصدر - زینهٔ چوبین داشتن است مخفی مباد که رتبه بالضم لغت عرب است و بقول صاحب منتخب بمعنی پایه و منزلت و بفتحتین زمین بلند برآمده و سختی پس تصرف فارسیان می نماید که مراتب بمعنی زینه و نردبان استعمال کرده اند (اردو) لکڑی کی سیڑھی رکھنا

ازچه استعمال (۱) بمعنی بچه وجه و بچه سبب و چرا مرکب از کلمهٔ (از) و (چه) و این بقاعدهٔ فارسی در الفاظی داخل است که بواسطهٔ آن علت و سبب چیزی بیان کنند و (۲) بمعنی کدام چنانکه " این عطر از چه قسم است " سند این بر (از چه دستم) می آید (انوری ؎) سر بد خواه دانی از چه خوش است ؛ زانکه با نیزه تو سر سبز است ؛ (اردو) (۱) کس لئے کس سبب سے

کیون۔(۲) کس نے۔کون سے۔

از چہ دستم استعمال۔بقول انند وبہار مخفف از چہ دستہ ام۔بمعنی از کدام فرقہ ام (طالب آملی ؎) نمیدانم زمستی کز چہ دستم ؛ عبادت پیشہ یا عصیان پرستم ؛ مخفی مباد کہ دستہ بقول برہان بالفتح بمعنی جماعت مردم آمدہ (اردو) کس فرقہ سے ہون۔کس جماعت سے ہون۔

از چہ رو استعمال۔بقول بہار وانند بمعنی بکدام تقریب مؤلف گوید کہ بکدام سبب وبکدام وجہ وچرا (اسیر لاہجی ؎) یارب زچہ روروی تو در پردہ نہان است ؛ در پردہ نہان است در پس پردہ عیان است ؛ (اردو) کس سبب سے کس وجہ سے۔کیون۔

از چیزی افتادن استعمال۔بقول بہار وانند بر رونق آولین نماندن۔چون از چشم افتادن واز نظر افتادن واز صفا افتادن واز نغمہ افتادن مؤلف گوید کہ این طرز بیان اصلا درست نباشد کہ تحقیق پسندان در غلط افتند اگر (از چیزی افتادن) را بمعنی بیان کردہ بہار گیریم (از بام افتادن چہ باشد۔بخیال ما (از چیزی افتادن) بمعنی حقیقی خودش از بالای چیزی ریختن ویزیر آمدن وسقط شدن چون از بلندی افتادن واز بام افتادن واز دست افتادن باشد وبحالت ترکیب افتادن با الفاظ خاص معنی اصطلاحی پیدا شود چنانکہ (از چشم افتادن) وامثال آن کہ بجایش ذکرش کنیم (اردو) کسی چیز پر سے گرنا۔جیسے بنگلہ پر سے گرنا۔یا کسی چیز سے گرنا جیسے ہاتھ سے گرنا۔

از چیزی باز خریدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار وانند کنایہ از رہانیدن وخلاص دادن (ملا وحشی ؎) بفروختہ خود در از رحمت باز خریدیم ؛ آن خط غلامی کہ بدادیم دریدیم ؛

صاحب بحر عجم این را در ردیف بای عربی (باز خریدن از چیزی) بہمین معنی قائم کردہ (اردو) چھڑانا رہا کرانا۔

از چیزی بدر ریختن (مصدر اصطلاحی) صاحب آنند و بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بیرون کردن و افگندن از چیزی است کہ بدر ریختن بمعنی بیرون کردن و بیرون افگندن آمدہ چنانکہ بدر ریختن حسرت از دل۔ (ظہوری ۵) زند جوش خون ناب دل در جگر ؛ ز دل حسرتی چند ریزم بدر ؛ (اردو) کسی چیز سے نکالکر پھینکدینا۔ نکالدینا۔ جیسے گھر سے کوڑا نکالکر پھینکدینا یا دل سے حسرت نکالدینا۔ دور کرنا۔

از چیزی بر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر۔ (۱) جدا شدن و (۲) نشو نما یافتن از ان و بقول بہار (۳) ظہور گرفتن ہم و این کنایہ باشد (ظہوری ۵) روز و شب و شام سحری ریختہ در ہم ؛ گر تفرقہ اینست ز اوراد برآیم ؛ (صائب ع) مستی کہ بی خانہ ز دستار برآید ؛ (بابا فغانی ۵) نخل قدت کہ از چمن جان بر آمدہ ؛ شاخ گلی بصورت انسان بر آمدہ ؛ (ولہ ۵) از فرق تا قدم ہمہ جان است آن نہال ؛ گویا ز آب چشمۂ حیوان بر آمدہ (اردو) (۱) جدا ہونا (۲) نشو نما پانا۔ (۳) ظاہر ہونا۔

از چیزی بر آوردن بقول بہار بجمیع معانی متعدی (از چیزی بر آمدن) مؤلف گوید کہ مقصودش جز این نیست کہ (۱) جدا کردن و (۲) نشو نما دادن و (۳) ظاہر کردن و فرماید کہ این در اشخاص کہ معنی ظرفیت در آن منظور باشد نیز آمدہ (محسن تاثیر ۵) با رحمت تو باد مخالف موافق است ؛ نومیدم از سفینہ کن از ناخدا بر آر ؛ از یک نگاہ لطف کہ بیگانہ دشمنست ؛ باز ار دو واکن و از آشنا بر آر ؛ (صائب ۵) من آن شیرین پسر را از پدر صائب بر آوردم ؛ اگر طوطی ز بندی برون آورد شکر را ؛ مؤلف

عرض کنند که بقول بہار این ہر سه اشعار را باید که متعلق بمعنی اول کنیم و بخیال ما این مصدر اصطلاحی را باید که (از چیزی یا از کسی بر آوردن) قائم کنیم و نسبت معنی اول ہم صراحت مزید در کار است یعنی بخیال ما ازین مصدر پنج معنی پیدا می شود (۱) جدا کردن سند این ہمان شعر صائب است که بالا مذکور شد و (۲) بمعنی باز داشتن از چیزی سند این ہمان شعر ثانی تکلوست که گذشت و (۳) بمعنی مستغنی کردن از کسی سند این در مصرع اول محسن تاثیر است که بالا گذشت و (۴) بمعنی نشو نما دادن و (۵) ظاہر کردن - برای ہر دو معنی آخر الذکر سندی پیش نه شد و ما این را بدینوجه قائم داشته ایم که ہمین دو معنی بر (از چیزی بر آمدن) بحیثیت لازم گذشت و توانیم عرض کرد که معنی دوم و سوم ہم بحیثیت لازم در (از چیزی بر آمدن) توان گرفت (اردو) (۱) جدا کرنا - (۲) باز رکھنا (۳) مستغنی کرنا (۴) نشو نما دینا (۵) ظاہر کرنا -

از چیزی برون آوردن (مصدر اصطلاحی) - (الحاقی) اصول لغت متقاضی آنست که این ہم پنج معنی مرادف (از چیزی بر آوردن) باشد ولیکن از مصرع دوم کلام صائب که بر مصدر (از چیزی بر آوردن) گذشت - سند این مصدر صرف بمعنی اول حاصل می شود (اردو) دیکھو از چیزی بر آوردن -

از چیزی بریدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار جدا کردن و باز داشتن چون طفل را از شیر بریدن - صاحب انند این را (از چیزی و از کسی بریدن) قائم کرده است و معنی با بہار متفق مؤلف را در ہر دو تامل بخیال ما (طفل را از شیر بریدن) و (طفل را از پستان بریدن) مصدری خاص است که بجای خودش می آید و صاحب بحر عجم و بہار ہر دو ذکر این کرده اند در مصدر (بریدن) معانی مختلفه آن به تبدیل صلها می آید پس (از چیزی بریدن) را به تعمیم مصدری قائم کردن قابل غور است (اردو) جدا کرنا - باز رکھنا

از چیزی بیرون ریختن (مصدر اصطلاحی)

بقول بہار و انند بمعنی از چیزی بدر ریختن است مقصودش چیزی را از چیزی بیرون کردن و ریختن باشد (بیدل ؎) آرزوئی در گره بستم و رگلیا شدم ✽ حسرتی از دیده بیرون ریختم دریا شدم ✽ مؤلف گوید که بتسلیم مصدر بیان کردهٔ بہار عرض کنیم که از سند بیدل مصدر اصطلاحی (از دیده بیرون ریختن حسرت) پیدا می شود که بجایش می آید و آن مخصوص است و معنی ندارد اگر آنرا در تعمیم این مصدر داخل کنیم (اردو) کسی چیز کو کسی چیز سے باہر پھینکدینا۔ جیسے کوڑا کرکٹ گھر سے باہر پھینکدینا۔

از چیزی پاکشیدن (مصدر اصطلاحی)

بقول بہار و انند بمعنی بیرون آمدن (مولانا ثنائی ؎) دست از حیات خود من بیمار شسته ام ✽ تا آن طبیب از سر من پاکشیده است ✽ (ملا طغرا ؎) سبو در سر خود کلاهی ندیده ✽ خجل گشته از بزم که پاکشیده ✽ (محمد علی سلیم ؎) فغان من رکاب ہلال پا می کشید ✽ که از ستاره رہش در میان کله شده است ✽ مؤلف عرض کند که (از چیزی پاکشیدن) بمعنی کناره کردن از آن است و (از سر کسی پاکشیدن) بمعنی برخاستن از پیش کسی و کناره کردن از وو (از بزم پاکشیدن) بمعنی برخاستن از بزم و کناره کردن از بزم و (از رکاب پاکشیدن) بمعنی کناره از رکاب کردن و سوار نشدن۔ پس اگر مصادر خاص متعدده را ذیل تعمیم این مصدر داخل کنیم باید که معنی عامش کناره کردن گیریم نه بیرون آمدن (اردو) کسی چیز سے کنارہ کرنا۔

از چیزی پہلو تہی کردن (مصدر اصطلاحی)

بمعنی کناره کردن از آن باشد چنانکه صائب گوید (؎) گر لطا ہر زاہد از دنیا کند پہلو تہی ✽ از فریب او مشو غافل که میدان می کشد ✽ (اردو) پہلو تہی کرنا۔ بقول صاحب آصفیہ کنارہ کرنا

پس فارسی مصدر کا ترجمہ کسی چیز سے کنارہ کرنا۔ کسی سے پہلو تہی کرنا۔

ازچیزی جدا شدن (استعمال) بقول بہار بمعنی ازچیزی برآمدن مؤلف گوید کہ علیحدہ شدن ازچیزی و کنارہ کردن ازچیزی باشد (اردو) کسی چیز سے جدا ہونا۔ کنارہ کرنا۔

ازچیزی خریدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند کنایہ از رہانیدن و خلاص دادن مؤلف گوید کہ (خریدن) بدین معنی آمدہ کہ کہ بجایش می آید و (خریدن ازچیزی) بمعنی۔ (رہانیدن ازچیزی) است و بہار دریجا (از چیزی) را مقدم آوردہ دیگر ہیچ (مخلص کاشی ے) گرفتہ روی مراد رنگشتہ بو خارم ٭ زہیر وش باین وجہ خون خویش خریدم ٭ (صائب ے) از تند باد حادثہ شمع مرا بخر ٭ چون دست دست تست بدست حمایتی ٭ مؤلف گوید کہ از مثال اول (از کسی خریدن) پیدا است و از مثال دوم (ازچیزی خریدن) (اردو) کسی سے یا کسی چیز سے چھڑانا۔ نجات دلانا۔

(الف) ازچیزی دست برداشتن (مصدر اصطلاحی) ترک کردن آنچیز باشد (صائب ے) دل عاشق کی از زلف معنبر دست بردارد ٭ کجا مظلوم از دامان محشر دست بردارد ٭ (ولہ ے) پردہ پوشی چون شب تاریک کار صبح نیست ٭ دست بردار از سیہ کاری چو گرد موسپید ٭ (اردو) کسی چیز کو ترک کرنا۔ کسی چیز سے دست بردار ہونا۔

(الف) ازچیزی دست شستن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از مایوس شدن و ناامید شدن ازان سند این از کلام مولانا بنائی بر (ازچیزی پاکشیدن) گذشت (اردو) کسی چیز سے ہاتھ دھونا۔ ہاتھ دھو بیٹھنا۔

(۱) ازچیزی سر برون آوردن | مصدر اصطلاحی
(۲) ازچیزی سر برون کردن | مصدر اصطلاحی
بہار و انند ذکر این کرد از معنی ساکت مؤلف گوید کہ

برآید و در دکمند و آنرا بعربی ثولول خوانند - صاحب انند گوید کہ این لغت فارسی زبان است
صاحب برہان بر (زخ) بدون الف ہم ہمین معنی نوشتہ ہمدر آنجا فرماید کہ بمد (آزخ)
ہم گویند مؤلف عرض کند کہ در ممدودہ ذکرش کردہ ایم وبخیال ما اصل این (زخ) است
فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی دراول این آوردہ (ازخ) کردند وممدودہ نتیجۂ لب ولہجۂ
مقامی است صراحت ماخذ بر (زخ) بیاید (اردو) مسا ومسا (مذکر) دیکھو (آزخ)

ازخاشاک پل جیحون می سازد (مثل) صاحبان خزینہ وامثال فارسی ذکر این کردہ
ازمعنی ومحل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان چون کسی را مشغول کار فضول وبی نتیجہ
ونا پایدار بینند این مثل را زنند (اردو) دکن مین کہتے ہین ؎ یہ تو تنکون کا پل ہے - یعنی
محض ناپائدار اور بی نتیجہ اور فضول ہے - اسی طرح وہ نمک کا گھر بنایا ہے -

ازخاطر بردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر (۱) فراموش کردن بہار بذکر
معنی اول (۲) بمعنی فراموش شدن ہم نوشتہ (شیخ شیراز ؁) دلی در دست بی پروانگاری
غافلی دارم ؎ کہ در آتش زخاطر می بردستی کبابش را ؎ وصاحب انند (ازخاطر بردن ورفتن)
را بیک جا ذکر کردہ ہر دو معنی نویسد - جا دارد کہ لف ونشر مرتب گیریم - اما در تسامح بہار شکی
نیست کہ ناحق معنی دوم را بذیل (ازخاطر بردن) نوشت (اردو) فراموش کرنا - بقول
آصفیہ بھولنا - چت سے اتارنا -

ازخاطر رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند فراموش شدن - سندی پیش نشد
ولیکن معاصرین عجم برزبان دارند وما از ظہوری سندی ہم بدست آوردہ ایم (؁) بیہو

از خاطرش گر رفتہ ام بر حال خود گریم ؛ فراموشی اگر عمد است گو ہرگز مکن یادم ؛ (اردو)	خیال سے اتر جانا - بقول آصفیہ - یاد سے اتر جانا -

(۱۶۱۷) **از خاک بر آمدن تخم** | استعمال - بمعنی روئیدن باشد (صائب ؏) چو تخم سوختہ از خاک بر نمی آید ؛ سری کہ من ز خیال تو زیر پر دارم ؛ (اردو) اُگنا -

از خاک بر داشتن کسی را (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر مرادف (از جا بر داشتن کسی را) - بہار گوید کہ کنایہ از نواختن و بجائی رسانیدن (صائب ؏) دامن دشت جنون عالم نومیدی نیست ؛ خواہد از خاک مرا آبلہ پائی بر داشت ؛ (ولہ ؏) سرو نازی کہ کند سرکشی از سایۂ خود ؛ چہ خیال است کہ از خاک مرا بر دارد ؛ (حاجی فریدون سابق تخلص ؏) بر ندارد سر و من افتادۂ غرور را از خاک ؛ با ہما کی سایۂ بال ہما گردد بلند ؛ خان آرزو در سراج ہمزبان بہار (اردو) دیکھو (از جا بر داشتن کسی را)

از خاک بر داشتہ (اصطلاح) بقول بحر شخصی کہ دستگیری او کردہ باشند - بہار گوید کہ بمعنی بر قیاس از خاک بر داشتن کسی را - خان آرزو در چراغ ہمزبان بحر مؤلف گوید کہ اسم مفعول مصدر (از خاک بر داشتن کسی را) است کہ گذشت معنی این ترقی دادہ شدہ و مرتبہ افزون کردہ شدہ و نواختہ شدہ و بلحاظ معنی حقیقی مصدر رند کو کسی کہ او را از خاک بر داشتہ اند پس بقول بحر معنی (دستگیری کردہ شدہ) من وجہٍ درست است (اردو) دیکھو (از خاک بر داشتن کسی را) یہ اوسی کا اسم مفعول ہے - مدد کیا ہوا - ترقی دیا ہوا - نوازا ہوا -

از خاک بر گرفتن کسی را (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و آنند مرادف (از خاک بر داشتن کسی را)

که گذشت - خان آرزو در سراج ذکر (از خاک برگرفتن) بمعنی نواختن کرده (یوسفی جربادقانی ؎) بغیر من که همین پایمال روز بدم ؛ کسی نماند که بخشش زخاک برنگرفت (استاد علی قلی ماہر ؎) چون فتیله سوخت داغ او زسر تا پا مرا ؛ برگرفت از خاک ره آن آتشین سیما مرا ؛ (ظهوری ؎) زخاکساری افتاده کی به بخت بلند ؛ بپایهٔ که فلک را زخاک برگیرند ؛ (اردو) دیکھو (از جا برداشتن)

از خاک برگرفته

(اصطلاح) بقول بحر و بہار و (وارسته در چراغ) مرادف (از خاک برداشته) مؤلف گوید که این اسم مفعول مصدر (از خاک برگرفتن) است که گذشت (میرزا رضی دانش ؎) گر سرمه لاف نسبت مژگان زند بجاست ؛ از خاک برگرفته چشم سیاه او ست ؛ اگر با معان نظر برین سند غور کنیم توانیم عرض کرد که صاحب بحر و خان آرزو هم در معنی این تصرف غیر ضروری کرده اند زیرا که (دستگیری کسی کردن) کمتر از (نواختن و ترقی دادن و مرتبه افزودن) است پس بقول ما چنانکه بر (از خاک برداشته) ذکرش کرده ایم معنی (از خاک برگرفته) هم (نواخته شده و مرتبه افزون کرده شده و ترقی داده شده) باشد یعنی شخصی که دستگیری او کرده باشند فتامل - (اردو) دیکھو (از خاک برداشته)

از خاک بستر کردن

(مصدر اصطلاحی) کنایه باشد از (بر خاک خفتن) چنانکه صائب گوید (؎) خوابگاه مرگ را هموار بر خود ساختن ؛ در زمان زندگی از خاک بستر کردن است ؛ مخفی مباد که در مصرع ثانی کلمهٔ (از) بمعنی (را) است چنانکه در معانی (از) ذکر این گذشت (اردو) خاک پر سونا - خاک کا بستر بنانا -

از خاک خاستن انسان

(مصدر اصطلاحی) کنایه باشد از پیدا شدن انسان در مقامی چنانکه گویند (از خاک خراسان اهل علم می خیزند) یعنی در ملک خراسان اهل علم پیدا می شوند صائب

ہم بہمین معنی آوردہ (ے) دلیر بصف افتادگان عشق ستاز ٭ کہ جای گرد از ین خاک مرد میخیزد ٭ (اردو) خاک سے پیدا ہونا۔ جیسے خاک ہند سے اکثر اہل علم پیدا ہوے ہین۔

از خاک ستاندن وبہ آب دادن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار وانند کنایہ از ہلاک کردن ونابود ساختن (نظامی ے) چو دریا بہ تلخی جوابش دہم ٭ ز خاکش ستانم بآبش دہم ٭ (اردو) خاک مین ملانا۔ بقول آصفیہ برباد کرنا۔ زمین کا پیوند کرنا۔ ناپید کرنا۔ مٹنا۔

از خانۂ سوختہ ہر چہ برآید سود است (مثل) صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ از نادہندہ وبد معاملہ چیزی قلیل بدست آید (اردو) بقول صاحب محاورات ہند جلتی جھونپڑی سے جو نکلے سو واہ۔ دکن مین کہتے ہین "جلتے گھر کا بانس بھلا" صاحب محبوب الامثال فرماتی ہین "آگ لگنتی جھونپڑی جو نکسے سولابھ" ان کہاوتون کا یہ مقصد ہے کہ جلتے ہوے گھر سے جو کچھ ملجاے وہ غنیمت ہے۔

از خدا بیابی (اصطلاح) بقول بہار وانند در امثال این کلام مفعول فعل (بیابی) یعنی جزا محذوف می باشد (ملا جویا ے) می ریختی وسبو شکستی ٭ اے محتسب از خدا بیابی ٭ مؤلف گوید کہ این محاورۂ عجم است کہ چون کسی برکسی جور وجفا کند ومظلوم دست تلافی ندارد میگوید کہ (از خدا بیابی) یعنی عوض وسزای این از خدا بیابی (اردو) خدا سمجھے۔ بقول صاحب آصفیہ دعای بد یعنی خدا اس کی سزا دے۔ خدا اس کا بدلا لے (ذوق ے) ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے ٭ اور اسپر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت سے خدا سمجھے ٭

کامیاب شدن و فهمیدن (محمد قلی سلیم ۵۱) هر کسی
بیرون نمی آرد سری از زلف او ؛ شانه واند معنی
این مصرع پیچیده را ؛ (ابو الحسن فراهانی ۵۲)
هیچکس زان طرهٔ پیچیده سر بیرون نکرد ؛ باوجود
آنکه مضمون پیش پا افتاده بود (اردو) پار اترنا -
بقول آصفیه کامیاب هونا - مؤلف کهتا هی
که هم نے سر بر هونا بهی سنا هے - اگرچه صاحب
آصفیه نے اسکو ترک کیا هے -

از چیزی فراموش کردن | (استعمال) بقول
بهار و انند بمعنی چیزی را فراموش کردن مؤلف
گوید که بر کلمهٔ (از) صراحت این کرده ایم که گاهی
(از) بمعنی (را) می آید و (از کسی فراموش کردن)
هم مصدری است (باقر کاشی ۵) تو خود کی
می کنی از من فراموش ؛ کجا جان می کند از تن
فراموش ؛ (اردو) کسی چیز کو بهول جانا -
کسی شخص کو بهول جانا -

از چیزی فرو کشیدن | (مصدر اصطلاحی)
بقول انند بحواله بهار (۱) فرود آوردن - بهار
درین ردیف - ازین مصدر ساکت است و
در ردیف فا (فرو کشیدن) را ذکر کرده بر معروف
قانع مؤلف گوید که (فرو کشیدن از چیزی) (۲)
چیزی را بواسطهٔ چیزی کشیدن و حاصل کردن یا
(۳) چیزی را از داخل چیزی کشیدن و حاصل کردن
معنی بیان کردهٔ صاحب انند را سندی باید (اردو)
(۱) اتارنا (۲) کسی چیز سے کهینچنا (۳) کسی چیز میں سے کهینچنا

(۱) از چیزی گذاردن | استعمال -
(۲) از چیزی گذاشتن | بقول بهار
(۳) از چیزی گذراندن | چیزی را از یک
طرف بآن طرف گذراندن (حکیم قطران ۵۱)
در دولت روزگار از چرخ نگذارد سرم ؛ نهادم
این درگهم جاوید و خاک این درم ؛ (خواجه نظامی
۵۲) نه دنیا نه دولت نه دارا گذاشت ؛ نه سنان
از سر سنگ خارا گذاشت ؛ (فردوسی ۱ع)
که از کوه بگذاشتی تیغ و تیر ؛ مؤلف گوید که

تخفیص این ہر سہ مصدر (چرا گذرانیدن) ہم
درین داخل است وسند اول متعلق است از
(سر از چرخ گذشتن) کہ می آید اگرچہ من وجہ
در تعمیم این مصادر ہم داخل است ولیکن بلحاظ
معنی بیان کردۂ بہار اولی است کہ این سند را
ازین مقام معذور داریم مخفی مباد کہ این ہر سہ
مصادر بخیال ما (۱) بمعنی گذاشتن چیزی از
داخل چیزی و (۲) بلند کردن چیزے از چیزی
کہ سند اول متعلق ہمین باشد و (۳) عبور گردانیدن
از چیزی ہم بہ استعمال مصدر اول مثلاً "او را از
آب گذاردم" (اردو) (۱) کسی چیز سے
پار کرنا۔ جیسے "تیر کلیجہ سے پار کرنا۔ (۲)
کسی چیز سے بلند کرنا۔ جیسے "نیزہ سر سے بلند
کرنا۔ (۳) پار اتارنا۔ جیسے "دریا سے پار اتارنا"

از چیزی گل چیدن (مصدر اصطلاحی)
بقول بہار (۱) کنایہ از فیض برداشتن و (۲)
تماشا کردن (صائب ۵۱) نہ مجنونم کہ فیض
خود دریغ از شہریان دارم ؛ کہ از دیوانۂ من
کوچہ و بازار گل چینید ؛ (ولہ ۵۲) بسیر باغ
و بستان احتیاجی نیست عاشق را ؛ کہ ہم از
کار خود فرہاد شیرین کار گل چینید ؛ (اردو)
(۱) فیض حاصل کرنا (۲) دیکھنا۔ مشاہدہ کرنا۔

از چیزی یاد کردن استعمال)۔ بقول
بہار روانہ چیزی را یاد کردن مؤلف گوید
کہ بمعنی حقیقی خود است و کلمۂ (از) بمعنی (را)
آمدہ (خواجہ شیراز ۵) بگویم از من بیدل بسہو
کردی یاد ؛ کہ در حساب خرد نیست سہو در قلمست
مخفی مباد کہ سند بہار برای (از کسی یاد کردن) است
و این پیش او چیزی نیست (اردو) کسی چیز کو
یاد کرنا۔

از حاصل افتادن کشت (مصدر اصطلاحی) خشک شدن و خوشہ نیاوردن آن
باشد چنانکہ ظہوری گوید (۵) ہنوز می کنم انبار کیهان حسرت ؛ اگرچہ کشت تمنا ز حاصل

افتاد است؛ (اردو) کھیتی کا خشک ہو جانا۔ خوشہ نہ لانا۔

ازحد بردنِ چیزی (مصدر اصطلاحی) بقول بحر عجم افراط کردن در آن۔ بہار و صاحب انند (ازحد بردن) را قائم کرده گویند که زیاده از آنچه نباید بکار بردن است (باقر کاشی ۵) هر چیز با شد جا من بسیار۔ قدرش کم شود؛ بسیار ناز ازحد مبر در ہم شکستی ناز خود؛ (ظهوری ۵) جور و جفا ازحد مبر ای بیوفا بترس؛ ای بیوفا بترس بترس از خدا بترس؛ (اردو) حد سے گزر جانا کسی چیز کا۔ اور اسی کا متعدی حد سے زیاده کرنا۔ محاوره اردو میں اس موقع پر دونوں کا استعمال ہے۔ جیسے "آپکا ظلم حد سے زیاده گذر گیا۔ آپ نے حد سے زیاده ظلم کیا"۔

ازحدِ خود بیرون آمدن (مصدر اصطلاحی) صاحب انند ذکر این کرده فرماید که معروف مؤلف گوید که بمعنی پا از حد بیرون بردن است۔ سندی پیش نشد۔ معاصرین عجم تصدیق استعمالش کنند (اردو) حد سے تجاوز کرنا۔

(۱) **ازحد رفتن** (مصادر اصطلاحی) (۲) **ازحد گذشتن** مرادف ازحد خود بیرون آمدن باشد (ظهوری ۵) گر نه اصراف تو می رفت ظهوری ازحد؛ صرف اسال شدی طاقت پارینهٔ ما؛ (دله ۵۲) ازحد بگذشت خندیدن خدا را چشم گریانی؛ لبم ضائع شد از آلودگی تلقین فغانی؛ (اردو) حد سے گزر جانا۔

ازحرف۔ زبان خالی کردن (مصدر اصطلاحی) کنایه باشد از بسیار گفتن (ظهوری ۵) زبان خالی کنم ازحرف چشم افتد چو بر قاصد؛ نمی گویم لبش چون این همه پیغام بر دارد؛ (اردو) بہت کچھ کہہ ڈالنا۔

ازحلق کشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند نوعی از تعزیر۔ مؤلف گوید کہ مخفف زبان ازحلق کشیدن است کہ در زمانۂ شاہان سلف زبان دراز را سزا بود کہ زبانش ازحلق میکشیدند وبعض جہّال در خود کشی ہم ازین کار گیرند (راضی ۵) درد دل ہر کہ می کند اظہار ٭ بادیش چون فغان زحلق کشید ٭ یعنی زبانش باید ازحلق کشید (اردو) زبان کھینچنا۔ بقول آصفیہ گدی کے پیچھے سے زبان نکالنا۔ زبان کاٹنے کی سزا دینا جیسے ہیرجی کے زمانے مین خلاف بادشاہ کہنے پر دیجاتی تھی۔

ازحلوا شیرین تر جنگ در خانۂ دیگران (مثل) صاحبان امثال فارسی وخزینہ ذکر این کردہ ازمعنی ومحل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ چون از خانۂ کسی آواز خانہ جنگی بر آید سامعین حظی ولطفی می برند وخندہ ہا می زنند ہمین رسم وعادت را بصورت مثلی گفتہ اند (اردو) دکن مین کہتے ہین "ہمسایہ کی لڑائی خاصی دل بہلائی"۔

ازحول وحوش استعمال۔ صاحبان روزنامہ ورہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ اند بمعنی اطراف واکناف وقرب وجوار۔ مؤلف گوید کہ حَوش بالفتح لغت عربست۔ بقول صاحب منتخب بمعنی گرداگرد صید در آمدن وحَول بقولش بالفتح بمعنی گرداگرد چیزے (اردو) اطراف واکناف۔ قرب وجوار۔ دونون مرکّب الفاظ اردو مین مستعمل ہین۔ صاحب آصفیہ نے (قرب وجوار) پر فرمایا ہے (عربی) بمعنی گرد ونواح۔ آس پاس امیر نے (آس پاس) پر لکھا ہے (ہندی) اردگرد۔ گرد وپیش۔

ازخ بقول برہان وہفت وجامع بروزن ملخ۔ دانہا ے سخت باشد کہ از بدن آدمی

از خدا شرم دارو شرم مدار (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بطور پند و نصیحت زنند۔ مقصود آنست کہ بندہ را باید کہ از خدای خود شرم دارد نہ از دیگر کسی (اردو) دکن مین کہتے ہین "بس خدا سے ڈرے" یعنی کسی اور سے نہ ڈرا تو ہرج نہین ۔ خدا سے ڈرنا کافی ہے "خدا سے شرم کرے" بھی انہین معنون مین کہتے ہین ۔

از خر افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان برہان و بحر و سراج و ناصری و جامع و ہفت و بہار کنایہ از مردن و از عالم رفتن (نظامی ســ) بہ ہندوستان پیری از خر فتاد ؛ پدر مردہ را بچین گاو زاد ؛ صاحبان شمس و رشیدی ہمین معنی ذیل (از خر فتادن) نوشتہ اند کہ (فتادن مخفف افتادن) است ۔ صاحب مؤید صراحت کند کہ این زبان ماورا النہر است صاحبان آنند و شمس معنی بیوقر شدن ہم نوشتہ اند جا دارد کہ بطور کنایہ گیریم ولیکن کسی از محققین فرس ذکر این معنی نکرد و سندی ہم پیش نشد مؤلف گوید کہ (۱) بمعنی حقیقی است یعنی سقط شدن از پشت خر و (۲) کنایہ از مردن ۔ گویند کہ کسی کہ از پشت خر بیفتد جان بسلامت نبرد برخلاف (از اسپ فتادن) کہ خر از پشت خود افتادہ را لگد ہم زند و او اکثر ہلاک شود برخلاف اسپ کہ از پشت افتادہ را گزندی دیگر نرساند (اردو) (۱) گدھے پر سے گرنا (۲) مرنا ۔

از خر افگندن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم فریب دادن و عاجز کردن ۔ بہار و آنند ذکر (از خر فگندن) بہمین معنی کردہ (مولوی معنوی ســ) دمدمہ ایشان مرا از خر فگند ؛ چند بفریبد مرا این دہر چند ؛ (اردو) فریب دینا ۔ عاجز کرنا ۔

از خردان خطا و از بزرگان عطا (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و آحسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان چون بزرگی را بہ بی ادبی کسی در خشم بینند بطور سفارش این مثل را زنند (اردو) امیر نے اسی فارسی مثل کو لکھا ہے اور مقولہ سے نام زد کیا ہے۔ یعنی چھوٹون کی خطا بزرگ معاف ہی کر دیتے ہین۔ حاصل یہ ہے کہ یہی فارسی مثل اردو مین بھی مستعمل ہے۔

از خرس موئی بس است (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ این مرادف و مماثل (از خانۂ سوختہ ہر چہ برآید سود است) (اردو) دیکھو (از خانۂ سوختہ ہر چہ برآید سود است)

از خر فگندن (مصدر اصطلاحی) بہار وانند ذکر این کردہ۔ ہمان است کہ بر (از خر افگندن) گذشت (اردو) دیکھو از خر افگندن۔

از خط بیرون شدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و انند اطاعت نکردن (میر معزی سے) از خانان گروہی کز خط شد ند بیرون ÷ خنگ آوران یغما جان شان زدند یغما ÷ (اردو) اطاعت نہ کرنا۔ حکم توڑنا۔ بقول آصفیہ نافرمانی کرنا۔ کہا نہ ماننا۔

از خطر امین شدن استعمال۔ بیخوف شدن و خطرہ باقی نماندن (ظہوری سے) امین شد از خطر ظہوری ÷ آری شدہ زینہاری ما ÷ (اردو) خطرہ سے نجات پانا۔

از خطر برون آوردن استعمال۔ بیرون آوردن از خطر و اندیشہ (ظہوری سے) عشقم کجا خود درون برد ÷ آوردہ برونم از خطرہا ÷ (اردو) خطرے سے نجات دلانا۔ خطرے سے بچانا۔

(۱۸۱۸)

(۱۸۱۹)

از خندہ بہ قفا افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و بہار و انند خندۂ بسیار کردن (شیخ شیراز در ترغیب اختلاط بزنان گوید سہ) ورو دم چو غنچہ دہی از وفا، کہ از خندہ افتد چو گل در قفا ؛ مؤلف گوید کہ از خندۂ بسیار ضاحک از بیتابی در قفامی افتد از ینجا ست کہ این معنی بطور کنایہ قائم شد (اردو) ہنستے ہنستے لوٹ جانا۔ بہت ہنسنا (وزیر ع) فغان وہ سن کے مری ہنستے ہنستے لوٹ گئے ؛

از خواب بر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند بمعنی بیدار شدن (خواجہ شیراز سہ) نفس بر آمد و کام از تو بر نمی آید ؛ فغان کہ بخت من از خواب بر نمی آید ؛ مؤلف گوید کہ ازین سند مصدر اصطلاحی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

از خواب بر آمدن بخت بمعنی بیدار شدن بخت و طالع مندی پیدا می شود (اردو) (۱) بیدار ہونا۔ نصیبا جاگنا۔ نصیب جاگنا۔ بقول صاحب آصفیہ قسمت کھلنا۔ اقبال یا ور ہونا۔ (آتش سہ) ایک شب بلبل بیتاب کے جاگے نہ نصیب ؛ پہلوئے گل مین کبھی خار نے سونے نہ دیا ؛

از خواب بردن کسی را (مصدر اصطلاحی) بمعنی خواب از کسی بردن و او را موقع و مہلت خواب ندادن (ظہوری سہ) غیر را نتوان زخوابش برد ؛ راہ افسانہ خوانی ہم ہست ؛ (اردو) سونے نہ دینا۔

از خواب در آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند مرادف از خواب بر آمدن کہ گذشت (خواجہ نظامی سہ) رطب چین در آمد ز دوشینہ خواب ؛ دماغی پر آتش رہانی پر آب ؛ صاحبان ہفت و مؤید و شمس ہم ذکر ماضی مطلق

این کرده اند- (اردو) دیکھو از خواب بر آمدن کے پہلے معنی -

(۱۸۱۸) **از خوان سیرانه برخاستن** (مصدر اصطلاحی) سیر خوردن (ظہوری ؎) ز خوان وصل او سیرانه برخاست ؛ پشیمانیم در سر پنجه خائیست ؛ (اردو) پیٹ بھر کر کھانا - سیر ہو کر کھانا -

از خودِ او سوال کردم (مقوله) بکسر دال مہملهٔ اول - یعنی از حال او سوال کردم صاحب روزنامه بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصر الدین شاه قاچار گوید که " سوال کردم براو چه گذشت " مؤلف گوید (از خود کسی سوال کردن) یعنی از حال او از و سوال کردن مصدر نیست (اردو) اُس سے اُسکا احوال دریافت کرنا -

(۱۸۱۹) **از خود بدر رفتن** (مصدر اصطلاحی) یعنی از خود بیرون شدن و از خودی بیرون شدن و بحال خود نماندن است و این کنایه باشد (ظہوری ؎) می نشینم چشم بر در میروم از خود بدر ؛ بر امید وعدهٔ مشق انتظاری می کنم (اردو) بے خود ہونا -

(۱۸۲۰) **از خود بدر کردن** (مصدر اصطلاحی) متعدی (از خود بدر رفتن) که گذشت یعنی از خود بیرون کردن و این کنایه باشد (ظہوری ؎) با منش وعدهٔ در آمد نیست ؛ ہان ظہوری ز خود مکن بدرم ؛ (اردو) بیخود کرنا -

از خود بر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار از قید خودی بر آمدن مؤلف گوید که مرادف (از خود بدر رفتن) که گذشت و این کنایه باشد (صائب ؎) صائب ز خود بر آی که شرط طریق عشق ؛ گام نخست از خودی خود گذشتن است ؛ (اردو) بے خود ہونا -

از خود بر آوردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار متعدی (از خود بر آمدن) که گذشت مؤلف گوید که مرادف (از خود بدر کردن) و این کنایه باشد (صائب ؎) آہی میتوان از خود بر آوردن جہانی را ؛ که یک رہبر بمنزل میرساند [illegible]

کاروانی را پڑ (اردو) دیکھو از خود بدر کردن۔

از خود بردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی بیخود کردن و این کنایہ باشد (اردو) بیخود کرنا۔

از خود برون آمدن (مصدر اصطلاحی) مرادف از خود بدر رفتن و از خود برآمدن و این کنایہ باشد (بیدل ے) بنال از ورد غفلت آن قدر کز خود برون آئی ؛ بقدر قلقل است از خویش واسن چیدن مینا ؛ (اردو) دیکھو از خود بدر رفتن۔

از خود برون رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مرادف از خود برآمدن کہ گذشت۔ سندی کہ پیش کردہ است (از خود بیرون رفتن) راست کہ می آید و شک نیست کہ این در سوز مرہ معاصرین عجم مستعمل است و کنایہ باشد (اردو) دیکھو از خود برآمدن۔

از خود بریدن (مصدر اصطلاحی) صاحب بہار عجم و صاحب اننداکہ بذیل (از خود رفتن) ذکر کردہ) فرماید کہ بمعنی از خودی برآمدن است (لا ادری ے) ہر سر موی ترا با زندگی پیوندہاست ؛ با چنین دل بستگی از خود بریدن مشکل است ؛ (ظہوری ے) بہ نورت کہ از جملہ بگسیختم ؛ بریدم ز خود بر تو آمیختم ؛ (اردو) دیکھو از خود بدر رفتن۔

از خود بیرون آمدن (مصدر اصطلاحی) مرادف از خود بدر رفتن و برآمدن باشد کہ گذشت و این کنایہ باشد (صائب ے) تا از خود بیرون نیائی خویش را نتوان شناخت ؛ عیب تیر کج در آغوش کمان معلوم نیست ؛ (ولہ ے) در صف مردان کہ بیرون رفتن از خود طاعت است ؛ بادبان کشتی می کمتر از سجادہ نیست ؛ (اردو) دیکھو از خود بدر رفتن۔

از خود بیرون رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی بیخود شدن مؤلف گوید کہ کنایہ باشد استعمال این در کلام ظہوری یافتہ ایم

(سـ۵) زخود بیرون نہ رفتم در نیامد ÷ نشد رامم
رمی و ریوزہ دارم ÷ (اردو) دیکھو ازخود رفتن

ازخود تہی شدن (مصدر اصطلاحی) بمعنی
بیخود شدن و این کنایہ باشد (ظہوری سـ۵)
بر نگذار صبا آگہان چہ بیہوشند ÷ زخود تہی شدہ
پر آرزوی آغوشند ÷ (ولہ سـ۵) گران ترا بادخواب
ای ناقہ پا آہستہ تر داری ÷ کہ شد محمل نشین ازخود
تہی بہر سبکباری (اردو) بے خود ہونا۔

ازخود تہی گشتن (مصدر اصطلاحی) مرادف
(ازخود تہی شدن) کہ گذشت و این کنایہ باشد
(ظہوری سـ۵) تا مشتاقان شود پر کعبہ گشت از
خود تہی ÷ صد بیابان تشنگی بر دار زمزم عاشقت ÷
(اردو) دیکھو ازخود تہی شدن۔

ازخود حساب داشتن (مصدر اصطلاحی)
بقول خان آرزو در چراغ و صاحب بحر عجم و نظر
داشتن خود کہ کنایہ از انانیت و بخود مغرور بودن
است مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد (سلیم سـ۵)
خاکساری پیش مغروران ندارد اعتبار ÷
گر حسابی داری ازخود در حساب ما مباش ÷
(اردو) خود بینی کرنا۔ خود پسندی کرنا صاحب
آصفیہ نے (خود بینی) اور (خود پسندی) پر مغروری
اور تکبر لکھا ہے۔

(۱) ازخود رفتن (مصدر اصطلاحی)
بقول بحر و بہار بمعنی بیخود شدن مؤلف
گوید کہ این کنایہ باشد و ازہمین مصدر است۔

(۲) ازخود رفتہ کہ اسم مفعول است
و بہار ذکر این کرد۔ یعنی ازخود رم کردہ کہ مقصودش
ازبیخود۔ باشد (صائب سلـ۵) بوی گل و بانگ
سحری بر سر راہ ہند ÷ گر میروی ازخود بہ ازین
قافلہ نیست ÷ (ولہ سـ۵۲) عاشق سرگشتہ را
ازگردش دوران چہ باک ÷ موج ازخود رفتہ مدارا
از بحر بی پایان چہ باک ÷ (اردو) (۱) بیخود
ہونا۔ (۲) بیخود۔

ازخود رم کردن (مصدر اصطلاحی) مرادف

(از خود رفتن) که گذشت و این کنایه باشد (ظهوری
ﮯ) دام بنهادم نبردی دام من انصاف نیست ٭
کردم از خود رم گسستی دام من انصاف نیست ٭
(صائب ﮯ) کسی کز عقل وحشی شد چو مجنون بد
نمی بیند ٭ ز خود رم کرده آزادی ز دام و دد نمی بیند
(اردو) بیخود ہونا۔

از خود رمیده (اصطلاح) بقول صاحب
انند بحواله مظهر العجائب بمعنی عاشق - سندی پیش
نشد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرده این
کنایه باشد (اردو) عاشق - مذکر۔

از خود شدن (مصدر اصطلاحی) بقول
بهار و انند یعنی از خود برآمدن - مقصودش
از بیخود شدن است و این کنایه باشد (مولوی
معنوی ﮯ) ز خود شدم ز جمال پر از صفا اید لیح
بگفتمش که زهی خوبی خدا اید لی ٭ (اردو)
بیخود ہونا۔

از خود غائب شدن (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب انند بحواله فرہنگ فرنگ بمعنی
غافل و بیخود و بیخبر شدن سو دیگر کسی از محققین
عجم ذکر این نکرده و سندی پیش نشد - کنایه باشد
(اردو) بیخود ہونا۔

از خود فارغ گشتن (مصدر اصطلاحی)
بمعنی بیخود شدن و از بند هستی آزاد شدن و
این کنایه باشد (ظهوری ﮯ) بجز ز دوستی
از خود چو سوسن گشته ام فارغ ٭ برای تیغ خصمی
زنگ می سازد نیام اینجا ٭ (اردو) بیخود ہونا

(۱) **از خود گذشتن** (مصدر اصطلاحی)
بمعنی بیخود شدن و این کنایه باشد (عرفی
ﮯ) بجز غم حمله کنار است که از خود گذرنی
ز زورق اهل فنا منت ساحل نبرد ٭ بهار ذکر

(۲) **از خود گذشته** | بمعنی از خود رفته
کرده و این اسم مفعول - مصدر اول الذکر
است (ﮯ) از خود گذشتگان را آئینه بی غبار
است ٭ پیوسته صاف باشد بحری که بی کنار است ٭

ازخود گسستن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند بذیل (ازخود رفتن) بمعنی ازقید خودی برآمدن که مقصودش بیخود شدن است و این کنایه باشد - سندی پیش نشد (اردو) (۱) بیخود ہونا - (۲) بیخود -

ازخودی خود گذشتن (مصدر اصطلاحی) بمعنی بیخود شدن باشد - سند این از کلام صائب بسر (ازخود برآمدن) گذشت و این کنایه باشد - (اردو) بیخود ہونا -

ازخون شستن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند بمعنی (۱) پاک کردن از خون مؤلف گوید که (۲) چیزی را از خون شستن ہم چنانکه "روی را ازخون شستم" (اردو) (۱) خون سے پاک کرنا (۲) کسی چیز کو بعوض پانی سے دھونے کے خون سے دھونا -

ازخون گذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار و انند بحل کردن خون - این کنایه باشد در میرزا طالب خلف حاجی مرزا خان بیگ سه) ای خلق تو بر خلق عیان انده عین ❊ موقوف شفاعت تو جرم کونین ❊ آنجا که شفاعت تو باشد ترسم ❊ ازخلق حسن بگذری از خون حسین (اردو) قصاص سے درگزر کرنا خون بخشدینا -

ازخویش برآمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار بمعنی از خود برآمدن که مقصودش بیخود شدن باشد و این کنایه است - سند پیش کرده اش متعلق از (ازخویش برون آمدن) است و بجای خودش مذکور شود - صاحب انند ہم بذیل ازخود رفتن ذکر این کرده (اردو) بیخود ہونا

ازخویش برآوردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار متعدی (ازخویش برآمدن) مقصودش از بیخود کردن و این کنایه باشد (صائب سه) ازخویش برآورد تمنای تو ما را ❊ سر داد بغربت دو

تماشای تومارا ٭ (اردو) بیخود کرنا۔

ازخویش بردن (مصدر اصطلاحی) بمعنی بیخود کردن و این کنایه باشد (صائب ره) عجب که برق فنا گرد من تواند یافت ٭ چنین که جلوهٔ او می برد مرا ازخویش (اردو) بیخود کرنا۔

ازخویش برون آمدن (مصدر اصطلاحی) بمعنی بیخود شدن است و این کنایه باشد (ابوالحسن انجوی ره) اگر ازخویش برون آمدهٔ چون مردان ٭ باش آسوده که دیگر سفری نیست ترا ٭ (صائب ره) نیست چندان ره بملک بیخودی از عارفان ٭ تا برون ازخویش می آیند در میخانه اند ٭ (اردو) بیخود ہونا۔

ازخویش دامن چیدن (مصدر اصطلاحی) کنایه باشد از بیخود شدن (بیدل ره) بنال از درد غفلت آن قدر کز خود برون آئی ٭ بقدر قلقل ست ازخویش دامن چیدن مینا ٭ (اردو) بیخود ہونا۔

ازخویش رفتن (مصدر اصطلاحی) بہار ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلف گوید که کنایه باشد از بیخود شدن (صائب ره) رود چگونه باین ضعف کار من از پیش ٭ که من بپای نسیم سحر روم ازخویش ٭ (میرزا ابوالحسن انجوی ره) به محفلی که توئی بسکه رفته ام ازخویش ٭ گمان برند حریفان که جای ما خالی است ٭ (اردو) بے خود ہونا۔

ازخویش سر برداشتن (مصدر اصطلاحی) کنایه باشد از بیخود شدن (صائب ره) خود نمائی کار ما را در گره انداخته است ٭ قطره چون برداشت سر ازخویش دریا می شود (اردو) بے خود ہونا۔

(۱۴۲)

ازخویش گسستن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر ترک خودی کردن مؤلف گوید که کنایه باشد از بیخود شدن۔ بہار سندی آورده (میر ابوالحسن انجوی ره) بگسل ازخویش بہ جا

تراز ما این سند در دیوان صاحب یافتیم (اردو) بخود ہونا	کہ خواہی پیوند ٭ کہ درین رہ ز تو نا سازتری نیست

از دار آویختن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند سیاستی معروف مؤلف گوید کہ معنی حقیقی - بر دار کشیدن است کہ نتیجۂ آن موت است بہ خفہ کردن (امیر خسرو ۵) عدوت ز پای خود بر آسمان خواہد شود حکمن ٭ چو از دار اندر آویزی نگونش بانگون ساران بلا (اردو) سولی پر چڑھانا - دار پر کھینچنا - پھانسی دینا -

از دام چو از آد شوم در قفس افتم (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ مرادف (از چاہ برون آمد در چاہ افتاد) باشد کہ گذشت (اردو) دیکھو مثل آخر الذکر -

از دائرہ افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار و انند - بی رتبہ شدن - (صوفی شیرازی رباعی) صوفی ہر کس کہ بو الفضول افتاد است ٭ از دائرۂ رد و قبول افتاد است ٭ از گردش چرخ است کہ بدمی رقصیم ٭ این دائرہ سخت بی اصول افتاد است ٭ مؤلف گوید کہ از این سند کہ پیش شد (از دائرہ افتادن) کنایہ باشد از حد بیرون شدن و چون اضافت دائرہ بسوی رد و قبول است معنی آن باشد کہ از حد رد و قبول بیرون شدہ است - پس مجرد (از دائرہ افتادن) را بسند این شعر بمعنی بی رتبہ شدن نتوان گرفت طالب سند دیگر باشیم و ازین معنی انکار نمی کنیم زیرا کہ از حد چیزی افتادن بمعنی از رتبۂ آنچیز افتادن من وجہٍ توان گرفت (اردو) مرتبہ سے گرنا -

ازدب بقول صاحب سروری و ضمیمۂ برہان بہ زای معجمہ و دال مہملہ بوزن

انبر بحوالۂ تحفۃ السعادت بمعنی بگیر و بکش باشد صاحب انند معنی این را گیر و بکش نوشته فرماید
که کذا فی الادات و فی الدستور - مگر در ین لغت کاتب را شبهه است که فارسی است یا
ترکی و غالب آنست که ترکی است و لیکن چون به تصریح روایت یافته نشد هم در فارسی
آوردیم (انتهی) در مؤید الفضلای مطبوعه نقل همین عبارت است و بذیل لغات فارسی نوشته
شده - امّا در نسخهٔ قلمی بذیل لغات ترکی مرقوم و صاحب ضمیمهٔ برهان حرف آخر را بای
فارسی گیرد - مؤلف گوید که در ترکی بودن این شکی نیست و انچه صاحب سروری و
ضمیمهٔ برهان معنی این در اثبات نوشته درست یافته میشود (اردو) سے - کهینچ -

ازدحام | لغت عربی است - بقول صاحب منتخب بالکسر انبوهی کردن مخفی
مباد که مادّه این زحم است و بقول صراح - زحم بمعنی انبوهی است - فارسیان استعمال
این بمعنی انبوه کرده اند و با مصادر فارسی هم مرکب ساخته اند که در ملحقات می آید (ظهوری
ـه) مرید من شو و خود را ببر بخلوت خود ⁂ ببین که شیخ چه در ازدحام می افتد ⁂ (وله ـه)
ز مجلس تو مرا ازدحام بیرون کرد ⁂ گذشت عمری و خالی نبود جای کسی ⁂ (اردو) ازدحام
بقول امیر (عربی) مذکر - جماؤ - بهیڑ - ہجوم (قلق ـه) ترے بام ازدحام رہتا تھا ⁂ مجمع خاص
و عام رہتا تھا ⁂

ازدحام آوردن | استعمال - بمعنی انبوهی نمودن و زحمت دادن (ظهوری ـه) خلوتی بگزین که تنهائی نیارد ازدحام ⁂ تا نبینی روی عکس آئینهٔ زنگاری بحجره ⁂ (اردو) زحمت و تکلیف دینا - چڑھائی کرنا -

ازدحام شدن | (استعمال) انبوهی

شدن (ظہوری ص) گشت حیرت خانہ ام ویران و خاکش باد برد: ازدحام درد و غم	شد بر در و بام ہنوز: (اردو) ازدحام ہونا چڑھائی ہونا۔

ازدر بقول برہان و سروری و جامع و ناصری و ہفت و انند و شمس و مؤید با دال ابجد بروزن افسر بمعنی زیبا و لائق و سزاوار (انوری ص) ریش از پی کندن پاپی: سر از در سیلی و مادم (از ناصری ص) روز از در بزم است و شراب از در خوردن: ہر چند چمن نیست کنون از در دیدار: صاحبان انند و سروری بذکر این گویند کہ بحذف الف ہم آمدہ۔ بخیال ما این مفرس (اجدر) باشد کہ بقول منتخب در عربی بمعنی سزاوار تر آمدہ فارسیان بقاعدۂ خود جیم عربی را بزای معجمہ بدل کردند ہمچو (چوجہ) و (جوزہ) (اردو) لائق سزاوار۔

(۱۴۳۵) **ازدر تو کردن سر** (استعمال) سر از در بیرون کردہ دیدن۔ صاحب سرگذشت ذکر این کردہ است: آقا مسعود سرش را از در تو کردہ گفت ای امان وزیر رسید: (اردو) جھانکنا۔ بقول صاحب آصفیہ دروازہ سے منھ نکالکر دیکھنا۔

(۱) **از در در آمدن** (مصدر اصطلاحی) بقول بہار بمعنی از راہ در آمدن و این از جہت رفع ابہام بود۔ از راہہای دیگر غیر موضوع (خواجہ شعیب وزیر شاہ عباس ص) چنانکہ از در در آمد اہل ماتم را سیہ بختی: فغان از بلبلان برخاست چون سوی چمن رفتم: (ظہوری در قسمیہ ص) بہ برخوردن دوستان در نظر: بیاری کہ غافل در آید ز در: (والہ ہروی ص واعظ سحری از در میخانہ در آمد: سر کرد سخنہا کہ کند ہرزہ درائی: و فرماید کہ بعضی از محققین برانند کہ بمعنی اندرون در آمدن باشد پس مؤلف را با رای آخر الذکر اتفاق است و بخیال ما

از سند اول الذکر۔

(۲) از و رو رآمدن سیہ بختی | اصطلاح خاص است وکنایہ باشد از برگشتن طالع (اردو) (۱) ادبار آنا۔ (۲) قسمت الٹنا۔ بقول آصفیہ۔ بداقبالی کا سامنا ہونا۔ شامت آنا۔

از و ردر آوردن | (استعمال) بقول بہار از ادا منش (سہ) کسیکہ دست خیالم بدامن زرسیدہ بہ بین چگونہ درآورد نحتش از در من ہ مؤلف گوید کہ ازین سند ظاہر میشود کہ بمعنی بی طلب وسعی دور آوردن باقر کاشی آوردن وبہم رسانیدن باشد (اردو) گھر بیٹھے ملجانا کا متعدی۔ مثلاً خوش قسمتی نے زید سے گھر بیٹھے ملادیا

از و زکن | بقول صاحب جہانگیری کہ در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ثر ندو پازند آوردہ۔ با قول وثانی مفتوح وزای ثانی مکسور بزر را گویند و حالا در روزمرۂ معاصرین عجم متروک است وماخذ این ہیچ متحقق نشد (اردو) بکرا۔ مذکر۔

از دست | بقول برہان وجامع بروزن بدست (۱) بمعنی زیر دست ومطیع ومحکوم۔ وبقول صاحب بحر عجم (۲) برابر وہم چشم نیز۔ صاحب جہانگیری ذکر معنی اول کردہ از شیخ فرید عطار سند دہد (سہ) شہریار از دست تو بسیار ہست ہ ہیچ گلخن تاب را این کار ہست وسندی دیگر از حکیم سنائی ہم آوردہ کہ بذیل می آید خان آرزو در سراج بذکر معنی اول سند سنائی از جہانگیری نقل کند (سہ) منکہ از دست انیم وآنم ہ من کنون دست راست سلطانم ہ وفرماید کہ این خطاست وصحیح (دردست) است بہ دال مہملہ ومراد آنست کہ منکہ در دست این وآنم یعنی محکوم این وآنم وباختیار این وآنم گو در دست راست سلطانم ودست راست سلطان بسبب گرفتن بیعت در دست این وآن افتد واین معنی نہایت خوب وآنچہ جہانگیری

نوشتہ بی حاصل بلکہ خطاست (انتہی) بہار بذکر ہر دو معنی برای معنی دوم از محسن تاثیر سند آوردہ (ع) با رقیب کمتر ز انگشت زائدی نیست ؛ ہمدست ما ست اما از دست ما نبا شد ؛ صاحب بحر عجم ہم برای معنی دوم از ہمین شعر استناد کردہ بخیال ما معنی اول درین شعر زیادہ چسپان است خصوصاً بوجہ تشبیہ انگشت زائد با رقیب۔ یعنی انگشت زائد اگرچہ ہمدست است ولیکن مثل دیگر انگشتان محکوم نیست۔ آنچہ خان آرزو باصلاح در شعر سنائی معنی نہایت خوب پیدا کند خلاف طرز ما ست کہ از خوبی پیدا کردہ او ذوقی نداریم (اردو) (۱) محکوم۔ بقول آصفیہ (عربی) ماتحت۔ زیر حکم۔ تابع (۲) ہم چشم۔ بقول آصفیہ (فارسی) برابر والا۔ ہم رتبہ۔ ہمجولی۔

(۱۲۱۳) **از دستار گذشتن** | (استعمال) بمعنی پروای دستار نکردن است و این در حقیقت در تعمیم از سر چیزی گذشتن) داخل است (صائب ع) از سر گذشتہ اند کریمان این زمان ؛ کو سر گذشتہ کہ ز دستار بگذرد ؛ (اردو) پگڑی کی پروا نہ کرنا۔

(۱۲۱۴) **از دست افتادن بر فلک** | (استعمال) بمدد کسی بر فلک رسیدن باشد (انوری ع) تا ابد جرم دخان بارندہ گردد چون سحاب ؛ گر بیفتد بر فلک از دست تو یک فتحیاب ؛ (اردو) کسی کی مدد سے آسمان پر پہنچ جانا۔

(۱۲۱۵) **از دست بدر افتادن** | (مصدر اصطلاحی) بمعنی بیرون از اختیار شدن و بیخود شدن۔ (ظہوری ع) خود رابا داگم کنم بر پی غلط تا کی روم ؛ از دست می افتم بدر در مغز جان کیستی ؛ (اردو) ہاتھ سے جاتا رہنا۔ بقول صاحب آصفیہ قابو سے نکل جانا۔ قابو مین نہ رہنا بس مین نہ رہنا قبض و تصرف سے باہر ہو جانا۔ خود رفتہ ہو جانا۔ آپے مین نہ رہنا۔ بے خود بے اختیار

ہونا - دیکھو از چنگ جستن -

از دست برآمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و انند - از دست ممکن بودن و میسر شدن (شیخ شیراز ره) گرت از دست برآید دہنی شیرین کن * مردی آن نیست که مشتی بزنی بر دہنی * (اردو) ہاتھ سے ہوسکنا۔

از دست برآوردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب مؤید بحوالہ قنیه و رای معنی ترکیبی بمعنی کشتن - دیگر کسی از محققین ذکر این نکرده و نه سندے پیش شده و نه معنی لفظی برای کنایه تعلقی دارد - مشتاق سند باشیم (اردو) مار ڈالنا -

از دست برخاستن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار و انند مرادف (از دست برآمدن) که گذشت (سعدی ره) اگر از دست برخیزد که با دلدار بنشینم * ز جام خضری نوشم ز باغ عمر گل چینم * (اردو) دیکھو از دست برآمدن -

از دست بردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم و بہار عجم و انند کنایه از بیخود کردن (خواجه شیراز ره) مرا می دگر باره از دست برد * بمن باز نمود می دست برد * (اردو) بیخود کرنا -

از دست برگرفتن (مصدر اصطلاحی) بقول هفت صاحبان بحر و سراج و ناصری و بہار و انند و رشیدی و جہانگیری و برہان کنایه باشد از نیست و نابود گردانیدن (ظہیر فاریابی ره) بخشم گفتی زود ت ز دست برگیرم * چگونه است که بدست و دست و بتوانی * (اردو) نیست و نابود کرنا - مٹانا -

از دست برون بردن (مصدر اصطلاحی) کنایه باشد از بیخود کردن (حافظ شیراز ره) پرده مطربم از دست برون خواهد برد * آه از آنکه در آن پرده نباشد یارم * صاحب انند ہمین سند را بر (از دست بیرون بردن) آورده که می آید (اردو) بیخود کرنا -

(۱۱۲۵)

از دست برون شدن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از۔ در قبضۂ اختیار نماندن (انوری ۵) پای من بندہ چون زجای برفت۔ کارم از دست من برون شدہ گیر۔ (اردو) ہاتھ سے جاتا رہنا۔ دیکھو از چنگ جستن۔

از دست بیرون بردن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار و آنند کنایہ باشد از ہجو کردن۔ سند بہار ہمان شعر حافظ شیراز است کہ برلا (از دست برون بردن) گذشت (اردو) ہجو کرنا۔

از دست بیرون کردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار معروف مؤلف گوید کہ معنی لفظی ہے از قبضۂ اختیار بیرون کردن سندی پیش نشد (اردو) ہاتھ سے دینا۔ بقول آصفیہ چھوڑنا ترک کرنا۔ قبضہ چھوڑنا۔ جانے دینا۔

از دست پزا (اصطلاح) بقول بحر عجم و رشیدی نانیکہ خمیر آن نرسیدہ باشد۔ خان آرزو در سراج گوید کہ بفتح بای پارسی و زای معجمہ بالف کشیدہ نان فطیری و آنرا (از دست نزا) نیز گویند و آن مبدل از دست۔ فرماید کہ اغلب کہ ماخوذ باشد از پزیدن بمعنی پختن یعنی نانیکہ از دست پختہ شود و بر تابہ و آتش بدست پزند و بہ تنور نہ بندند چرا کہ نان فطیری در تنور بسیار کرخت و ضایع میشود بخلاف نان خمیر کہ در تنور بندند و بگرمی آتش پختہ گردد و احتیاجی کہ در پختن نان فطیری بر آتش و تابہ بدست افتند در نان خمیر کہ بتنور بندند نیست (انتہی) صاحب برہان گوید کہ نان فطیر را گویند کہ خمیر آن نرسیدہ باشد۔ صاحب جامع فرماید کہ نان فطیر است کہ خمیرش خام و نارس باشد صاحب جہانگیری بر نان فطیر قانع۔ بخیال ما آنچہ خان آرزو نسبت وجہ تسمیہ این صراحت کردہ است درست است (اردو) چپاتی۔ وہ روٹی جو خمیری نہو اور ہاتھ سے پکائی جائے (مؤنث)

از دست جستن (مصدر اصطلاحی) بقول

صاحب شمس و رشیدی کنایه باشد از مردن شدے
پیش نشد مخفی مباد که (از دست دهر جستن) به همین
معنی می آید و عجبی نیست که (از دست جستن)
مخفف آن باشد ورنه معنی حقیقی آن هیچ تعلق
با کنایه ندارد (اردو) مرنا -

(۱) **از دست دادن** (مصدر اصطلاحی)
بقول بهار مرادف (از دست بیرون کردن)
که گذشت و از معنی هر دو ساکت و برمعروف
قانع - **مؤلف** گوید که معنی از دست گذاشتن
و از قبضه اختیار گذاشتن باشد بخیال ما این را
به تعمیم معانیش ....

(۲) **از دست دادن چیزی** | قائم
کردن اسب و هم برین قیاس است (از
کف دادن چیزی) که بجای خودش می آید
و از همین مصدر عام است ....

(۳) **از دست دادن دامن** | (۳) بمعنی
(۴) **از دست دادن عنان** | گذاشتن
که مردن و از عالم رفتن باشد - صاحبان مؤید

دامن و (۴) بمعنی بی اختیار شدن صراحت کامل
این بر (دامن) و (عنان) می آید (صائب
ـه) ساده لوحانی که در رو خود بدرمان داده اند
دامن یوسف ز دست از مکر اخوان داده اند
(عرفی ـه) پیش عرفی مده از دست عنان
کین صیاد نه خویش را ابله نمود است ولی ابله
نیست ﴿ (اردو) (۱ و ۲) ہاتھ سے دینا -
(۳) دامن ہاتھ سے دینا - (۴) بے اختیار ہونا

از دست در رفتن (مصدر اصطلاحی)
بمعنی خارج شدن از قبضه و با ختیار نماندن -
صاحب سرگذشت خان لنکران استعمال این
کرده "اسپ از دستم در رفت و گریخت"
(اردو) چھوٹ جانا - ہاتھ سے نکل جانا -

از دستِ دهر جَستن (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحبان بحر و جامع و سراج و هفت
و جهانگیری و بهار و برهان بمعنی از خر افتادن

(الہم)

وشمس ذکر (از دست و ہر جستن) ہمین معنی کرده اند که ماضی مطلق ہمین مصدر باشد مؤلف گوید که این کنایه باشد و (جستن) را باید که بفتح جیم عربی خوانیم (اردو) مرنا۔

از دست رفتن

(مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان رشیدی و سراج و جہانگیری و ہفت و برہان (۱) کنایه از بیخودی و بی اختیاری و اضطراب کردن۔ بہار و سروری بر بیخود شدن قانع (ملا محمد سعید اشرف ماژندرانی سے) ز راه شوق گشتندی چو سرمست ؛ ز جام اولین رفتندی از دست و صاحب ناصری بذیل (از پا کار شدن) ذکر اینہم کرده و از استادی سند آورده (سے) از یک نگہت ز دست رفتم ؛ رفتم ز جہان و دست رفتم ؛ مؤلف گوید که بخیال ما اینرا (از دست رفتن کسی) قائم کردن اولی است (که از دست رفتن چیزی) ہم می آید و صاحب بحر (۲) بمعنی فوت شدن و خود او بر (فوت شدن) نوشته که بمعنی مردن و از دست رفتن چیزی و کاری است بخیال ما مقصودش درینجا از مردن نباشد پس در رای مؤلف معنی دوم متعلق است از (از دست رفتن چیزی) که می آید (اردو) (۱) بیخود ہونا (۲) دیکھو (از دست رفتن چیزی)

از دست رفتنِ چیزی

(مصدر اصطلاحی) بمعنی از قبضهٔ اختیار رفتن چیزی است چنانکه صائب گوید (سے) بر ہر چه آستین فشانی رود ز دست ؛ بر ہر چه پشت پا زنی دستگیر تست و از ہمین مصدر است (از دست رفتن کار) و امثال آن که بجایش می آید (اردو) ہاتھ سے جاتا رہنا۔ دیکھو از چنگ جستن۔

از دست رفتنِ کار

(مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم کنایه باشد از فوت شدن مطلب (ظہوری سے) از دست رفته کار بمجال تلاش نیست ؛ پا چون کنیم بند که از سر فتاده ایم (صائب سے) دستم ز کار رو کار من از دست رفته است

تا بہلہ دست درکمریار کردہ است ؛ (اردو) ہاتھ سے بات جاتی رہنا (ظفر ع) راز خلوت تم نہ جلوت مین بیان کرنا ظفر ؛ ہاتھ سے جاتی رہیگی بات ہاتھ آئی ہوئی ؛

از دست رفتنِ کسی (مصدر اصطلاحی) ہمان (از دست رفتن) است کہ ذکرش گذشت و ما شانِ روہ این مصدر آنجا کردہ ایم (اردو) دیکھو از دست رفتن

(۱) **از دست شدن** (مصدر اصطلاحی) بقول برہان و جامع و ہفت بمعنی از دست رفتن است کہ کنایہ از بیخودی و بی اختیاری و اضطراب کردن باشد۔ صاحبان بحر عجم و رشیدی و سروری و سراج ہم این را مرادف (از دست رفتن) گویند۔ بہار از انوری سندی آوردہ (ع) از دست مشو زسقطۂ من ؛ پای تو اگرچہ درمیانست ؛ صاحب ناصری ذکر این ذیل (از پر کار افتادن) کردہ و سندی آوردہ (شریف غیاث ع) چون نامہ ات رسید بدستم شدم ز دست ؛ در بیخودی مگر شرابش نوشتۂ ؛ صاحب مؤید (از دست شد) را کہ ماضی مطلق ہمین مصدر است ذکر کردہ ، مؤلف گوید کہ این در حقیقت (از دست شدن کسی) است و ----------

(۲) **از دست شدنِ چیزی** کنایہ باشد از (رفتن چیزی از قبضۂ اختیار) چنانکہ وقت از دست شد و کار از دست شد۔ و موقع از دست شد (اردو) (۱) بیخود ہونا۔ (۲) ہاتھ سے جاتی رہنا۔ جیسے بات ہاتھ سے جاتی رہی سو دیکھو (از دست رفتن چیزی)

از دست عنان دادن (مصدر اصطلاحی) بمعنی بی اختیار شدن۔ این ہمان است کہ ذکر اجمالی این بر (از دست دادن عنان) گذشت و سندی ہم از عرفی و بیان کامل این بذیل لغات (عنان) می آید (ظہوری ع) حملۂ دلہا برہ عشق تو در پیش و پس اند ؛ پیش پیش ہمہ از دست عنان دادہ ما ؛ (اردو) بے اختیار ہونا۔

از دست فرا بقول برہان و بحر و رشیدی و ہفت و جہانگیری و سروری و جامع ہمان (از دست پرا) است کہ گذشت باید کہ فا را مفتوح گیریم۔ فارسیان بقاعدۂ خود بای فارسی را بہ فا بدل کنند چون (سپید) و (سفید) صراحت با خذ (بر از دست پرا) گذشت (اردو) دیکھو (از دست پرا)

از دست کسی رفتن (مصدر اصطلاحی) از قبضۂ اختیار کسی رفتن است (ظہوری ؎) رمید نہا چہ مفت از دست من رفت ٭ بہر بیگانہ آشنائیست ٭ مخفی مباد کہ این مراوف (از دست رفتن چیزی) است کہ بجایش مذکور شد (اردو) دیکھو (از دست رفتن چیزی)

از دست کسی عنان برگرفتن (مصدر اصطلاحی) او را بی اختیار کردن است چنان کہ (ظہوری گوید ؎) تا در رکاب رخش طلب پا نہادہ ایم ٭ از دست اختیار عنان برگرفتہ ایم ٭ (اردو) کسی کو بے اختیار کرنا۔ کسی کے ہاتھ سے اختیار لے لینا۔ اختیار سلب کر دینا۔

از دست کشیدن (استعمال) بقول بہار معروف و سندی پیش نشد مؤلف گوید کہ (۱) (از دست کشیدن چیز یا کسی را) بمعنی کشیدن آن چیز یا کس را بسوی خود باشد و (۲) (از دست کسی کشیدن چیزی) بمعنی حاصل کردن آن از قبضۂ کسی (اردو) (۱) کسی چیز یا کسی شخص کو اپنی جانب کھینچنا (۲) کسی شخص کے ہاتھ سے کوئی چیز لے لینا۔

(۱) **از دست گذاردن** (مصادر اصطلاحی)
(۲) **از دست گذاشتن** (۲) بقول صاحب بحر عجم و اگذاشتن و دست برداشتن مؤلف گوید کہ (۱) ہم مرادفش باشد (عرفی ؎) گر درمانِ درد از دست دل بگذارد و راحت من ٭ کہ امین راحتی زین درد روز افزون نمی خیزد ٭ (اردو) چھوڑ دینا۔ دست بردار ہونا۔

از دستِ گرسنہ چہ خیزد (مثل) صاحب

خزینۃ الامثال ذکر این کرده است و این مثل بذیل (از پای بسته چه سیر) گذشت و مرادف است (اردو) دیکھو (از پای بسته چه سیر)

از دست گرفتن (استعمال) بہار ذکر این کرده بر (معروف) قانع و سندی پیش نکرد مؤلف گوید که (۱) (از دست کسی گرفتن) چیزی را از قبضه او حاصل کردن و (۲) (از دست گرفتن چیزی را) برداشتن چیزی بواسطۂ دست باشد (اردو) (۱) کسی کے ہاتھ یا قبضہ سے لینا۔ حاصل کرنا (۲) کسی چیز کو ہاتھ سے اٹھانا۔

از دست مگذار (اصطلاح) بقول صاحب مؤید۔ ای ضائع مگذار۔ صاحبان انند و شمس و ہفت نقل این کرده اند مؤلف گوید که مصدر این (از دست گذاشتن) است که گذشت و این امر است از ان معنی و امگذار و از دست مده معنی بیان کردۂ صاحبان تحقیق را سندی باید۔ (اردو) چھوڑ۔ ہاتھ سے نہ دے۔

از دست ہشته شدن (استعمال) بقول بہار معروف مؤلف گوید که ہشتن بقول صاحب بحر عجم بالکسر بمعنی فرو گذاشتن و رہا کردن و آویختن است پس از دست ہشته شدن بمعنی از دست گذاشته شدن و رہا کرده شدن و آویخته شدن مجہول باشد۔ این چیزی نبود قابل بیان از ینکه بہار را نیز انوشت تا تکمیلش کرده ایم (اردو) چھوڑا جانا۔ رہا کیا جانا۔ لٹکایا جانا۔

از دستِ ہم ربودنِ چیزی (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و وارسته نہایت عزیز بودنش (صائب ؎) بپاک چشمی من شبنمی ندارد باغ ٭ ز دست ہم بربایند گلعذارانم

مؤلف گوید که چیز مطبوع و مرغوب و عزیز را یکی از دست دیگری می برد پس معنی بیان کردۂ محققین بالا کنایه باشد (اردو) کسی چیز کا نہایت عزیز ہونا۔ مرغوب و مطبوع ہونا۔

ازدف بقول صاحبان برہان و جامع و (دری و پہلوی) بکسر اول و فتح ثالث و سکون فا۔ میوہ ایست سرخ رنگ و صحرائی کہ آنرا بعربی زعرور خوانند و بفتح اول گفتہ اند۔ صاحب سروری بذکر این گوید کہ این را (کوژ) ہم نام است۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ علف شتر را ہم گویند۔ صاحب محیط بر زعرور نوشتہ کہ این را بعربی ذو ثلثة حبات و شجر الدب خوانند نوعی است از فواکہ و گویند قسمی است از آلو یا از غبیرا و صحیح آنست کہ سیب صحرائی است و نامش بفارسی (دولہ) و (کیل) و (کالنج) و بشیرازی (لیلک) و باصفہانی (گوجک) و این سرخ آنست و زرد آنرا (شرزوک) و بہ ترکی (ایمشان) و در تنکابن (کرجیل) و بہ یونانی (اصراقلونس) سرد در آخر دوم و خشک در اول و بعضی بالعکس گفتہ اند و آن اشبہ باد ویہ و کمتر باغذیہ۔ قاطع صفرا و مسکن حدت خون و منافع بسیار دارد۔ و برا کو نہ بزای عربی فرمودہ کہ اسم فارسی زعرور سرخ است۔ صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرہنگ فرماید کہ (ازدف) لغت زبان فارسی است و بعضی از معاصرین گویند کہ لغت دری است و ما خذ این ہیچ متحقق نشد۔ (اردو) جنگلی سیب۔ مذکر۔

(۱۸۹۷) **ازدل بدر افتادن راز** (مصدر اصطلاحی) بمعنی افشای راز شدن (ظہوری ؎) ترسم کہ رازہا ہمہ از دل بدر فتد ٭ رسوا شوم گر آہ نہانی برآورم ٭ (اردو) راز فاش ہونا

ازدل برآوردن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار فراموش کردن مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد (حسن بیگ رفیع ؎) از آن زمان کہ تو ما را از دل برآوردی ٭ مسافریم بہر خاطری کہ می گذریم ٭ (اردو) بھول جانا فراموش کرنا۔

(۱۸۷)

از دل بردن (مصدر اصطلاحی) بیرون از دل کردن است چنانکہ صائب گوید (ع) چون وہد پیغام تسکین بیقرار بوسہ را بہ حرف صوت از دل بر دکی خار خار بوسہ را ۔(اردو) دل سے نکالنا۔ دل سے مٹانا۔

از دل برود ہر انچہ از دیدہ برفت (مثل) صاحبان خزینہ و محبوب الامثال و امثال فارسی و حسن و بہار ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را باظہار خوبی (حضوری) می زنند و این مصداق (سگ حضور بہ از برادر دور) است وہمین مثل بہ تقدیم و تاخیر و تبدیل الفاظ (ہر کہ از دیدہ دور از دل دور) ہم ہست مقصود اینست کہ کامیاب کسی است کہ از دیدہ یار یا حاکم غود دور نشود و ما در حضور باشد (اردو) بقول صاحب محبوب الامثال ؎ بہائی دور پڑوسی نیڑے ؎ آنکھ اوجہل پہاڑ اوجہل ؎

از دل برون کردن چیزی (مصدر اصطلاحی) بمعنی در دل نداشتن و از دل بر آوردن خالی کردن دل از ان باشد چنانکہ ؎ از دل برون کردن خیال و غم و آرزو و ہوس ؎ و امثال آن (ظہوری ع) برون کردہ ام صد تمنا ز دل ؛ کہ یک حسرتش را در آوردہ ام ؛ (اردو) دل سے نکال دینا۔ دل سے دور کرنا

از دل رخت بدر انداختن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از خیالات دل بیرون کردن ؛ (ظہوری ع) کارہا از پیش بینی این چنین افتادہ پس ؛ رخت دل انداختیم از دل بدر بر ما مگیر ؛ (اردو) خیالات دل سے نکالدینا۔

از دل رفتن چیزی (مصدر اصطلاحی) بمعنی از دل بیرون شدن آن و در دل باقی نماندنش چنانکہ آرزو از دل رفتن و حسرت دل رفتن و خیال از دل رفتن و امثال آن

(عرفی ؎) گر بمیرم منما چہرہ بمن روز وصال ؛ حسرت روی توصیف است کہ از دل برود ؛ (اردو) دل سے نکل جانا - دل مین باقی نہ رہنا -

(۱۲۵۲۱) **از دل شستن چیزی** (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از (از دل دور کردن و در دل باقی نداشتن) چنانکہ مہر و محبت از دل شستن و آرزو و ہوس از دل شستن (ظہوری ؎) از بہر دوستکامی خصمان خویشتن ؛ مہر و محبت از دل احباب شستہ ایم ؛ (اردو) دل سے نکالدینا -

از دل کشیدن (مصدر اصطلاحی) صاحب انند ذکر این کردہ و از معنی ساکت و از صائب سند و ہد (؎) داغم کہ بیقراری این درد جان گداز ؛ حرف شکایت از دل بیتاب می کشد ؛ مؤلف گوید کہ این سند متعلق از (حرف کشیدن) است کہ بجای خودش آید نہ (از دل کشیدن) تسامح صاحب انندست کہ این مصدر را باستناد این شعر قائم کرد ؛ (اردو) دیکھو (حرف کشیدن)

از دل ماندن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند آزردہ شدن (خواجوی کرمانی ؎) دل چو ریش دید جانرا در رباخت ؛ خاطر خواجو ازین از دل بماند ؛ (اردو) آزردہ ہونا -

(۱۲۵۲۲) **از دل نہادن کسی را** (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از بیرون کردن از دل (انوری ؎) برگوش نہادہ سر زلف ؛ از گوشہ دل نہاد مارا ؛ یعنی بیرون نہاد و بیرون کرد (اردو) دل سے نکالدینا -

(۱) **از دلّ چرک دنیا آمدن** (مصادر اصطلاحی) بہار ذکر (۲) کردہ فرماید کہ گویند

(۲) **از دلّ دولت یافتن** ہر کرا دلّ شود دولت باو روی آورد (محسن تاثیر ؎) ضرری نیست کہ سودی ز پیش گل نہ کند ؛ دلّ غنچہ بدنبال زر گل دارد ؛ و سندی دیگر از سعید اشرف ہم آوردہ کہ بذیل می آید صاحب انند نقل نگار بہار است و وارستہ (از دلّ

دولت آمدن) را قائم کرده و بذکر سند بالا سندی دیگر از سعید اشرف هم آورده (۵)
زر بخش راحت گیتی مهیا ٭ چنان کز دنبل آید چرک دنیا ٭ و فرماید که (چرک دنیا) کنایه از
دولت دنیوی است و صاحب بحر عجم نقل وارسته برداشت - مؤلف عرض کند که
(دمّل) بالضم و به تشدید میم مفتوح - لغت عرب است بقول صاحب منتخب نوعی از
ریشها که بر تن آدمی برآید (انتهی) پس ازین هر دو سند که بالا مذکور شد مصدر (از دمّل دولت و
یافتن) حاصل نمی شود و نمی دانیم که بهار و آنند بچه اصول این مصدر را ازین اسناد پیدا کرده
اند البته ازین سند مقوله (دمّل بدنبال زر دارد) پیدا می شود که بجایش قائم کنیم آنچه وارسته
و صاحب بحر عجم از سند دوم مصدر (از دنبل دولت آمدن) قائم کرده اند - هم درست نباشد
که الفاظ شعر این مصدر را پیدا نمی کند البتّه (از دمّل چرک دنیا آمدن) حاصل می شود و (چرک
دنیا در محاورهٔ عجم بمعنی دولت دنیا آمده که بجایش می آید ازینجاست که (ما مصدر اصطلاحی)
آخر الذّکر را در عنوان این بحث قائم کرده ایم - و آنچه وارسته و بهار (دمّل) را (دنبل) نوشته اند
سندش درکار است که محققین پابند لغات فرس این را ترک کرده اند و محققین لغت عرب
(دمّل) را ذکر کرده اند چنانکه بالا مذکور شد - پس تصرف فارسیان در املا ثابت کردن بر ذمه
وارسته و بحر عجم باشد و سند آخر الذّکر که دران کتابت (دنبل) به نون و بای موحده است بکار
شان نمی خورد که استعمال لفظ صحیح هم وزن شعر را نقصانی نمی دهد - بالجمله (از دمّل چرک دنیا
آمدن) بمعنی دولتمند شدن کسی است که او را دمّل عارض شود (اردو) صاحب آصفیه
نے (دنبل) کا ذکر کیا ہے - فرماتے ہیں کہ فارسی زبان کا لفظ ہے (ہمکو اس سے اختلاف ہے

بلکہ دوّل۔ عربی ہے) بھوڑا۔ ولدار بھوڑا۔ پس فارسی مصدر کا ترجمہ (دوّل کے مرض سے دولتمند ہونا ہے۔

ازدمی | بقول برہان بروزن ہمدمی جانوریست غیر معلوم و فرماید کہ بارای قرشت ہم گفتہ اند۔ وبقول صاحب ہفت نام جانوری است وصاحب انند بہ نقل عبارت برہان گوید کہ لغت فارسی است صاحب سروری ہمزبان ہفت و فرماید کہ در مؤید بہ رای مہملہ آمدہ وما در نسخہ مطبوعہ مؤید (اردمی) رانیافتیم وبعوض آن (اردی) بفتح اول وسوم بمعنی جانوری وبحوالہ صراح نوشتہ کہ بمعنی مادہ بزکوہی ودر نسخہ دیگر کہ قلمی است (اردہی) نوشتہ بمعنی جانوری حیف است از محققین کہ ترک این لغت تفوق داشت براین قسم تحقیق کہ من حیث اللفظ والمعنی۔ مجہول است وبس۔

ازدن | بقول صاحب برہان بفتح اول وثانی وسکون نون (۱) بمعنی زنگ گردان باشد و (۲) بمعنی خلانیدن سوزن وبقول صاحب بحر مخفف آزدن کہ در ممدودہ گذشت سالم التصریف۔ یعنی بعد از حذف نون مصدر بنای ماضی او در مشتقات سالم باشد و تبدیل وحذف در حروف اصلی آن راہ نیابد پس درین صورت غیر ماضی ومستقبل و اسم مفعول نخواہد بود وصیغہای غیر سالم آن کہ مضارع وحال واسم فاعل وامر ونہی است در استعمال اہل لسان نیامدہ (انتہی) خان آرزو در سراج فرماید کہ بجمیع معانی مخفف آزدن بالمد باشد وہم برین قیاس (ازدہ) صاحب موارد کہ ہم محقق مصادر است این را بدو معنی بالا ذکر کردہ وصاحبان جامع وہفت وانند ہمزبانش وصاحب مؤید

فرماید کہ ہمان (آزدن) بمدودہ بمعنی ازخم۔ مرکب است مؤلف گوید کہ طرز بیانش اگرچہ
ابہام دارد ولیکن ما بہ تحقیق ماخذ از مددی یافتہ ایم مقصودش جز این نباشد کہ (ازدن)
مرکب است از کلمۂ (از) و (دن) و دَن بقول برہان بمعنی خُم سرکہ و شراب و روغن و
امثال آن باشد فرماید کہ بدین معنی لغت عرب است۔ صاحب منتخب فرماید کہ دَنّ بالفتح
وتشدید نون خُم و بحوالۂ صاحب قاموس نویسد کہ خم درازکہ بر زمین نتواند ایستاد تا آنکہ زمین را
گو نکنند پس (ازدن) بمعنی حقیقی (ازخم) باشد چنانکہ صاحب مؤید گفتہ۔ اندرین صورت (دن)
را درین لغت علامت مصدر نتوان گرفت و معنی مصدری پیدا نشود و بدون علامت مصدر
از ینجاست کہ ما اشارۂ صاحب مؤید را مفید و ماخذ نہ گیریم۔ بخیال ما این مرکب است از
(اج) کہ بمعنی کدوی سرکہ یا عسل گذشت و بمعنی مطلق کد وہم آمدہ کہ فارسیان کار خُم از و
گیرند یعنی عسل یا سرکہ یا شراب یا رنگ را در ان اندازند و (دن) علامت مصدر
پس (اجدن) بمعنی خم کردن و در خم انداختن باشد و کنایہ از رنگ کردن و ہمین است
اصل این مصدر بمعنی اول و معنی دوم مجاز آن کہ در خلانیدن سوزن ہم بر جلد رنگ
نیلگون کنند۔ فارسیان بقاعدۂ نحو جیم عربی را بہ زای ہوز بدل کردند ہمچو (اچوجہ) و
(اچوزہ) نتیجہ این ہمہ تحقیق آنست کہ (ازدن) بہ مقصورہ است و (آزدن) بمدودہ
نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی کہ مقصورہ را بہ ممدودہ بدل کردند پس نتوان گفت کہ (ازدن)
مخفف (آزدن) است چنانکہ بعض محققین ذکرش کردہ اند (اردو) دیکھو آزدن۔

ازو نیلِ دولت آمدن	مصدر	اصطلاحی) وارستہ و صاحب بحر ذکر این کردہ

ما بحث این بلا از دل چرک دنیا آمدن) کرده ایم ضرورت اعادۂ آن درینجا نباشد (اردو) دیکھو (از دل چرک دنیا آمدن)

از دنیا گذشتن (مصدر اصطلاحی) صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر اسم مفعول این (از دنیا گذشتہ) کرده است بمعنی ترک دنیا کرده پس معنی مصدری (۱) ترک دنیا کردن باشد و بہ تحقیق ما (۲) مردن (اردو) (۱) دنیا ترک کرنا۔ ترک دنیا کرنا (۲) مرنا۔ دنیا سے گزر جانا۔

ازدو بقول برہان و ہفت و انند و جامع بضم اول و ثالث و سکون ثانی و واو (۱) صمغ درخت ارجن باشد کہ درخت بادام کوہی است و ازان حلوا پزند و (۲) مطلق صمغ را نیز گفتہ اند۔ صاحب مؤید بر معنی اول قانع۔ صاحب سروری گوید کہ صمغی را گویند کہ حلوا ازان پزند و آنچہ بصحت اقرب است مطلق صموغ را (ازدو) گویند۔ صاحب مؤید ذکر این بذیل لغات فارسی کرده و صاحب انند صراحت فرموده کہ فارسی است صاحب محیط فرماید کہ (ازدو) اسم صمغ است و بر صمغ آورده کہ اسم عربی است و عرق الشجر ہم نامند و بیونانی (قومیا) و بہ رومی (رونیون) و بہ فارسی (ژو) و (شلم) و (کوج) و شیرازی (ازدو) و بہندی (گوند) گویند۔ رطوبتی است کہ از تنۂ بعض درخت ہا سیلان کند و بران منجمد و خشک گردد و مراد از مطلق صمغ رطوبت درخت مغیلان است و طبیعت کل صموغ حار و یابس و گویند طبع ہر واحد از صموغ طبع شجری است کہ آنرا ازان اخذ کنند و آن قابض۔ مغری مع تخفیف و تقویت است مؤلف گوید کہ این مرکب است از کلمہ (از) و (دو) و دو لغت عرب است بقول صاحب منتخب بالفتح و تشدید واو بمعنی بیابان

پس (اردو) بترکیب فارسی بمعنی چیزی که از بیابان است کنایه از مطلق صمغ و معنی اوّل مجاز آن (اردو) (۱) درخت بادام کوہی کا گوند جس سے اہل فارس حلوا پکاتے ہین (۲) گوند - مذکر - بقول صاحب آصفیہ ایک قسم کا چیپدار مادّہ جو درختون سے نکلتا ہے جسکو فارسی مین (کوج) (ازدی) وغیرہ کہتے ہین -

(۱۱۴۸۵)

ازدوپای نشستن (مصدر اصطلاحی) کنایه باشد از مؤدب نشستن (انوری ؎) حواس ظاہر و باطن که میهمان دلند ٭ یکی زجملهٔ ہر دو گروه بتواند ٭ که پیش خدمت او از دوپای بنشیند ٭ زدل برآرد و برجای جانش بنشاند ٭ (اردو) دو زانو بیٹھنا - مؤدب بیٹھنا

(۱۱۴۸۶)

ازدوتای دیگراست (مقوله) معاصرین عجم این را بمعنی (از دو چیز دیگر است) استعمال کنند - صاحب رہنما بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار ذکر این کرده (اردو) دوسرے دو تین سے ہے -

(الف) ازدوتیره (اصطلاح) بقول صاحب شمس بمعنی ابرسیاه و بخارات سیاه مؤلف گوید که مقصودش جز این نباشد که فارسیان (دوتیره) ابرسیاه و بخارات سیاه را گویند که ہردو تیره باشد و معنی (از دوتیره) از ابرسیاه و بخارات سیاه - بخیال مؤلف ذکر این بر (دوتیره) اولی بودنه با کلمهٔ (از) دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد - صاحب مؤید که

(ب) ازدودتیره کرده فرماید که ای از ابرسیه و بخارآن - پس دودتیره کنایه باشد از ابر و دیگر ہیچ - عجبی نیست که کاتب شمس در لفظ و معنی تصرف کرده (ب) را (الف) کرد - والله اعلم - بخیال ما ذکر این بر (دودتیره) تفوق داشت (اردو) (الف) کالی گھٹا اور کالی بخارات سے (ب) کالی گھٹا سے -

ازدودن بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالفتح وضم دال ثانی لغت فارسی است بمعنی (زدودن) وصاف نمودن۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد ونہ سندے پیش شد۔ مؤلف گوید کہ در حاشیۂ لفظ تسامح کردہ است کہ بالضم دال اول را ثانی نوشت مخفی مباد کہ (زدودن) بکسر اول بمعنی پاک و پاکیزہ کردن وتراشیدن آمدہ کہ می آید (کذا فی بحر عجم) پس جزین نباشد کہ فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی را در اول این زیادہ کردہ اند وبس۔ صراحت ماخذ بر (زدودن) کنیم و درینجا از خیال اجمالی کار گرفتہ ایم (اردو) چھیلنا۔ صاف و پاک کرنا۔

(۱) **ازدو ربوسہ دادن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم نہایت ادب و تعظیم کردن مرادف ازدور بوسہ زدن و۔ ------

(۲) **ازدور بوسہ زدن** بقول بہار مبالغہ در آداب تعظیم (صائب ؎) عرّت داغ جنون دار کہ فرماندہ عقل ٭ بوسہ ازدور برین مہر ہمایون زدہ است ٭ (محسن تاثیر ؎) دور باش حسن را نازم کہ ماہ و آفتاب ٭ بوسہا از دور بر لبہای بامش میزنند ٭ وارستہ و انند ہم ذکر (۲) کردہ اند مؤلف گوید کہ کسانیکہ مخاطب خود را بسیار ادب ملحوظ دارند سلامش از دور کنند و قریب رفتن را ترک ادب دانند و بدینوجہ کہ طریقۂ سلام اہل عجم بر دست راست خود بوسہ دادن و دست بر سینہ نہادن است (ازدور بوسہ دادن و زدن) کنایہ شد از نہایت ادب و تعظیم کردن (اردو) نہایت ادب اور تعظیم کرنا۔ دکن مین (زمین بوس ہونا) کہتے ہیں اگرچہ اسکے معنی بقول صاحب آصفیہ صرف زمین چومنا۔ اور ملازمت مین حاضر ہوکر آداب بجالا

ہیں لیکن بدیں وجہ کہ آداب بجا لانے سے۔ زمین بوس ہونے کا درجہ بڑھا ہوا ہے زمین بوس ہونا) سے نہایت ادب اور تعظیم کرنا مراد ہے اور یہ صرف دکن کا محاورہ ہے۔

از دور دست بر آتش می گذارد (مثل) صاحب خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت۔ مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را در حق کسی زنند کہ کمال محتاط باشد۔ مقصود انیست کہ او میخواہد کہ از آتش گرم شود و لیکن احتیاطش اجازت نمی دہد کہ از آتش نزدیک شود مطلب خود از دور حاصل می کند کہ مبادا آتش در لباس نیفتد و اخگری ضرر رساند۔ (اردو) پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہے " یعنی کمال احتیاط سے قدم آگے بڑھاتا ہے۔ صاحب آصفیہ نے (پھونک پھونک کر پاؤں رکھنا۔ پھونک پھونک کر قدم رکھنا) کا ذکر کیا ہے یعنی کمال احتیاط سے چلنا بچ بچ کر کوئی کام کرنا (بحر ۵) یہ چاہیے کہ رکھیں قدم پھونک پھونک کر پۂ چیونٹی بھی اپنے پاؤں کے نیچے نہ پای رنج شد

از دور رسیدہ (اصطلاح) بقول صاحب انند (۱) بمعنی از راہ دور آمدہ (۲) کنایہ از مضمون تازہ و نازک و (۳) بعضی گویند کہ عبارت از مہمان عزیز۔ سندی کہ پیش کردہ است (از راہ دور آمدہ) راست۔ ما معنی اول را کہ حقیقی است تسلیم کنیم و معنی سوم ہم من وجہ۔ اما معنی دوم را طالب سند باشیم (اردو) (۱) دور سے آیا ہوا۔ مسافت بعید سے آیا ہوا (۲) دور کی بات (مؤنث) بقول آصفیہ گہرا خیال۔ سمجھ کی بات۔ باریکی۔ نکتہ۔ (۳) مہمان عزیز۔

از دور زمین بوسیدن (مصدر اصطلاحی) مرادف از دور بوسہ دادن و زدن است کہ گذشت (صائب ۵) آفتاب و مہ ترا

(الرحمٰن)

از دو ورمی بوسد زمین ؛ من کہ این ذرّہ ام تا گرد	سر گردم ترا ؛ (اردو) دیکھو از دور بوسہ دادن

سی

از دوست یک اشارہ وازما بسر دویدن (مثل) صاحبان خزینہ وامثال فا و احسن ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان بر موقع اظہار کمال محبت واطاعت این مثل رازنند (اردو) حکم ہو تو سر سے چلتے آؤن" یہ کہاوت دکن مین مستعمل ہے جو کمال محبت اور اطاعت کے موقع پر کہی جاتی ہے ۔

از دوسندانِ چار دندان (اصطلاح) بقول صاحب مؤید بحوالہ قنیہ از دو ستم کش چار دندان پیشین ۔ فرماید کہ لکن فیہ شکٌ یعنی صاحب مؤید را درین شک است دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و نہ سندی پیش شد مؤلف گوید کہ باید کہ باضافت (سندان) خوانیم یعنی بکسر نون ۔ دوم ولاز چار دندان کنایہ باشد از صف چار دندان کہ در اردو آن را (چوکا) گویند و در دہن انسان زیر و بالا دو صف این چار دندان باشد کہ در چاویدن زیادہ کا کنند ۔ فارسیان این دو صف را بہ دو سندان استعارہ کردہ اند پس (از دو سندان چار دندان) کنایہ باشد از دو صف چار دندان کہ زیر و بالا ست و این اصطلاح عجم است کہ دو صف دندان را (دو سندان چار دندان) گفتند ۔ ضرورت نداشت کہ کلمہٗ (از) را داخل اصطلاح کنیم کہ وجودش تقاضی تکمیل مقصد است مثلاً در تعریف سختی واستحکام دندان گوئیم کہ " او از دو سندانِ چار دندان آہن سخت را می چاود" مراد آن باشد کہ ہر دو صف دندانش بقدر مستحکم وسخت است کہ آہن را نرم کند ومی چاود ۔ پس ما را در صحت این اصطلاح شکی نیست (اردو) دوچوکون سے ۔ مثلاً فلان شخص کے دانت ایسے مضبوط او ر مستحکم ہین کہ دہ دوچوکون

سے لوہا چبا سکتا ہے۔ اور پتھر توڑ سکتا ہے۔

ازدو سنگ آرد می باید (مقولہ) بقول
بہار واند۔ یعنی منظور از باہم سائیدن دو سنگ
آرد است نہ آنکہ عبث باہم بسایند و ضائع شوند
(انتہی) مؤلف گوید کہ این مقولۂ فارسیان است
و بجائی استعمالش کنند کہ چون کسی را بہ بینند کہ وقت
خود ضائع می کند و کار از وقت نہ گیرد یا کاری
می کند کہ نتیجۂ از و نہ برآید و بہمچنین موقع نیز میگویند
کہ ؎ آنچہ از دو دست کاری باید چرا دست بر
دست نشستۂ (اردو) جب کوئی شخص
بیکاری مین اپنا وقت ضائع کرتا ہو تو دکن مین
کہتے ہین ؎ میان ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھنے
سے کیا فائدہ۔ کچھ نہ کچھ کرو۔ صاحب آصفیہ
نے (ہاتھ پر ہاتھ دہر کر بیٹھنا) کا ذکر کیا ہے یعنی
خالی اور بیکار محض رہنا۔ بے شغل رہنا۔ خالی
بیٹھے مکھیان مارنا۔ نیز دکن مین کہتے ہین ؎
وہ چکی کس کام کی جس سے آٹا نہ گرے ؎

ازدو کدبانو خانہ نارفتہ می ماند (مثل)
صاحبان امثال ذکر این نکردہ اند۔ بہار گوید
کہ یعنی تا مدار کار بریکی نباشد انتظام امور ممکن
نیست و بدیہی است کہ چون دو کسی در یک کار
سعی کنند و ہر کدام غرضی دارد کہ نقیض یکدیگر
است البتہ معاملہ برہم می شود۔ مؤلف عرض
کند کہ این نتیجۂ این مثل است کہ بہار بیانش کردہ
بمعنای حقیقی مذمت دو زن یک مرد می کند کہ خود
شان مخل راحت شوی باشد یعنی یک زن از
رفتن خانہ خبری نمیگیرد بدین خیال کہ زن دیگر
بندوبست خواہد کرد و دیگری بہ ہمین قسم خیال
این کار را بر ذمۂ خود نہ گیرد و حاصل این است
کہ خانہ ناصاف می ماند۔ برخلاف یک زن کہ
خود را ذمہ دار ہمۂ کارہای خانہ میداند (اردو)
دو ملاّ مین مرغی حرام ؎ بقول صاحب آصفیہ
دو ہم دعوی اور ہم پیشہ آدمیون مین کام بگڑ جاتا ہے

دکن مین کہتے ہین ؎ دو جورو دن کا موا جہک جہک بیچ را ہوا" یعنی دو بیویون والا مرد ہمیشہ تنگ اور بلی راحت رہتا ہے اور مثل بیچ رہے کے اس کے جسم مین صرف ہڈیان رہجاتی ہین - فارسی مثل کے مقصد کے لحاظ سے قول الف کہاوت ہی زیادہ موزون ہے -

ازدولتِ فلان (استعمال) بقول بہار (۱) ای بدولت فلان مؤلف گوید کہ مقصود بہار جزین نباشد کہ بوجہ کسی و بہ مین کسی (ملا طغرا ؎) شد از دولت عشق در بزمگاه بمن ہمنشین ساقی ہمچو ماہ ؎ صاحب سرگذشت ہم استعمال این کردہ ؎ الحمد للہ از دولت سرشما احوال من کہ ہمیشہ خوبست - حوال شما چہ طور است" بحیال ما (۲) بمعنی حقیقی چنانکہ ملا طغرا در تعریف عنبر و تشبیہ آن بشمع آوردہ (؎) تنش کردہ از دولت اشکبار بمقامات پروانہ را استوار (اردو) (۱) بدولت - بقول آصفیہ (فارسی) باقبال - آسرے سے - طفیل - باعث - سبب (۲) دولت سے -

ازدوی تازی (استعمال) بقول برہان و ہفت واند بمعنی صمغ عربی است کہ (اردو بمعنی صمغ آمدہ - صاحب محیط بر صمغ عربی نوشتہ کہ (صمغ درخت مغیلان) بہترین اقسام صمغ و قوی ترین صموغ و از اجزای تریاق کبیر است کہ بہندی آنرا ببول کا گوند) و بیونانی و سریانی (قوم سیا قیاس) و بہ انگلیسی (گم) نامند - مزاج آن معتدل در گرمی و سردی و خشک در دوم و جالینوس گرم دانستہ گوید سرد و خشک و قوت آن تا سی سال باقی می ماند و آن قابض و مغری مع تخفیف و تقویت است و منافع کثیرہ دارد (اردو) ببول کا گوند - مذکر -

ازدہ بقول برہان و ہفت واند بمعنی رنگ کردہ - خان آرزو در سراج بذیل مصدر (ازدن)

ذکر آزدہ کردہ گوید کہ برین قیاس است (آزدہ) مقصود مش چنین نباشد کہ (ازدہ) از مشتقات (ازدن) است یعنی اسم مفعولش کہ بہ معنی رنگ کردہ شدہ یعنی رنگین و سوزن زدہ بعد ازانکہ مصدر این را ذکر کنیم ضرورت ذکر این نبود (اردو) (۱) رنگین (۲) گودا ہوا۔

ازدہان زادہ (اصطلاح) بقول صاحب شمس (فارسی) (۱) کنایہ از سخن و (۲) مرغ است مؤلف گوید کہ اگرچہ کسی از محققین فرس ذکر این نکرد ولیکن معنی لفظی این متقاضی است کہ این ہر دو معنی کنایہ باشد کہ سخن ہم از دہان پیدا می شود و بچہ مرغ ہم بواسطہ منقار خود از بیضہ بیرون می آید یعنی حرکت منقارش بیضہ را شق کند (اردو) (۱) بات۔ مونث (۲) پرند کا بچہ جو انڈے سے نکلا ہو۔

ازدہان زیاد است (مقولہ) بقول صاحب بحر و وارستہ یعنی فوق حالت و استعداد است (شفیعای اثر ؎) بعید منیست چو دندان فیل از ہندو؛ کہ حرف ہای زیاد از دہن کند اظہار؛ مؤلف گوید کہ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و از سند پیش شدہ مصدر اصطلاحی (حرف زیاد از دہان اظہار کردن) پیدا می شود کہ بجای خودش آید (اردو) چھوٹا منھ بڑی بات۔ بقول آصفیہ۔ حوصلہ سے بڑھکر بات (ممنون ؎) شب غم کا بیان کیا کیجے؛ ہے بڑی بات اور چھوٹا منھ؛

ازدہانِ مار بر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و سراج و برہان کنایہ از رستن باشد کہ ہیچ کجی در آن نباشد۔ صاحب ہفت بذکر معنی بالا گوید کہ چیزی مرغوب الطبع و مصفا را ہم نامند۔ مؤلف گوید کہ عجب است از تحقیقش چیزی گوید کہ قیاس ہم تسلیم نمی کند و اصول ہم کہ چیزی مرغوب و مصفا را با این مصدر چہ تعلق

سندی پیش نکرد و ما تسلیم نمی کنیم - بالجمله بخیال
ما این مصدر اصطلاحی - کنایه باشد از راست یافته
ثابت شدن و ثابت کردن خود را و این خبر رسیده
از خیال پیشینیان که بزعم راستی آماده می شدند که از
آتش بگذرند و دست در روغن گرم کنند و دست
در دهن مار دهند تا اگر فاعل این خطا مند است
بسوزد و از زهر مار هلاک شود ورنه جان بسلامت
برد و این را برای امتحان راست و دروغ قرار
می دادند و چون کسی همه تن آماده برین کار می شد
و همه سامان مهیا می گردید به لطائف الحیل او را
باز می داشتند و بر راستی او اعتماد می کردند تا این
واقعه اصطلاحی گردید (اردو) گرم کڑاہی مین
ہاتھ ڈالنا - دکن مین مستعمل - سچا ثابت ہونا -

(الف) از دهان مار بیرون آمدن (مصدر
اصطلاحی) بقول بهار مرادف (از دهان مار
برآمدن) صاحبان رشیدی - و جهانگیری
و ناصری - و آنند ذکر این کرده اند - صاحب
بحر عجم ....

(ب) از دهان مار بیرون آمده | را ذکر کرده
گوید که چیزی که کمال راست باشد و هیچ کجی در و
نبود و کمال لطیف و نفیس و با صفا و روشنی باشد
صاحب جامع گوید که کنایه ازین است که راست
است و کجی ندارد و بقول صاحب شمس کنایه
از راستی و کجی که هیچ کسری ندارد - صاحب مؤید
گوید که امی لطیف و راست - کذا فی القنیه مؤلف
عرض کند که الف که مرادف (از دهان مار برآمدن
است دو معنی دارد (۱) چیزی از دهان مار بیرون
آمدن) که معنی حقیقی است و گویند که مار کهنه در
شب تاریک چیزی را از دهن بیرون کرده
نگهدارد و از آن روشنی ظاهر شود و او بوسیله آن
سیر کند پس معنی اول اشاره بدان است و (۲)
کنایه باشد به راست ثابت شدن - چنانکه صراحت
آن بر (از دهان مار برآمدن) گذشت و (ب)
اسم مفعول است از الف بلحاظ معنی اول مصدر

کنایہ از چیز لطیف و با صفا و روشن و بلحاظ معنی دوم مصدرش کسی کہ راست باز ثابت شدہ (اردو) (الف) دیکھو (از دہان مار برآمدہ) (ب) (۱) صفا اور روشن چیز جیسے سانپ کا من (۲) وہ شخص جو راست باز اور سچا ثابت ہوا ہو۔

از دۂ بخرک (استعمال) بقول صاحب مؤید بہ مدودہ وقیل بمقصورہ وبضم۔ چنگال بادام کوہی و در نسخہ مطبوعہ (اردۂ تخرک) نوشتہ گوید کہ یعنی چنگال۔ تخرک نام میوہ ایست و بمعنی مالیدہ کہ اورا بادام کوہی نیز گویند۔ (انتہی) مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ ما تحقیق کاملش بر (اردۂ بخرک) کردہ ایم دیگر ہیچ (اردو) دیکھو (اردۂ بخرک) و (اردۂ تخرک)

از دہر گذشتن (استعمال) بقول بہار و انند کنایہ از مردن و رحلت کردن بعالم فانی مؤلف گوید کہ مقصودش از عالم فانی باشد (وحید ؎) نبود عجب ز دہر اگر دیر بگذرد؛ کز روح کشتگان تو راہ گذار نیست؛ صاحب انند نقل بہار برداشتہ و مولوی ہادی علی اشک بر حاشیۂ ہردو نوشتہ کہ در اصل ہمچنین است ولیکن ظاہر اشال مطابق ممثل نیست مؤلف گوید کہ صاحب حاشیہ درست فرماید کہ این مصدر در روزمرۂ معاصرین مستعمل است و سند متعلق است از (دیر گذشتن) و دہر فاعل آنست (اردو) زمانے سے گزر جانا۔ دنیا سے گزر جانا۔ مرنا۔

(۱) از دہن کسی حرف گرفتن (مصادر اصطلاحی) صاحب انند ذکر نمبر (۳ و ۴) کردہ

(۲) از دہن کسی سخن گرفتن از معنی ساکت و سندش کند (صائب ؎) گیر از دہن

(۳) از دہن شنیدن خلق حرف راز نہار؛ تا بسیا چو شدی پاس دار نوبت

(۴) از دہن گرفتن را؛ (مرزا محمد اسمعیل ایما ؎) ہرچہ در دل گذرد کی زبان

می آرم؛ عیب باشد که سخن از دهن کس گیرند؛ (سلیم ۵۳) خوش آنکه خسته دلان می زجام زرف کشند؛ چو نقطه از دهن تنگ یار حرف کشند؛ مؤلف گوید که از سند اول مصدر (۱) (از دهن کسی حرف گرفتن) و از سند دوم مصدر (۲) (از دهن کسی سخن گرفتن) پیدا می شود (الف) بمعنی قطع کلام کردن. صاحب بحر عجم بر (سخن از دهن کسی گرفتن) فرماید که (ب) بمعنی پیش از آنکه کسی چیزی گوید همان سخن بمقصد گفتن باشد پس (حرف از دهن کسی گرفتن) هم مرادف آنست و از سند سوم مصدر را حرف کشیدن از چیزی پیدا میشود و با تحقیق کامل این بجای خودش کنیم دریجا همین قدر کافیست که صاحب سند هر دو (۳ و ۴) از قول ثقه اسناد بالا قبل از غور قائم کرد (اردو) (الف) قطع کلام کرنا (ب) کسی کے منہ سے بات چھین لینا۔

از دیده بیرون ریختن حسرت (مصدر اصطلاحی) همان است که ذکرش بر (از چیزی بیرون ریختن) کرده ایم و سند این هم را آنجا مذکور شد بمعنی حسرت از دیده بیرون کردن۔ (اردو) حسرت دل سے نکالدینا۔

از دیده خواستن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر عجم و سراج و بهار و آنند و جهانگیری و ضمیمهٔ برهان و رشیدی بسیار خواهش کردن و بعجز و الحاح تمام خواستن (امیر خسرو ۵) بیا راست قلب جهان سوز را؛ که از دیده می خواست آن روز را؛ (اردو) دل سے چاہنا۔ آرزو کرنا۔

از دیده دور، از دل دور (مثل) صاحب محبوب الامثال ذکر این کرده مرادف (از دل برود هر انچه از دیده برفت) باشد که گذشت۔ (اردو) دیکھو مثل آخر الذکر۔

از راستی گذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی دروغ گفتن مؤلف گوید که این کنایه باشد (اردو) سچائی کو چھوڑ دینا۔ جھوٹ کہنا۔ راستی سے کام نہ لینا۔

ازرانِ خود کباب خوردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب آنند بحوالۂ فرہنگ سکندرنامہ کنایہ از مشقت خود چیزی حاصل کردن (اردو) محنت و مشقت سے حاصل کرنا۔

ازراہِ آب آمدن استعمال۔ معنی حقیقی است یعنی بعبور آب آمدن (رضائی ہے) خیال خال تو آمد بدل زروزن چشم ؛ چنانکہ ذرہ بگلشن زراہ آب آید ؛ (اردو) تری کی راہ سے آنا۔

(۱) **ازراہ افتادن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحرعجم بمعنی راہ گم کردن مولف گوید کہ این کنایہ باشد۔ بہار گوید کہ۔۔۔

(۲) **ازراہ افتادہ** ہم برین قیاس است مقصودش چیزی نباشد کہ کسی کہ راہ گم کردہ باشد۔ اسم مفعول (۱) (علی قلی بیگ علی ترکمان سلہ) ماچو خضریم درین بادیۂ بی سروبن ؛ ہر کہ از راہ فتد باز براہ اندازیم ؛ (میر معزی سلہ) میان بادیۂ قہر در شب زحمت ؛ زمانہ بود سراسیمہ وفتادہ ز راہ ؛ (اردو ۱) راستہ گم کرنا۔ راستہ بھولنا۔ (۲) راستہ بھولا ہوا۔

ازراہ افگندن (مصدر اصطلاحی) بمعنی (۱) (ازراہ باز داشتن) و حائل شدن (ظہوری سلہ) زفکر کعبہ باحرام دیر عریانم ؛ بتان ہند ز راہ حجاز افگندند ؛ (۲) بخیال ما این را کنایۂ مرادف (ازراہ انداختن) ہم توان گرفت کہ گذشت (اردو ۱) مزاحم ہونا۔ باز رکھنا۔ (۲) دیکھو ازراہ انداختن۔

(۱) **ازراہ انداختن** (مصادر اصطلاحی)

(۲) **ازراہ بردن** بقول بہار رضا صاحب بحرعجم گمراہ کردن و فریب دادن (خواجۂ شیراز سلہ) زعین گوشہ گیری غمتم زرہ بینداخت

(الخ)

اکنون شدم چو بستان برابر و تو مائل ؛ محمد ابراہیم شوکتی ۵۲) گو فریبی کہ برم یک نفس از رہ تراش سخت تنگ آمدہ در بغلم آہ ترا ؛ صاحب انند بذکر این فرماید کہ ---------

(۳) از راہ بردہ | بقول مظہر العجائب بمعنی عاشق مؤلف گوید کہ ہر سہ کنایہ باشد (اردو) (۱) و (۲) بہکانا - بقول آصفیہ گمراہ کرنا - دہوکا دینا - (۳) عاشق - مذکر -

از راہ خار برداشتن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب ناصری کنایہ از دفع فساد و مفسد نمودن است چنانکہ نظامی گوید (۵) جوانمردی کن از من بار بردار ؛ گل افشانی کن از رہ خار بردار ؛ مؤلف گوید کہ معنی حقیقی این صاف و پاک کردن راہ و کنایہ باشد از دفع کردن حائل و معنی بیان کردہ صاحب ناصری مجاز است (اردو) راستہ صاف کرنا - حائلات دفع کرنا - فساد مٹانا -

از راہِ خطا رفتن | (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از بیوجہ رفتن و خطا کردن در رفتن (حافظ شیراز ۵) آن ترک پریچہرہ کہ دوش از بر ما رفت ؛ آیا چہ خطا دید کہ از راہ خطا رفت ؛ (اردو) غلطی سے چلے جانا -

(الف) از راہِ دور آمدہ | (اصطلاح)

(ب) از راہِ دور رسیدہ | بقول صاحب بحر و بہار و وارستہ (۱) مضمون تازہ و خیال نازک و (۲) مہمان عزیز مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد و رای معنی حقیقی (محمد قلی سلیم الف ۵) چون مصرعی ز من شنوی عزتش بدار ؛ از راہ دور آمدہ مضمون تازہ ایست ؛ (مرزا معز فطرت ب ۵) از راہ دور میرسد این گوہر متاع ؛ غافل مباش از سخن دیر دیر ما ؛ بیدل بمعنی حقیقی ہم آوردہ (رباعی) پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ ؛ ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ ؛ ای ختم رسل قرب تو معلومم شد ؛ دیر آمدہ از راہ دور

آمدہ ؎ (اردو) (۱) دور کی بات (مؤنث) (۲) عزیز مہمان (مذکر) دیکھو (از دور رسیدہ)

از راہ رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر وبہار روانند گمراہ شدن و فریب خوردن (صائب ؎) بفریب کسی ز راہ مرو ؎ یوسف من اگر برادر تست ؎ (ولہ ؎) مرو ز راہ با تسبیح تو شد دگران ؎ کہ چون پیادۂ شطرنج راہ خواہی شد ؎ (اردو) بھٹکنا۔ فریب کھانا۔

از راہِ کوہ رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار۔ وانند اعلام کردن (محمد سعید اشرف ؎) سخن بگریست تحسین سخندان چہرہ آرایش ؎ ز راہ کوہ رفتن باشد او را دخل بیجایش ؎ (اردو) اعلام کرنا۔ دیکھو فرہنگ آصفیہ (رگا ڑ مارنا)

از راہ گردیدن استعمال۔ بمعنی باز رفتن و باز گردیدن است (انوری ؎) گفتہ ریش در شب معراج جاہ ؎ آفتاب و ماہ را از راہ گرد ؎ (اردو) واپس ہونا۔ پلٹ جانا۔ لوٹ جانا۔

(الہام ۱۰۱)

از رخ نقاب کشیدن (مصدر اصطلاحی) دور کردن نقاب از روی باشد (ظہوری ؎) ماہ من چون ز رخ نقاب کشید ؎ سجدہ از فرق آفتاب کشید ؎ (اردو) نقاب اٹھانا بقول آصفیہ گھونگٹ اٹھانا۔ منہ کے اوپر سے پردہ ہٹانا۔ نقاب الٹنا۔

(۱۰۲)

ازرق بقول برہان بارای قرشت بروزن ابلق (۱) نام خط چہارم است از ہفت خط جام جم (۲) در عربی رنگ کبود را گویند۔ مؤلف گوید کہ مقصود صاحب برہان از رای قرشت حرف سوم باشد۔ صاحب منتخب بر (زرق) گوید کہ بالضم کبود چشمان و (ازرق) جمع آن و بر (ازرق) بہ زای معجمہ دوم فرماید کہ کبود چشم و چیزی صاف۔ بحثی بر (ازرق۔ بہ رای مہملۂ دوم) ہم کردہ ایم۔ حاصل اینست کہ این لغت عرب است بمعنی دوم و فارسیان بمعنی اول

ہم استعمالش کرده اند و عجبی نیست که خط چہارم از ہفت خط جام جم (کبود رنگ) باشد- سند معنی اوّل از کلام خاقانی بر (ازرق - به رای مہملہ دوم) گذشت که در آن لفظ (ازرق) را به رای مہملہ دوم نوشته اند و بعض به زای ہوز دوم گرفته اند که ہمدر آنجا ذکرش کرده ایم - بخیال ما (ازرق) به رای مہملہ دوم بدین معنی غلط است و در کلام خاقانی به زای معجمہ دوم صحیح باشد- صاحبان ضمیمہ برہان و جامع و ہفت و غیاث ذکر این به زای معجمہ دوم کرده اند مخفی مباد که خان آرزو در سراج بر (خط جام) نوشته که خطی که در جام جمشید بود و آنجام ہفت خط داشت اوّل خط خور- دوّم خط بغداد- سوّم خط بصره- چہارم خط ازرق- پنجم خط اشک- ششم خط کاسه گر- ہفتم خط فرودین- صاحب ازاحة الاغلاط صراحت کرده است که بجای حرف دوّم زای ہوز است رای مہملہ گرفتن غلط باشد (انوری ۵۲) دوش چون شد حدیث در وا دیم ؛ قصه چرخ ازرق - زراق ؛ (اردو) (۱) جام جمشید کے سات خطون سے چوتھے خط کو فارسیون نے (ازرق) کہا ہے (۲) ازرق - بقول امیر (عربی) اسکا مادّہ زرق ہے نیلا- وہ آدمی جسکی آنکھ کنجی ہو-

ازرق پوش استعمال - بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ نیلگون لباس یعنی آنکه جامۂ نیلگون پوشد- دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد- اسم فاعل ترکیبی است و قرین قیاس (اردو) نیلگون لباس - نیلے لباس والا-

ازرق چرخ (استعمال) بقول صاحب مؤیّد بکسر قاف - فلک باشد- دیگر کسی ذکر این نکرد ولیکن ترکیب اضافی موافق قیاس است (اردو) آسمان - مذکر-

ازرق شامی استعمال - بقول صاحب بحر

نام شخصی کہ در قتل امام الشہدا علی جدہ وعلیہ التحیۃ والثنا معاضد شمر علیہ اللعنہ بود۔ وارستہ وبہار وصاحب انند ہم ذکرش کردہ اند (محسن تاثیر ؎) ہر صبح بچشم فلک تیرہ حرامیست ٭ ہر شا نگہم چرخ کبود ازرق شامیست ٭ (اردو) ازرق شامی ایک شخص کا نام ہے جو واقعہ کربلا مین یزید کا شریک تھا عجب نہین کہ اوس کی آنکھ کنجی ہو اور یہی وجہ تسمیہ ہو۔

ازرک بقول صاحب ضمیمہ برہان با اول وثانی مفتوح ورای مکسور بزرگ گویند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد بخیال ما عجبی نیست کہ این مخفف ہمان (ازدزکن) باشد کہ گذشت۔ از لغات ژند وپاژند وعجبی نیست کہ حرف سوم ہم زای ہوز است یا حرف چہارم (ازوزکن) رای ہملہ برین وجہ کہ ماخذ (ازدزکن) متحقق نشد ودیگر کسی از محققین ذکر این نکرد۔ از تحقیق حرف سوم این قاصریم (اردو) دیکھو ازوزکن۔

از رکاب پاکشیدن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از (کنارہ از رکاب کردن) وسوار نشدن واین مصدر خاص بتمیم (از چیزی پاکشیدن) داخل است کہ گذشت وسند این ہم در انجا از کلام سلیم گذشت (اردو) رکاب سے پاؤن نکال لینا۔ سوار نہونا۔

از رگ اندیشہ خون چکیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم وبہار وانند نہایت فکر واندیشہ کردن۔ صاحب رشیدی وناصری فرماید کہ کنایہ از فکر واندیشہ۔ بقول صاحب جہانگیری کنایہ از دقت فکر واندیشہ بود وصاحب شمس ذکر ماضی مطلق این کردہ یعنی (از رگ اندیشہ خون چکید) بمعنی اندیشہ بسیار کرد ورنج کشید۔ صاحبان برہان وہفت وجامع (از رگ اندیشہ چکیدن) را نوشتہ گویند کہ کنایہ از دقت کردن در فکر واندیشہ باشد مؤلف

گوید که محققین آخر الذکر به تسامح۔ لفظ (خون) را ترک کرده اند که بغیر آن۔ معنی درست نمیشود و با عتبار معنی ما را با صاحب رشیدی و ناصری اتفاق است و اگر خواهیم که بشکل معنی مصدری بیانش کنیم کنایه باشد از (ظاهر شدن فکر و تلاش بسیار و محنت بسیار واقع شدن) حیف است که محققین اول الذکر معنی این را بطور متعدّی بیان کرده اند۔ اگرچه سندی پیش نشد ولیکن در صحت این مصدر اصطلاحی شبهی نیست۔ ما استعمال این کرده ایم و برای اظهار طرز استعمال همدرینجا نقلش کنیم (ع) به تیغ نازکشی سرمه ترک شهلا را ؛ چنانکه از رگ اندیشه خون چکد ما را ؛

(اردو) لہو پسینا ایک ہونا۔ بقول آصفیہ نہایت مشقت مین پڑنا (حالی ع) حلال آدمی کو ہے کھانا نہ پینا ؛ نہ ہوا ایک جبتک لہو اور پسینا ؛

ازرم بقول ضمیمۂ برہان مخفف آزرم است که شرم و انصاف باشد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید که (آزرم) به چهار ده معنی در رمد و ده گذشت اگر این را مخفف آن گیریم باید که بهمه معانیش باشد تخصیص دو معنی چرا۔ و بدین وجه که ما بر (آزرم) از ما خذش بحثی نه کرده ایم درینجا غور کردیم (زرم) بقول صاحب منتخب بالفتح لغت عرب است بمعنی (از میان شاش کسی را برخیزانیدن) پس ازین معنی کنایةً بمعنی بی شرمی و بی انصافی توان گرفت و در فارسی قدیم الف نفی در اول لفظ می آورند چنانکه بر لفظ (اجنبان) ذکر آن کرده ایم پس ازین توجیه معنی (ازرم) شرم و انصاف توان گرفت و بخیال ما همین باشد وجه تخصیص دو معنی که بالا مذکور شد پس اگر ازرم را با لمذ نتیجۂ لب ولهجۂ مقامی گیریم توانیم عرض کرد که از چهارده معانی که بر آن گذشت معنی اول و ششم را اصل گیریم و باقی معانی را مجاز آن یا در بعض معانی

آن الف را وصلی قرار دہیم واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ برای اسم جامد این قسم تاویلات ضرورت ندارد (اردو) شرم۔ بقول آصفیہ (فارسی) مؤنث۔ غیرت۔ حیا۔ انصاف بقول امیر (عربی) مذکر۔ داد۔

ازرمیدخت اصطلاح بقول برہان وجامع وسروری وہفت با دال وخای نقطہ دار بروزن سحری گفت (۱) نام دختر پرویز است کہ لشکر بد وبیعت کرد و شش ماہ ملک راند و (۲) نام شہری نیز ہست کہ او بنا کرد۔ معنی اول برآ ازرم) در ممدودہ ہم گذشت کہ مخفف این باشد و (آزرمی دخت) و (آزرمین دخت) نیز بہر دو معنی در ممدودہ نوشتہ ایم۔ صاحب ناصری ہمہ را انجا نسبت معنی اول گفتہ کہ معنی ترکیبی این دختر حیا دار است پس درینجا ہم ہمان قیاس باشد کہ (ازرم) بدون مد ہم بمعنی شرم گذشت اندرین صورت (ازرمی) و (ازرمین) بقاعدۂ فارسی بیای نسبت و بہ یا ونون نسبت بمعنی منسوب بہ شرم وشرمگین باشد۔ مخفی مباد کہ بذیل (آزرم) معانی حیا وشرم وبزرگی وعزت وحرمت وتاب وطاقت ورحم وشفقت وعدل وانصاف وسلامتی وراحت وقہر وخشم گذشت پس بلحاظ صفات دختر پرویز ممکن است کہ یکی را ازینہمہ معانی بالا در وجہ تسمیۂ این گیریم۔ نسبت معنی دوم ہمین قدر عرض کنیم کہ شہر آباد کردۂ (ازرمیدخت) را بنامش موسوم کردند (اردو) دیکھو آزرمیدخت۔

ازرنگ بقول برہان وجامع وانند بروزن بدرنگ خیار با درنگ را گویند۔ بقول صاحب جہانگیری بمطلق خیار۔ خان آرزو در سراج باتفاق برہان گوید کہ بمدہ نیز گفتہ اند۔ ما در ممدودہ ذکر این کردہ ایم۔ صاحب محیط بر خیار فرماید کہ بکسر اول اسم فارسی است وبفارسی (بادرو)

ملا با درروغ) ہم خوانند و شامل (تقشد) یعنی خیار بادرنگ و (تقثا) یعنی خیار رزہ است و نہما تخم ہر دو را تخم خیارین نام است واکثر مراد ازان (قثد) است کہ آن را (خیار ماکول) وبشیرازی (خیار در راز) و (خیار بالنگ) وبخراسانی (خیار بادرنگ) وبفارسی (کارنجک) وبسریانی (جلارا) وبیونانی (فلوموس) و (فامور دن) وبہندی کہیرا گویند۔ سرد تر دردوم وگویند درسوم وبقول بعضی گرم تر در دوم و در آن قبضی است و مدر بول ومطفی حرارت ومسکن تشنگی ومنافع بسیار دارد مؤلف گوید کہ (ازرنگ) مخفف ومبدل بادرنگ باشد کہ بای عربی بکثرت استعمال حذف شد و دال مہملہ بقاعدۂ فارسی بہ زای ہوز بدل شد ہمچو (سرخ مرد) و (سرخ مرز) کہ نام رستنی است واگر مرکب گیرند از کلمہ (از) و (رنگ) بمعنی لفظی این (از رستنی و رویدنی) باشد کہ رنگ بقول برہان حاصل بالمصدر رستن و روئیدن آمدہ کہ فارسیان خیار بادرنگ را بدین نام موسوم کردہ باشند و اللہ اعلم (اردو) کھیرا۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مذکر۔ ایک قسم کی چھوٹی لکڑی۔ بادرنگ۔ قثد۔

از رنگ گشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند تغیر یافتن رنگ۔ بخیال ما بد رنگ شدن وگردانیدن رنگ باشد۔ بہار ہمین را بزیادت بای موحدہ (از رنگ بگشتن) نوشتہ و جہش جز این نباشد کہ در سندش بای زائد موجود است ماطرز صاحب انند را پسند کنیم (خواجہ شیراز ؒ) آب حیوان تیرہ گون شد خضر فرخ پی کجاست ؎ گل بگشت از رنگ خود باد بہاران را چہ شد ؎ (اردو) رنگ بدلنا۔ بقول آصفیہ۔ رنگ اڑنا۔ رنگ کا متغیر ہونا۔ مؤلف کہتا ہے کہ بدرنگ ہونا بھی کہہ سکتے ہیں۔

(۱۶۰۸) **از رو پردہ برگرفتن** (مصدر اصطلاحی) برداشتن نقاب از روست مرادف (از رخ نقاب کشیدن) کہ گذشت بحث مفصل این بر (پردہ برگرفتن) آید (انوری ۵) روی توکہ شمع لالہ زود رگیرد ؛؛ گل پردہ ز روی با توچون برگیرد ؛؛ (اردو) نقاب چہرہ سے ہٹانا منھ سے نقاب ہٹانا ۔ نقاب اٹھانا ۔ (دیکھو از رخ نقاب کشیدن)

(۱۶۰۹) **از رہ چپ زدن** (مصدر اصطلاحی) کنایہ از رہ پہلوتہی کردن از راہ (ظہوری ۵) سرگشتگی ہرگز ظہوری چپ نزد ؛؛ سالک از پا در بیابان طلب باشد ؛؛ پر کار رداشت ؛؛ (اردو) پہلوتہی کرنا ۔ کنارہ کرنا ۔

از ریش کند و بر بروت بست (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن و محبوب الامثال ذکراین کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند ۔ مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ عیبی را بطرزی دفع کنند کہ مماثل آن عیبی دیگر پیدا شود (اردو) صاحب محاورات ہند نے اسی فارسی مثل کو بہ تبدیل خفیف اردو مین استعمال فرمایا ہے یعنی " از ریشم کند و در بروتم پیوند " اور محل استعمال کی نسبت فرماتے ہین کہ اعلیٰ مرتبہ سے اٹھا کر پست مرتبہ مین ڈالنا ۔ بے تکا کام کرنا مؤلف کو آپ سے اختلاف ہے ۔ ایسے مواقع مین فارسیون نے (از اسپ فرود آوردہ بر خر نشاندن) کا استعمال کیا ہے اس خاص مثل کو اس موقع سے تعلق نہین ہے ۔ صاحب محبوب الامثال نے اس فارسی مثل کے مقابلہ مین لکھا ہے " احمد کی پگڑی محمد کے سر " اس سے لاابالی پن اور بے تکا پن ظاہر ہوتا ہے لیکن یہ بھی فارسی مثل کی مرادف نہین ہے ۔ ہماری راے مین دکن کی ایک کہاوت من وجہٍ اسکی مماثل ہے یعنی " ہاتھون کو صاف کیا تو منھ کالا ہوا " یہ اس موقع پر کہتے ہین جب کہ

کوئی شخص اپنے عیوب کو عقلمندی کے ساتھ دفع نہ کرے۔ اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی
ہاتھ کی سیاہی دفع کرنے کے لئے پانی سے کام نہ لے بلکہ لب لگا کر صاف کرنا چاہے جس کا
نتیجہ یہ ہوگا کہ ہاتھ تو ضرور صاف ہونگے مگر ساتھ ہی لبون پر سیاہی چڑھ جاویگی۔

از ریگ روغن می کشد (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی
و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل راجائی زنند کہ کسی کار بی نتیجہ کند
(اردو) ہوا کو مٹھی مین بند کرتا ہے۔ صاحب آصفیہ نے اس کے مصدر کو لکھا ہے یعنی
(ہوا مٹھی مین بند کرنا) محنت بے فائدہ کرنا۔ مشقت لاحاصل کرنا۔ ایسا کام کرنا جو ناممکن
اور قریب بہ محال ہو۔ اس موقع پر دکن مین کہتے ہین ”مکے کی روٹی پکاتا ہے“ یعنی
بی نتیجہ کام کرتا ہے۔ ناممکن کام کا ارادہ کرتا ہے۔

(الف) **از زبان افتادن** (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار و انند و وارستہ مجال سخن
نداشتن (میرزا مقیم الف ۵) گشتم ہلاک و حرف توام در دہان ہنوز؛ افتادم از زبان و توئی
بر زبان ہنوز؛ (مخلص کاشی ۵) آنکہ بی تقریر از حال دلم آگاہ بود؛ از زبان افتادم و
گوشی بفریادم نکرد؛ مؤلف گوید کہ استعمال این مصدر با شمع معنی خاص دارد یعنی ـــــ

(ب) **از زبان افتادن شمع** بمعنی خاموش شدن شمع و ظاہر است کہ این خاموشی
ورای مجال سخن نداشتن است۔ (صائب ۵) شمع در پردۂ فانوس نیفتد ز زبان؛
نشود چشم سخنگوی تو از خواب خموش؛ (اردو) (الف) زبان بند ہونا۔ بقول آصفیہ قوت
گویائی جاتی رہنا۔ بات کرنے بولنے سے عاجز ہونا (ناسخ ۵) شب فرقت مین ہم

پھرتے ہیں نالان ؛ زبان ہوتی نہیں مثل جرس بند ؛ (ب) چراغ بجھنا۔ چراغ بڑھنا۔ بقول آصفیہ چراغ کا خاموش ہونا۔

از زبان افتادنِ قلم (مصدر اصطلاحی) یارای تحریر نبودن در قلم و خراب و سوده شدن نوک و زبانش و این کنایہ باشد (محمد رفیع واعظ ؎) ازبس مجال واعظ دل خستہ تا نہ کردہ ؛ افتاد از زبان قلم ہر زہ نال ما ؛ (اردو) قلم گھس جانا۔ قلم بگڑ جانا۔ تحریر کے قابل نہ رہنا۔

از زبان افگندن (مصدر اصطلاحی) صاحب بحر عجم و وارستہ ذکر این بذیل (از زبان افتادن) کردہ ؛ فرماید کہ متعدّی است و بقول بہار و انند مجال سخن نہ دادن (صائب ؎) نرگس مستانہ اش از سرمۂ شرم و حیا ؛ شوخ چشمان ہوس را از زبان افگندہ بود ؛ (اردو) زبان بند کرنا۔ بقول آصفیہ بولنے سے روکنا۔ بات نہ کرنے دینا۔ خاموش کرنا۔

از زبان انداختن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند مرادف (از زبان افگندن) آقا شاپور المتخلص بہ شاپور ؎) دشمن خود خواندم بانکہ او را دوست داشت ؛ آنقدر گفتم کہ او را از زبان انداختم ؛ (علی خراسانی ؎) چرا باز از زبان اندازدش ہنگام گویائی ؛ سرود مرغ بستان را چو می گردد چمن باعث ؛ (اردو) دیکھو از زبان افگندن ؛

(۱) از زبان بر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم سہو و خطا کردن در گفتگو۔ بہار ذکر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۲) از زبان بر آمدنِ حرف کردہ گوید کہ معروف مؤلف گوید کہ (۲) بمعنی بیرون شدن حرف از زبان است۔ صاحب بحر (۱) را مرادف (از زبان در آمدن) گرفتہ کہ می آید و ما طالب سند باشیم کہ کسی از محققین فرس با او نیست

وصراحت کامل بر (اززبان جستن و در آمدن)
کردہ ایم (اردو) (۱) گفتگو مین چوکنا۔ سہو کرنا
صاحب آصفیہ نے (زبان سے نکلنا) پر لکھا ہی
کہ بلا ارادہ کوئی بات منھ سے نکل جانا۔ دکن مین
(منھ سے نکل جانا) مستعمل ہے۔ یعنی چوک یا سہو سے
کوئی بات زبان سے نکلجانا۔ (۲) منھ سے بات نکلنا

(۱) اززبان جستن (مصدر اصطلاحی)

بقول برہان و بہار وانند و ضمیمۂ برہان و ہفت کنا
ازخطا و سہو در گفتگو باشد۔ صاحب بحر این را
مرادف (اززبان برآمدن) گوید کہ ہمین معنی گذشت
خان آرزو در سراج بذیل (اززبان در آمدن)
ذکر این کردہ۔ مرادفش گوید بہ ہمین معنی یعنی سہو
کردن در تکلم۔ صاحب ناصری این را ----

(۲) اززبان جستن سخن نوشتہ۔ کنایہ از سہو
وخطای بی اختیار در تکلم مؤلف گوید کہ (۱) عام
است برای سخن وغیر آن مثل نالہ و فریاد و آہ و
(۲) مخصوص بہ سخن و امثال آن کہ بی ساختہ
وناخواستہ اززبان برآمدن سخنی بسہو کہ قائل
ارادہ آن نداشت (اردو) (۱ و ۲) صاحب
آصفیہ نے (زبان سے نکل جانا) پر فرمایا ہے کہ
بلاارادہ کوئی بات منھ سے نکل جانا دکن مین
کہتے ہین (منھ سے نکل جانا)

اززبان در آمدن (مصدر اصطلاحی)

بقول بہار و ضمیمۂ برہان مرادف (اززبان
جستن) کہ گذشت۔ صاحبان ناصری و سراج
وانند و رشیدی و شمس و جہانگیری ہم ذکر این
کردہ اند۔ بالاتفاق ہمہ در معنی است کہ کنایہ باشد
از سہو کردن در تکلم و ما بر (اززبان جستن سخن)
صراحت کردہ ایم و طرز بیان محققین پسند خاطر
ما نیست کہ سہو در تکلم کردن چیز دیگر است و (از
زبان در آمدن یا جستن سخنی) معنی دیگر دارد۔
یعنی سخنی یا دشنامی و مدح و ثنائی کہ بدون ارادۂ
قائل بسہو اززبانش بی ساختہ برآید آن را فارسیان
(اززبان در آمدن و اززبان جستن) گفتہ اند

حیف است کہ کسی از محققین سندی پیش نکرد۔
ما از معاصرین عجم تحقیق این کردہ ایم (اردو) دیکھو
(از زبان جستن)

(۱) از زبانِ کسی چیزی آوردن | مصادر
(۲) از زبانِ کسی چیزی بستن | اصطلاحی
(۳) از زبانِ کسی چیزی ساختن | بقول
(۴) از زبانِ کسی چیزی گفتن | صاحبان

بحر و بہار و انند نقل کردن چیزی را از زبان کسی
کہ او نگفتہ باشد (محمد قلی سلیم سلہ) تا فتد راز من سادہ
دل از پردہ برون ؛ حیلہ سازان ز زبان تو خبر
می آرند ؛ (قدسی سہ) از زبان من غرض گو
گر نہ حرف تازہ بست ؛ یار را وراق تغافل را چرا
شیر از و بست ؛ (ظہوری سہ) مژدۂ وصل
ضرور است تو ہم باور کن ؛ از زبان تو ظہوری
خبری خواہم بست ؛ (صائب سہ) چنان ز
عشق تو ویران شدم کہ نتوان ساخت ؛ اگر ضرر
بود از زبان من سخنی ؛ (تنہا سا) کی گفتہ ایم
گل برخ او برابر است ؛ بلبل عبث دروغ
نگو از زبان ما ؛ مؤلف عرض کند کہ از سند
اوّل مصدر ---------
(۱) از زبانِ کسی آوردنِ خبر) پیدا است
و از سند دوم و سوم کہ مال قدسی و ظہوری
است مصدر ---------
(۲) از زبانِ کسی بستن حرف و خبر) ہویدا است و
از سند چہارم صائب ۔ مصدر اصطلاحی --
(۳) از زبانِ کسی ساختنِ سخن) و از سند پنجم
تنہا ۔ مصدر اصطلاحی ------
(۴) از زبانِ کسی گفتنِ دروغ) ظاہر میشود
پس (۱) مصدر اوّل در حقیقت مرادف ۔
(آوردن از زبان کسی) است کہ گذشت و متعلق
بہ معنی ہشتم مصدر (آوردن) کہ بجایش مذکور شد
معنی این مطلق نقل کردن خبر و سخن و امثال این
از زبان کسی ۔ آنچہ صاحبان بحر و انند و بہار
در ینجا معنی تازہ پیدا کردہ اند یعنی (نقل کردن

چیزے اززبان کسی کہ او نگفتہ باشد) قابل
غور است و این معنی البتہ از قرینۂ مصرع اول
پیدا میشود ولیکن مال مصدر نیست۔ اگر (از
زبان کسی آوردن خبر یا سخن بحیلہ) قائم کنیم
البتہ معنی بیان کردۂ محققین بالا را بدین مصدر
مخصوص توانیم کرد بر خلاف این اگر گوئیم کہ "
اززبان پیمبر یا از پیمبر علیہ السلام آوردہ است
یا خبری آوردہ است" معنی این ہمین قدر
است کہ نقل حدیث کردہ است و بس۔
(اردو) دیکھو آوردن اززبان کسی۔ اور
بلحاظ معنی بہار و بحر۔ کسی کی جانب سے بات
بنانا۔ کسی کی طرف سے جھوٹ موٹ کہدینا
کسی کی جانب سے غلط روایت کرنا۔
(۲) نسبت مصدر دوم عرض میشود کہ مصدر
(بستن) درین مصدر اصطلاحی اصل است و
حرفی و خبری و سخنی را اززبان کسی بستن یعنی
منسوب کردن بخود متقاضی معنی بیان کردۂ ہرسہ
محققین بالا است۔ برخلاف نمبر (۱) (اردو)
کسی کی جانب سے بات بنانا۔ جھوٹ موٹ
کہدینا۔ غلط روایت کرنا۔
(۳) نسبت مصدر سوم عرض کنیم کہ در تعمیم
چیزی حرف و خبر و سخن و مماثل آن شامل است
و مصدر (ساختن) کہ اصل این مصدر اصطلاحی
است متقاضی معنی سازش است پس مارا با معنی
بیان کردۂ ہرسہ محققین اتفاق است (اردو)
دیکھو نمبر (۲)
(۴) در مصدر چہارم مارا با ہرسہ محققین بار
اتفاق نیست زیرا کہ مصدر (گفتن) باعتبار
معنی ہیچ قرینۂ سازش ندارد پس (اززبان
کسی چیزی گفتن) مرادف (آوردن اززبان
کسی) است کہ گذشت یعنی بمعنی نقل کردن
اززبان کسی باشد و بمعنی نقل کردن چیزی را
اززبان کسی کہ او نگفتہ باشد) نمیتوان گرفت از
سند پیش کردۂ محققین بالا ہم (اززبان کسی

گفتن دروغ) پیدا می شود - حاصل اینست که لفظ (دروغ) این معنی را پیدا کرد و بلا وجود آن یا مماثل آن ہرگز این معنی پیدا نمی شود - ہر سہ محققین بر این غور نفرمودہ اند - و این مماثل مصدر اصطلاحی اوّل است - (اردو) دیکھو نمبر (۱)

از زہ انداختن کمان (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از بیکار کردن کمان و شکستن آن از انتہای کشش (ظہوری ے) کمان خرد از زہ انداختم ؛ خطا نیست در سعی تکبیر ما ؛ (اردو) کمان توڑ دینا -

(۱) از زیر سنگ بر آمدن (مصادر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم از مہلکہ شدید خلاص یافتن - بہار وانند ذکر (۲) بہمین معنی کردہ (صائب ے)

(۲) از زیر سنگ بیرون آمدن

آمد ز زیر سنگ برون ہر دلیکہ ریخت ؛ بر خاک میوہ ہای تمنّای خام را ؛ صاحب بحر (از زیر سنگ بیرون آمدن) را ہم نوشتہ (اردو) شدید آفت اور مہلکہ سے بچنا - نجات پانا -

(۱) از زیر سنگ برون آوردن (مصادر

(۲) از زیر سنگ بیرون آوردن اصطلاحی)

(۳) از زیر سنگ پیدا شدن (۱) و (۴)

(۴) از زیر سنگ پیدا کردن بقول بہار

کنایہ از بہم رسانیدن چیزی از جائیکہ حصول آن از انجا وقوع نداشتہ باشد - صاحب بحر عجم نسبت (۲) و (۴) گوید کہ مرادف (از چوب چیزی تراشیدن) است کہ گذشت و فرماید کہ (از زیر سنگ پیدا شدن) لازم آنست - وارستہ ہم ذکر (۲) و (۴) کردہ (مخلص کاشی ے) گر شود آئینۂ دل آب حسنت را چہ باک ؛ میکند پیدا ز زیر سنگ حیران دگر ؛ مؤلف عرض کند کہ برای ادّعای ہر سہ محققین و ہر چہار مصدر اصطلاحی ہمین یک سند است و بس کہ با چہارم مخصوص باشد بخیال ما تو

همین یک سند مصدر ------------

(۵) از زیرِ سنگ پیدا کردنِ حیرانی پیدا میشود و معنی آن کنایةً همان است که با بر از چوب تراشیدن چیزی بیان کرده ایم دیگر هیچ یعنی کنایه باشد از کار عجیب و غریب کردن (اردو) (۱) و (۲) و (۴) و (۵) دیکھو از چوب تراشیدن چیزی (۳) عجیب و غریب کام وقوع مین آنا۔

از سایۂ خود رم می کند (مثل) صاحبان خزینه و امثال فارسی ذکر این کرده از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید که چون فارسیان کسی را در غایت وحشت ببینند این مثل را بحق او زنند (اردو) اپنے سائے سے وحشت کرتا ہے " دکن مین کہتے ہین " اپنی چھاؤن سے چمکتا ہے " امیر نے (اپنے سائے سے وحشت ہونا) کا ذکر فرمایا ہے یعنی حد سے زیادہ وحشت ہونا (رند ؎) اذنون کیا جنون کی شدت ہے ؛ اپنے سائے سے مجھکو وحشت ہے ؛

از سخن لب تہی کردن (مصدر اصطلاحی) کنایه باشد از خاموش ماندن (ظهوری ؎) گرچه لبها تہی کنم ز سخن ؛ دیدۂ پُر نگاه بر خیزم ؛ (اردو) خاموش رہنا۔

(۱) از سر باز شدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار بمعنی جدا شدن حیف است که سندی پیش نشد بخیال ما این کنایه باشد دیگر کسی ذکر این نکرده (از سر باز کردن چیزی) که می آید متعدی این است و این لازم آن بخیال ما باید که این را هم ------------

(۲) از سر باز شدنِ چیزی قائم کنیم یعنی دور شدن چیزی از سر باشد چنانکه دور شدن بلا و خمار و عقل و امثال آن از سر و نباید که در معنی این از آنقدر تعمیم کار گیریم که صاحب بحر و بہار گرفت (اردو) سر سے دفع ہونا - دور ہونا - جانا - ٹلنا

از سر باز کردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب
بحر عجم (۱) بمعنی دور کردن چیزی از خود و (۲)
انداختن ورق کم گنجیفه برای برآوردن ورق بیش
بهار زند کر معنی اوّل گوید که بعضی قید (ملطائف الحیل)
نیز کرده اند یعنی دور کردن چیزی بلطائف الحیل
از خود و ذکر معنی دوم هم فرموده (خواجه جمال الدین
سلمان ره) از سرمن باز کن ساقی خرد راکین
زمان ؛ باخیالش خلوتی دارم که جان را بار نیست
(وله ره) ساقیا از شبانه مخموریم ؛ از سرم باز کن
بلای خمار ؛ مؤلف گوید که از هردو سند بالا پیداست
که برای معنی اوّل مصدر اصطلاحی -------
از سر باز کردن چیزی قائم کنیم که بمعنی از سر
دور کردن چیزی باشد و در تعمیم (چیزی) عقل و خمار
و امثال آن داخل باشد که متعلق به سر است و نیز
به تحقیق ما ضرورت آن نیست که برای معنی اوّل
(لطائف الحیل) را داخل معنی کنیم و مراد محققین بالا
از معنی دوم فرو ریختن و انداختن ورق کم رتبه است
یک بازی باشد جهت بکار آوردن ورقی که در زمان
بازی درجهٔ اعلی پیدا کند - آنانکه از بازی گنجیفه بیخبر اند
مقصود ما ذهن نشین ایشان نشود بهر حال برای
معنی دوم باید که مصدر ---------
از سر باز کردن ورق گنجیفه قائم کنیم
حیف است که سندی پیش نشد دیگر نیامد اردو
(۱) سر سے ٹالنا - دفع کرنا (۲) گنجیفے کا ہلکا پتا پھینکنا
تاکہ صرف بھاری پتا رہ جائے اور اس کے ذریعہ
سے جیت ہو -

(۱) **از سر بدر آوردن** (مصدر اصطلاحی)
بقول بهار و انند مرادف (از سر باز کردن) که
گذشت - ما صراحت خیال خود همدر آنجا کرده ایم
(خواجهٔ شیراز ره) ماجرا کم کن و باز آ که مرا مردم
چشم ؛ خرقه از سر بدر آورد و بشکرانه بسوخت ؛
بخیال ما این را باید که -----------
(۲) **از سر بدر آوردن چیزی** قائم کنیم -
بمعنی از تن جدا کردن چیزی از قسم لباس و

(۳) **از سر بدر آوردن خرقه** | کنایه باشد از دور کردن خرقه از تن - مصدر دوم من وجه مبهم دارد که بجای خرقه - قبا یا لباس دیگر را هم شامل است اگرچه سند مخصوص است بخرقه - آنچه بهار این را بهر دو معنی مرادف (از سر باز کردن) نوشته قابل غور است که سندش پیش نکرد و از نظر ما هم نگذشت (اردو) (۱) و (۲) اتارنا (۳) خرقه اتارنا -

(الف) **از سر بدر بردن** (مصدر اصطلاحی)

(ب) **از سر بدر رفتن** | بقول صاحب بحر عجم (ب) بمعنی (۱) از حد تجاوز کردن مؤلف گوید که مقصودش غیر از بیخود شدن نباشد و (۲) لبریز شدن پیمانه و سبو و دیگ و امثال آن و (الف) متعدی (ب) باشد مؤلف گوید که مقصودش خزینه نباشد که (الف) (۱) بمعنی از حد تجاوز کردن یعنی بیخود کردن باشد و (۲) لبریز کردن پیمانه و امثال آن - بطرزیکه آبش از کناره‌ها فرو ریزد - وارسته نسبت (ب) گوید که از حد تجاوز کردن چون پیمانه و سبو و دیگ و از سر لبریز شدن آن باشد آبی که آنچه در وی است بریزد و نسبت (الف) همزبان بحر عجم - بهار نسبت (ب) فرماید که کنایه از دور شدن و بقول بعضی از فضلا بمعنی جوش زدن دیگ و از حد تجاوز کردن مؤلف گوید که طرز بیان صاحب بحر عجم بهتر از دیگران است بخیال ما برای معنی اول باید که لفظ (کسی) در آخر مصدر زیاده کنیم و برای معنی دوم لفظ (چیزی) مخصوص به مایعات (ظهوری الف سلا) ساقی از سر مرا به بر در است * لطف سرشار و جام سرجوشت نیست (وله ب سلا) رفتیم ز سر بدر خوشا حال * مستقیم ز جرعهٔ ایاغی * (اردو) (الف) (۱) بیخود کرنا (۲) چھلکا دینا - ابال دینا - (ب) (۱) بیخود ہونا (۲) ابل جانا - چھلک جانا - چھلک پڑنا - بہ نکلنا

از سر بدر رفتن آب چیزی (مصدر اصطلاحی) بمعنی از حد بیرون شدن آب از سر باشد و قریب بمعنی آب از سر گذشتن که در محدوده گذشت (سعید اشرف سے) گویا از سر بدر رفتست

(۲۰۷ الف)

آب جدولش چو کاین چنین گلزار اشعارش خراب
افتادہ واست۔ (اردو) پانی حد سے بڑھ جانا۔
دیکھو آب از سر گذشتن۔

از سر بدر شدن (مصدر اصطلاحی) بقول
صاحب بحر عجم بہر دو معنی مرادف از سر بدر رفتن
بہار و وارستہ ہم بمعنای بیان کردہ خود کہ بر
(از سر بدر رفتن) گذشت این را مرادف آن
واند مؤلف گوید کہ ما بر (از سر بدر رفتن) بحث
کامل کردہ ایم کہ متعلق باین باشد زلالی ؎
می عشقش چو شور بام و در شد ۞ پیالہ تنگ بود
از سر بدر شد ۞ (اردو) دیکھو از سر بدر رفتن۔

(۱) **از سر بدر کردن** (مصدر اصطلاحی)
بقول بہار بمعنی از سر بدر آوردن کہ گذشت
(خواجۂ شیراز ؎) دل را اگرچہ بال و پر از غم
شکستہ بود ۞ سودای خام عاشقی از سر بدر نکرد
مؤلف گوید کہ ما صراحت کافی بر (از سر باز
کردن چیزی) کردہ ایم و این مرادف آنست
و بخیال ما باید کہ این را ہم ـــــــــ

(۲) **از سر بدر کردن چیزی** قائم کنیم و
در تعمیم (چیزی) سودا و عقل و نشہ و خمار و امثال
آن داخل باشد کہ متعلق بہ سر است (اردو)
دیکھو از سر باز کردن چیزی۔

(۱) **از سر بردن** (مصدر اصطلاحی) بقول بہار
متعدی (از سر رفتن) کہ می آید سندی از ظہوری
پیش کردہ است کہ متعلق است با (از سر بدر بردن)
و ہمانجا گذشت۔ مؤلف گوید کہ باید کہ اینرا

(۲) **از سر بردن چیزی** قائم کنیم بمعنی از سر دور
کردن چنانکہ از سر بردن عقل و ہوش و نشہ و مستی
و امثال آن کہ متعلق بہ سر باشد۔ (اردو)
سر سے دفع کرنا۔

از سر برکشیدن دراعہ (مصدر اصطلاحی)
بمعنی جدا کردن دراعہ از بدن۔ اگر این را (از
سر برکشیدن جامہ) قائم کنیم جا دارد کہ برای
ہمہ اقسام لباس عام شود کہ پوشیدن برآوردن

آن متعلق بہ سر باشد واین از قبیل ومرادف (از سر بدر آوردن چیزی) است کہ گذشت۔ (انوری ؎) آسمان را اگر نوید جامۂ سکنان دہی؛ در زمان درّاعۂ پیروزہ از سر برکشد؛ (اردو) دیکھو از سر بدر آوردن چیزی۔

(۱) از سر برون کردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مرادف (از سر بدر کردن) است کہ گذشت سندی پیش نکرد۔ صاحب انند از سر برون کردن بہ ہمین معنی نوشتہ۔ او ہم سندی پیش نساخت ما صراحت کامل بر (از سر باز کردن چیزی) کردہ ایم واین مرادف آنست بمعنی اوّل و باید کہ این راہم

(۲) از سر برون کردن چیزی قائم کنیم و در تعمیم (چیزی) عقل وخمار و امثال آن داخل باشد کہ متعلق بہ سر است (اردو) دیکھو از سر باز کردن چیزی۔

از سر برون نہادن پا (مصدر اصطلاحی) بمعنی تجاوز کردن از مقام خود (ظہوری ؎) بخاک افتادہ در کویت چو راہم؛ ز سر نہ نہم برون پا سر براہم؛ (اردو) جگہ سے ہٹنا۔ تجاوز کرنا۔

از سر پا روان شدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر عجم و رشیدی و بہار و سراج و ہفت و ناصری و جہانگیری و شمس و برہان کنایہ از زود روان شدن و بہ تعجیل رفتن باشد مؤلف گوید کہ تیز روندہ کف پا را سالمًا بر زمین نہ نہد بلکہ از تیزی رفتار پاشنۂ پای او بر زمین قرار نگیرد یا اگر گیرد از سرعت رفتار بچشم نیاید ہمین باشد وجہ کنایہ (حکیم نزاری ؎) ندارم حالیا زین بیش پروای؛ وداعی کن روان شو از سر پای؛ (اردو) جلد چلنا۔

(۱) از سر پیمان رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند بمعنی نقض عہد نمودن (حافظ شیرازی ؎) در ازل بست دلم با سر زلفت پیوند؛ تا ابد سر نکشد وز سر پیمان نرود؛ مؤلف گوید کہ مرادف این است ......

(۲) **از سر پیمان گذشتن** | سند این بر (از سر چیزی گذشتن) بجای خودش می آید (اردو) وعدہ خلافی کرنا۔ وعدہ کو وفا نہ کرنا۔

از سرتاپا | (استعمال) بمعنی سراپا و ہمہ تن و تمام تر و از ابتدا تا انتہا (ظہوری سہ) زسرتا پای دل گشتیم دلدار این چنین باید ٭ نمیخواہیم جز غم ہیچ غمخوار این چنین باید ٭ (ولہ سہ) بفقادی چہ دستی بر دبالا غمزۂ شوخی ٭ زسرتاپا ہمہ رگ گردم و برنیشتر جوشم (اردو) سر سے پاؤں تک بقول صاحب آصفیہ ابتدا سے انتہا تک۔ اول سے آخر تک۔ بالکل۔ تمام۔

(الف) از سرتازیانہ (مصادر اصطلاحی)

(ب) از سرتازیانہ بخشیدن

(ج) از سرتازیانہ دادن (ب) و (ج) بقول صاحب بحر عجم باشارۂ تازیانہ بخشیدن و این کنایہ از حقارت و فرومایگی مایہ جود باشد۔ بہار و انند ذکر (ج) کردہ معنی با صاحب بحر ہم زبان و صاحب غیاث ہم ذکر این نمودہ (انوری سہ) گیتی بہ سرسنان کشادیم ٭ پس از سرتازیانہ دادیم ٭ مؤلف گوید کہ مقصود شعر این باشد کہ چیزی کہ بزور شمشیر گرفتیم اولا بحقارت گذاشتیم و دادیم یعنی باشارۂ نوک تازیانہ عطا کردیم و آن در خور آنہم نبود کہ از دست دہیم۔ حیف است کہ سندی دیگر بدست نیامد کہ تحقیق استعمال (از سرتازیانہ بخشیدن و دادن) بمعنی بیان کردۂ محققین بالا می شد معاصرین عجم (از سرتازیانہ) را استعمال می کنند مثلاً گویند کہ " از سرتازیانہ این کار از و گرفتیم " یعنی او را مجبور کردیم برای این کار۔ باتی حاصل (از سرتازیانہ) بمعنی از جبر و تشدد حاصل شدہ (اردو) (الف) کوڑون سے۔ جبر سے۔ مثلاً " ہم نے یہ کام کوڑون سے لیا " یعنی مارپیٹ کر جبر سے پورا کرایا " (ب و ج) کسی چیز کو حقیر جانکر دیدینا۔

(۱۴۵۶) **ازسرِ تقصیر گذشتن** (استعمال) مرادف (از تقصیر کسی گذشتن) کہ گذشت - سند این از کلام مفید بلخی ہمدر آنجا مذکور شد (اردو) دیکھو از تقصیر کسی گذشتن -

(۱۴۵۷) **ازسرِ چشمۂ لب تشنہ بیرون آمدن** (مصدر اصطلاحی) بحث مفصل این بذیل (از سرِ فلان چیزی برآمدن) می آید (اردو) دیکھو از سر فلان چیزی برآمدن)

(۱۴۵۸) (الف) **از سرِ چیزی برخاستن** (مصادر اصطلاحی)
(ب) **از سرِ چیزی خاستن**
(ج) **از سرِ چیزی گذشتن**

(الف و (ج) بقول بہار و انند کنایہ از ترک آن چیز کردن و فرماید کہ بدین معنی تنہا (از چیزی برخاستن) ہم آمدہ (صائب الف ہ) آنقدر باش کہ من از سر جان برخیزم ؛ چون نجم خانہ ام ای بندہ نواز آمدہ ؛ (مجیر الدین بیلقانی ؎) زمن جان خواستی جان را چہ قدر است ؛ تو بنشین کز سرِ جان میتوان خاست ؛ (اسیر ع ہ) ز دل کسی کہ باین ترکتاز می گذرد ؛ چگونہ از سرِ دعوای ناز می گذرد ؛ (حافظ شیراز ع ہ) زاہد خلوت نشین دوش بہ میخانہ شد ؛ از سرِ پیمان گذشت بر سرِ پیمانہ شد ؛ صاحب بحر عجم ہم ذکر (الف) بہمین معنی کردہ مؤلف گوید کہ اگرچہ (از جان برخاستن) کہ بجایش گذشت در تعمیم (الف) داخل است و (از خون گذشتن) کہ گذشت در تعمیم (ج) شامل ولیکن این تعمیم برای ہر یک مقام بکار نمی خورد از ینجاست کہ با وجود این تعمیم کہ درین مصادر اصطلاحی است مصادر مخصوصہ را ہم بجای خودش ذکر کردہ ایم و کنیم کہ در معنی ہم خصوصیتی دارد - بخیال ما معنی (الف و ب) بیان کردۂ محققین بالا بطور عام درست نباشد زیرا کہ (از سر جان یا از جان برخاستن یا خاستن) پروای جان نہ کردن و آمادۂ مرگ شدن است نہ ترک آن کردن - برخلاف (ج)

که در آن معنی ترک آن چیز کردن صادق می آید۔
چنانکه (از سر دعوی گذشتن) که ترک دعوی کردن
است و (از خون گذشتن) بمعنی ترک دعوی خون
کردن باشد و (از سر راه گذشتن) معنی حقیقی هم دارد
باقی حال ازین تعمیم ما را اختلاف است (اردو)
(الف) و (ب) و (ج) کسی چیز سے اٹھ جانا
گزر جانا جیسے (جان سے اٹھ جانا) بمعنی مرنے کو
آمادہ ہو جانا۔ (جان سے گزر جانا) مرنا۔ فنا
ہونا۔ صاحب آصفیہ نے مصدر اول الذکر
کو نہین لکھا۔ دکن مین مستعمل ہے اردو مین
ایسی عام اصطلاح کل مقامات پر ایک معنون
مین نہین مستعمل ہو سکتی۔ ہر ایک استعمال کو
ہم اوسکے خاص مقام پر بیان کرین گے۔

از سر خانہ افتادن (مصدر اصطلاحی)
بقول خان آرزو در چراغ و صاحب بحر عجم۔
کمزور شدن سندی پیش کردہ (سـ۵) میل و
سنگ از سرمه دارد غمزۂ مرد افگنش * ترسم از سرخانه
افتد نرگس جادو فنش * هم او فرماید که سرخانه بمعنی جای
معین است۔ درین صورت بمعنی (از پایه خود
افتادن) خواهد بود۔ بهار باتفاق رای آخر گوید
که این مخصوص بفن کشتی است اگرچه در غیر آن
نیز مستعمل۔ همه محققین بالا نقل این سند کرده اند
و کسی نه نوشت که مال کیست بخیال ما این کنایه
باشد (اردو) کمزور ہونا (چارون خانے چت گرنا)
بقول آصفیہ ایسا گرنا کہ زانو، ہاتھ اور پاؤن ہیں چارون ...

از سر خون در گذشتن (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب انند بحل کردن خون (شیخ شیراز
در گلستان نثر) ملک از سر خون وی درگذشت۔
(اردو) خون معاف کر دینا۔

از سر در رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول
صاحب بحر عجم و وارسته و انند مرادف از سر بدر
رفتن که گذشت یعنی بدو معنی که ذکرش ہمدر آنجا
کرده ایم (مخلص کاشی سـ۵۲) بر تنک ظرفی چو
من چندین مپیما جام لطف * بیم آن باشد که

از سر در رو و پیمانہ ام ؛ (اردو) دیکھو از سر بدر رفتن

از سر دست (اصطلاح) بقول صاحبان برہان و بحر و بہار و رشیدی و جامع و سراج و انند و ناصری و ہفت و شمس و جہانگیری کنایہ از گفتن حرفی و سخنی باشد بی تامل و فکر و زود ساختن کاری بی انتظار (نظامی ؂) سخن تا چند گوئی از سر دست ؛ ہمانا ہم تو مستی ہم سخن مست ؛ - (میر خسرو ؂) شہ بر آن تا چہ باز و از سر دست ؛ کہ در آید بہ پیل بند شکست ؛ (حکیم نزاری قہستانی ؂) ہمین دم موزہ پوشم از سر دست ؛ ز ہر سازم قدم با سر بایم ؛ مؤلف گوید کہ معنی بی تامل فکر و زود (اردو) بقول صاحب آصفیہ برجستہ فی البدیہہ - بلا تکلف - بلا تامل - جلد -

از سر رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر مرادف از سر بدر رفتن کہ ذکرش گذشت - وارستہ ہمزبانش مؤلف گوید کہ ہر دو محققین سندی از کلیم آوردہ اند (؂) مباد آتش سودای کس از ین گونہ تند افتد ؛ ز جوش گریہ ام چشمی است چون دیگ از سر رفتہ ؛ و خان آرزو در چراغ ہم بو ثیقہ سندی دیگر گفتہ کہ (از سر رفتن) بمعنی از دیگ ریختن آب وغیرہ انچہ در آن باشد بسبب جوش خوردن (کنای سیح ؂) چند از پی آب و نان بہر در بردیم ؛ چند از پی روزی مقدر بردیم ؛ دیگ تن ما بجوش حرص آمدہ است ؛ نزدیک بان رسید کز سر بردیم ؛ بہار گوید کہ کنایہ باشد از دور شدن (حافظ ؂) ہوای کوی تو از سر نمی رود آری ؛ غریب را دل سرگشتہ با وطن باشد ؛ و از حد تجاوز کردن نیز مؤلف گوید کہ طرز بیان محققین بالا مقصد را بہ پریشانی انداختہ بخیال ما باید کہ این را بد و تقسیم قائم کنیم

(الف) **از سر رفتن چیزی** (۱) بمعنی فراموش شدن آن و باقی نماندن نقش در سر است و سند حافظ شیرازی کہ بالا مذکور شد سند خیال ماست و از ہمین مصدر عام است (از سر رفتن ہوا) و (از سر رفتن خیال)

و امثال آن و (۲) ریختن چیزی از جوش چنانکہ
ریختن دیگ از کثرت جوش و لبریز شدن پیمانہ
و امثال آن ۔ خان آرزو ذکر ہمین معنی کردہ است
ولیکن سندش کہ از رکنای مسیح آوردہ بکار این
نمی خورد و این مرادف معنی اول (از سر بدر رفتن)
است کہ گذشت و سندی کہ صاحب بحر از کلیم
آوردہ است برای این معنی بکار آید یعنی مصدر
خاص (از سر رفتن دیگ) ازان پیدا می شود
و این درین مصدر عام داخل باشد و ......
(ب) از سر رفتن کسی) معنی از حد تجاوز کردن
کسی کنایہ از بی خود شدن و بدین معنی این مراد
معنی اول از (سر بدر رفتن) است کہ گذشت
و سند رکنای مسیح کہ خان آرزو ذکرش کردہ کہ بالا
مذکور شد متعلق است از ہمین معنی (اردو) الف (۱)
فراموش ہوجانا ۔ خیال سے جاتا رہنا (۲) ابل جانا ۔
(ب) بے خود ہونا ۔

(۱) از سر رفتنِ پیمانہ (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب انند لبریز شدن پیمانہ از چیزی
چنانچہ ہرچہ درو ست از سرش بریزد و این
داخل است در مصدر عام --------

(۲) از سر رفتنِ چیزی کہ بحث تفصیلی
این بذیل (از سر رفتن) کردہ ایم و ہمچنین است

(۳) از سر رفتنِ دیگ مؤلف گوید
کہ سند (۳) ہمان است کہ از کلام طالب کلیم
برا از سر رفتن چیزی) بذیل (از سر رفتن) مذکور
شد ۔ و این مصدر خاص داخل است در مصدر
عام (از سر رفتن چیزی) بہار ذکر (۳) کردہ
و بضمن آن (۱) را نوشتہ معنی با صاحب انند
متفق است ۔ طرز بیان ہر دو بر (۱ و ۲) قابل
صراحت است مقصود شان جزین نباشد کہ
(پیمانہ از سر رفتہ) و (دیگ از سر رفتہ) ظرفی باشد
کہ ہرچہ درو ست از جوش لبالب شود و بریختن
آغاز کند نہ این کہ ہمہ بریزد (اردو) (۱) پیمانیکا
چھلکنا ۔ صاحب آصفیہ نے (چھلکنا) کا ذکر

انہین معنون مین کیا ہے ۔ یعنی لبریز ہو کر ٹپکنا ۔
ڈہلکنا (۲) دیکھو (ازسر رفتن کا (الف) (۳)
دیگ کا ابلنا ۔ آپ ہی نے (ابلنا) پر لکہا ہے
جوش کھا گرنا ۔ چھلک جانا ۔ چھلک پڑنا ۔

(۲۵۹)

ازسر رفتنِ ہوا (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از
(خیال ازسر رفتن) سند این از کلام حافظ بر (از
سر رفتن) گذشت و این مصدر خاص ۔ داخل
مصدر عام (ازسر رفتن چیزی) بمعنی اوّل ش
باشد که بذیل (ازسر زدن) گذشت (اردو)
خیال دل سے جاتا رہنا ۔

(۱) ازسر زانو ساختن (مصدر اصطلاحی)
(۲) ازسر زانو ساخته صاحب انند نسبت
(۲) فرماید که کلیه ایست که سالک در مراقبه سر بر
زانو نهد و در سیری شود پس گوئی سر زانو را آلت
سیر یعنی قدم ساخت مؤلف گوید که (۲) ماضی
مطلق به هائی زائده در آخر یا اسم مفعول (۱) با
و (۱) بمعنی سر از انو قرار دادن و کنایه باشد از
غور و فکر کردن که در حالت غور و فکر سر بزانو نهند
مراقبه را از این مصدر تعلقی نیست و نه سالکان در
مراقبه از زانو کار گیرند ۔ دیگر کسی از محققین فرس
ذکر این نکرد محققین عرب مراقبه را بمعنی امید
داشتن و خوف کردن از کسی نوشته اند و صاحب
غیاث گوید که گردن فرو انداختن و باصطلاح
حضور دل است با خدا و غیبت از ماسوی (انتہی)
نتیجهٔ این تحقیق آنست که سر بزانو نهادن مراقبه
نیست که اہل سلوک گردن را بسوی قلب
خم دہند ۔ (اردو) (۱) سر زانو پر رکھنا ۔ سر بزانو
ہونا کہ سکتے ہین ۔ بمعنی غور و فکر کرنا ۔

ازسر زانو قدم ساختن (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب بحر و ضمیمهٔ برہان بمعنی مراقبه
کردن ۔ صاحب شمس این را (ازسر زانو
قدمی ساختم) نوشته که صیغهٔ واحد متکلم از ماضی
مطلق همین مصدر است گوید که برای سیر دل
مراقبه کردم ۔ کذا فی الادات صاحب مؤید و مجوش

فرماید کہ ای برای سیر دل مراقبہ قدم ساختم کذا فی اللادات واقول مناہ سر زانو را قدم ساختم و این بیان حالت مراقبہ است زیرا کہ سالک در مراقبہ سر را بر زانوی نہد و در سیر می شود پس گوئی سر زانو را آلت سیر یعنی قدم ساختم (انتہی) مؤلف گوید کہ بخیال ما این مرادف مصدری است کہ گذشت و صراحت کافی ہمانجا کردہ ایم کہ کنایہ از غور و فکر کردن است و بس (اردو) دیکھو از سر زانو ساختن۔

از سر زندگانی گرفتن (مصدر اصطلاحی)

بمعنی زندگی تازہ یافتن باشد یعنی زندہ شدن بعد مرگ کہ او عای شاعر سیت (صائب ؎) چون چراغ کشتہ گیرم زندگانی را از سر* آتشین رخسارہ گر بر مزارم بگذرد* (اردو) نئے سرے زندگی حاصل کرنا۔ مرکر جینا (حقیقی معنوں مین) دوبارہ جی اٹھنا۔

از سر زیاد است (مقولہ) بحر و وارستہ گفتہ کہ

مرادف از دہان زیادہ است کہ گذشت (وحشی ؎) سجدۂ درگہش ای چرخ زیاد از سر تست* کمن این بی ادبی راست کن این پشت دوتا* (اردو) دیکھو از دہان زیاد است۔

از سر سوزن برون شدن (مصدر اصطلاحی)

بقول صاحب بحر کمال سہولت در رفع چیزی خان آرزو در چراغ۔ ہمزبان بحر عجم (تاثیر ؎) وقتست غیر از سر سوزن برون شود* از بسکہ گشت موی دماغ ضعیف من* بہار گوید کہ بنہایت تمام بر آمدن چنانکہ باندک حرکت سر سوزن خار از پا برمی آید۔ سندش ہمان است کہ بالا مذکور شد و بقول انند (از سر سوزن بیرون شدن) مرادف (از سفت سوزن بیرون شدن) کہ می آید و بجای محولہ۔ حرف بحر نقل معنی بہار کردہ باین قدر اضافہ کہ (در اظہار تلون حال گویند کہ فلانی گاہ از سفت سوزن می گذرد و گاہ از توی علیقاپی نمی تواند گذاشت) مؤلف گوید کہ از سر سوزن مراد از سوراخ سوزن است و این مصدر کنایہ باشد از کامیاب شدن با وجود دشواری

(۱۷۸۰)

آنچہ محققین بالا در بیان معنی شخصا بیان آوردہ اند بخیال ما زاید از ضرورت خصوصاً صاحب آنند چیزی غیر متعلق را ذکر کردہ است۔ حاصل انیست کہ ما را با معنی بیان کردۂ صاحبان تحقیق اتفاق نیست (اردو) سوئی کے ناکے سے نکلنا۔ کہ سکتے ہین۔ بمعنی نازک کام کرنا۔ صاحب آصفیہ نے اس کے متعدی (سوئی کے ناکے سے نکالنا) کا ذکر فرمایا ہے بمعنی قدرت کے دور سے ناممکن بات کا کر دکہانا۔ حسن سلیقہ دکہانا۔ دانائی دکہانا۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ (سوئی کے ناکے سے نکلنا) کا استعمال بمعنی نازک اور مشکل کام مین کامیاب ہونا ہو سکتا ہے۔

(۱) از سر شدن (مصادر اصطلاحی)

(۲) از سر شدن چیزی بقول بحر و وارستہ مرادف معنی دوم (از سر بدر رفتن) بہار و وارستہ سندی از نعمت خان عالی پیش می کند (ے) از سر شدن نشہ گذشتم زسر خود ہ ساقی بسر من برس و جام دگر دہ ۔ مؤلف گوید کہ این متعلق است از مصدر اصطلاحی

(۳) از سر شدن نشہ بمعنی باقی نماندن نشہ در سر۔ و در شدن نشہ از سر۔ اگر خواہیم کہ این را عام تعمیم از مصدر (۲) کا کہ گیریم کہ در تعمیم (چیزیہا) نشہ و عقل و در دو امثال آن داخل باشد کہ متعلق بسر است۔ اندرین صورت معنی (۲) از سر دور و دفع شدن چیزی باشد (اردو) (۱) سر سے جانا (۲) کسی چیز کا سر سے جانا۔ دفع ہونا جیسے بلا سر سے دفع ہوئی۔ درد سر سے دفع ہوا۔ عقل سر سے گئی (۳) نشہ اترنا۔

(۱) از سر فلان چیزی بر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار ترک آن کردن۔ و فرماید کہ سند این و بہجت شادی دادن باید و بر اشنادی از شیخ العارفین آوردہ (ے) دہ گر لعل سیراب شادی جان گدازان را ؛ خضر لب تشنہ از سر چشمۂ حیوان بر آید ؛ مؤلف گوید کہ بہار (سرچشمہ

را در (از سر فلان) داخل کردہ ـ خوب مصدری
قائم کردہ است اگرچہ (سرچشمہ) فک اضافت
(سر چشمہ) می باشد ولیکن از سند بالا این مصدر
قائم کردن ـ حیف است ـ اگر خواہیم کہ ازین
شعر مصدری پیدا کنیم توانیم عرض کرد کہ ـ (۲)
(از سر چشمہ لب تشنہ بیرون آمدن) کہ بجای خودش گذشت
کنایہ باشد از ـ نا کام برگشتن از منزل مقصود ۔
دیگر ہیچ نیست مصدر (۱) چیزی نیست و دیگر
کسی از محققین فرس ذکر این نکرد (اردو) (۲)
دکن میں کہتے ہیں شادی کو جا کر پیاسا آنا۔

از سر عجز | استعمال ـ بمعنی از راہ عجز و از عجز
باشد (انوری ۵) ہمتش آنچنان کہ از سر عجز ؛
امراء را زمانہ دست کشادہ ؛ (اردو) عاجزی سے

(۱) از سر قدم ساختن | (مصادر اصطلاحی)
(۲) از سر قدم کردن | کنایہ باشد از طی
کردن راہ و راہ رفتن بکمال تعظیم کسی کہ بسویش
می روند سند (۱) از حکیم نزاری قہستانی برد از سر
دست) گذشت (طالب کلیم ۵۲) اگر مرد رہی
نعلین خار معنی از پا کن ؛ قدم از سر کن و سودای
منزل را ز سر وا کن ؛ (اردو) سر سے چلنا ۔
بقول آصفیہ نہایت تعظیم کے باعث سر کو پاؤں
بنا کر راستہ طے کرنا ۔ سر کے بل چلنا (ناسخ ۹)
نقش پا ہے یار پر رکھئے بھلا کیونکر قدم ؛ سر سے
چلنے کی ہے کوے یار میں عادت ہمیں ؛

(۱) از سر کار افتاد | (مقولہ) بقول صاحب
بحر عجم بکسر رای مہملہ اول بمعنی ضایع شدہ و
دیگر از کار نمی آید صاحب ضمیمہ برہان فرماید
کہ این کنایہ باشد مؤلف عرض کند کہ نقصانی
ندارد کہ این را از رتبہ (مقولہ عجم) بمصدر
اصطلاحی منتقل کنیم و ---

(۲) از سر کار افتادن | بمعنی بیکار و ضایع
شدن گیریم (اردو) (۱) ضائع ہوا ـ بیکار ہوا
قابل کار نہیں رہا (۲) ضائع ہونا ـ بیکار ہونا
قابل کار نہ رہنا ۔

(۱۲۷۲) **از سر کسی پا کشیدن** (مصدر اصطلاحی)
کنایہ باشد از برخاستن از پیش کسی و کنارہ کردن ازان کس۔ سند این از مولانا بنائی بر مصدر (از چیزی پا کشیدن) گذشت و این مصدر خاص متعلق است از مصدر مذکور کہ عام است (اردو) کسی کے پاس سے اٹھ کھڑے ہونا۔ چلدینا۔

(۱۲۷۳) **از سر کسی گرد بر آوردن** (مصدر اصطلاحی)
کسی را بحالتی آوردن و نوبتی رساندن کہ ضرب بسیار بر سرش افتد و گرد از و بلند شود کنایہ باشد از ذلیل و رسوا و برباد کردن و تباہ کردنش (صائب ؎) مبین بچشم حقارت بہیچ خصم ضعیف ؛ کہ پشہ گرد بر آورد از سر نمرود ؛ (اردو) ہوش بگاڑ دینا۔ دھول اڑا دینا۔ دکن مین مستعمل ہے۔ ذلیل و رسوا کرنا۔ برباد کردینا۔ تباہ کردینا۔

از سر گذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم (۱) بمعنی واگذاشتن و دست برداشتن۔ صاحب ضمیمۂ برہان گوید کہ کنایہ باشد

مؤلف عرض کند کہ حیف است کہ سندی پیش نہ شد بہ تحقیق ما (۲) بمعنی بی پروای سر کردن (صائب ؎) از سر گذشتہ اند کریمان انجہان کو سر گذشتۂ کہ ز دستار بگذرد ؛ (اردو) (۱) چھوڑ دینا۔ دست بردار ہونا۔ (۲) سر کی پروا نہ کرنا۔ سر سے گذر جانا۔ بقول آصفیہ جان سے گذر جانا (نصیر ؎) شمع کے رنگ قدم ہے منزل اقلیم عشق ؛ سر سے جو گزرے اسے کیا ہے سفر یہ دور کا ؛

(۱۲۷۵) (۱) **از سر گرفتن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و انند و بحر عجم بہ تازگی شروع کردن (صائب ؎) دلبری را زلف او در دور خط از سر گرفت ؛ میشود از خاک افزون حرص چشم دام را ؛ (والہ ہروی ؎) دل وقف شد زغم مژۂ اشکبار را ؛ از سر گرفتہ ام وگر از گریہ کار را ؛ سندی از صائب بر (احرام از سر گرفتن) ہم گذشت مؤلف گوید کہ بخیال ما از ہمین

مقصد ۔ است ---------

(۲) از سرگرفتنِ دلبری | بمعنی از سرِ نو آغاز

دلبری کردن چنانکہ در سند صائب گذشت و --

(۳) از سرگرفتنِ کاری | بمعنی از سرِ نو آغاز

کردن کاری چنانکہ در سند والہ ہروی مذکور شد

ہیں (۱) احرام (از سر گرفتن) کہ بجایش گذشت

(از سرگرفتنِ دلبری) کہ بالا مذکور شد و اہل

تعمیم (از سرگرفتنِ کاری) بخیال ما از تعمیم

(۱) تعمیم (۲) بہتر است (اردو) (۱) سرِ نو سے

آغاز کرنا ۔ ابتدا سے شروع کرنا (۲) سرے سے

دلبری کا آغاز کرنا ۔ (۳) کسی کام کو سرے سے کرنا

(۱) از سر لبریز شدنِ چیزی | (مصادر)

(۲) از سر لبریز شدنِ دیگ | اصطلاحی

(۲) بقول صاحب بحر عجم ۔ آن باشد کہ آنچہ

در آن ہست بریزد بسبب جوش خوردن ۔

سند ہم پیش نشد و بخیال ما کنایہ باشد از لبریز شدن

جوش دیگ و آغاز ریختن شدن چیزی کہ درو ہست

مقصود صاحب بحر ہم جز این نباشد پس آنچہ

ما (۱) را بطور عام قائم کردہ ایم شامل باشد بر

غیر دیگ ہم مثلاً (از سر لبریز شدن جام و قدح

و حوض) و امثال آن (اردو) (۱) کسی چیز

کا بھر کر یا جوش کھا کر ابل جانا ۔ چھلک جانا

(۲) دیگ کا جوش کھا کر ابل جانا ۔

(۱) از سرم مگذار | (مقولہ) بقول صاحب

مؤید بحوالہ قنیہ ای مرا مگذار ۔ صاحب انند

نقل نگارش ۔ سندی پیش نہ شد (اردو)

مجھ کو مت چھوڑ ۔ مجھ کو نہ چھوڑ ۔

از سرِ نو | (اصطلاح) بقول صاحب

بحر و چراغ و بہار روانند یعنی تازگی مؤلف

گوید کہ مقصود جز این نباشد کہ از ابتدا و از سر

(میر یحیی شیرازی سـ۵) یا بہ جنت کی نعیم یحیی

چو برخیزم ز خاک ٭ از سر نوبی رخت خواہم کفن

بر سر کشید ٭ (اردو) سرے سے ۔ بقول صاحب

آصفیہ اول سے ۔ شروع سے ۔ ابتدا سے

بقول امیر از سرِ نو بھی اردو میں مستعمل ہے بمعنی نئے سرے سے۔ پھر (قلق ؎) از سرِ نو ہوا وہ شہر آباد٭ دل کی ہر ایک کے برآئی مراد٭

(الف) **از سر نہادن** (مصدر اصطلاحی) بقول بہار (۱) بمعنی از سر باز کردن۔ مرادف (از سر واکردن) کہ می آید (ملا نظیری نیشاپوری ؎) آن کج کلہ چو با صف عشاق بگذرد٭ شاہان ز سر نہند ہوای کلاہ را٭ صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ گوید کہ (۲) بمعنی از گو کردن است وہم او بہ ذیل (از سر بدر کردن) کہ گذشت نوشتہ کہ کنایہ از دور کردن و مرادفش مؤلف گوید کہ ہمین معنی بر (از سر باز کردن) بر معنی اولش گذشت بخیال ما این را باید کہ۔

(ب) **از سر نہادن چیزی** قائم کنیم بمعنی از سر دور کردن چیزی چنانکہ (از سر نہادن بزرگی) یعنی (از سر دور کردن بزرگی) (نظامی ؎) بدرگاہ لطف و بزرگیش بر٭ بزرگان نہادہ بزرگی ز سر٭ و ---------

(ج) **از سر نہادن ہوا** کہ از سند بالا پیدا می شود بمعنی از سر دور کردن ہوس۔ در تعمیم (ب) داخل باشد و برای معنی دوم طالب سند یا شیم (اردو) (الف) سر سے نکال دینا۔ (ب) کسی چیز کو سر سے نکال دینا۔ (ج) دل سے ہوس دور کرنا۔

از سر واشدن (مصدر اصطلاحی) بقول وارستہ و بہار و صاحب بحر بمعنی جدا شدن مؤلف گوید کہ کنایہ باشد از دور شدن (مسیح کاشی ؎) برو برو برو ای ناصح از سرم واشو٭ وگرنہ از تو بگفتن زبندہ نشنودن (اردو) دور ہونا۔ ٹلنا۔

(الف) **از سر واکردن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب چراغ و بحر (۱) بمعنی دور کردن چیزی از خود مؤلف گوید کہ شرط (از خود) درینجا بی ضرورت است و (۲) انداختن ورق گنجیفہ برای بر آوردن ورق بیش۔ بہار گوید کہ

مرادف (از سر باز کردن) که بهمین دو معنی گذشت
صاحب انند هم ذکر این کرده ۔ مؤلف گوید که
بخیال ما ضرورت معنی دوم بخصوصیت گنجینه نباشد
که از ملحقات این ظاهر می شود که آن هم در معنی
اول داخل است چنانکه بر (ز) ذکرش می آید
ما بر (از سر باز کردن) نوشته ایم و در ینجا هم
عرض کنیم که این را (از سر واکردن چیزی) تمام
کردن اولی است و در تعمیم چیزی ملحقات این
داخل باشد یعنی ----

(ب) از سر واکردن تعویذ | بمعنی دور کردن
تعویذ (شفیع اثر ؎) از تو یارانی که درد خود
مداوا کرده اند ٭ وقت راحت هیچ تعویذت ز سر
واکرده اند ٭ مخفی مباد که از همین سند مصدر (از سر
واکردن کسی) هم بمعنی دور کردن کسی را ۔ پیدا
می شود و ----

(ج) از سر واکردن رشته | بمعنی دور کردن
تعلق (صائب ؎) رشتهٔ جسم گران جان را
ز سر وا می کنم ٭ سر برون چون سوزن از جیب
مسیحا می کنم ٭ و ----

(د) از سر واکردن سر | بمعنی دور کردن
سر از تن (قاسم مشهدی ؎) پا چو از رفتار شوق
افتد ز تن ببریدنیست ٭ سر چو بی شور جنون گردد
ز سر واکردنی است ٭ و همچنین ----

(ه) از سر واکردن سودا | بمعنی دور کردن
سودا (کلیم ؎) اگر مرد رهی نعلین خار معنی از پا
کن ٭ قدم از سر کن و سودای منزل را از سر واکن ٭
و ازین قبیل است ----

(و) از سر واکردن غم | بمعنی دور کردن
غم (طغرا ؎) بده می که غم را از سر واکنم ٭ بدفع
غم آرام پیدا کنم ٭ و ----

(ز) از سر واکردن ورق | بمعنی دور کردن
ورق از دست و انداختن آن ۔ مخفی مباد که معنی
دوم بیان کردهٔ محققین که بذیل (از سر واکردن)
گذشت متعلق است از همین (وصف قندهاری

ص) مانند آن ورق کز سر واکند کسی چست
بخرج گنجینہ داد آفتاب را۔ و ------

(ح) **از سر واکردن ہوا** بمعنی دور کردن
ہوس از سر (ابو طالب کلیم ص) نیستم راضی کہ
سر بر کرسی زانو نہم ؛ تا ہوای سربلندی را از سر وا
کردہ ام ؛ (اردو) (الف) دور کرنا۔ (ب)
تعویذ جدا کرنا۔ کھولدینا (ج) تعلق جدا کرنا (د)
سر تن سے جدا کرنا۔ (ہ) سر سے سودا دور کرنا
(و) غم دور کرنا۔ (ز) گنجینہ کا ورق پھینکدینا۔
ملاحظہ ہو (از سر باز کردن) کے دوسرے معنی
جس پر اس کا تفصیلی بیان ہے (ح) دل سے
ہوس نکالدینا۔

از سر واگشتن (مصدر اصطلاحی) بقول
صاحب بحر و وارستہ مرادف (از سر وا شدن)
کہ گذشت (مرزا جلال اسیر ص) بلای شب
جمعہ واگشتہ از سر ؛ خمار یم ساقی بدہ می بدہ می ؛
(اردو) دیکھو از سر وا شدن۔

از سر وا نہادن (مصدر اصطلاحی) بقول
بہار بمعنی از سر نہادن کہ گذشت [illegible]
ذکر این ذیل (از سر بدر کردن) کردہ ایم محمد سعید
اشرف ص) نہال حسن او را موسم از پا فتادن نیست ؛
ہوای عشق ما را وقت از سر وا نہادن شد ؛ (اردو)
دیکھو از سر نہادن۔

از سر و پا روان شدن (مصدر اصطلاحی)
صاحب انند بحوالہ بہار گوید کہ مرادف (از سر پا دوان
شدن) باشد کنایہ از تیز روی است حقیقت است کہ
ما این را در بہار نیافتیم و سندی ہم پیش نشدہ است
ما وجہ کنایہ درین موجود است کہ سر و پا سر دو را داخل
سیر کردن مبالغہ ایست برای تیز روی (اردو)
جلد چلنا۔ دیکھو (از سر پا روان شدن)

ازسطوخودوش استعمال۔ بقول صاحب تمس گیاہیست کہ بندش دہتورہ گویند
فرماید کہ لغت فارسی است۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکردہ و ما در کتب ادویہ ہم این را نیافتیم

اگرچہ (اسطوخودوس) گیاہی است دوائی ولیکن گیاہی کہ اہل ہند آنرا (دہتورہ) نامند آنرا بہ ہیچ زبان (اسطوخودوس) نہ گویند بخیال ما چیزی نیست بجز تسامح صاحب شمس یا غلطی کتابت حیف است کہ در جمیع نسخ این ہمین است وبس و ما از تحقیقش قاصریم (اردو) دہتورہ

ازسفت سوزن گذار آمدن (مصادر اصطلاحی) صاحب بحر عجم نسبت (الف) (ب)

ازسفت سوزن گذشتن گوید کہ (۱) مرادف (ازسر سوزن برون شدن) کہ گذشت۔ (۲) ونیز تلون حال نمودن وسفت بالضم سوراخ کوچک عموماً و سوراخ سوزن خصوصاً۔ وارستہ بہم زبانی بحر نسبت معنی دوم فرماید کہ گویند کہ فلان۔ گاہ ازسفت سوزن می گذرد و گاہ ازتوی علیقا۔ پی نمیتواند گذاشت بہار بذکر معنی دوم گوید کہ بسہولت تمام برآمدن و او ہمین معنی بر (ازسر سوزن برون شدن) بیان کردہ و صاحب انند ہم ذکر ہر دو معنی کردہ محققین بالا از برای (ب) سندی از کلام شانی تکلو آوردہ اند (ــہ) ستم کہ در فلک از فربہی نمی گنجد ٭ زسفت سوزنش از لاغری گذار آمد ٭ مؤلف عرض کند کہ از ہمین سند (الف) را پیدا کردہ ایم و برای (ب) فی الحقیقت سندی پیش نشد بخیال ما (الف) در کلام شانی تکلو (۱) بمعنای حقیقی اوست و اگر کنایہ قرار دہیم (۲) مرادف (ازسر سوزن برون شدن) باشد بمعنئی کہ ہمدر آنجا ذکرش کردہ ایم و معنی دوم بیان کردۂ بحر و وارستہ و انند بدون سند اعتبار را نشاید کہ استعمالش باین معنی از نظر ما نگذشت و نہ معاصرین عجم تصدیقش مکنند (اردو) (۱) سوئی کے ناکے سے نکلنا۔ (۲) دیکھو (ازسر سوزن برون شدن)

ازسنگ بیرون آوردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر مرادف (ازچوب چیزی تراشیدن)

تا بحث کامل این مصدر آنجا کرده ایم - وارسته هم
ذکر این کرده و بهار (از سنگ برون آوردن)
نوشته فرقی ندارد سند هر دو از کلام وحید است
(س۵) کی تواند بر رخ فرهاد و خسرو راه بست؛
ز در عشق از سنگ می آرد برون معشوق را؛
(اردو) دیکھو (از چوب چیزی تراشیدن)

(۱) از سنگ پیدا شدن | مصدر اصطلاحی

بقول بهار لازم (از سنگ برون آوردن) و
صاحب بحر عجم ذکر این بذیل مصدر آینده
کرده و وارسته بذیل (از چوب تراشیدن) الخ
آورده (نعمت خان عالی س۵) سخت رو تنها
زمردم چون کشم از بهر رزق؛ روزی دیوانگان
از سنگ پیدا میشود؛ بخیال از سند پیش شده
مصدر ---------

(۲) از سنگ پیدا شدن چیزی | تعمیماً یعنی

حاصل شدن چیزی از سنگ و مصدر ---

(۳) از سنگ پیدا شدن روزی | تخصیصاً

یعنی حاصل شدن روزی از سنگ پیدا می شود
کنایه از بهم رسیدن چیزی یا روزی بر خلاف قیاس
و بر خلاف عادت (اردو) (۱) خلاف قیاس
ظاہر ہونا - (۲) کسی چیز کا خلاف قیاس پیدا
ہونا - ظاہر ہونا - (۳) خلاف امید روزی ملنا

(۱) از سنگ پیدا کردن | مصدر اصطلاحی

بقول صاحب بحر و وارسته مرادف (از چوب چیزی
تراشیدن) بهار هم ذکر این کرده مرادف (از سنگ برون
آوردن) گوید که هر دو یکیست (وحشی س۵) وسند مراد در
وحشی سنگ بر دل بند؛ زان درد دلی از سنگ پیدا
میکند؛ مؤلف گوید که اگر خواهیم که مصدر عام قائم کنیم

(۲) از سنگ پیدا کردن چیزی یا چیزی را

قرار دهیم - و اگر مقصود از مصدر خاص باشد -

(۳) از سنگ پیدا کردن درد | باشد

یعنی پیدا کردن دل درد را بدون سبب -
(اردو) (۱ و ۲) دیکھو (از چوب چیزی تراشیدن)
(۳) بے سبب درد مین مبتلا ہونا -

(الف) از سنگ تراشیدن آدم | (مصادر اصطلاحی)
(ب) از سنگ چیزی تراشیدن |

(ب) بقول وارسته و بحر مرادف (از چوب چیزی تراشیدن) که گذشت۔ بہار از صائب سند می آورده (ﺳـ) ندیدم محرمی چون کوهکن تا درد دل گویم ؛ بشیرین کاری صنعت ز سنگ آدم تراشیدم ؛ مؤلف گوید که ازین سند مصدر (الف) پیدا می شود (۱) بمعنی حقیقی یعنی بت از سنگ تراشیدن و (۲) از سنگ آدم پیدا کردن بمعنی کار عجیب و غریب کردن و بخیال ما (ب) برای این معنی اصلا درست نباشد که معنی لفظی آن لطفی ندارد۔ ازینجاست که ما (الف) را قائم کرده ایم (اردو) (الف) (۱) پتھر کا بت بنانا۔ پتھر سے بت تراشنا۔ مورت بنانا (۲) پتھر کو انسان پیدا کرنا۔ عجیب و غریب کام کرنا (ب) دیکھو (از چوب چیزی تراشیدن)

از سنگ درآوردن چیزی | استعمال بمعنی ساختن چیزی از سنگ۔ صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاجار ذکر (از سنگ درآورده) بمعنی (از سنگ ساخته) کرده است (اردو) پتھر سے تراشنا۔

از سواد به بیاض بردن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب تحقیق الاصطلاحات بمعنی مسوّده را صاف کردن۔ فرماید که گاهی (به بیاض بردن) فقط گویند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد معاصرین عجم تصدیق این کنند (اردو) مبیّضہ کرنا مسوّدہ صاف کرنا۔

از سودای نقد بوی مشک می آید | (مثل) صاحبان خزینه و امثال فارسی ذکر این کرده از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید که فارسیان این مثل را در خوبی سودای نقدی زنند که هم دل خواه بدست آید و هم ارزان و از بوی مشک کنایه باشد از تفریح۔ مقصود اینست که چون کسی سودای نقد کند دلش خوش می شود که چیز خوب بقیمت مناسب بدست آمد بر خلاف سودای

وام کہ مالک آن بگران قیمت دہد واگرچہ آن چیز بحسب مقصود مشتری خوب نباشد مگر طوعاً وکرہاً مشتری قبولش کند کہ بوام گیر آمدہ است وپول از دست رفتہ (اردو) نقد سودی کا کیا کہنا یہ کہاوت دکن مین مستعمل ہے۔ یعنی نقد سودا ہمیشہ مفید ہوتا ہے۔ چیز مناسب اور واجبی دام پر اور عمدہ ملتی ہے۔ نیز کہتے ہین "نقد سودا بیچک کا سودا" یعنی نقد سودا قریب قریب اصل دامون کے ملتا ہے۔ مالک مال بہت کم نفع پر فروخت کردیتا ہے۔

از سوزن گر آہن نمی توان خرید (مثل) صاحب امثال فارسی ذکراین کردہ دیگر محققین امثال ازین ساکت اند۔ مقصود ازین مثل این است کہ ہر چیز را جائی مخصوص است کہ از انجا بہ قیمت مناسب وارزان گیر آید۔ سوزن از سوزن گر ارزان بدست آید برخلاف آن آہن از سوزن گر خریدن۔ نمی شود زیراکہ او خود خریدار آہن است برای ساختن سوزن پس قرین قیاس نیست کہ او آہنی کہ دارد بفروشد (اردو) دکن مین جب کوئی شخص بری اور خراب شکر خرید کر لاتا ہے تو کہتے ہین کہ "کیا تم نے حلوائی سے خریدی ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ حلوائی شکر اسی حالت مین فروخت کر دیتا ہے جب وہ خراب اور اسکے کام کی نہ ہو ورنہ وہ کیون بیچنے چلا تھا۔ اسکو تو رات دن شکر ہی سے کام ہے۔ اسی طرح کہتے ہین "بھڑ بھونجے سے دہان نہ پاوین کنبی سے کھلی" اس کا یہ مطلب ہے کہ بھڑ بھونجا دھان خود خرید کر لاتا ہے وہ کبھی اسکو نہ بیچے گا۔ اسی طرح کنبی یعنی کاشتکار کو خود اپنے جانورون کے لئے کھلی کی ضرورت ہے وہ کیون بیچنے چلا تھا۔

از سوزن گر زبان خموشی نکو بود (مثل) صاحب خزنیہ ذکراین کردہ۔ وازمعنی ومحل استعمال

ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ کار با شخص بدزبان افتد کہ زبانش ہمچو سوزن تکلیف دہد- می گویند کہ "آغا خاموش شو کہ او سوزن گری می کند" یعنی از زبان کار نمی گیرد بلکہ از سوزن کار میگیرد- (اردو) بدزبان سے خاموشی بھلی"

ازشاخ پیوست کردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و وارستہ و بہار و انند پیوند کردن نہال کہ آنرا (برگ پیوند) نیز گویند (علی نقی کمرہ ع) درخت عیش ما پیوستہ بار آرد برمحنت ÷ کنگر بوستان پیر ازشاخ خلد پیوستش ÷ (اردو) پیوند لگانا- بقول آصفیہ ایک درخت کی شاخ کو دوسرے درخت کی شاخ مین پیوست کرنا-

ازشاخ کندہ (اصطلاح) بقول بحر و بہار از شاخ جدا کردہ صاحب انند ہم بانش (حکیم زلالی ع) دلی کو بی غم عشق است زندہ بود چون میوۂ ازشاخ کندہ ÷ مؤلف گوید کہ سند متعلق است بہ (میوۂ ازشاخ کندہ) اگر این را (چیز ازشاخ کندہ) قائم کنیم بلحاظ تعمیمش و رای میوہ ہم داخل آن باشد ہمچو برگ ازشاخ کندہ- مخفی مبادکہ این (اسم مفعول) است از مصدر لا ازشاخ کندن) (اردو) شاخ سے توڑا ہوا- خواہ میوہ ہو یا پتا-

ازشرم روساختن کسی (مصدر اصطلاحی) یعنی شرمندہ شدن کسی و روی خود را برای دفع شرم درست کردن چنانکہ ظہوری گوید (ع) برای صبح و بالست عالم آرائی ز شرم ساختہ خورشید روی روی تو ہست ÷ (اردو) منھ چھپانا- بقول آصفیہ خجالت یا شرمندگی سے منھ سامنے نہ کرنا- دکن مین منھ چھپاے پھرنا کہتے ہین- جھینپنا بھی کہ سکتے ہین یعنی آنکھ چرانا- شرمندہ ہونا-

(۱۳۸۶)

(الف) **ازشکم افتادن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان برہان و بحر و رشیدی و جامع و سراج و بہفت و انند و شمس و جہانگیری کنایہ از مردن و از عالم رفتن باشد۔ صاحب مؤید ذکر اسم مفعول این (ازشکم افتادہ) کردہ فرماید کہ یعنی سقط شدہ و دور شدہ۔ صاحب منتخب بر لفظ (سقط) گوید کہ بچۂ ناتمام ازشکم افتادہ و بفتحتین انچہ افتادہ باشد پس مقصود صاحب مؤید جز این نباشد کہ (ازشکم افتادہ) یعنی بچۂ ناتمام ازشکم افتادہ و دور شدہ۔ اندرین صورت معنی لفظی این مصدر (۱) جدا شدن چیزی ازشکم و (۲) مجازاً ساقط شدن حمل۔ ہیچ بخیال ما نمی آید کہ محققین بالا کنایۂ مردن چہ طور قائم کردہ اند و از کجا آوردہ اند سندی پیش نشد۔ البتہ صاحب رشیدی مصرعی از نظامی بسند این آوردہ (ع) ناف زمین ازشکم افتادہ بود۔ خان آرزو بر و اعتراض کردہ فرماید کہ بر عاقل پوشیدہ نیست کہ مُردن زمین ہیچ معنی ندارد **مؤلف** عرض کند کہ عجب است از خان آرزو کہ ہیچ تصفیہ نکرد۔ بخیال ما (ازشکم افتادن) ہمان دو معنی دارد کہ بالا مذکور و بہ وثیقہ سند نظامی مصدر۔

(ب) **ازشکم افتادنِ ناف** البتہ قائم می شود و بخیال ما کنایہ باشد از (بیجا وز کردن ناف از جای خودش) کہ عارضہ ایست و توانیم از ہمین سند مصدر خاص۔ (۱۲۸۰)

(ج) **ازشکم افتادنِ نافِ زمین** ہم گیریم کہ کنایہ باشد از (بیجا وز کردن ناف زمین از جای خودش) یعنی ابتلای مصیبت شدن زمین یا زلزلہ و رفع شدن در زمین یا تہلکہ و تخریبہ افتادن در خانۂ کعبہ کہ فارسیان خانۂ کعبہ را (ناف ارض) گفتہ اند کذا فی بحر عجم (اردو) (الف) (۱) پیٹ سے گرنا۔ پیٹ سے جدا ہونا (۲) پیٹ گرنا۔ بقول صاحب آصفیہ اسقاط حمل ہونا (ب) ناف ٹلنا (۱۲۸۱)

ناف ٹلجانا۔ ناف ڈگنا۔ بقول صاحب آصفیہ عصبات وعضلات ناف کا بوجہ اُٹھانیکے سبب بے جگہ ہوجانا (اسیر ص) دامن کا بوجہ اُٹھ نہ سکا نازکی سے یار پؤ بل آگیا کمر مین تری ناف ٹل گئی پؤ (ج) زمین پر آفت آنا۔ زلزلہ آنا۔ خانہ کعبہ مین تہلکہ واقع ہونا۔

(۱۹۵۰) **از شکوہ انداختن** (مصدر اصطلاحی) صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر اسم مفعول این (از شکوہ انداختہ) کردہ فرماید کہ بمعنی نظر انداز کردہ مؤلف گوید کہ معنی حقیقی این از (مرتبت انداختن) است ومعاصرین عجم بمعنی (نظر انداز کردن) استعمال کنند مقصود شان از نظر انداختن) باشد (اردو) مرتبہ سے گرانا۔ نظر سے گرانا۔ نظر انداز کرنا۔

(۱) از شیر باز داشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند بمعنی باز داشتن طفل را از شیر

(۲) از شیر باز کردن (کلیم ص) چو رفت ایام شیر وعہد نازش پؤ بعادت دایہ کرد از شیر بازش پؤ مؤلف گوید کہ (باز داشتن) بمعنی منع کردن آمدہ (کذا فی بحر عجم) وبقولش (باز کردن) بمعنی جدا کردن کہ می آید پس این مصادر خاص بمعنی حقیقی در تعمیم آن داخل است (اردو) دودھ چھڑانا۔ دودھ بڑھانا۔ دودھ چھڑانا۔ بقول صاحب آصفیہ بچے کو دودھ پینے سے باز رکھنا۔

(۱۹۵۱) **(الف) از شیر برآوردن** (مصادر اصطلاحی)
(ب) از شیر بریدن (الف) مرادف
(ج) از شیر جدا کردن (از شیر باز داشتن)
(د) از شیر واگرفتن است کہ گذشت وصاحب انند (ب) و (ج) و (د) را ہم مرادفش نوشتہ۔ ما از برای (الف) سندی یافتہ ایم (ظہوری ص) یاد است کہ مہر تو شکر ریخت بکامم پؤ در کودکیم دایہ چو از شیر برآورد پؤ صاحب انند سند (ب) و (د) پیش کردہ است واز سند (ج) ساکت ولیکن تصدیق (ج) از معاصرین

عجم می شود که معنی تحقیقی است و بخیال ما این جهاں
مصدر مخصوص است با طفل و مقتضای احتیاط
آنست که در آخر هر چهار مصدر لفظ (طفل)
یا (کودک) یا مماثل آن زائد کنیم (کلیم ب ۵
ز شیر دختر رز تا بریدم طفل عادت را * بحکم دایهٔ
مشرب بجون توبه خو کرده * (ظهوری ع ۵)
رسید نوبت بیدار بختیم وقتست * که طفل خواب
ز شیر فسانه واگیرد * بخیال ما سند (ج) قابل غور
است اگر (واگرفتن از شیر) را بقول صاحب
انند متعدی گیریم در معنی شعر باید که بخت بیدار
را فاعل قرار دهیم و در مصرع ثانی بعد لفظ
(خواب) کلمهٔ (را) محذوف باشد و اگر (ج) را

معنی لازم گیریم خود طفل فاعل قرار یابد - ولیکن
استعمال مصدر (واگرفتن) بمعنی لازم بنظر نیامد
و از محققین مصادر صاحبان تحر و نوادر این مصدر
را ترک کرده اند و بهار ذکر این کرده از معنی ساکت
و در سندی که از کلام سنجر کاشی پیش کرده است
استعمال این بمعنی متعدی است و صاحب
موارد هم که محقق مصادر است بحوالهٔ سند
مذکور این را بمعنی باز داشتن آورده نه
باز ماندن پس در سند (ج) هم باید که (وا
گرفتن) را متعدی گیریم بصراحتی که بالا گذشت
(اردو) (ا) و (ب) و (ج) دیکھو از شیر
باز داشتن -

از شیفته ماه نو نهفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب ناصری کنایه باشد از قطع
مادهٔ فساد و سامان معالجه و از شاعری سند آورده (س ۵) زان پس که سخن بطعنه گفتند * از
شیفته ماه نو نهفتند * مخفی مباد که شیفته بقول صاحب برهان بمعنی عاشق و مدهوش و دیوانه
مزاج و واله و متحیر باشد و (ماه نو) بقول محققین هلال و نام ماه اول است از سال ملکی (کذا
فی البرهان) پس توانیم عرض کرد که از الفاظ این مصدر اصطلاحی و معنی حقیقی آن هیچ وجه کنایه

ظاہر نیست ونہ دیگر کسی از محققین ذکر این کردونمی فرماید کہ این شعر مال کیست ونمی دانیم کہ سلسلۂ بیات
ہم در اشعار بالا دار دیانی باتی حال ما از تسلیم این مصدر اصطلاحی معذوریم کہ محقق زباندان پیدا
کردہ است ومعاصرین عجم ہم ازین سکوت ورزند۔ (اردو) مادّہ فساد کو مٹانا اور سامان معالجہ کرنا۔

از صاحب۔ یک سخن میدارم	(مقولہ) بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ این محاورہ

اہل زبان است کہ ہرگاہ می خواہند کہ سخنی بکسی بگویند ہمچنین با خطاب کنند مؤلف گوید کہ بمعنی
میخواہم کہ چیزی بخدمت جناب عرض کنم (اردو) جناب سے کچھ عرض کرونگا۔ عرض کیا چاہتا ہون۔

(الف) از صحرا آوردن	(مصادر اصطلاحی) بقول بحر عجم ووارستہ مفت ورایگان یافتن
(ب) از صحرا جستن	خان آرزو در چراغ ذکر (ب) و (ج) بہمین معنی کردہ بہار وانند
(ج) از صحرا یافتن	گوید کہ این کنایہ باشد چہ جستن بمعنی یافتن بسیار آمدہ (تقی الدین

اوحدی الف ؎) ز صحرا نیاورد بودیم دل را ✽ کہ از مار بودی بصحرا فگندی ✽ محمد سعید اشرف ؎)
کی بمجنون یا بفرہادش برابر می کنم ✽ ما گر دیوانہ خود را از صحرا جستہ ایم ✽ (محمد قلی سلیم ج ؎) ہیچو مجنون
ناتوانی از کجا عشق از کجا ✽ یافت از صحرا اگر دیوانہ جان خویش را ✽ (اردو) پڑا پانا۔ بقول آصفیہ
راستہ چلتے کچھ پانا۔ بے محنت ومشقت کے کسی چیز کا حاصل ہونا۔ مفت ملنا۔ مؤلف عرض
کرتا ہے کہ انہین معنون مین اہل دکن کہتے ہین (جنگل سے کاٹ لانا) مثلاً " کیا مین اسے
جنگل سے کاٹ لایا ہون جو تم اسقدر رکم قمیت لگا تے ہو " بات یہ ہے کہ جنگل سے جو لکڑی
کاٹ کر لا تے ہین وہ مفت ملتی ہے۔ بغیر کسی دام کے۔ اسی بنیاد پر دکن مین یہ محاورہ
مستعمل ہے۔

(الف) ازصدا افتادن | (مصدر اصطلاحی) بقول بحر (۱) مجال سخن نداشتن و (۲) بی صدا شدن ـ و وارستہ بمعنی اوّل قانع و بہار بمعنی دوّم قناعت کند (محمد قلی سلیم ۵۲) دل حزین عجبی نیست کز نوا افتد * اگر شکستہ شود کوہ از صدا افتد * صاحب انند باتفاق بہار (از نوا افتادن) را ذیل این مصدر نوشتہ مرادفش گوید صاحب بحر از اشرف سند آوردہ (۵۲) خط دمید از رخ و آوازۂ محبوبیت نشست * گشت موو ار چو چینی زصدای افتد * مؤلف عرض کند کہ باید کہ اینرا برای معنی دوّم ---------

(ب) ازصدا افتادنِ چیزی | قائم کنیم و (از آواز افتادن چیزی) و (از نوا افتادن چیزی) و (از صوت افتادن چیزی) و مماثل آن داخل این باشد و برای معنی اوّل لابد است ---

(ج) ازصدا افتادنِ کسی | قائم کردن ـ ولیکن استعمال معنی اوّل از نظر ما نگذشت و نہ سندے پیش شد مشتاق سند باشیم و بلحاظ تعمیم مصدر (از چیزی افتادن) کہ گذشت بر اصول مبینہ بہار و انند باید کہ (ازصدا افتادن) راہم متعلّق بدان کنیم ولیکن ما ہمہ رآنجا با بہار و انند اختلاف خود ظاہر کردہ ایم (اردو) (الف و ب) آواز نہ رہنا ـ اس کا استعمال موقع اور مقام کے لحاظ سے مختلف ہے (آواز نہ نکلنا) جیسے "اس باجے سے تو آواز ہی نہیں نکلتی غالبًا بگڑ گیا ہے" (آواز نہ دینا) مثلاً " اس پیالہ میں بال آگیا ہے اس لئے آواز نہیں دیتا" (ج) آواز بند ہو جانا ـ بات نہ کرسکنا (اسیر ۵) سرمہ تری آنکھوں کا جو اس نے نہیں کھایا * کیوں بند ہے عیسے ترے بیمار کی آواز (منھ بند ہونا) بھی کہتے ہیں ـ بقول آصفیہ بات نہ کرسکنا ـ

از صد زبان زبانِ خموشی نکو بود | (مثل) صاحبان امثال فارسی و محبوب الامثال ذکر این

کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت اند۔ مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را باظہار خوبی خاموشی و ترجیح خاموشی بر یاوہ گوئی استعمال کنند (اردو) بقول صاحب محبوب الامثال "سب سے بھلی چپ" مقصد یہ ہے کہ خاموشی مفید چیز ہے جس مین یاوہ گوئی کا عیب ظاہر ہونے نہین پاتا۔

(۱) **از صفا افتادن** (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و آنند بیرونق شدن (تاثیر ۔ع) چو بید باغ شدہ گلشن از صفا افتادہ ÷ حنا بہ بند کہ بخت بہار بکشاید ÷ معاصرین عجم ہم استعمال این برزبان دارند و صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر (از صفا افتادہ است) کردہ بمعنی بیرونق شدہ است۔ بخیال ما باید کہ این را ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۲) **از صفا افتادن چیزی** قائم کنیم۔ و اگر خواہیم کہ از سند مصدر خاص قائم کنیم ۔۔۔۔۔

(۳) **از صفا افتادن گلشن** بمعنی باقی نماندن رونق و بہار گلشن (اردو) (۱) رونق باقی نہ رہنا۔ رونق جاتی رہنا۔ (۲) کسی چیز کی رونق جاتی رہنا (۳) باغ کی سرسبزی باقی نہ رہنا۔ باغ کی رونق مٹ جانا۔

از صفحۂ دل حک کردن چیزی (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از فراموش کردن چیزی (ظہوری ۔ع) چون ورق برگشت گلشن لیک بلبل حرف قہر ÷ حک نکرد از صفحۂ دل کز لک منقار داشت ÷ (اردو) بھول جانا۔ دل سے محو کرنا۔ دل سے مٹا دینا کہہ سکتے ہین۔

(الف) **از صورت خواری شستن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم و ضمیمۂ برہان (۱) عزیز کردن و (۲) آراستن و زیب و زینت دادن۔ صاحب شمس ذکر ماضی مطلق این (از صورت خواری شست) کردہ گوید کہ یعنی عزیز کرد و بسیار است و فرماید کہ و ز ادات الفضلا ہم

بدین معنی بجای خواری۔ خوشبوی نوشتہ مؤلف گوید کہ غلطی کتابت باشد چنانکہ در شمس برہمین اصطلاح (شستن) را (پشت) نقل کردہ صاحب مؤید بحوالہ قنیہ بر ماضی مطلق این فرماید کہ ای عزت گردانید و بیاراست و در نسخہ مطبوعہ اش این اصطلاح متروک است بخیال ما ۔۔۔۔۔۔۔

(ب) از صورت خود خواری شستن کسی | کنایہ باشد از غیرت کردن چنانکہ صاحب مؤید گفتہ و ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ج) از صورت کسی خواری شستن | کنایہ باشد از عزیز کردن و آراستن و زیب و زینت دادنش چنانکہ صاحب بحر عجم آوردہ (اردو) (ب) غیرت اختیار کرنا (ج) عزّت دینا۔ سنوارنا

از ضرورت | استعمال۔ بقول صاحب انند بجای ضرورت مستعمل است مؤلف گوید کہ یعنی بضرورت و بسبیل احتیاج (نظیری ع) چو عریان شد چمن مرغ از ضرورت خانہ میآرد چو قحط گل بود بلبل بآب و دانہ می سازد (اردو) ضرورتاً۔ بقول صاحب آصفیہ از روی ضرورت ناچار۔ مؤلف کہتا ہے کہ (ضرورت پر) بھی مستعمل ہے جیسے ''ضرورت پر ہم نے ایسا کیا''

از ضعف بہرجا کہ نشستیم وطن شد | (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را در خلاف وطن پرستان استعمال کنند مقصود شان انیست کہ وطن پرستان کہ پای بیرون از وطن نمی نہند و از کسب معیشت غافل اند این درست نباشد۔ وطن چیزی نیست و حبّ وطن را مانع تلاش روزی کردن نادرست است ما را باید کہ بہ کسب کمال در روزی سعی کنیم و بضرورت۔ بیرون از وطن رویم و جاییکہ بحالت ضعف بہ نشینیم ہمان وطن ماست (اردو) دکن مین کہتے ہین۔ جہان کھانے کو ملے

وہی وطن ہے جہاں ٹیکا ملے وہی وطن۔

(۱) **ازطاق افتادن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و انند و بہار ازجای بلند افتادن۔ (میرزا معز فطرت ؎) جلوہ کردی کہ افتاد آفتاب ازطاق چرخ ÷ دستی افشاندی کہ مہتاب ازکنار بام ریخت ÷ مؤلف گوید کہ بخیال ما این را باید کہ ----------

(۲) **ازطاق افتادنِ چیزی** | قائم کنیم (اردو) (۱ و ۲) کسی چیز کا بلندی سے گرنا۔

(۱) **ازطاق افگندن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و انند ازجای بلند افگندن مؤلف گوید کہ این متعدی (ازطاق افتادن) است و بخیال ما باید کہ این را ہم ----------

(۲) **ازطاق افگندنِ چیزی** | قائم کنیم (اردو) (۱) و (۲) کسی چیز کو بلند مقام سے گرانا

(۱) **ازطاقِ دل افتادن** (مصادر

(۲) **ازطاقِ دلِ کسی افتادن** | اصطلاحی)

(۱) بقول بہار و انند کنایہ باشد از خوار و بی اعتبار شدن۔ صاحب بحر (۱) را بزیادت لفظ کسی (۲) کرد و خوب کرد کہ موافق اصول لغت است و بقولش (۲) بمعنی نامقبول و ناپسند شدن پیش کسی و بی اعتبار گردیدن باشد (صائب ؎) بذوقی بادہ در جام سفالین ریختم صائب ÷ کہ ازطاق دل فغفور چین افتاد مینی ہا ÷ (ولہ ؎) چنان افتادم ازطاق دل ہم صحبتان صائب ÷ کہ وقت رفتنم آئینہ چشمی تر نمی سازد ÷ (عرفی ؎) کہ گہ فتد زطاق دل دوستان ولی ÷ خورشید از زبان نرسد ازو بالہا ÷ بہار ذیل (۱) ذکر (ازطاق دل فرو ریختن) کردہ و ما لفظ کسی زیادہ کردہ ایم ----------

(۳) **ازطاقِ دلِ کسی فرو ریختن** | صاحب بہار عجم از معنی ساکت مؤلف گوید کہ این مرادف (۲) باشد (شیخ سعدی ؎) نقاب زلف ز عارض اگر براندازی ÷ صنم زطاق دل برہمن فرو ریزد ÷

(اردو) (۱ و ۲ و ۳) دل سے اترنا۔ دل سے گرنا	بقول آصفیہ نظر و نسی گرنا۔ حقیر ہونا۔ ناپسند ہونا۔ نامرغوب ہو جانا

از طرف برشکستن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و انند رو تافتن و کنارہ کردن و اعراض نمودن۔ صاحب غیاث و انند ہر دو این را بحوالۂ بہار نوشتہ اند حیف است کہ ما در بہار این را نیافتیم۔ (اردو) منھ پھیر لینا۔ کنارہ کرنا۔

از طوق سر کشیدن (مصدر اصطلاحی) مخفی مبادکہ (سرکشیدن از چیزی) بقول صاحب بحر بمعنی روگردان شدن از انست پس معنی (از طوق سرکشیدن) انکار کردن و روگردانیدن از طوق باشد (سـ) از طوق زلف تو ظہوری کشیدہ سر ٭ در جرگۂ سگان تو صاحب قلادہ شد ٭ (اردو) طوق سے کنارہ کرنا۔ منھ پھیر لینا۔

از عدالت رفتن مزاج (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند کنایہ از فاسد شدن مزاج (میر خسرو سـ) رفت جہان را ز عدالت مزاج ٭ حبست در آغاز حرارت مزاج ٭ مولف گوید کہ (عدالت) لغت عرب است بقول صاحب منتخب بالفتح بمعنی شایستہ گواہی شدن و عادل بودن و داد دادن و برابری۔ پس میر خسرو درین شعر استعمال آن بمعنی اعتدال کردہ است و من وجہ بامعنی آخر الذکر صاحب منتخب متعلق۔ پس معنی لفظی این از اعتدال رفتن مزاج باشد (اردو) طبیعت سے اعتدال جاتا رہنا۔ طبیعت ناساز ہونا۔

از عدم بگذرد (مقولہ) بقول صاحب انند (۱) از مردہ زندہ شود۔ (الف) و (۲) در عدم برود و بدین معنی اشارت (سعدی ع) از آنجا بہ صحرای محشر بردہ راست می آید۔ و

(ب) از عدم در برد | نیز مثله - صاحب مؤید نسبت (الف) فرماید که مرده زنده شود و قیل در عدم برود (فیه نظر) و (ب) مثله - مؤلف عرض کند که بادی هر دو لغت صاحب مؤید است ولیس - صاحب انند نقلش برداشته بخیال ما معنی دوم من وجه جا دارد و معنی اوّل بر خلاف الفاظ و قیاس که از کنایه هم درست نمی شود زیرا که از برای آن قرینهٔ درکار است مثلاً اگر گوئیم که "فلان از اعجاز مسیحا یا به مسیحائی لب یار از عدم بگذرد" توانیم قیاس کرد که زنده شود و بغیر آن معنی اوّل از الفاظ (مقوله) پیدا نمی شود (اردو) الف و ب (۱) زنده ہونا - جی اٹھنا (۲) عدم سے آگے بڑھنا - یعنی عرصۂ قیامت مین قدم رکھنا -

از عدم در شدن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب ضمیمهٔ برهان و بحر عجم بمعنی مرده زنده شدن مؤلف گوید که این مصدر هم از قبیل مقولهٔ گذشته باشد که بوجود قرینه معنی زنده شدن مرده حاصل نشود حیف است که سندی پیش نشد و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد (اردو) مرده جی اٹھنا

(۱۲۹۴) از عنان چیزی دست کشیدن | (مصدر اصطلاحی) کنایه باشد از کناره کردن از چیزی (عرفی ۵) عرفی بهشت نسیه و بزم وصال نقد ❊ دست از عنان دولت آماده چون کشم ❊ (اردو) کسی چیز سے کناره کرنا - کناره کش ہونا -

(الف) از عهده بر آمدن | (مصادر اصطلاحی) (الف و ب) بقول بهار و انند
(ب) از عهده در آمدن | عبارت است از کاری را حسب دل خواه سرانجام
(ج) از عهدهٔ کاری بر آمدن | دادن خان آرزو در چراغ هم ذکر این هر دو مصدر
(۱۲۹۵) (د) از عهدهٔ کاری برون آمدن | بهمین معنی کرده است صاحب بحر عجم (ج) و (د)

(ہ) از عہدۂ کاری در آمدن | را بہ ہمین معنی آوردہ وما (د) را در کلام ظہوری یافتہ ایم (ظہوری ؎) پی اظہار عجز ای دل گر شد فرصت جانی * کہ چشم از عہدۂ ناز و تغافل بر نمی آید * او لہ ؎) نمی آیم برون از عہدۂ لطف * قیاس جور بسیار تو کردم * (شفائی ؎) زہ کردہ کمان غمزۂ غماز شفائی * کو حوصلہ کز عہدۂ این ناز در آید * خان آرزو بضمن (ب) در چراغ فرماید کہ در کلام شفائی ردیف (در آید) خالی از غرابت نیست - محمد صالح بیگ آگاہ سلمہ اللہ تعالیٰ این توجیہ وہبی کردہ است کہ در اینجا در آمدن بمعنی بر آمدن است چنانکہ (در کردن) بمعنی - بدر کردن و بیرون نمودن ولیکن مشہور بدین معنی کلمۂ (در) بالفظ (کردن) مستعمل شود نہ (آمدن) و آخر بہ تحقیق پیوست کہ (در آمدن) بمعنی (بر آمدن) نیز بسیار آمدہ - **مؤلف** عرض کند کہ ازین پنج مصدر (ج) و (د) و (ہ) اصل است باقی ہر دو ہیچ - صاحبان تحقیق ازہمین سہ مثال کہ بالا مذکور شد بحسب مذاق خود مصدر ہا قائم کردہ اند اگر در ہر سہ مصدر (ج) و (د) و (ہ) بعوض (کاری) (چیزی) را قائم کنیم نقصانی ندارد ولیکن (کاری) بہتر از (چیزی) است پس سند اول متعلق بہ (ج) باشد و سند دوم متعلق بہ (د) و سند سوم متعلق بہ (ہ) (اردو) کسی کام کو جیسا چاہیئے ویسا کرنا - حسب دلخواہ سرانجام دینا -

ازغ | بقول برہان و جامع و انند بفتح اول و سکون ثانی و غین نقطہ دار آنچہ از شاخہای درخت ببرند و پیرایش دہند - صاحب سروری گوید کہ آنچہ ببرند از شاخہای انگور - صاحب ہفت ترجمۂ این بعربی فضلہ نوشتہ و خصوصیت انگور نہ کند و فضلہ بقول صاحب منتخب بالضم آنچہ زیادہ ماندہ باشد **مؤلف** گوید کہ ہمین لفظ در ممدودہ گذشت و (آزوغ) بزیادت واو

بعد زای معجمہ ہم بمعنی پیراستن شاخہا کہ مقصود از حاصل بالمصدر باشد یعنی (پیرایش) و این تقاضی آن است کہ (ازوغیدن) مصدرش باشد بمعنی پیراستن شاخہا ولیکن محققین فرس آنرا ترک کردہ اند بخیال ما (آزوغ) اصل باشد و (آزغ) بحذف واو مخففش پس باید کہ زای معجمہ مضموم گیریم و باشد کہ (آزوغ) مفرس (زوغ) باشد مخفی مباد کہ (زوغ) بغین معجمہ بقول صاحب انند لغت عرب است بمعنی خمیدن وکشیدن ناقہ را بہ مہار و ستم کردن پس بریدن شاخہا ہم ستم است کہ در وقت بریدن شاخہای انگور بسیارہ آنرا می کشند و زوائد آنرا قطع کنند عجبی نیست کہ فارسیان بزیادت الف وصلی در اول۔ (ازوغ) بمعنی شاخہای بریدہ درخت خرما خصوصًا و بمجاز برای ہر قسم درخت عمومًا گرفتہ باشند واللہ اعلم۔ ممدودہ و مقصورہ نتیجہ لب ولہجہ مقامی باشد دیگر ہیچ۔ (اردو) درخت کی کاٹی ہوئی شاخین خاصکر انگور کے لئے یہ عمل کیا جاتا ہے یعنی اوقات مقررہ پر اوس کی زائد شاخون کو کاٹ دیتے ہین جس کو دکن مین خصی کرنا کہتے ہین۔

ازغچ | بقول صاحب برہان و رشیدی و جامع و ہفت و انند بفتح اول و سکون ثانی و کسر ثالث و جیم فارسی ساکن گیاہیست کہ بر درخت پیچد و آن را بالعربی عشقہ خوانند خان آرزو در سراج این را بہ جیم عربی نوشتہ فرماید کہ بعضی بہ جیم فارسی ہم گفتہ اند۔ نیز فرماید کہ صحیح بہ رای مہملہ و این تحریف است (انتہی) صاحب ناصری باتفاق برہان سندی آوردہ (درویش سقاسہ) نہال قد من از عشق زرد شد آری ٭ درخت خشک شود چون بروتند ازغچ ٭ صاحب شمس گوید کہ بعضی بہ رای مہملہ گفتہ اند مؤلف عرض کند کہ ما بر (ارغچ) بہ رای مہملہ

از ماخذ این بحث کامل کردہ ایم و درینجا با خان آرزو اتفاق داریم کہ صحیح بہ رای مہلہ باشد وبقاعدۂ فارسی تبدیل رای مہلہ بہ زای ہوز درست نیست پس خان آرزو درست گوید کہ تصحیف است (اردو) دیکھو ارغج۔

از غلاف بر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی بی حجاب شدن بہار گوید کہ کنایہ از بی تکلف و بی حجاب شدن (محسن تاثیر) خوشا دمیکہ بعشاق سینہ صاف برآئی ؛ کشتی پیالہ وچون لالہ از غلاف برآئی ؛ و آرستہ متفق در معنی از سلیم سند دہد (رباعی) ای سرتا پا تن تو چون آئینہ صاف ؛ چون تیغ نگہ برآمدی خوش ز غلاف ؛ رفتی بضیافت حریفان آخر ؛ کون را بسر شکم نہادی چون ناف ؛ مؤلف گوید کہ ۔۔۔

(۲) **از غلاف بر آمدن شمشیر** بمعنی حقیقی۔ بیرون از نیام و برہنہ شدن شمشیر است سند این از کلام سلیم بالا مذکور شد واگر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۳) **از غلاف بر آمدن کسی** قائم کنیم کنایہ باشد از بی حجاب شدن کسی و نقاب از چہرہ بر انداختن (اردو) (۱) و (۳) بے نقاب ہونا۔ بے پردہ ہونا۔ (۲) تلوار میان سے نکلنا

ازفر بقول صاحب شمس لغت فارسی است و بحوالۂ تاج اللغات گوید کہ (۱) بمعنی گندہ بغل و (۲) مشک تیز بوی۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ صاحب منتخب (اذفر) را بہ ذال معجمہ بفتح اوّل و سکون ثانی آوردہ کہ بمعنی تیز بوی باشد مؤلف عرض کند کہ اگر ادعاء صاحب شمس بہ سند ثابت شود توانیم عرض کرد کہ مفرّس است و فارسیان ذال معجمہ را بہ زای ہوز بدل کردہ باشند و ہم تصرف در معنی (اردو) (۱) گندہ بغل۔ بقول آصفیہ۔

(فارسی) اسم مذکر وہ شخص جسکی بغلون مین سے بدبو آوے۔ بغل گند والا (۲) تیز بو
بھی اردو مین کہ سکتے ہین یعنی وہ مشک جسکی بو تیز ہو ۔

(۲۹۴)

ازفرق تا قدم | استعمال بمعنی از سر تا پاست فارسیان ہر دو لغت عربی را ترکیب خو
کردہ اند (ظہوری ؎) گشتہ ازفرق تا قدم یک داغ ٭ بی نشانیم واین نشانہ ماست ٭ (ار
سر سے پاؤن تک ۔

(۱) ازفرق واکردن | (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مرادف از سر واکردن کہ گذشت وبقول
صاحب انند دور کردن و دفع نمودن (ابوطالب
کلیم ؎) بادہ کو تا موج سان رقص از ہمہ اعضا
کنم ٭ چون حباب ازفرق دستار تعلق واکنم ٭ مولف
گوید کہ ازین سند مصدر - - - - - - - - -

(۲) ازفرق واکردن دستار | بمعنی
کردن دستار از سر و کشادن دستار از سر پ
واین معنی حقیقی است و بدون وجود سند
نتوانیم تسلیم کرد کہ این مرادف (از سر واکر
است (اردو) (۱) دیکھو از سر واکردن
سر سے پگڑی پھینکدینا۔

ازفریاد خرکسی نرنجد | (مثل) صاحبان خزینہ وامثال فارسی واحسن ذکر این کردہ اند
ومحل استعمال ساکت اند مولف گوید کہ فارسیان چون یاوہ گوئی را مشغول گفتگوی فضول
این مثل را بجق او زنند (اردو) جب کوئی احمق فضول گوئی اور بکواس کرتا ہے تو دکن
کہتے ہین ”گدہا ہے بک لینے دو“

ازفکر افتادن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر عجم و بہار وانند وچراغ - فرام
شدن (شفائی ؎) ز شغل عشق نی کافر شناسد نی مسلمانم ٭ ز فکر مومن افتادم ز یاد بر

رفتم* مؤلف گوید کہ باید کہ این را ---------

(الف) از فکرِ چیزی افتادن | قائم کنیم کہ کنایہ باشد از مصون بودن از فکر چیزی) چنان کہ ظہوری گوید (سہ) جمع آن دل کہ ز آغاز پریشان افتد* سرہ آن سر کہ ز فکر سر و سامان افتد* وہم ---------

(ب) از فکرِ کسی افتادن | کنایہ باشد از یاد کسی رفتن - سند این ہمان است کہ از کلام شفائی بالا مذکور شد (ارد و) (الف) بے فکر ہونا (ب) فراموش ہونا - خیال سے جاتا رہنا خیال سے نکل جانا -

از فلان چہ کشاید | (مقولہ) بقول صاحب بحر و انند و بہار بمعنی - از وچہ کار آید مؤلف گوید کہ بمعنی از دست او چہ می شود و او چہ تواند کہ کند (میر خسرو سہ) منکہ بر بوی تو در راہ صبا خاک شدم* چہ کشاید ز نسیم گل و بوی چمنم* شیخ سعدی سہ) ہر زخم بہ روی دل عاشق در فتح است* زین بیش ز تیغ تو ستمگر چہ کشاید* (ارد و) وہ کیا کر سکتا ہے -

(الف) از فلان چیز بر آمدن | (مصادر اصطلاحی) بقول صاحب انند (الف)
(ب) از فلان چیز بر آوردن | و (د) بمعنی ترک آن کردن و نسبت (ب) گوید کہ
(ج) از فلان چیز برون آمدن | گاہی از اشخاص کہ معنی ظرفیت دران ملحوظ بود
(د) از فلان چیز بیرون آمدن | نیز آید - بہار نسبت (ج) گوید کہ بمعنی ترک آن چیز
(ہ) از فلان چیزی بر آوردن | کردن است و نسبت (ہ) ہمزبان انند و صاحب بحر نسبت (ہ) فرماید کہ و را اکثر جا ہا در ظرفیہ مستعمل و گاہی در اشخاص کہ بمعنی ظرفیہ ملحوظ نیست ہم آمدہ

وخان آرزو در چراغ هدایتش (طاهر وحید) حضرت لب تشنه از سرچشمهٔ حیوان برون آید ؛ .
(وله (د). ـــه) نجوی زلوح دل اندوه عیش رفته بشوی ؛ باین روش زخمار شبانه بیرون
آمی ؛ صاحب اننذ نسبت (ب) و بحر و چراغ نسبت (ه) از یک کلام تاثیر سند آورده
(ـــه) با رحمت تو باد مخالف موافق است ؛ نومیدم از سفینه کن از ناخدا برآر ؛ مؤلف
گوید که (الف) همان است که بر (از چیزی بر آمدن) گذشت و بر هر سه معنی شامل که ذکرش
واسناد هر سه معنی همه را آنجا مذکور و (ب) همان است که بر (از چیزی برآوردن) ذکرش رفت
که متعدی الف باشد و (ج) و (د) مرادف (الف) و (ه) مرادف (ب) ما بر مصادر
(از چیزی برآمدن و برآوردن) صراحت کامل کرده ایم - ضرورت نداشت که این مصادر
را باین عنوان قائم کنند و از تکرار کار گیرند (اردو) دیکھو از چیزی برآمدن و برآوردن
(الف) **از فلان - فقاع می کشاید** (مقوله) بقول خان آرزو در سراج و بقول صاحب
رشیدی و شمس یعنی به وی می نازد و تفاخر می کند و می لافد - صاحب سروری (می کشاید)
را (کشاید) نوشته (خاقانی ـــه) آنجا که من فقاع کشایم بدست فضل ؛ آلا ز رود دل چو یخ
افسرده تن زنند ؛ مؤلف گوید که (فقاع) لغت عرب است بقول صاحب منتخب بالضم و تشدید
قاف بمعنی قسم شراب که از جو سازند پس فارسیان (فقاع کشادن) را کنایه گرفته اند از لاف
زدن و تفاخر نمودن که می آید و این معنی پیدا می شود از خوشحال و مسرور شدن که نتیجه استعمال
شراب است بخیال ما این را نباید که بطور مقوله قائم کنیم و سند متقاضی آنست که مصدر
اصطلاحی قرار دهیم یعنی ----

(ب) از فلان قفاع کشادن) سر زدن وظاہر شدن مسرت وخوش حالی از وو
کنایہ باشد از ظاہر شدن تفاخر ولاف بسند پیش کردہ صاحب سروری متعلق است
از (قفاع کشادن کسی) کہ می آید والبتہ آن مصدر متعدی است و(الف وب) بترکیب خود ش
لازم آن ومعنی بیان کردہ محققین بر الف مجازی است نہ حقیقی (اردو) (الف) وہ ناز کرتا ہے
فخر کرتا ہے لاف مارتا ہے (ب) کسی شخص کا ناز کرنا۔ تفاخر کرنا۔ لاف مارنا۔

(الف) از فلان نمی ماند (مقولہ) (الف) بقول صاحبان بحر واسند وبہار در رتبہ از و
کم نیست (لاادری سہ) زبس جوش دل غمدیدہ من ؛ نمی ماند زدریا دیدۂ من ؛ بنجیال ما
باید کہ این را بشکل مصدری قائم کنیم یعنی ---------------------------------

(ب) از فلان یا از چیزی نماندن کم نبودن در رتبہ۔ از ان کس یا از ان چیز۔ مثلاً
گوئیم " ما از و در ان کار نماندیم " یعنی کم نماندیم برابر او ماندیم۔ حاصل اینست کہ از (الف) خصوصیت
استعمال پیدا می شود با صیغۂ واحد غائب حال و ما این را نہ پسندیم (اردو) (الف) اس سے
کم نہین رہتا ہے مثلاً " زید امتحان مین بکر سے کم نہین رہتا ہے " (ب) کسی کا کسی کے مقابلہ
مین رہجانا۔ یعنی کم ہونا۔

از فلفل آہن نمیتوان خرید (مثل) صاحب خزینہ ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال
ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان از بیان غیر مناسبت
معاوضہ باشد یعنی آہن فروش فلفل را در معاوضۂ قیمت آہن قبول نہ کند ازین کہ بسیار
کم بہاست وبکار او نیاید۔ برخلاف این از آہن کہنہ حلوا بدست آید۔ یعنی حلوا فروشان

آہن کہنہ را بعوض حلوا قبول می کند (ارد و) دکن مین کہتے ہین - کیا نعل کے ٹکرون سے برفی لاؤگے یعنی نہین لاسکتے - اس کا مطلب یہ ہے کہ نخود فروش تو بعوض نے چنون کے معاوضہ مین نعل کے ٹکڑے قبول کرلیتا ہے لیکن حلوائی اوس کے معاوضہ مین برفی نہین دیتا -

از فلفل و زنجبیل سردی مطلب (مثل) صاحبان امثال فارسی و خزینہ و احسن ذکراین کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ کسی از کسی چشم کاری دارد کہ او موزون و اہل آن کار نیست - مثلاً از بخیل چشم کرم داشتن و از ظالم امید رحم کردن (و امثال آن) یعنی چنان است کہ از فلفل و زنجبیل کہ مزاجاً گرم است سردی طلب کردن - مقصود اینست کہ توقع چیزی از کسی دارد کہ صلاحیت و اہلیت آن دارد (ارد و) دکن مین کہتے ہین - جگنو سے آگ نہین ملتی -

ازفنداک صاحب انند گوید کہ این لغت فارسی زبان است و مرادف (آزفنداک) کہ در ممدودہ گذشت - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این بالف مقصورہ نکرد و ما بر (آزفنداک) بیان کردہ ایم کہ قوس قزح باشد و (آزغنداک) بغین معجمہ ہم در ممدودہ بہمین معنی گذشت خان آرزو در سراج بذیل ممدودہ گوید کہ بعضی (آژفنداک) بزای فارسی ہم گفتہ اند و ما در ممدودہ ذکر این ہم کردہ ایم بخیال ما (آزغنداک) اصل است و ترکیب از (زغند) کہ بقول برہان بمعنی از جای برجستن باشد بر مثال آہو - مقصودش غیر از حاصل بالمصدر نباشد (اگرچہ مصدر این متروک است) از قبیل جست از جستن - زیادت الف در ابتدا چیزی نیست کہ بقاعدۂ فارسیان الف وصلی است و ممدودہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی - امّا نسبت الف و کاف آخر محل

(ازغند) را بلاک غور است کہ (داک) بفتح اوّل بقول برہان بمعنی آسیب و آفت آمدہ ہرگاہ (از غند) را مرکب کنند الف مفتوح را ساکن کردن مشکلی نیست و معنی لفظی این جہت آسیب و آفت - و بزمانی کہ زمانیان از حقائق ہر چیز خبر نداشتند و از حقیقت قوس قزح آگاہ نبودند عجبی نیست کہ آنرا بدین نام موسوم کردہ باشند و در عقیدۂ پیشینیان بود کہ قوس قزح علامت طلوع نان بادو باران است پس آن را بہ (جہت آسیب) موسوم کردن غلط نبود - واللہ اعلم بحقیقۃ الحال و پس ازان غین معجمہ بقاعدۂ فارسی بدل شد بہ فا - چنانکہ (غلیو) را (فلیو) ہم گویند البتہ تبدیل زای عربی بزای فارسی خلاف قیاس است کہ بچہ وجہ (آز فنداک) را (آژفنداک) کردند (اردو) دیکھو (آزفنداک)

| از قاضی دو کس راضی نشوند | (مثل) صاحب احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ این مثل بیان واقعی را اظہار کند - گویند کہ از فریقین مقدمہ دائماً یکی کامیاب است و دیگری ناکام پس قاضی کہ کار فصل خصومات میکند نمیتواند کہ ہر دو را کامیاب کند شخص کامیاب ہمیشہ مداح قاضی است و فریق ناکام بر خلافش پس جائیکہ کسی شکوہ و شکایت قاضی کند فارسیان این مثل را زنند (اردو) دکن مین کہتے ہین "آدہا شہر قاضی کا" اس سے یہ مطلب ہے کہ شہر بہر مین جن لوگون کو قاضی سے فصل خصومات کا کام پڑتا ہے اون مین سے نصف تو اوس کے مدّاح ہونگے اور نصف شاکی - اس لئے کہ متخاصمین مقدمہ سے ایک کی جیت اور دوسرے کی ہار مسلّم ہے پس کسی قدر مبالغہ کے ساتھ یہ کہاوت مستعمل ہے - |

| از قبل فلان | (استعمال) بقول بہار و آنند (ا) از طرف فلان - فرماید کہ این شائع است |

(۲) کاف بمعنی از برای نیز آید (میر معزی ۵۳) تو گنج ہمین از قبل بخشش خواہی ٭ در خاک چہ تاثیر بود گنج و دفین را ٭ مؤلف گوید کہ (قبل) لغت عرب است بقول صاحب منتخب بالفتح زمان پیش از زمان چیزی ـ نقیض بعد و بالضم و بضمتین پیش چیزی و ابتدام پیش و نقیض دُبر و اوّل چیزی و پائین کوہ و بضمتین گروہا جمع قبیل و بفتحتین بلندی زمین کہ پیش باشد و بکسر قاف و فتح بای موحدہ بمعنی نزد و جانب و طاقت پس استعمال فارسیان ترکیب خود متعلق باشد بامعنی آخر الذکر بکسر قاف و فتح بای موحدہ ـ مارا در معنی اوّل تامّل است و طالب سند باشیم دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد (اردو) (۱) فلان کی جانب سے ـ فلان کی طرف سے ـ (۲) اس کے لئے ـ اسکے واسطے ـ

از قرار یکہ گفتند | استعمال ـ بقول صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار بمعنی (مسموع می شود) و صاحب رہنما نقل فقرہ آن کردہ " از قرار یکہ گفتند از ہلاکت جستہ اند بمعنی تفصیلیکہ بیان کردند نجات یافتند از ہلاکت " پس معنی (از قرار یکہ گفتند) بتفصیلیکہ گفتند باشد (اردو) حسب تفصیل سے انھون نے کہا ـ

از قفا بر آمدن | (مصدر اصطلاحی) بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت و صاحب انند مثلہ و ہر دو از کلام علی خراسانی سند آوردہ اند (ص) ہر کس کہ ز بزم ما بر آید ٭ شک نیست کہ از قفا بر آید ٭ مؤلف گوید کہ قفا لغت عرب است بفتح اوّل و دوّم و بقول منتخب بمعنی پس گردن و ازین سند ظاہر می شود کہ (از قفا بر آمدن) لازم (از قفا بر آوردن) است کہ بمعنی (سیلی زدن) و بر آوردن کسی را از مجلس بجبر ـ دست بر پس گردن نہادہ کہ بیرون کردن ان

مجلس بحال ذلت است (اردو) صاحب آصفیہ نے (گردن پکڑ کر نکالدینا) کا ذکر کیا ہے یعنی گردن مین ہاتھ ڈالکر نکالدینا۔ بے عزتی سے دھکے دیکر نکالنا۔ گل ہتے دیکر نکالنا۔ اس کا لازم دکن مین (گردنی کھا کر نکلنا) مستعمل ہے اور یہ اس فارسی مصدر کا ترجمہ ہے۔

ازقفا جبین کردن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر۔ روی بازپس کردن۔ بہار و انند گوید کہ این کنایہ باشد (اوحد الدین انوری ؎) وقتش نشود فوت اگرنہ بروز درحال کند از قفا جبین؛ کذا فی الشرح مؤلف عرض کند کہ (ا) کسی کہ روش فرماید کہ قصہ فوت شدن نماز از مہتر سلیمان علیہ السلام و برگشتن آفتاب بامر ملک سبحان مشہور است و در مقام نمیکند والا چنانکہ آفتاب بامر او سبحانہ تعالی برای او برگشت تا نماز را ادا کند۔ برای ممدوح نیز قفای خود را جبین می کند یعنی روی بازپس می کند و برمیگردد در مقابل ماست اگر از ما روگردان شود آنرا ہم (ازقفا جبین کردہ) گوئیم (۲) کسی کہ پشت بسوی ما دارد اگر روبسوی خود مسطور است یعنی او مثل سلیمان نماز را فوت نا کند آنرا نیز (اردو) منھ پھیرنا۔ پلٹنا۔

ازقلم افتادن حرف (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار و انند سہو شدن حرف در ہنگام نوشتن (صائب ؎) پایۂ عزت بلندی گیرد از افتادگی؛ از قلم چون حرفی افتد در کنارش جا دہند (اردو) کسی حرف کا قلم سے رہجانا۔ چھوٹ جانا۔ کوئی حرف لکھنے سے رہجانا۔

ازقید رستن (استعمال) رہائی یافتن و آزاد شدن از بند و قید چنانکہ عرفی گوید (؎) آنکس کہ پای بستۂ راہ وروش فتاد؛ یا بارکش خریست کہ از قید رستہ است (اردو) قید چھوٹنا۔

ازقیروان تاقیروان (استعمال) بہار ذکر این از معنی ساکت مؤلف گوید کہ خصوصیت

قیروان چہ باشد (از قاف تا قاف) ہم گویند مقصود انیست کہ از یک کنارۂ دنیا تا کنارۂ دیگر یعنی در ہمہ عالم (سنجر کاشی ؎) از قیروانست صدمۂ او تا بقیروان ؛ از قاف تا بقاف سپاہ مظفرش (اردو) دنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک۔

از قیمت افتادنِ چیزی | (مصدر اصطلاحی) صاحب انند بذیل (ازبہا افتادن) گوید کہ مرادف آنست و سندی پیش نشد علیی ندارد و در روزمرۂ معاصرین مستعمل است و در تعمیم (از چیزی افتادن) داخل کہ گذشت (اردو) دیکھو از بہا افتادن۔

(الف) از کار افتادن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر عجم و انند و بہار معطّل و ناکارہ شدن مؤلف گوید کہ باید کہ این مصدر را (از کار افتادن چیزی) قائم کنیم و در ہمین مصدر عام داخل است

(ب) از کار افتادنِ پای | بمعنی معطّل و بیکار شدن پای یعنی قوت رفتار باقی نماندن درو (ظہوری ؎) پای در جستجو ز کار افتاد ؛ در سراغ افگنم زبانی چند ؛

(ج) از کار افتادنِ پنجہ | بمعنی معطّل و بیکار شدن پنجہ۔ یعنی باقی نبودن قوت درو (صائب ؎) پنجۂ مشکل کشا ہرگز نمی افتد ز کار ؛ ہست در خشکی کشایش پیش پا دست شانہ را ؛

(د) از کار افتادنِ دست | بمعنی معطّل و بیکار شدن دست یعنی باقی نماندن قوت درو (صائب ؎) کدامی سرو بالا راگذار افتاد در گلشن ؛ کہ از خمیازہ دست شاخ گل از کار افتاد

(ہ) از کار افتادنِ زبان | بمعنی معطّل و بی کار شدن زبان یعنی بی اثر شدنش (ظہوری

ﮯ) افتادہ در نصیحت جان صدزبان نگارش؛ زنجیر او بریدہ بسوہان مانشد؛ و ---

(و) از کار افتادنِ نالہ | بمعنی بی اثر شدن نالہ (ظہوری ﮯ) گریۂ تازہ روز در کار است؛ نالہ از کار اگر فتاد چہ غم؛ صاحب آنند بحوالۂ مظہر العجائب ---

(ز) از کار افتادہ | بمعنی عاشق۔ آوردہ حیف است کہ سند می پیش نشد اگر این را بر سبیل کنایہ تسلیم کنیم۔ مصدری خاص (از کار افتادن کسی) بمعنی عاشق شدن کسی قائم می شود و (ز) اسم مفعول آن باشد ولیکن بلا وجود سند۔ تولش اعتبار را نشاید کہ از محققین زبان دان کسی مؤید او نیست الحاصل بخیال ما (الف) تا (و) ہمہ کنایہ باشد (اردو) (الف) بے کار ہونا (ب) پاؤں بیکار ہو جانا۔ چلنے کے قابل نہ رہنا (ج) پنجہ بیکار ہو جانا یعنی اس مین قوت باقی نہ رہنا۔ (د) ہاتھ بیکار ہونا یعنی کام کے قابل نہ رہنا (ہ) زبان بے اثر ہونا (و) نالہ بے اثر ہونا (ز) عاشق۔ (مذکر)

از کار بردن | (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار رواتند۔ معطل و ناکارہ گردانیدن مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد (ملا شیدای ہندی ﮯ) دماغ عشرتیان بسکہ بادہ بر دز کار؛ کنون بگوش طرب بم ز زیر پیدا نیست؛ صائب ﮯ) دست ہزار کوہکن از کار می برد؛ تنہا نہ اکہ در دل صورت پذیر تست؛ بخیال ما بایدکہ این را ہم

از کار بردنِ چیزی یا چیزی را | قائم کنیم (اردو) بے کار کر دینا۔

(الف) از کار بیرون رفتنِ چیزی | (مصدر اصطلاحی) مرادف (از کار افتادن چیزی) است کہ گذشت (ظہوری ﮯ) میرود بیرون گرند عقدہ ہا از کار ما؛ عشق می سوزد سپند از سبحہ

برزنار ما ؎ (اردو) دیکھو از کار افتادن چیزی۔

از کار خود بیرون آمدن (مصدر اصطلاحی) مرادف (از عہدۂ کاری برون آمدن) کہ گذشت (ظہوری ؎) دلی در ہمسری از کار خود بیرون نمی آید ؎ سلامت دار یارب دل ربای طرہ و رہم را ؎ (اردو) دیکھو۔ از عہدۂ کاری برون آمدن۔

از کار در آمدن کسی (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از سرانجام کار خود کردن و فارغ شدن کسی از کار خود۔ صاحب بہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ است یعنی (از کار در می آید) یعنی از کار خود فارغ میشود۔ (اردو) کام سے فارغ ہونا۔ کام کر چکنا۔

از کار دست کشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب آنند بحوالۂ فرہنگ فرنگ ترک کردن کار مؤلف گوید کہ این متعلق است از مصدر عام (دست کشیدن از چیزی) کہ می آید (اردو) کام سے کنارہ کرنا۔ ہاتھ کھینچنا۔ کشش ہونا

از کار دور (اصطلاح) بقول ماجان بحر و مؤید و شمس و ہفت و انند و ضمیمۂ برہان نالائق و بیکار مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد ضعیف است کہ سندی پیش نہ شد (اردو) نا قابل کار۔ بے کار۔

(الف) **از کار رفتن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم معطل و ناکارہ شدن آ بہار گوید کہ مرادف (از کار افتادن) کہ گذشت مؤلف غرض کند کہ بخیال ما باید کہ این را (از کار رفتن چیزی) قائم کنیم کہ کنایہ باشد از قابل کار نماندن و بیکار شدن آن چیز و از ہمین مصدر عام باشد ---

(ب) **از کار رفتن پای** کنایہ از بیکار شدن پای از رفتار (میرخسرو ؎) خواستم تا روم در طلب رفتۂ خویش ؎ یادم آمد رخ او پای من از کار برفت ؎ و ---

(ج) ازکار رفتنِ تماشا | کنایہ باشد از بی لطف و بی حاصل شدن تماشا (حکیم زلالی ﷺ) تماشائی زبس می رفت ازکار ؛ بروئیش آب می زد نقش دیوار ؛ و ---------

(د) ازکار رفتنِ دست | کنایہ باشد

(ہ) ازکار رفتنِ دست و بازو | از بی قوت

(و) ازکار رفتنِ دست و دل | و بیکار شدن دست و دست و بازو و در اختیار نبودن دل (صائب ﷺ) دستم زکار و کار من از دست رفتہ است ؛ تا بہلہ دست در کمر یار کردہ است ؛ (محمد سعید اشرف (ہ) ﷺ) دست و بازو ہم زشق اعتبار از کار رفت ؛ کار کردم در جہان چندانکہ دست از کار رفت ؛ (صائب (و) ﷺ) دست و دلم زودینت از کار رفتہ است ؛ بند قبا کشودہ با آغوش من در آ ؛ و ہمچنین ---------

(ز) ازکار رفتنِ کسی | معنی بیکار و ناقابل کار شدن آنکس باشد و این مرادف از کار شدن کسی است کہ بجای خودش می آید و سند بدست نیامد (اردو) (الف) دیکھو ازکار افتادن (ب) دیکھو ازکار افتادن پای (ج) تماشے کا بے لطف اور بے حاصل ہونا۔ (د) دیکھو ازکار افتادن دست (ہ) دست و بازو و بیکار رہونا۔ (و) دل قابو مین نہ رہنا اختیار مین نہ رہنا (ز) کسی کا ناقابل کار ہونا کسی کام کا نہ رہنا۔

ازکار شدن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار مرادف (ازکار رفتن) کہ گذشت مؤلف گوید کہ بخیال ما باید کہ اینرا ہم (الف) ازکار شدنِ چیزی | قائم کنیم

(ب) ازکار شدنِ کسی | ہمچو از کار رفتن چیزی و کسی) کہ گذشت (حزین اصفہانی ﷺ) بوی یار من ازین سست وفائی آید ؛ گلم از دست بگیرید کہ ازکار شدم ؛ (اردو) دیکھو ازکار رفتن چیزی و کسی۔

(الف) ازکارِ کسی برآمدن | (مصدر اصطلاحی)
صاحب آنند ذکر این بذیل (از عهده برآمدن)
کرده فرماید که مرادف آنست (نظامی ؎)
چه افسون در آموزد از رهنمون ❊ که آید زکارِ کسی
برون ❊ مؤلف گوید که سند متقاضی این است
که مصدر ـ ـ ـ ـ ـ

(ب) ازکارِ کسی برون آمدن | قائم کنیم ـ
بهار ذکر این کرده است (اردو) الف و ب
دیکهو از عهده کاری برآمدن ـ

(۱۵۰۱) ازکار گذشتنِ کار | (مصدر اصطلاحی) کنایه
باشد از ضائع و خراب شدن کار (صائب ؎)
ای کارساز خلق بفریاد من برس ❊ زان پیشتر
که کار من از کار بگذرد ❊ (اردو) کام بگڑنا ـ

(۱۵۰۲) (الف) ازکار ماندن | (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب بحر و بهار و آنند معطّل و ناکاره
شدن مؤلف گوید که بخیال ما این را باید که

(ب) ازکار ماندنِ چیزی | قائم کنیم (صائب
؎) بیتو اندگره ازکار دو عالم واکرد ❊ دست
هرکس به تماشای تو از کار بماند ❊ مخفی مباد که
ازین سند مصدر ـ ـ ـ ـ ـ

(ج) ازکار ماندنِ دست | بمعنی بیکار
شدن دست پیدا میشود و ازهمین قبیل است

(د) ازکار ماندنِ زبان | بمعنی قوّت
گویائی نداشتن و بیکار شدن زبان
(ظهوری ؎) چه می پرسی زکار من
زبان از کار می ماند ❊ بپوشان چشم از زخم
نگاه انگار می ماند ❊ واضح باد که (ج) و
(د) در تعمیم (ب) داخل است و این کنایه
باشد (اردو) (الف) دیکهو ازکار افتادن
(ب) دیکهو ازکار افتادن چیزی (ج)
دیکهو ازکار افتادن دست (د) دیکهو ازکار
افتادن زبان ـ

(۱۵۰۳) ازکاروان گسستن کسی | (استعمال) جدا شدن کسی از قافله مخفی مباد که گسستن لازم

وسنتدی ہر دو آمدہ (عرفی ؒ) نگسلی از کاروان کعبہ ای دل گر شتاب ؛ می گذارند ت بنجا کس عجز محمل می برند ؛ (اردو) کسی کا قافلہ سے جدا ہونا۔

(۱۵۰) ازکار و بارِ خویش بر آمدن کسی (مصدر اصطلاحی) (۱) معطّل و بیکار شدن کسی از کار و بار خود و (۲) فارغ و سبکدوش شدن از کار و بار خود (ظہوری ؒ) خوش آنکہ کردن و ناکردنم بکار نیاید ؛ بکار و بار تو از کار و بارِ خویش بر آیم ؛ (اردو) (۱) معطّل اور بیکار ہونا (۲) کار و بار سے سبکدوش ہونا۔ فارغ ہونا۔

(الف) از کار و بار شدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و انند۔ معطّل و ناکارہ شدن (محمد قلی سلیم ؒ) بر من گذشت سردی از شوق دامنش ؛ ہچون حنا ز دست من از کار و بار شد ؛ مؤلف گوید کہ بخیال ما باید کہ

(ب) از کار و بار شدنِ چیزی قائم کنیم و ۔۔۔۔۔۔

(ج) از کار و بار شدنِ دست کہ از سند محمد قلی سلیم پیدا می شود۔ و تعمیم (ب) داخل باشد (الف) مرادف از کار افتادن و (ب) مرادف از کار افتادن چیزی و (ج) مرادف از کار افتادن دست باشد کہ گذشت (اردو) (الف) دیکھو (از کار افتادن (ب) از کار افتادن چیزی۔ (ج) از کار افتادن دست۔

از کارہ (اصطلاح) بقول صاحب ضمیمہ برہان بروزن ہر کارہ آنکہ سخنان گذشتہ را یاد کند مانند قصّہ خوان و امثال آن و فرماید کہ قیاس اقتضای ذال نقطہ دار می کند باعتبار ذکر۔ صاحب مؤیّد بذیل لغات فارسی این را آوردہ فرماید کہ جریدہ شمارد و ہم مثل صاحب ضمیمہ برہان نسبت ذال معجمہ اشارہ کند۔ و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلّف گوید کہ

اگر در اصل این ذال معجمہ راگیریم۔ بلحاظ تصرف فارسیان این را مقرس توان گفت کہ ذال معجمہ را بزای ہوز بدل کردند و ہای نسبت در آخر او زیادہ کردہ (ازکارہ) بمعنی منسوب بہ تذکرہ ہا گرفتند و قصّہ خوان را نام کردند (اردو) داستان گو۔ بقول صاحب آصفیہ اسم مذکر۔ وہ شخص جس کا پیشہ امیرون کو قصّہ سنانے کا ہو۔ قصّہ خوان۔

ازکالسکہ آمدن استعمال۔ بمعنی فرود آمدن از کالسکہ۔ این محاورۂ معاصرین است کہ آمدن را بمعنی فرود آمدن گرفتہ اند۔ صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار (ازکالسکہ آمدیم) را بمعنی از بہل فرود آمدیم۔ نوشتہ (اردو) بگّی سے اتر آنا۔

(۱۵۰۵) **ازکام بر آمدن** (مصدر اصطلاحی) بمعنی ناکام شدن باشد چنانکہ ظہوری گوید کہ۔ بر مصدر آیندہ می آید (اردو) ناکام ہونا۔

(۱۵۰۶) **ازکام تراویدن حدیث** (مصدر اصطلاحی) برآمدن سخن از زبان باشد (ظہوری ۵) زکام من نہ تراود حدیث شکر و شکایت ٭ اگر بکام در آیم وگر زکام برآیم ٭ (اردو) بات منہ سے نکلنا

(۱۵۰۷) **ازکام نہنگ گام بیرون کشیدن** (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از (نجات یافتن از مہلکہ) (ظہوری ۵) ہر کہ غواص قلزم عشق است ٭ گام بیرون کشد زکام نہنگ (اردو) دکن مین کہتے ہین (موت کے منہ سے نکلنا) (شیر کے پنجے سے چھوٹنا) بمعنی مہلک خطرے سے بچنا۔ نجات پانا۔

ازکاہ و جوشن خبر ندارد (مثل) صاحب خزینۃ الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت۔ دیگر محققین امثال این را ترک کردہ اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را برای کسی زنند کہ ہیچ معلومات ندارد۔ مقصود اینست کہ او نمیداند کہ کاہ چہ چیز است

وجوشن چہ چیز (اردو) دکن مین کہتے ہین " اسکو گھوڑے اور گدھے کی تمیز نہین " یعنی نہایت کم معلومات کا شخص ہے۔ نیز کہتے ہین " وہ سیدھا الٹا نہین جانتا "

از کجا این سر خر پیدا شد (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان چون می بینند کہ شخص غیر متعلق در صحبتی خود را شریک کردہ دخل معقولات کند یا بجائی کہ ضرورت او نبود داخل شود۔ این مثل را زنند (اردو) دکن مین عام لوگ کہتے ہین " یہ کدھا کدھر سے آنکلا " مہذب لوگ کہتے ہین " یہ حضرت کدھر سے آدھمکے " نیز کہتے ہین یہ بلا کدھر سے آئی " یعنی یہ صاحب بموجب بے تعلق کیون آگئے۔ اور یہ صاحب دخل در معقولات کیون کرنے لگے۔

از کجا در حساب آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر بمعنی در حساب نیامدن۔ بہار بحوالہ خان آرزو گوید کہ بعد لفظ آنقدر و چندان بمعنی نفی دیدہ شد الا درین شعر سلیم۔ صاحب انند ہم نقل این برداشتہ (محمد قلی سلیم ۵) بروز حشر تراد او خواہ چندانست ❊ کہ خون من ز کجا در حساب می آید ❊ ہم او فرماید کہ حاصل آنکہ از بسیاری داد خواہان نوبت انتقام من نخواہد رسید۔ بخیال ما خصوصیت این با حساب نیست لفظ (از کجا) مرادف (چگونہ) باشد کہ بترکیب خاص بر جملہ مثبت آمدہ افادہ معنی منفی کند۔ مثلا گوئیم " این امر چگونہ شود " یعنی از من نشود ہمچنین " از کجا در امکان ماست کہ این کار کنیم " یعنی در امکان ما نیست کہ سر انجام این کار دہیم (اردو) یہ کیونکر ہو سکتا ہے " یعنی نہین ہو سکتا۔ اس کا مصدر (کیونکر ہو سکنا)

از کرامات شیخ ما چہ عجب ❊ کہ بنا شید و گفت باران است (مثل) صاحب خزینہ و امثال

فارسی ذکر این کرده از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف عرض کند که فارسیان این شعر را بطور مثل بجائی زنند که چون مکاری خود را بصورت بزرگی پیش کند و لاف بزرگی و کرامات خود زند (اردو) جب کوئی اٹھائی گیرا اپنے آپ کو پیر طریقت بنا کر دھوکہ بازی کرتا تو وہ لوگ جن کو اس کے کچے چٹھے سے آگہی ہے اوسکی ہر ایک مذموم حرکت پر بطور ٹھٹھا یہ کہتے ہین کہ "یہ بھی آپ کے کرامات سے ہے" نیز ایسے ہی دہوکے باز کی نسبت جب وہ باتفاق اونگنے لگتا ہے تو کہتے ہین "پینک مین مراقبہ فرما رہے ہین"

(۱۵۰) **ازکسی امین نشستن** (استعمال) مطمئن بودن از کسی چنانکه سعدی در گلستان فرماید (ع) ہرگز امین زیار نہ نشستم ؛ (اردو) کسی سے بیفکر بیٹھنا۔ مطمئن رہنا۔

(۱۵۱) **ازکسی برآوردن** (مصدر اصطلاحی) بحث این بر (ازچیزی برآوردن) بتفصیل گذشت (اردو) دیکھو (ازچیزی برآوردن)

ازکسی برداشتن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار و آنند و وارستہ جور و ستم او برداشتن مؤلف گوید که معنی لفظی این برداشت کردن از کسی کنایه باشد از برداشت جور و ستم اگر برداشتن را بقول صاحب بحر عجم بمعنی خفا کشیدن گیریم این بمعنی حقیقی خود است (طالب کلیم ۵) بردباری

چیست جور از دشمنان برداشتن ؛ ورنه جان پرور دنست از دوستان برداشتن ؛ (اردو) کسی کا جور و ستم سہنا ۔ برداشت کرنا۔

ازکسی بریدن (مصدر اصطلاحی) بہار گوید که بمعنی جدا کردن و باز داشتن است چون طفل را از شیر مؤلف گوید که (طفل را از شیر بریدن) در مصدر عام (ازچیزی بریدن) داخل است و ما بحث مفصل این بر (ازچیزی بریدن) کرده ایم (اردو) دیکھو ازچیزی بریدن۔

از کسی جامہ داشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و وارستہ بمعنی مرید و خلیفۂ او بودن (شوکت ؎) طوطیم جامۂ حسن آینہ از من دارد ٭ بال من خلعت سبزی بقد آینہ است ٭ مؤلف گوید کہ پیران طریقت بہ خلیفۂ خود خلعت خلافت می دہند چنانکہ پادشاہان بہ وزیر اعظم خود خلعت وزارت می بخشند پس (از کسی جامہ داشتن) خلافت یا جانشینی از پیر طریقت یا وزارت از پادشاہ حاصل کردن کنایہ توان گرفت۔ مریدی را درین مصدر دخل کردن و وزارت را گذاشتن قابل غور است مخفی مباد کہ تعمیم جامہ درین مصدر شامل باشد بر خلعت و خرقہ و امثال آن۔ اگر گوئیم کہ فلان از کسی خرقہ دارد۔ من وجہ تخصیص باشد با خلافت و جانشینی پیر طریقت و ہمچنین از لفظ خلعت تخصیص وزارت شاہی و جامہ عام است برای ہر دو (اردو) کسی پیر طریقت کا مرید یا خلیفہ ہونا کسی پادشاہ کا وزیر ہونا۔

از کسی چیزی دیدن (مصدر اصطلاحی) بقول وارستہ و بہار و بحر ظہور آن از پہلوی او دانستن (طالب آملی ؎) سپردم خویش را با مجرمانت پاس دارای غم ٭ گر از عیشم رسد گردی بدامان از تو می بینم ٭ (اردو) کسی کی طرف سے خیال کرنا۔ مثلاً یہ فائدہ جو ہم کو پہونچا ہے ہم اسکو انہین کی طرف سے خیال کرتے ہین سمجھتے ہین "

از کسی در حساب بودن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار از کسی فی الجملہ اندیشہ داشتن و احتیاط کردن۔ مثلاً شخصی است کہ برای ہمہ کس می دود و ہمہ را زیر چاق خود کردہ است و چون بہ شخص دیگر کہ نقطۂ مقابل اوست میرسد اندک احتیاطی بکار می برد و مثل سابق نمی تواند کہ با و سیر کند۔ گویند "از و در حساب است" و نیز گویند "از و حساب می برد" فرماید کہ از اہل زبان بتحقیق پیوستہ صاحب انند نقل نگار بہار را با قرکاشی ؎) برون دو دامان ناز پیچ و تاب ٭ کہ زنار باشد از و در حساب ٭

(صائب سه) با صبح روکشاده تر از آفتاب باش ٭
از ہر کہ دم شمرده زند در حساب باش ٭ صاحب
بحر عجم (در حساب بودن) بمعنی ترسیدن و فہمیدن
سر کردن بجای خودش آورده و از صائب استناد
کرده (اردو) اندیشہ کرنا۔ ڈرنا۔

از کسی درگذشتن (مصدر اصطلاحی) معاف
کردن خطای کسی۔ صاحب آنند بحوالہ فرہنگ
فرنگ (از من درگذر) بمعنی گناه من بہ بخش آورده
امر است از ہمین مصدر بخیال ما این مرادف از
(تقصیر کسی گذشتن) است کہ گذشت (اردو)
دیکھو (از تقصیر کسی گذشتن)

(الف) از کسی ذخیره داشتن (مصدر اصطلاحی)
بقول بحر و وارستہ شکوه او در دل گرفتن (ایما سه)
در کیش اہل ہمت فکر ذخیره کفر است ٭ از ہیچ
کس نباشد فکر ذخیره ما را ٭ فرماید کہ ذخیره بمعنی شکوه
مستعمل است مؤلف گوید کہ مقصودش از شکوه
و شکایت باشد (شانی تکلو سه) تن در دہم بہ ہیچ
ازین پس کہ نالہا ٭ یکیک ذخیره ہای دلم از
زبان کشید ٭ بہار و آنند ہمین مصدر را ۔۔۔

(ب) از کسی ذخیره در دل داشتن (قائم
کرده اند و از ہمان کلام ایما کہ بالا مذکور شد سند
آورده۔ مؤلف گوید کہ از سند مذکور (مصدر از کسی
فکر ذخیره بودن) پیدا می شود۔ بخیال ما ضرورت
این مصادر نبود بلکہ بر لفظ (ذخیره) کہ بجای خودش
می آید صراحت این کافی بود کہ فارسیان آن را
بمعنی شکوه و شکایت ہم استعمال کرده اند (اردو)
دل میں کسی سے ناراض رہنا۔

از کسی رنگ داشتن (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب بحر عجم بہره و انتفاع از کسی
یافتن۔ بہار گوید کہ منفعت داشتن (سلیم سه)
زخون ما نگردد تیغ رنگین ٭ سلیم امّا کسی رنگی ندارد ٭
خان آرزو در چراغ سندی دیگر از ابوطالب کلیم
ہم آورده (سه) زعشق رنگ نداری بدست
رونما ٭ سرشک گر بخت رنگ کہربا نگرفت ٭

مؤلف گوید کہ سند دوم متعلق است بہ (از چیزی
رنگ داشتن) مخفی مباد کہ رنگ بقول برہان بمعنی
نفع و فائدہ ہم آمدہ پس این بمعنی حقیقی خود است
(اردو) کسی چیز یا کسی شخص سے تمتع یا فائدہ
حاصل کرنا۔

از کسی کسوت داشتن (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب بحر و وارستہ مرادف از کسی جامہ
داشتن کہ گذشت و ما صراحت خیال خود ہم در آنجا
کردہ ایم۔ بہار و انند ذکر این کردہ (محسن تاثیر
ے) گوئی از پیک نگہ قاصد ما کسوت داشت٭
کہ بقید رفترہ بہ ہنر دنی باز آمد٭ (اردو) دیکھو از کسی
جامہ داشتن۔

از کسی کشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر
و بہار و انند و وارستہ۔ جور و ستم او کشیدن مؤلف
گوید کہ از قبیل (از کسی بر داشتن) است کہ گذشت
ولیکن فرق در ہر دو اینست کہ درین مصدر جور
و ستم را محذوف گیرند و در ان جور و ستم داخل
معنی بر داشتن است (ربانا ے) کباب کردی ان
آہ پیاپی نو دلا چند از تو می باید کشیدن٭ صاحب
بحر این سند را ال محسن تاثیر گفتہ (فرح اللہ شوشتری
ے) چشم تو چہ داند کہ از و ما چہ کشیدیم٭ از نشہ خود
ی چہ خبر داشتہ باشد٭ (اردو) دیکھو (از کسی
بر داشتن)

از کسی گفتن کسی را (مصدر اصطلاحی)
معنی از جانب کسی گفتن (گلستان سعدی ے)
از من بگوی حاجی مردم گزای را٭ کو پوستین خلق
بآزار می درد٭ حاجی تو نیستی شتر است از برای آنکہ
بیچارہ خار می خورد و بار می برد٭ (اردو) کسی
کی جانب سے کہنا۔

از کسی ماندن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر
و بہار پای کم آوردن مؤلف گوید کہ مقصود
شان جز این نباشد کہ در مرتبہ کم بودن (وحید
ے) دل و دین در تماشایش دگر با من نمی ماند٭
ہلاک دوستی گردم کہ از دشمن نمی ماند٭ یعنی دوستی

که از دشمن کم نباشد۔ مخفی مباد که (از فلان یا از چیزی
نماندن) که گذشت متعلق است ازهمین (اردو)
کسی سے کم نہ رہنا جیسے "زید جرأت مین بکر سے
کم نہین ہے۔"

ازکسی منت داشتن (مصدر اصطلاحی)

بقول صاحب بحر عجم (۱) ممنون کسی بودن
ضد منت نهادن (حافظ شیرازی ؎) بروی یار
نظر کن ز دیده منت دار ؛ که کار دیده همه از
سر بصارت کرد ؛ بخیال ما (۲) بمعنی ممنون کسی
کردن هم (ظهوری ؎) از تو ذاتش منت روے
زمین دارد مین ؛ چرخ سنگین دل زند گر بزمین
ساز مرا ؛ (اردو) (۱) کسی کا ممنون ہونا۔
جیسے "مین آپ کا ممنون ہوا" (۲) کسی کی
منت کسی پر رکھنا۔ جیسے "آپکے ملازم نے
مجھکو مدد دیکر آپکا ممنون کیا ہے"

ازکسی منت شناختن (مصدر اصطلاحی)

ممنون آنکس شدن (سعدی ؎) منت
منه که خدمت سلطان همی کنی ؛ منت شناس
ازو که به خدمت بداشتت ؛ (اردو) کسی کا
ممنون ہونا۔

ازکشش نام تو (استعمال)

بقول صاحب مؤید وهفت یعنی از شوق نام تو حیف است
که سندی پیش نشد۔ مخفی مباد که شوق هم کشش دل است یعنی شوق بقول صاحب منتخب در عربی
زبان بمعنی میل کردن نفس بچیزی و آرزومند گردانیدن آمده پس این فی الحقیقت بمعنی حقیقی
است اگرچه محققین فرس کشش را بمعنی شوق نه نوشته اند (اردو) تیرے نام کے شوق سے۔

ازکعبه چو بگذری (استعمال)

بقول صاحب مؤید وانند بمعنی اگر ورای آن تصور کنی صاحب
شمس فرماید که یعنی درین کعبه تصور کنی حیف است که سندی پیش نشد مؤلف گوید که صاحب
شمس در بیان معنی تسامح فرموده است یا غلطی کاتب بیش نیست بخیال ما باید که بمقام استعمال این

بصراحت مزید ہدیۂ ناظرین کنیم۔ مثلاً گویند کہ حقیقت حال ہمان بود کہ ما پیش تو عرضہ داد یم اگر از گعبہ بگذری (یعنی انچہ ماگفتہ ایم آنرا باور نکنی واز راستی قدم بیرون می نہی) اختیار بدست تست"۔ (اردو) اگر آپکا خیال اس کے خلاف ہو۔

(الف) **ازکف افتادن** (مصدر اصطلاحی) بقول بہار معروف مؤلف گوید کہ مرادف از دست رفتن چیزی باشد کہ گذشت و باید کہ این را ہم (ازکف افتادن چیزی) قائم کنیم واز ہمین مصدر عام است مصادر خاص ------------

(ب) **ازکف افتادن تیغ** یعنی در قبضۂ اختیار نبودن و بدست نبودن تیغ ظہوری ؎ فتادہ زکف تیغ کین خواہیش ؛ زدہ برکمر راو بیراہیش ؛ وہمچنین ------------

(ج) **ازکف افتادن دل** یعنی بقبضۂ اختیار نبودنش (حافظ ؎) بر و بکار خود ای واعظ این چہ فریاد است ؛ مرا فتادہ دل ازکف ترا چہ افتاد است ؛ (اردو) (الف) ہاتھ جاتا رہنا (دیکھو ازچنگ جستن) (ب) تلوار ہاتھ سے گر جانا (ج) دل ہاتھ سے جاتا رہنا۔ جی ہاتھ سے جاتا رہنا (مشتاق ج ؎) جی اگر اُس سے لگا یا رشک سے دل جل گیا ؛ دل اگر اسکو دیا جی ہاتھ سے جاتا رہا ؛

ازکف افگندن چیزی (استعمال) متعدی ازکف افتادن باشد (ظہوری ؎) ازکف اجل فگندہ کلید درفراق ؛ این قفل بی کشاد زدندانہ پر شدہ است ؛ (دولہ ؎ تقویم کف) زکف چو ظہوری فگندہ ایم ؛ این عقدہای کار تنجم زانجم است ؛ (اردو) پھینک دینا ہاتھ سے ڈالدینا۔

(الف) **ازکف انداختن** (استعمال تعمیل)

بہار معروف مؤلف گوید کہ مرادف (ازکف افگندن چیزی) کہ گذشت بخیال ما باید کہ این را ہم ------

(ب) ازکف انداختنِ چیزی | قائم کنیم (محمد اسحٰق شوکت ؎) گل دولت زرنگش می دہد بوی قبا گشتن ؛ اگر رنگ حنا باشد زکف انداختن دارد ؛ (اردو) دیکھو ازکف افگندن

ازکف بردنِ عنان | (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از بی اختیار کردن (ظہوری ؎) اشکم زکف عنان بردای مدعی چہ کردی ؛ بریکہ دوانم جولانی دعائی ؛ (اردو) بے اختیار کرنا

(۱) ازکف برون -- (بیرون) شدن | مصدر اصطلاحی) بقول بہار -- ازکف بیرون شدن معروف مؤلف گوید کہ باید کہ این را . . .

(۲) ازکف برون شدنِ چیزی | قائم کنیم کہ بمعنی از قبضہ اختیار رفتن و از دست رفتن چیزی است و بلحاظ سند پیش کردۂ بہار

(۳) ازکف برون شدنِ فرصت | بمعنی از دست رفتن وقت و موقع (ملا طغرا ؎) دریغا کہ فرصت برون شد زکف ؛ عمل نامدان کف بعجز ملتف ؛ (اردو) (۱) ہاتھ سے جانا (۲) کسی چیز کا ہاتھ سے جانا -- (۳) وقت ہاتھ سے جانا --

(۱) ازکف جستن | (مصدر اصطلاحی) بقول بہار معروف مؤلف گوید کہ اگرچہ معنی لفظی این از دست رفتن باشد و لیکن سندش تقاضی است کہ این را ---------

(۲) ازکف جستنِ نبض | قائم کنیم بمعنی پیدا بودن نبض کنایہ انند (ظہوری ؎) رحل گزکف او نجستہ است نبض ؛ باین قبضہ جان عدو کردہ قبض ؛ (اردو) (۱) ہاتھ سے جانا (۲) نبض ہاتھ سے ظاہر ہونا -- زندہ. بنا.

ازکفچہ مار حلوا نتوان خورد | (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند

(۱۵۱۳)

و از معنی و محل استعمال ساکت - مؤلف گوید که مقصود انیست که کفچہ مار که مراد از سر مار است اگرچه با کفچه مشابهت دارد ولیکن نمیشود که ما از و حلوا خوریم بلکه از کفچہ مار زهر حاصل شود فارسیان این مثل را برای اظہار مناسبت و خصوصیت ہر کس و ہر چیزی زنند مثلاً از ظالم امید رحم - و از ممسک چشم کرم نتوان داشت (اردو) دکن مین کہتے ہین ڈوئی کے پہن سے من نہین ملتا۔ مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ڈوئی کا سر - سانپ کے پہن کے مشابہ ہے لیکن اس سے وہ من نہین ملتا جو کہا جاتا ہے کہ سانپ کے سر مین ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ ہر انسان مین انسانیت نہین ہوتی - بخیل بھی اگرچہ صورت اور شکل مین مثل سخی کے ہے لیکن بخیل سے سخاوت نہین ہو سکتی - ظالم سے رحم نہین ہو سکتا -

(۱) از کف دادنِ چیزی (مصدر اصطلاحی) بمعنی از دست دادن چیزی است چنانکه -

(۲) از کف دادنِ دامن | بمعنی از دست گذاشتن دامن (صائب ؎) ہر کس که نداد از کف دامن فرصت ؛ از گم شدهٔ ما چه خبر داشته باشد ؛ (وله ؎) وقت رندی خوش که کام از موسم گل برگرفت ؛ دامن سجاده را داد از کف و ساغر گرفت ؛ و از ہمین قبیل است (از کف دادن احتیاط) بمعنی بی احتیاط شدن و کار به بی احتیاطی کردن (صائب ؎) چون شود ہموار دشمن احتیاط از کف مده ؛ مکر ہا در پرده باشد آب زیر کاه را ؛ بہار (از کف دادن) را ذکر کرده بر معروف قانع و بخیال ما ---

(۳) از کف دادنِ عنان | کنایه باشد از موقع از دست دادن که این از تقسیم (۱) متعلق است (ظہوری ؎) در بوسهٔ رکاب عنان چون دہم ز کف ؛ رخش ترا که تارک خورشید بر سم است ؛ (اردو) (۱) دیکھو از دست دادن

چنیری (۲) دامن ہاتھ سے دینا۔ (۳) موقع ہاتھ سے دینا۔

ازکفِ دست مو برآمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر وجود گرفتن امر ممتنع الوقوع۔ فرماید کہ این محاورہ درمقام تعلیق محال بہ محال مستعمل (صائب ؎) بزند چون خط مشکین تو نقشی برآب ؛ مو برآید زکف دست اگر مانی راؤ صاحب انند ہم ذکر این کردہ (صائب ؎) چگونہ دانۂ ما سر برآورد از خاک ؛ ہنوز مو زکف دست بر نیامدہ است ؛ (اردو) دکن مین کہتے ہین "ہتیلی مین بال پہوٹنا" یعنی ناممکن بات وقوع مین آنا۔

ازکفر ابلیس مشہورتر است (مثل) صاحب خزینۃ الامثال ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت ودیگر محققین امثال این را ترک کردہ اند مؤلف گوید کہ (۱) مقصود این است کہ شہرت نام بد۔ زود وبسیاری شود برخلاف نام نیک۔ وفارسیان چون ببینند کہ ظلم ظالمی بسیار شہرت گرفتہ است یا کسی بنام بد مشہور است این مثل را زنند (۲) اگر کفر را اضافت دہیم این مثل باشد برای کسی کہ در بدی شہرت دارد۔ بدین معنی کہ بدکاری یا بخل او ازکفر ابلیس زیادہ مشہور است۔ (اردو) (۱) دکن مین کہتے ہین "ظالم کا نام ڈنکے کی چوٹ" یعنی ظلم کی شہرت بہت زیادہ اور جلد ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے عادل کی شہرت دہیمی۔ نیز کہتے ہین "شہرت چاہے ننگا ناچے" حاصل یہ ہے کہ برائی کی شہرت بہت جلد ہوتی ہے برخلاف بھلائی کے (۲) جو شخص اپنے برے افعال مین زیادہ شہرت رکھتا ہے۔ اوسکی نسبت کہتے ہین کہ "شیطان سے زیادہ مشہور" بقول آصفیہ نہایت بدنام۔ رسوائے خلق۔

(۱) **ازکف رفتن** (مصدر اصطلاحی) بقول بہار۔ معروف مؤلف گوید کہ ----

(۲) **ازکف رفتنِ چیزی** مرادف از دست رفتن چیزی است کہ گذشت و ----

(۳) **ازکف رفتنِ عنان** متعلق ازہمین مصدر عام باشد بمعنی از دست رفتن اختیار۔ وموقع (ظہوری ؎) ناصح سمند پند چہ مہمیز می کنی ؛ بیجاست طعنہ چون رود از کف عنان کس ؛ (ولہ ؎) اگر دم مہمیز نی ناصح تو ہم پائی روان ترکن ؛ ز کف رفتہ عنان ہا در رکاب شہسوار من ؛ (اردو) (۱) ہاتھ سے جانا (۲) کسی چیز کا ہاتھ سے نکل جانا (۳) باگ ہاتھ سے چھوٹنا۔ بقول آصفیہ اختیار نہ رہنا۔ موقع جاتا رہنا۔

(۱) **ازکف رہا کردن** (مصادر اصطلاحی) بقول

(۲) **ازکف گذاشتن** بہار۔ معروف مؤلف گوید کہ مرادف (ازکف دادن چیزی) کہ گذشت پس باید کہ در آخر این ہر دو مصادر ہم لفظ چیزی را زیادہ کنیم (تشفیع اثر ؎) منعم ازکف کی گذارد ساغر شبگیر را ؛ بیشتر در طبع میل آب باشد شیر را ؛ (اردو) دیکھو ازکف دادن چیزی۔

ازکف ندادنِ دامن خود (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از باز نیامدن از دادخواہی و قائم بودن در دادخواہی کہ دادخواہان پیش حاکم دامن خود را لطلب داد در دست خود گیرند و این حسن طلب داد است (ظہوری ؎) نخواہم داد روز حشر ازکف دامن خود را ؛ نہ بینم تا بکف دامان گل پیراہن خود را ؛ (اردو) دادخواہی مین ثابت قدم رہنا۔ داد چاہنا۔ دکن مین کہتے ہین (دلپو پسار کر داد چاہنا)

(۱۵۱۱)

ازکلک برآمدنِ نقش (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مانند نوشتہ شدن نقش۔ مؤلف گوید کہ نوشتہ شدن (خواجہ شیراز ؎) ہزار نقش برآمد ز کلک صنع ولی ؛ بدلپذیری نقش نگار ما نرسید

(اردو) لکھا جانا۔ کتابت کا وقوع مین آنا۔

ازکله جستن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر۔ پرواز کردن و بدر زدن بہار ذکر این بہمین دو معنی کردہ ولیکن سلسلۂ ردیفش این را در کاف فارسی آوردہ۔ صاحب انند ہمزبان صاحب بحر بکاف عربی (ملا طغرا۔ نثر) اگر منصور شکل وزد در تہدید کہ نفس می نشست در پای دار ایمان از کله اش می جست " (اردو) پرواز کرنا۔ اڑ جانا۔ بھاگ جانا۔

ازکمر او (اصطلاح) بقول بحر (۱) اے از عبادت و طاعت او و (۲) از بی نیازی او۔ صاحب مؤید بحوالہ قنیہ بذکر معنی بالا فرماید کہ و (۳) معنی میانۂ او نیز آمدہ (صاحب ہفت ہمزبان مؤید مؤلف گوید کہ معنی سوم لفظی است و برای معنی اول و دوم غیر از استعارہ قیاسی قائم نمیشود و برای آن تشبیہی بفہم ما نمی آید و بدون سند استعمال تسلیم نتوانیم کرد۔ معاصرین عجم ہم با خیال ما اتفاق دارند (اردو) (۱) اوسکی عبادت سے (۲) اوس کی بے نیازی سے (۳) اسکی کمر سے۔

ازکنار بام ریختن چیزی (مصدر اصطلاحی) از بلندی افتادن آن چیز۔ سند این (برلاز طاق افتادن) از کلام میرزا معز فطرت گذشت (اردو) بلندی سے گرنا کسی چیز کا۔

ازکنار فکر نہادن (استعمال) جدا کردن (انوری ۵) یکدم منہ از کنار فکرت ÷ آن حور نہادہ خوش لقا را ÷ (اردو) خیال سے نکالدینا۔ از کنار فکر یعنی از خیال گذاشتن و در فکر نداشتن

(الف) **ازکوزه ہر چہ ہست ہمان میشود روان** (مثل) بہار ذکر الف و ب کردہ
(ب) **ازکوزه ہمان برون تراود کہ دروست** گوید کہ مصرع دوم مشہور است

و (الف) از ناصر خسرو صاحبان امثال فارسی و محبوب الامثال و احسن و خزینه ذکر (ب) کرده از معنی و محل استعمال ساکت اند - صاحب انند هم ذکر الف و ب کرده فرماید که معنی مصرعین مصداق کل اناء یترشح بما فیه - است و احتیاج شرح نیست مؤلف عرض کند که (ب) مثلی است که فارسیان بمعنی هرچه حقیقت است ظاهر می شود استعمالش کنند و این کنایه باشد - ناصر خسرو همین مثل را به تبدیل الفاظ استعمال کرده است که بر (الف) مذکور (اردو) بقول صاحب محبوب الامثال "جو ہانڈی میں ہوگا - کابی میں آئیگا" جو دل میں ہو وہی نکلتا ہے" برتن میں جو ہوگا وہی نکلے گا" صاحب امثال ہندی نے فرمایا ہے "جو ہانڈی میں ہوگا سو ڈوئی میں نکل آئے گا" ان کل کہاوتوں کا مقصد یہ ہے کہ جو حقیقت ہے وہی ظاہر ہوگی -

از کوه آمدن | (مصدر اصطلاحی) بہار ذکر این کرده از معنی ساکت و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد (صائب ؎) بدریا میروم اے ناخدا از کوه می آیم ÷ تو پنداری که من ای بیوفا از کوه می آیم ÷ مؤلف گوید که بخیال ما کنایه (از بلندی آمدن) باشد و از دشت و بیابان آمدن هم دیگر هیچ (اردو) بلندی سے آنا - دشت و بیابان سے آنا -

ازکہان | صاحب شمس گوید که بفتح الف و کاف و ہا بمعنی کاہل باشد و سند از بہرام زرتشت آورده (ع) بُدی اندر جهان کار از کهانش ÷ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مؤلف گوید که آزکهان و آژکهن به زای فارسی در حصه دوم گذشت به همین معنی و در مقصوره هم به زای فارسی می آید و در سند هم کتابت صحیح (ازکهان) به زای فارسی است پس تسامح صاحب شمس

بیش نیست یا غلطی کاتب کہ این را بہ زای عربی نوشت۔ بحث کامل بجای خودش کنیم۔
(اردو) دیکھو (اژکہن)

ازکیسۂ خلیفہ بخش می کند (مثل) صاحبان خزینہ وامثال فارسی ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت اند۔ مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را برای کسی زنند کہ بہ مال دیگران موقع صرف بید ریغ داشتہ باشد (اردو) حلوائی کی دکان پر دادا جی کی فاتحہ۔ بقول صاحب آصفیہ یہ کہاوت ہے پرائے مال کو اپنا سمجھ کر صرف مین لانے یا غیر کا مال بدریغ صرف کرنے کے موقع پر بولتے ہین۔

ازکیسہ رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و وارستہ وبہار وانند ضائع شدن وگم گشتن گویند کہ بہر شخص وغیر شخص اطلاق کنند (زلالی ؎) بی غم او عمر خطا میرود ؛ روز و شب ازکیسۂ ما می رود ؛ (صائب ؎) چو گل ز خوردہ من روی باغ رنگین است ؛ روا مدار کہ ازکیسۂ بہار روم ؛ (ولہ ؎) بر امید وعدۂ شب درمیان زلف او ؛ روزگاری شد کہ روز ازکیسہ ما می رود ؛ (ولہ ؎) دریاب فیض صحبت روحانیان کہ زود ؛ چون بوی گل زکیسۂ گلزار میرود ؛ (شفیع اثر ؎) نقد عمر خویش را صرف عزیزان کردہ ایم ؛ ہر کہ از یاران رود ازکیسۂ ما رفتہ است ؛ وارستہ فرماید کہ مرادف (ازگرہ رفتن) باشد کہ می آید۔ حاصل انیست کہ ازکیسہ رفتن یا ازگرہ رفتن بصورت اضافت بکسی کنایہ باشد از نقصان او شدن وضائع شدن متاع کسی (اردو) گرہ سے جانا۔ بقول آصفیہ۔ جیب سے خرچ ہونا۔ ذاتی نقصان ہونا۔ (سالک ؎) ملامت میرے دل ونیپر اتنی ؛ گرہ سے تیری ناصح کیا گیا ہی ؛

ازگات بقول صاحبان برہان و جامع و سراج واننددہفت باکاف فارسی بر وزن بدذات مردم بد دل و بداندرون را گویند و ماخذ این ہیچ متحقق نشد و خان آرزو در سراج بر نقل برہان قانع - اسم جامد فارسی زبان باشد (اردو) بدباطن لوگ -

(۱) **ازگرد افتادن** (مصدر اصطلاحی) بقول بحر - بی رونق شدن (طغرا ع) دستگاہ سینہ ریشان نیست غیر از نالۂ بی فغان ازگرد می افتد دکان آسیا ‡ مؤلف گوید کہ صاحب بحر عجم این مصدر اصطلاحی را بوثیقہ ہمین یک سند پیدا فرمودہ است و دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد - سند متقاضی آنست کہ این را ------------------------

(۲) **ازگرد افتادنِ دکان** قائم کنیم - زیراکہ گرد علامت آمد و شد بسیار است کہ دکان را مایۂ رونق است و (ازگرد افتادن) را بطور عام بمعنی بی رونق شدن نتوانیم قبول کرد تا آنکہ استعمال آن بطور عام بنظر نیاید و برای بازار و مماثل آن ہم استعمال این جا داردومن وجہ ہمین قدر تعمیم کافی است (اردو) (۱) بے رونق ہونا - (۲) دکان یا بازار کا بیرونق ہونا -

ازگرد راہ رسیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر از سفر رسیدن - بہار گوید کہ این کنایہ باشد (استاد ع) رسید یار من ازگرد راہ می خواہم ‡ کمر گشاید و خنجر بمن حوالہ کند ‡ (صائب ع) تا گرد باد آہ بگردون نمی رسد ‡ ازگرد راہ قاصد مجنون نمی رسد ‡ (محمد سعید اشرف ع) میر سد حسن تو ازگرد رہ امروز مگر ‡ کز خط تازہ او باز غبار آمدہ پیش ‡ (اردو) سفر سے آنا -

(الف) **ازگرد شانہ کرد** (مصدر

(ب) **ازگردِ عالم شانہ کرد** اصطلاحی)

(ج) **ازگردِ عدم شانہ کردن** صاحب شمس ذکر (الف) کردہ گوید کہ بمعنی موجود کردن -

وآفریده وظاهر کرد- صاحبان بحر وضمیمهٔ برهان
ذکر (ب) بهمین معنی کرده اند وصاحب بحر عجم
بر (ج) فرماید که بمعنی موجود کردن وآفریدن و
موجود شدن وظاهر شدن - صاحب مؤید بحواله
ادات ذکر ماضی مطلق (ج) کرده فرماید که ای
موجود کرد وموجود شد وآفریده وظاهر شد وکرد
صاحب هفت همزبان مؤید مؤلف عرض کند
که بخیال ما صاحب شمس تسامح کرد که (در الف)
لفظ عدم را ترک نمود واز صاحب بحر هم تسامح
واقع شد که در (ب) عدم را عالم نوشت ودلیل
ما نیست که خود او بر (ج) که مصدر (ب)
باشد لفظ عدم آورده است مخفی مباد که (شانه
کردن) بقول بهار بمعنی حقیقی مرادف شانه
زدن یعنی پیراستن است وبقول صاحب
بحر در محاورهٔ فرس بمعنی اعراض کردن پس
ازگرد عدم پیراستن واعراض کردن - دور
کردن عدم مراد باشد وکنایةً (بوجود آوردن و
آفریدن) ومعنی لازم قابل غور که الفاظ (ج) متقاضی
آن نیست حیف است که سندی پیش نشد (اردو) (ج)
پیدا کرنا - ظاهر ہونا (ماضی مطلق) یعنی پیدا ہوا ظاہر ہوا

از گرهِ او چه می رود (مثل) صاحبان خزینه وامثال فارسی واحسن ذکر این کرده از معنی و
محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید که (ازگره رفتن) مرادف (ازکیسه رفتن) است که گذشت
بخیال ما این (مثل) نباشد بلکه مقوله ایست که فارسیان چون کسی را بتعمیل حکم حاکم نسبت عطای
چیزی قاصر بینند این مقوله را استعمال کنند بمعنی حقیقیش مراد آن باشد ازکیسهٔ خودش صرف نمیشود
پس چرا در تعمیل حکم تامل می کند ونیز این را استعمال کنند بمعنی (نقصان او چه می شود) به محلی که چون
کاری کنند وشخصی بی نقصان خود مزاحمت رساند - صاحب ناصری بر (ازگره رفتن) از امیر خسرو
سندی آورده است که متعلق به همین مقوله باشد (امیر خسرو ۵) او میرود به ناز وگره نیز در زلف بع

مردن مراست ازگرہ او چہ می رود" (اردو) دکن مین کہتے ہین "اُس کا کیا خرچ ہوتا ہے" "اُس کا کیا بگڑتا ہے" "اُس کا کیا جاتا ہے" یعنی جب مالک نے کسی چیز کے دینے یا کسی کام کے کرنے کا حکم دیا ہے تو پھر وہ کیون نہین کرتا اور خواہ نخواہ کیون تامّل کرتا ہے یا اس موقع پر اس کا استعمال کرتے ہین جب کہ کوئی شخص کسی ایسے کام مین تامّل کرے جس مین اس کا کوئی نقصان نہین ہے۔ محاورۂ اردو مین کہتے ہین "اُسکی گرہ سے کیا جاتا ہے" دیکھو (ازکیسہ رفتن) جس پر کلام سالک سے اسکی سند ہے۔

ازگرہ رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و برہان وجامع و ہفت نا بود و تلف شدن زر نقد وغیرہ صاحب ناصری فرماید کہ تلف شدن چیزی از زر وغیرہ کہ در پارچہ بستہ باشد بہار گوید کہ معنی ازکیسہ رفتن و این ترجمۂ محاورۂ ہندیست (صائب ۵) خون می چکد ز غنچۂ منقار بلبلان ٭ زین نقد تازہ کز گرہ روزگار رفت ٭ صاحبان رشیدی وشمس ہمزبان ناصری۔ خان آرزو در سراج گوید کہ تحقیق آنست کہ این مثلی است و آنرا در محلّی گویند کہ چون کاری کنند و شخصی بی نقصان خود مزاحمت رساند گویند" ازگرہ او چہ می رود" ومعنی زر نقد وغیرہ را دران دخلی نیست واز بعضی اہل تحقیق شنیدہ شد کہ این ترجمۂ مثل ہندیست وصحیح در فارسی "ازکیسہ چہ می رود" (الخ) و(رشتہ) این را مرادف (ازکیسہ رفتن) آوردہ مؤلف گوید کہ آنچہ محققین اوّل الذکر بیان کردہ اند درست است و وارستہ ہم درست گوید کہ این مرادف (ازکیسہ رفتن) باشد کہ گذشت۔ بخیال ما معنی بیان کردۂ صاحبان ناصری وشمس و رشیدی حقیقی است کہ وجود لفظ گرہ درین مصدر تقاضی است ومقصود از نقصان باشد۔ آنچہ خان آرزو این را مثلی گوید بعید از غور و تحقیق است ما بر مقولۂ (ازگرہ او چہ می رود) بیان کردہ ایم کہ فا سیان آنرا

ازہمین مصدر پیدا کردہ اند و ساختہ اند نہ آنکہ این مصدر
را مقولۂ یا مثلی گوئیم و محل استعمال این بیان فرمودۂ
خان آرزو ہیچ تعلق ازین مصدر ندارد بلکہ آن
محل استعمال مقولۂ مذکور است کہ گذشت و آنچہ
خان آرزو فرماید کہ "زر نقد وغیرہ را درین دخلی
نیست ہم بخیال ما درست نیست کہ بمعنای
حقیقی این مصدر۔ زر نقد وغیرہ را درین دخلی
کلی است و برای غیر زر نقد جہت نقصان
مطلق۔ استعمال این کردن مجاز باشد مخفی مباد کہ
(از کیسہ رفتن) و (از گرہ رفتن) ہر دو مصادر اصطلاحی
فارسی است و ما تخصیص اوّل را بحسب سماعت
خان آرزو تسلیم نمی کنیم (اردو) دیکھو از کیسہ رفتن۔

از گریبان سر برآوردن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر عجم جلوہ گر شدن۔ دیگر کسی از محققین
ذکر این نکرد و سندی پیش نہ شد۔ معاصرین عجم تصدیق این می کنند (اردو) جلوہ گر ہونا۔

از گریۂ ماتم گل سوری نروید (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و حسن ذکر این کردہ
از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ مقصود این است کہ گل سوری یعنی گل سرخ از آب
شیرین نشو و نما یابد و آب شور یا تلخ با درخت گل سرخ نمی سازد و (گریۂ ماتم) درینجا استعارہ
باشد از آب تلخ یا شور۔ فارسیان این مثل را بجائی استعمال کنند کہ مناسبت چیزی ملحوظ نباشد
گویند کہ آب گریہ در خور آن نیست کہ ازو آبیاری درخت شود و اگر بالفرض ازو کار گیرند گل
سوری را نہ رویاند کہ تلخی اشک با درخت گل نسازد۔ (اردو) دکن میں جب کاشتکاری کی
لئے پانی۔ کافی مقدار میں نہیں ہوتا تو کہتے ہیں کہ "کیا موت سے کتوہ چلائیگا" مقصد یہ ہے
کہ کاشتکاری کے لئے جن ذرایع سے پانی کا استعمال ہوتا ہے انہیں سے کام چل سکتا ہے
یہ نہیں ہو سکتا کہ پیشاب کے بھروسہ پر تخم بو دیں۔

ازگلاب شکر (استعمال) بقول صاحب مؤید بحوالہ شرح المخزن شرابی کہ ازگل سازند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ در بعضی نسخ مؤید این لغت متروک است بخیال ما این کنایہ باشد یعنی چیزی کہ از گلاب و شکر سازند۔ کنایہ گرفتہ اند از شراب گل۔ حیف است کہ سندی پیش نشد۔ (اردو) گلاب کے پھولوں کی شراب۔

ازگل آن (استعمال) بقول صاحب مؤید داند باکاف فارسی ای از طینت و خلقت آن۔ صاحب شمس گوید یعنی از خلق آن مؤلف گوید کہ بکسر کاف فارسی باشد کہ فارسیان گل را بمعنی طینت و خلقت گرفتہ اند و بقول برہان خاک بآب آمیختہ پس این استعمال بمعنی حقیقی است (اردو) اوس کی طینت سے۔

ازگل او برخوردن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر۔ بضم کاف فارسی و کسر لام از خلق و دولت او بہرہ مند گردیدن۔ صاحب مؤید و شمس از مشتقات این (ازگل او برخورند) را ذکر کردہ بمعنی از شفاعت و خلق و دولت او بہرہ مند شوند۔ مخفی مباد کہ گل بقول برہان بطریق کنایہ افادہ معنی دولت ہم کند۔ چنانکہ گویند ازگل شما اینہا را می شنوم۔ یعنی بدولت شما (الخ) (اردو) اخلاق اور دولت سے متمتع ہونا بہرہ یاب ہونا۔

ازگل او برخورید (مقولہ) بقول صاحب بحر و ضمیمہ برہان و ہفت یعنی از خلق و دولت او بہرہ مند گردید مؤلف گوید کہ این مقولہ متعلق است از مصدر گذشتہ۔ یعنی صیغہ جمع امر حاضر است ازان۔ (اردو) اوسکے اخلاق اور دولت سے تمتع حاصل کرو۔

(الف ازگل باغش (استعمال) بقول صاحب شمس بمعنی نسیم جنات و صاحب انند۔۔۔۔

(ب) ازگلِ باغش برخورند | یعنی از شفاعت خلق و دولت او بہرہ مند شوند۔ آوردہ مؤلف گوید کہ این ہم متعلق است از مصدر (ازگل او برخوردن) کہ گذشت۔ لفظ باغ درین زائد است و این استعارہ باشد کہ (گل باغ) را بمعنی شفاعت و خلق و دولت گرفتہ اند۔ بخیال ما لفظ (باغ) بمناسبت گلست و انچہ صاحب شمس (الف) را بمعنی نعیم جنات آوردہ قابل غور۔ زیراکہ بلحاظ معنی (ب) الف بمعنی از شفاعت و از خلق و از دولت باشد و بس (اردو) (الف) اس کے باغ کے پھول سے (ب) اسکی شفاعت اور اخلاق اور دولت سے تمتع حاصل کرین۔

ازگلِ توا ینہا می شنوم | (مقولہ) بقول بہار و انند یعنی از دولت تو۔ مؤلف گوید کہ گل بقول برہان بمعنی دولت آمدہ پس معنی مقولہ اینست کہ بہ یمن تو و بدولت تو و بذات تو مرا این امر حاصل شد (اردو) تیری بدولت مجھکو یہ بات حاصل ہوئی۔

(ا) ازگلو کشیدن | (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار و وارستہ مرادف (ازحلق کشیدن) کہ گذشت (مخلص کاشی سہ) اگر از سینہ بی یادش برآید نفس را از گلو باید کشیدن ؛ صاحب انند گوید کہ این نوعی از تعزیر است مؤلف گوید کہ (زبان ازکام کشیدن) تعزیری است کہ بجای خود ش می آید کہ سلاطین سلف۔ زبان دساز رامی کردند یعنی زبانش از حلق کشیدہ از قفا برمی آوردند مخلص کاشی ہمین تعزیر را برای نفس آوردہ است و برحاشیۂ وارستہ سندی از کلام رضی) برای (از حلق کشیدن) ہم آوردہ (وہو ہذا سہ) درد دل ہر کہ می کند اظہار ہ باید چون فغان زحلق کشید ؛ ما ہمین سند را ذیل (از حلق کشیدن) نوشتہ ایم کہ گذشت و در آنجا نسخ کردہ ایم۔ یعنی ازین سند رضی مصدر (از حلق کشیدن درد دل) پیدا میشود بمعنی دور کردن درد

دل و برآوردنش از حلق بشکل تعزیر و ہمچنین از سند مخلص کاشی کہ بالا مذکور شد مصدر اصطلاحی ۔۔

(۲) **از گلو کشیدنِ نفس** | معنی از گلو بشکل تعزیر بیرون آوردن نفس را پیدا می شود (اردو)

(۱) دیکھو از حلق کشیدن (۲) دم بند کرنا۔ مار ڈالنا۔ یہ اسی قسم کی سزا ہے جیسے (زبان کھینچنا)۔

(۱۵۱۰)

از گلہا چہ گل (استعمال) بقول صاحب آنند بحوالۂ فرہنگ فرنگ یعنی از کدام اصل و خاندانی فرماید کہ این محاورۂ اہل زبان است مؤلف عرض	کند کہ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد بخیال ما جز این نیست کہ درینجا گل استعارہ باشد از خاندان (اردو) کس خاندان سے ہے۔

از گور نقش خار بر رست | (مقولہ) بقول صاحب مؤید بحوالۂ مؤید الفوائد یعنی تن مردہ را زندہ گردانید۔ نسخہ دیگرش کہ قلمی است (از گور نفس خاور بر رست) نوشتہ و بمعنی (تن مردم زار و نزار گشت) آوردہ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد۔ تحریر نسخۂ مطبوعہ فی الجملہ معنیٔ دارد کہ کشان کشان کنایۂ (تن مردہ زندہ شد) ازان پیدا کنیم و (از گور نفس خاور بر رست) چیزی نیست و معنی آخر الذکر ازان پیدا نشود و این بر زبان معاصرین متروک است و بدون وجود سند نتوانیم تسلیم کرد کہ بر زبان متقدمین یا متاخرین ہم باشد۔ بخیال ما اصل این (از نقش گور خار رستن) است کہ بجایش می آید حیف است کہ بہ کم التفاتی محققین در لفظ و معنی تصرف شدہ است ۔

(اردو) مردہ کو زندہ کیا۔ اگرچہ ہم نے فارسی معنوں کے لحاظ سے ترجمہ کر دیا ہے لیکن ہماری رای میں اس کا صحیح مصدر۔ دیکھو (از نقش گور خار رستن)

از گوشۂ بامیکہ پریدیم پریدیم | (مثل) صاحبان امثال فارسی و خزینہ و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بموقع استقلال طبیعت

زنند یعنی چون از کسی قطع تعلق کنند نباید کہ باز روبسوی او کنند (اردو) دکن مین کہتے ہین " جس کو چھوڑے پھر منھ نہ موڑے " یعنی جس شخص سے قطع تعلق کیا پھر اوسکی جانب منھ نہ کرنا چاہیے۔

ازگوشۂ دل نہادن (مصدر اصطلاحی) بحر وبہار واستدازدل فراموش کردن مؤلف گوید کہ ازدل بیرون کردن خیال کہ امر اختیاری است۔ برخلاف فراموش کردن (انوری) ہیون (ع) برگوش نہادہ سر زلف ؛ ازگوشۂ دل نہادہ مارا ؛ فرماید کہ درین بیت التفات است از خطاب بغیبت (اردو) فراموش کرنا۔ دل سے خیال نکالدینا۔

(۱۵۱۲) **ازلب آری بلی راندن** (مصدر اصطلاحی) دفع الوقتی ولیت ولعل کردن باشد (آرے بلے) در ممدوده گذشت (ظہوری ع) غیر آری و بلی راندہ ظہوری ازلب ؛ نیست در کام و زبان جای چرا وچون را ؛ (اردو) آرے بلے کرنا۔ (دکھیو آرے بلے)

(الف) **ازلباس عریان** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب شمس (الف) بمعنی

(ب) **ازلباس نفس۔ عریان** از زینت بیرون آمدہ و (ب) بقول صاحب

(ج) **ازلباس نفس۔ عریان شدن** مؤید۔ ای از اوصاف ذمیمہ مجرد شدہ و ازخودی خود بیرون آمدہ و (ج) بقول صاحب بحر وضمیمہ برہان (۱) از اوصاف ذمیمہ مجرد شدن و (۲) ازخودی بیرون آمدن۔ مؤلف گوید کہ (ب) و (ج) کنایہ باشد و برای (الف) وجہ کنایہ نیست تا آنکہ مجرد لباس را استعارہ از زینت کنیم سندی در کار است (اردو) (الف) زینت سے معرا (ب) برائیون سے پاک (ج) (۱) برائیون سے پاک ہونا۔ (۲) بیخود ہونا۔

(۱۵۱۳) **ازلب بدر چیدن حرف** (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از حرف زدن (ظہوری ع)

لبم مہر است وچشمم تر۔ خدا روزی کند۔ روزی ؛ کہ بنشینم نگہ در چشم وحرف از لب بدر چینم ؛
(اردو) بات کرنا۔

(۱۵۲۰) **ازلب برآوردنِ چیزی** (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از ترک کردن ، از زبان و نیاوردن چیزے برزبان (ظہوری ۵) سالک نشود تا سبک از بار گرانش ؛ از لب خبر منزل و فرسنگ برآورد ؛
(اردو) زبان پر نہ لانا ۔

ازلب برون آمدنِ آواز (استعمال) بقول بہار ۔ حدیث و مانند آن در (آواز) داخل باشد مؤلف عرض کند (۱) از زبان و دہن برآمدن آواز و نالہ و فغان و امثال آن و (۲) بخصوصیت حدیث ۔ مجرد سخن (ملا نظیری نیشاپوری سلہ) از لب برون نیاید آواز عشق بازان ؛ پرواز مرغ بسمل جز زیر پر نباشد ؛ (صائب ۵۲) می تند گرد دہانش ہمچو خط عنبرین ؛ ہر حدیثے کز لب جانان ہمی آید برون ؛ (اردو) (۱) آواز یا نالہ یا فغان وغیرہ منہ سے نکلنا ۔ (۲) بات منہ یا زبان سے نکلنا۔

(۱۵۲۱) **ازلب ۔ حرفِ کسی برزمین نہادن** (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از ترک کردن ۔ تذکرہ کسی (ظہوری ۵) خوشا زندی کہ کامش از شراب کام بردارد ؛ نہد حرف جم از لب برزمین وجام بردارد ؛ (اردو) کسی کا ذکر ترک کرنا ۔

(۱۵۲۲) **ازلب سرزدنِ دشنام** (مصدر اصطلاحی) بمعنی از دہن کسی برآمدن دشنام (ظہوری ۵) بیش کہ می کنیم شکایت کہ سرزد ؛ دشنامی از لب توبجیب دعای ما ؛ (اردو) گالی منہ سے نکلنا۔

(الف) **ازلب کشادن** (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مرادف از لب واکردن ۔ از معنی ہر دو ساکت ۔ صاحب انند نقل نگارش و ہر دو از سعدی سند آوردہ اند (۵) از غنچہ لب بکشا بامردہ دلان حرفی ؛ یک رہ بدم احیا کن

اعجاز مسیحا را ؏ مؤلف گوید که سند تقاضی آنست
که مصدر ---------

(ب) ازلب کشادن حرف | قائم کنیم

بمعنی سخن کردن و مجرّد (ازلب کشادن بخیال ما
چیزی نیست (اردو) (الف) و (ب) بات کرنا

ازلب مهر برداشتن (مصدر اصطلاحی)

کنایه باشد از آغاز گفتگو کردن و زبان کشادن
(ظهوری ؎) قاصد ازلب مهر گو بردار و بی
دهشت بگو ؏ گوش او را چشمها بر راه پیغام منست
(اردو) مهر سکوت توڑنا - گفتگو شروع کرنا -

(الف) ازلب واکردن (مصدر اصطلاحی)

بقول بهار و آنند مرادف (ازلب کشادن)
و هر دو محققین بر هر دو مصدر از معنی ساکت اند
مؤلف گوید که ما بر (ازلب کشادن) ذکر کرده ایم
که آن چیزی نیست و از سندی که در انجا ذکر
شد مصدر (ازلب کشادن حرف) بمعنی سخن
گفتن و گفتگو کردن باشد - پس درینجا هم خیال
ما این است که اگر مصدر ---------

(ب) ازلب واکردن حرف | قائم کنیم

توانیم گفت که بمعنی مذکور مرادف (ازلب کشادن
حرف) است ولیکن هر دو محققین - سندی که برای
(الف) از کلام بیدل آورده اند معنی تازه پیدا
می کند (و هو هذا ؎) نوای عندلیبان نکهت
گل شد درین گلشن ؏ گر مینا به قلقل واکند حرف
ازلب جوئی ؏ بخیال ما ازین سند مصدر اصطلاحی
(ازلب کسی واکردن حرف) بمعنی از زبان دیگری گفتن پیدا میشود
بمعنی سخن کردن ازلب و لهجهٔ دیگری - فاعل
(اردو) (ب) دیکهو ازلب کشادن حرف -
(بلحاظ معنی آخر) کسی اور کے لب و لہجہ مین گفتگو کرنا -

ازلب واکشیدن سخن (مصدر اصطلاحی)

بهار ذکر این کرده گوید که بجای لفظ (سخن) حرف
و امثال آن توان آورد و از معنی ساکت و سندی
از کلام صائب پیش می کند (؎) یک جهان
غماز را در پشت در جا میدهی ؏ ازلب منصور

ورستی سخن و اسکیشی - مؤلف گوید کہ ازین سند مصدر (ازلب کسی واکشیدن سخن) پیدا میشود بمعنی

سخنی گفتن کہ از لب دیگری برآمدہ است یعنی نقل کردن سخن دیگری (اردو) کسی اور کی بات نقل کرنا

ازلری برآمدن | بقول بہار بضم لام از روستائیت برآمدن صاحب انند ہم ذکر این کردہ (محمد سعید اشرف ۵) زاہد از کوہ بصد دلبری آمد بیرون ٭ داخل شہر شد و ازلری آمد بیرون ٭ مؤلف گوید کہ (لُر) بالضم بقول برہان طائفہ باشد از صحرانشینان و بقول وہ رستہ قومی بود از ذریات شیاطین و بمعنی احمق و روستائی (الخ) پس بخیال ما (لری) بزیادت یای مصدری در آخر بمعنی احمقی باشد یا شیطنت (اردو) احمقی سے باز آنا - شیطنت سے باز آنا -

از لقلق سگ - دریا مردار نمیشود | (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان از بیان بردباری عالیشانی باشد و بخیال ما این باعتبار مقصد مماثل (ابر را بانگ سگ ضرر نہ کند) باشد کہ گذشت (اردو) دیکھو ابر را بانگ سگ ضرر نکند -

ازم | بقول برہان و سراج و جہانگیری و جامع و ہفت بفتح اول و سکون ثانی و میم بمعنی (۱) فرزند باشد - صاحب ناصری بحوالہ جہانگیری ذکر این کردہ گوید کہ او شاہدی ندارد و خود تصدیق این نمی کند و صاحب مؤید این را ندیل لغات ترکی آوردہ گوید کہ بضمتین است بمعنی فرزند و صاحب غیاث بحوالہ لطائف فرماید کہ (۲) بضمتین در ترکی انگور را گویند - صاحب لغات ترکی (اوزم) بمعنی انگور نوشتہ عجبی نیست کہ فارسیان واو علامت ضمہ را کہ در رسم الخط

ترکی بکتابت قائم می شود حذف کردہ (ازم) بضمتین استعمال کردہ باشند وہم صراحت فرمایدکہ بفتحتین بمعنی فرزند است پس بخیال ما محققین فرس از غور کار نگرفتند کہ این را لغت فارسی دانستند (اردو) (۱) فرزند ۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر ۔ پوت ۔ بیٹا ۔ لڑکا ۔ (نسیم ۵) خالق نے دئے تھے چار فرزند ؛ دانا عاقل ذکی خردمند ؛ (۲) انگور ۔ بقول امیر (فارسی) مذکر ۔ عنب ایک مشہور میوہ ۔ خشک ہوجانے کے بعد منقےٰ ہوجاتا ہے ۔

ازما بقول صاحب ضمیمہ برہان مخفف آزما کہ امتحان کنندہ باشد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ (آزمودن) د ممدودہ گذشت بمعنی آزمایش نمودن ۔ و (ازمودن) بہ مقصورہ نیامدہ ۔ اگر این را نتیجہ لب ولہجہ مقامی خیال کنیم (ازما) امر است از (ازمودن) بمعنی بیازما و امر تا آنکہ با اسمی مرکب نشود افادۂ معنی اسم فاعل ترکیبی نمی کند (کارآزما) البتہ اسم فاعل ترکیبی است ولیکن نمی شود کہ (ازما) را بمعنی آزمایش کنندہ گیریم ۔ حیف است کہ سندی پیش نشد و بہ تحقیق ما (ازما) بمعنی بیازما است وبس (اردو) آزمانا بقول امیر بمعنی امتحان کرنا (الخ) اس کا امر بھی اردو مین آزما ہے ۔

ازما حرکت از تو برکت (مثل) صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ (از تو حرکت و از ما برکت) بجای خودش گذشت آن ۔ ارشاد ۔ او تعالی شانہ است بسوی انسان و این مقولۂ انسان است بہ بارگاہ او تعالی شانہ مقصود ہر دو یکی است ۔ محققین امثال مثل مابعد الذکر را بیان کردہ اند و ما از معاصرین عجم ہم آن را شنیدہ ایم ۔ ذکر این بجز صاحب محبوب الامثال دیگر کسی نکرد (اردو) دیکھو از تو حرکت از ما برکت ۔ صاحب

محبوب نے اس مثل کے مقابلہ مین ایک اردو کہاوت لکھی ہے یعنی " بے روئے بچے کو دودھ نہین ملتا " ہماری راے مین اس فارسی مثل کا ترجمہ وہی بہتر ہے جس کا ذکر ہم نے مثل گذشتہ پر کیا ہے -

ازماست کہ برماست (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن و محبوب و آنند و بہار عجم ذکر این کردہ اند - بہار گوید کہ این مثلیست مشہور در محلیکہ از کسی حرکتی ناخوش صادر شود چنانکہ تدارک آن نتواند کرد - میزنند صاحب آنند نقل نگارش مؤلف گوید کہ ہمچنین باشد بلکہ فارسیان این مثل را بجای زنند کہ از فکر و تدبیر خود نتیجۂ بد پیدا شود (اردو) بقول صاحب محبوب الامثال " اپنے کئے کی سزا بھگتو " صاحب محاورات ہند نے لکھا ہے کہ (ازماست انچہ برماست) اردو مین بھی مستعمل ہے یعنی اپنے اوپر جو گذرتا ہے اپنے کردار کا نتیجہ ہے دکن مین کہتے ہین " اپنے ہاتھون مول لی ہوئی بلا ہے " امیر نے اس فارسی مثل کو لکھا ہو فرماتے ہین کہ اردو مین مستعمل ہے یعنی ہمارے اوپر جو مصیبت ہو وہ ہمارے ہی ہاتھون ہو - ایسی کرنی پر پچتانیکی جگہ کہتے ہین

ازماکشیدن از شما بخشیدن (مثل) صاحبان خزینہ و امثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ حاجتمندان این مثل را پیش کریمان زنند (اردو) دکن مین کہتے ہین " داتا دے نقیرے " " داتا کی دین سائین کی جین " یعنی تم دیتے جاو ہم لیتے جائین تمہارا کام دینے کا اور ہمارا کام لینے کا

ازمردی تا نامردی یک قدم است (مثل) صاحبان امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ ہمین مثل را بشکل مصرعی شنیدہ ایم و ہوا ہذا (ع) نامردی و مردی قدمی فاصلہ دارد ؎ فارسیان این را برای کسی زنند کہ در کاری

کامیاب شود مراد این است کہ مردی ونامردی چیزی نیست یک قدم پیش - نامرد را مرد کند وبس (اردو) دکن مین کہتے ہین ”جس کا قدم بڑھا وہی جھنڈے پر چڑھا“ یعنی جو سبقت لے گیا وہی مشہور ہوا - نیز کہتے ہین ”جو سب سے آگے وہی مرد میدان“ نیز ہندی مین یہ کہاوت مشہور ہے ”پگ آگے پت رہے - پگ پاچھے پت جاے“

ازمسمار دوختن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر وبہار وانند بکمال احتیاط نگاہداشتن وسخت بستن مؤلف گوید کہ باید کہ لفظ (چیزی) بر آخراین زیادہ کنیم ومقصود محققین (از سخت بستن) چیزی را از میخ ہای آہنی مستحکم کردن باشد تا فرو نریزد (محمد سعید اشرف ۵) تا گرفتہ یاد از خصم لئیمت طرز بخل ؛ دوختہ زر را بدست خویش از مسمار گل ؛ مخفی مباد کہ مسمار لغت عرب است بکسر اول وبقول صاحب منتخب بمعنی میخ واز میخ دوختن کنایہ باشد - از کمال استواری وکمال احتیاط چیزی (اردو) میخون سے مضبوط اور مستحکم کرنا - کمال احتیاط سے حفاظت کرنا -

ازمعاطفۂ باد جز خاک برنخیزد (مثل) صاحبان امثال فارسی وخزینہ ذکراین کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را برای اظہار نتیجۂ بد از محبت غیرجنس استعمال کنند مخفی مباد کہ معاطفہ بضم اول بقول صاحب منتہی الارب بمعنی باہم مہربانی نمودن است مقصود این است کہ اگر باد آمادۂ مہربانی شود حاصلی نیست جز اینکہ خاک برخیزد ودر چشم ودہن افتد ونقصانی بخشد (اردو) دکن مین کہتے ہین ”ہوا کی آشنائی سے منہ مین مٹی“ اس کا مطلب یہ ہے کہ غیرجنس کی محبت اور دوستی

نقصان کے سوا کچھ حاصل نہین ہے۔ ہندمین کہتے ہین "کوئلون کی دلالی مین ہاتھ کالے"
بقول آصفیہ۔ بُرے کام مین پڑنے کا انجام بدنامی ہے۔ جس کام مین ناحق نام بدنام
ہو اوسکی نسبت بولتے ہین مؤلف کہتا ہے کہ اسکا حاصل وہی ہے جو فارسی مثل کا حاصل ہے

از مغز برون فشاندن چیزی (مصدر اصطلاحی) بمعنی ظاہر کردن چیزی از مغز باشد۔
(ظہوری ؎) برون فشاند ظہوری ز مغز عطر سخن ؛ شمامہ از شمیم تو در مشام کشید ؛ (اردو)
کسی اچھی بات کا دماغ سے پیدا کرنا۔

از مکافات عمل غافل مشو (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن و محبوب الامثال

گندم از گندم بروید جو ز جو ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند۔ مؤلف گوید
کہ فارسیان چون ظالمی را مبتلای مصیبتی یا بدکاری را بہ اشتغال بد۔ یا ظالم را بظلم مبتلا بینند بحق
او بطور پند و نصیحت این مثل را زنند (اردو) بقول صاحب محبوب الامثال "جیسا دوگے
ویسا پاؤگے" ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے" دکن مین کہتے ہین "جو بوئے
وہی کاٹے"۔

از مل بقول برہان و جامع و جہانگیری و ہفت و سراج بروزن جدول (۱) بمعنی بسیار و کثیر
باشد۔ و (۲) آواز را نیز گویند و (۳) بمعنی ہمہ و مجموع ہم آمدہ۔ صاحب مؤید بحوالہ قنیہ بمعنی
دوم قانع و ذکر این بذیل لغات فارسی کردہ مؤلف گوید کہ این لغت عربی است بقول
محیط المحیط بمعنی آواز مختلط و تمام و بقول منتہی الارب عیال بسیار ہم پس متحقق شد کہ این
فارسی نیست و معنی دوم و سوم در استعمال عرب ہم موجود نسبت معنی اول عرض میشود

که اگر فارسیان این را العوض (عیال بسیار) بمعنی مجرّد بسیار استعمال کرده باشند۔ طالب سند باشیم اندرین صورت تصرّف فارسیان باشد صرف در معنی اوّل (اردو) (۱) بہت (۲) دیکھو آواز (۳) تمام

ازمن | بقول صاحب شمس بحوالۂ سکندری بر وزن برمن و بہ تحقیقش بکسر میم و بفتح دوّم نام ولایتی که ابریشم آن مشہور است دیگر کسی ذکر این نکرد و بہ تحقیق نہ پیوست که در کدام اقلیم واقع است (اردو) ازمن ایک ولایت کا نام ہے جس کا ابریشم مشہور ہے۔

ازمن درگذر | (استعمال) بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بمعنی گناہ من بہ بخش مؤلف گوید که این امر است از مصدر (از کسی درگذشتن) که گذشت ضرورت نداشت که ذکر مستقل این کنند (اردو) میری خطا معاف کر۔

ازمودن | بقول صاحب بحر عجم مخفف آزمودن که در ممدوده گذشت و آزماید مضارع این۔ صاحب نو اور ہم ذکر این کرده ذیل آزمودن۔ فرماید که بالمد والقصر آمده مؤلف گوید که (آزمون) بمعنی امتحان در فارسی آمده و در ممدوده مذکور بر خلاف آن (ازمون) بمقصوره نیامد پس فارسیان از ہمین اسم جامد بحذف نون آخر و بہ زیادت (دن) علامت مصدر را آزمودن کردند و مصدری ساختند۔ پس آزمودن بجا اصل است و ازمودن بقصر نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی و مخفف آن (اردو) دیکھو آزمودن۔

ازموم سنگ ساختن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر۔ کار عجیب و غریب کردن بہا روانند گوید که این کنایہ باشد (نظامی ؎) که چون شاہ عالم بدانای روم ؛ بفرمود تا سنگ سازد ز موم ؛ بہ پیروزی آن نقش درخواستہ ؛ چو پیروزه نقشی شد آراستہ ؛ (اردو) عجیب و غریب

کام کرنا۔ جیسے آسمان سے تارے اتار لانا۔ دیکھو (از آسمان چیزی بر زمین آوردن)

(الف) **ازمیان انداختن حجاب** (مصادر اصطلاحی) بہار نسبت (ب) فرماید

(ب) **ازمیان انداختہ شدنِ حجاب** کہ بمعنی مرتفع شدن حجاب است و اگر اقتران آن بلفظ درمیان باشد بمعنی فروہشتن مؤلف گوید کہ الف متعدّی است و ب لازم آن۔ سند بہار کہ از کلام نظامی پیش کردہ است ---------

(ج) **ازمیان انداختہ گردیدنِ حجاب** راست (سہ) چو زان کار گردند پرداختہ؛ حجاب از میان گردد انداختہ (اردو) (الف) پردہ اٹھانا (ب) و (ج) پردہ اٹھنا۔ پردہ باقی نہ رہنا۔ حجاب باقی نہ رہنا۔

(۱۵۴۱) **ازمیان برخاستنِ چیزی** استعمال۔ بمعنی حائلی باقی نماندن (ظہوری سہ) برخاستہ ازمیان ظہوری؛ دیوار و دری نماندہ حائل؛ (اردو) آڑ باقی نہ رہنا

(الف) **ازمیان برداشتن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر دور انداختن۔ بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت و از کلام سید اشرف سند دہد (سہ) چیست دانی زندگانی دل زجان برداشتن؛ خوشتین را رفتہ رفتہ ازمیان برداشتن؛ مؤلف گوید از این سند ---------

(ب) **ازمیان برداشتن۔ خوشتین را** بمعنی نابود کردن و فنا کردن و از خودی بیرون آمدن و در خود نبودن است و این متعلق باشد از تعمیم (ازمیان بردن کسی را) و ہم چنین ---------

(ج) **ازمیان برداشتنِ صلح** بمعنی کالعدم کردن صلح (درویش والہ ہروی سہ) یک قدم نہ پیش اگر خصم ازمیان برداشت صلح؛ کوتہی از مرد کوتاہی است نی از خنجر است؛ مختصراً نیست

کہ ما را از معنی بیان کردہ صاحبان بحر و بہار اتفاق
نیست زیراکہ استعمال (الف) برای ہر یک مقام
معنی تازہ پیدا می کند اگر (ازمیان برداشتن) را
بسوی خس و خاشاک مضاف کنیم البتہ معنی
دور انداختن ہم پیدا می شود ولیکن در ہمہ جا از معین
یک معنی کار نتوان گرفت و اگر خواہیم کہ برای (الف)
معنی عام قائم کنیم - بخیال ما من وجہ کنایہ باشد
از معدوم کردن (اردو) (الف) دور پھینکنا - نابود
معدوم کرنا - (ب) اپنے آپ کو مٹانا - بیخود
ہونا (ج) صلح کو کالعدم کرنا صلح پر قائم نہ رہنا -

ازمیان بردن کسی را (مصدر اصطلاحی)
(۱۵۲۷)
مرادف ازمیان برداشتن کسی را) کہ ذکرش بذیل
(ازمیان برداشتن خویشتن را) گذشت (ظہوری
ع) زمن کنارہ مکن بردم ازمیان خود را چو فتم
بوسہ اگر من کنار میدانم ؛ (اردو) دیکھو
(ب) (ازمیان برداشتن خویشتن را)

ازمیان درانداختن (مصدر اصطلاحی)
بہار ذکر این بذیل (ازمیان برداشتن) کردہ
فرماید کہ ہر دو مرادف یکدیگر باشد - سندی پیش
نکرد - غالب سند باشیم کہ معنی لفظی این متقاضی
آن نیست کہ این را مرادف (ازمیان برداشتن)
گیریم (اردو) دیکھو ازمیان برداشتن -

ازمیان کنارہ گرفتن | استعمال - بقول
بہار معروف - مؤلف گوید کہ بمعنی ازمیان
برخاستن و کنارہ کردن کسی را (بافغانی ع)
شدہ ام خراب آندم کہ چنان میان نازک ؛ دہم
بدست و آنگہ زمیان کنارہ گیرد ؛ (اردو)
درمیان سے اٹھ جانا - کنارہ کرنا -

ازمیانہ برگرفتن (مصدر اصطلاحی) مرادف
(۱۵۲۸)
(ازمیان برداشتن کسی) باشد کہ ذکر این بذیل (ازمیان
برداشتن - خویشتن را) گذشت (ظہوری ع)
ازما نتوان کنارہ کردن ؛ خود را ازمیانہ
برگرفتیم ؛ (اردو) دیکھو (ب) ازمیان
برداشتن خویشتن را ؛

از نارنج زلیخا زخم یافتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب ناصری کنایہ از ملامت و شنعتی است کہ بمکافات ملامت و شنعت یابند (نظامی ؎) چو یوسف زین ترنج از سرتابی * ز نارنج زلیخا زخم یابی * مؤلف گوید کہ محقق زباندان اگرچہ اینرا مصدر اصطلاحی قائم کردہ است و از قصۂ یوسف و زلیخا معنی این شعر را درست میکند ولیکن بخیال ما این مصدر اصطلاحی نیست کہ بمعنی ملامت و شنعت یافتن استعمال کنیم - قائل (اردو) ملامت کیا جانا -

از ناگاہ | **از ناگہان** (استعمال) بقول بہار - مزید علیہ ناگاہ و ناگہان (کمال اسمعیل ؎) چہ لطف بود کہ تشریف دادی از ناگاہ * کہ یادت از من رنجور و ناتوان آورد * کہ آفتاب شریعت بطالع مسعود * باوج برج سعادت ز ناگہان آمد * (اسیری لاہجی ؎) جمال یار برانداخت پردہ از ناگاہ * عیان نمود بنقش جہان رخ چون ماہ * (کمال سمعیل ؎) بُدو و زخی و گشت بہشتی ز ناگہان * از مین مقدم فرح انگیز ت اصفہان * مؤلف گوید کہ بخیال ما - ناگہان - فرید علیہ ناگاہ است و در ہر دو کلمہ (از) زائد نمی توانیم تسلیم کرد کہ (از ناگاہ و از ناگہان) مزید علیہ ناگاہ و ناگہان است قائل (اردو) یکایک - یک بیک -

(الف) ازناو | **(ب) ازناوہ** بقول صاحبان برہان و رشیدی و ہفت و انند نام ناحیہ ایست از نواحی ہمدان - صاحب جامع ذکر (الف) کردہ و صاحب سروری و سراج بذیل (الف) (ب) را ہم نوشتہ مؤلف گوید کہ (الف) مخفف (ب) باشد - مخفی مباد کہ (ناو) و (ناوہ) ہر دو اسم جامد فارسی زبان است بمعانی مختلفہ چنانکہ صاحب برہان صراحت آن کردہ است - پس عجبی نیست کہ نظر بمعانی مذکور بمناسبتی خاص این مقام را (از ناو) و (از ناوہ)

نام نہادہ باشند واللہ اعلم (اردو) نواحی ہمدان سے ایک مقام کا نام (ازناو) و (ازناوہ) ہی

ازنب بقول برہان وہفت بروزن مذہب (۱) بمعنی رنجش باشد کہ از رنجیدن است و (۲) در عربی فربہ را گویند کہ ضدّ لاغر است صاحب انند صراحت کند کہ این لغت فارسی است بمعنی اوّل مؤلف گوید کہ صاحب انند بحوالہ منتہی الارب (زنب) بمعنی فربہ شدن آوردہ پس ازنب در عربی بمعنی فربہ تر باشد و بدینوجہ کہ زیادتی فربہی ملالت خیز است عجبی نیست کہ فارسیان مجازاً این را بمعنی رنجش استعمال کردہ باشند یا اسم جامد فارسی قدیم باشد۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ در عربی (اذیّۃ) بہمین معنی است (کما فی الصّراح والکنز) پس ظاہراً (اذیّۃ) را کہ لفظ عربی است چنین خواندہ باشند۔ صاحب انند۔ ذکر (اذی) بروزن بقا بالف مقصورہ کردہ فرماید کہ لغت عربی است بمعنی ایذا دادن و رنجہ کردن و رنجہ شدن و رنجش و چیزی کہ آزار دہد۔ الحاصل خیال ما ہمان است کہ بالا مذکور شد و برای تبدیل (اذی) بہ (ازنب) قاعدۂ تبدیل فارسی مقتضی نیست (اردو) (۱) رنجش۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ آزردگی۔ ناخوشی (۲) فربہ بقول آصفیہ (فارسی) لاغر کا مقابل۔ لحیم شحیم۔ تن و توش کا تیار۔ سنڈا۔

از نرمۂ گوش اصطلاح۔ بقول انند و بہار کنایہ از کمال اطاعت از قبیل (از بن گوش) کہ گذشت۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد حیف است کہ سندی پیش نشد مشتاق سند باشیم (اردو) دیکھو از بن گوش۔

(۱) **ازنسق افتادن** (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند بمعنی بی ربط و پریشان شدن (ابوطالب

کلیم ؎) گر از نسق فتادہ احوال ما چہ نقصان ؛ عقد گہر یتیمی کی افتد از گسستن ؛ مؤلف گوید کہ باصول ہر دو محققین بالا این متعلق باشد از مصدر عام (از چیزی افتادن) کہ گذشت و ما اینرا مصدر خاص خیال می کنیم مخفی مباد کہ نسق لغت عرب است بقول صاحب منتخب بالفتح سخن را نظم و ترتیب دادن و بفتحتین رشتۂ دندان و جز آن کہ برابر و ہموار باشد و سخن زینت دادہ و مہرۂ در رشتہ کشیدہ (انتہی) بخیال ما باید کہ این ---------

(۲) از نسق افتادنِ چیزی | قائم کنیم و این کنایہ باشد (اردو) کسی چیز کا بے ربط ہونا پریشان ہونا۔

(الف) از نظر افتادن | (مصادر اصطلاحی) بقول صاحب بحر (الف) بمعنی ناپسند و بی اعتبار

(ب) از نظر افگندن | شدن فرماید کہ (ج) متعدی اوست و ذکر (ب) کردہ

(ج) از نظر انداختن | گوید کہ بمعنی بی اعتبار کردن باشد۔ بخیال ما (ب) و (ج) ہر دو متعدی (الف) باشد۔ بہار گوید کہ (الف) مرادف (از چشم افتادن) و (ب) مرادف (از چشم افگندن) کہ گذشت مؤلف عرض کند کہ (ج) مرادف (از چشم انداختن) کما قر (ملا قاسم مشہدی الف ؎) بی روی تو خورشید فتاد از نظر من ؛ مانندۂ سیبی کہ کلف رنگ بر آورد (صائب الف ؎) ز خط پشت لب آن طاق ابرو از نظر افتد ؛ کہ نقش آخر از نقش نخستین خوبتر افتد ؛ (ولہ الف ؎) غمتم چنان ربود کہ دنیا و آخرت ؛ افتاد چون دو قطرۂ اشک از نظر مرا ؛ (درویش والہ ہروی ب ؎) بی پردہ روی او نتوانم نظارہ کرد ؛ از بس حجاب حسن فگند از نظر مرا ؛ مؤلف گوید کہ باصول محققین بالا (الف) داخل است در مصدر عام

(از چیزی افتادن) و ما این را مصدر خاص خیال کنیم و ہمہ را آنجا اختلاف خود ظاہر کردہ ایم و بخیال ما باید کہ در آخر ہریک ازین سہ مصدر لفظ (چیزی) و (کسی) قائم کنیم (اردو) (الف) دیکھو از چشم افتادن (ب) دیکھو از چشم افگندن (ج) دیکھو از چشم انداختن۔

از نغمہ افتادنِ ساز (مصدر اصطلاحی) بقول بہار۔ خارج آہنگ شدن ساز باشد (شفیع اثر ؎) بی ہم نفس صدا نشود از کسی بلند؛ افتد ز نغمہ ساز چو یکتار میشود؛ صاحب انند ہمین مصدر را (از نغمہ ساز افتادن) نوشتہ بخیال ما ترکیب بہار بہتر از انند است مخفی مباد کہ مصدر عام (از صدا افتادن چیزی) بجای خودش گذشت و ما تخصیص این را پسند کنیم (اردو) ساز کا بے صدا ہونا۔

(الف) **از نفس انداختن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و انند و بہار بمعنی خاموش و بی صدا گردانیدن۔ خان آرزو در چراغ ذکر این ہمین معنی کردہ (طغرا ؎) شکوہ دانہ و دام از نفس انداخت مرا؛ شور بیہودہ ز چشم تفس انداخت مرا؛ بخیال ما باید کہ اینرا (ب) **از نفس انداختن کسی را** بمعنی بی نفس و بی دم کردن کسی قایم کنیم کہ کنایہ باشد از نیم جان کردن۔ سند ما ہمان است کہ بالا مذکور شد (اردو) (الف) بے صدا کر دینا۔ (ب) بے دم کر دینا۔ صاحب آصفیہ نے (بے دم) پر فرمایا ہے۔ بے جان۔ ادھموا۔ سانس اکھڑا ہوا۔

(الف) **از نفس گو رخا بہ بر رستن** (مصادر اصطلاحی) (الف) بقول صاحب ضمیمہ
(ب) **از نقشِ گو رخار رستن** برہان کنایہ از خواری و بی اعتباری باشد و بقول

صاحبان بحر عجم و برہان و جامع و ناصری و ہفت و انند (ب) بہ ہمین معنی۔ صاحب شمس ذکر ماضی مطلق (ب) کردہ گوید کہ یعنی مردم زار و نزار گشت و بحوالۂ صاحب مؤید فرماید کہ کنایہ از کار زشت است و آنچہ در مؤید است بر (از گور نقش خار بر رست) بیان کردہ ایم کہ گذشت۔ سندی پیش نہ شد و بہ تحقیق ما (ب) درست است و در (الف) اختلاف لفظی بہ تسامح صاحب ضمیمۂ برہان باشد یا بہ غلطی کتابت۔ فارسیان رستن خار بر قبر کسی بسیار بد دانند و شگون گیرند بر عدم مغفرت مدفونش عوام اہل ہند ہم چون کسی را بد عای بد یاد کنند گویند "گورش مملو باد از خار" پس (از نقش گور خار رستن) بمعنی حقیقی رستن خار است بر تودۂ قبر کسی و بطور عام کنایہ قرار دادہ اند برای خواری و بی اعتباری مدفون و در محاورہ بر زندگان ہم استعمال این شد دیگر ہیچ (اردو) خوار اور بے اعتبار ہونا۔

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ	(مثل)
آثار پدید است صنادید عجم را	صاحبان

خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان چون آثار قدیم یا چیزی از مصنوعات پیشینیان بہ بینند۔ بیاد گر دصانعش این شعر را بر زبان رانند (اردو) یہ چیز اگرچہ بُری حالت مین ہے لیکن اپنے صانع کی اسکی یادگار ہے۔ دکن مین کہتے ہین "شکستہ حالی مین بھی ایک خاص رونق ہے" گو کیسی ہی خراب حالت مین ہے مگر بزرگون کی نشانی ہے"۔ اس کی موجودہ ردی حالت اپنی شان و شوکت کی خبر دیتی ہے"۔ اُس مقام پر یہ جملے استعمال کئے جاتے ہین جب پیشینیون کی کوئی یادگار نظر آجائے۔

از نمد بیرون رفتن شراب (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم - صاف و خالص شدن شراب - بہار گوید کہ مرادف (از نمد گذشتن شراب) کہ می آید و این کنایہ باشد مؤلف گوید کہ فارسیان چون خواہند کہ شراب را از دُرد پاک و صاف کنند در نمد بپالایند و از ہمین طریق عمل این محاورہ قرار یافت (ملا طغرا ؎) چو بیرون رود این شراب از نمد؛ خورد چشم آئینہ آب از نمد؛ صاحب انند ہم ذکر این کردہ (اردو) شراب چھن کر صاف ہونا۔

از نمد چیزی کلاہ داشتن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند و صاحب بحر عجم ہمطور و ہم وضع او بودن (محمد قلی سلیم ؎) عیب است کہ بنشیند بجز روی دل آزما؛ چون از نمد آئینہ داریم کلاہی؛ مؤلف گوید کہ نکتہ پسندان - پسند کنند کہ در تعمیم لفظ (چیزی) صرف ہمان اشیا داخل باشد کہ از نمد برو غلاف کنند - چنانکہ آئینہ را غلافی از نمد کنند و بخیال ما خوبتر بود کہ این را (از نمد آئینہ کلاہ داشتن) قائم کنند بمعنی ہم وضع آئینہ بودن و اگر تعمیم پسندان بر خلاف ما باشند باید کہ تعمیم را محدود کنند بصراحتی کہ بالا گذشت (اردو) کسی چیز کے ہمرنگ ہونا - ہم وضع ہونا۔

از نمد گذشتن شراب (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم و بہار و انند مرادف (از نمد بیرون رفتن شراب) کہ گذشت امیر از نوری فتوی تخلص ؎) از پوشش نمد بانصاف میشوی؛ چون می کہ از نمد گذری صاف میشوی؛ (اردو) دیکھو از نمد بیرون رفتن شراب

از ننگ بدر آمدن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از ننگ و ناموس نداشتن و بی شرم شدن (ظہوری ؎) زاہد ز چہ در پیروی رند نکوشد؛ کاید بدر از ننگ بناموس در آید؛

(اردو) بے شرمی اختیار کرنا۔ بے شرم ہونا۔

ازنگ برون آوردن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از بے شرم کردن مؤلف گوید کہ متعدی مصدر لازنگ بدر آمدن) باشد (ظہوری ؎) ظہوری را برون آوردۂ ازنگ عریانی ؛ بداغ نعل کسوت خانۂ عشقت قبا پوشم ؛ (اردو) بے شرم کرنا۔

ازنو (اصطلاح) بقول صاحب بحر عجم و بہار بمعنی۔ تازگی (مولانا وحشی ؎) بازم ازنو خم ابروی بتی در نظر است ؛ سلخ ماہ دگر غرہ ماہ دگر است ؛ صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ فرمایدکہ بمعنی بتازگی و تازہ و بار دیگر و دیگر بار کہ بعربی مجدد اً گویند خان آرزو در چراغ گو یدکہ مرادف ازسرنو باشد کہ گذشت (اردو) دیکھو ازسرنو۔

(۱) **ازنوا افتادن** (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مرادف از صدا افتادن کہ گذشت صاحب انند این را با (از صدا افتادن) ذکر کردہ (سلیم ؎) دل حزین عجبی نیست کز نوا افتد ؛ اگر شکستہ شود کوہ از صدا افتد ؛ مؤلف گوید کہ باید کہ بر آخر این مصدر لفظ چیزی قائم کردہ۔

---

(۲) **ازنوا افتادن چیزی** بمعنی بی صدا شدن آن چیز قائم کنیم و بلحاظ سند سلیم۔۔۔

(۳) **ازنوا افتادن دل** کنایہ باشد از بند شدن حرکت دل (اردو) (۱) و (۲) دیکھو از صدا افتادن (۳) دل کی حرکت بند ہونا۔

ازنوا رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی بی صدا شدن و بقول بہار مرادف از نوا افتادن) صاحب انند این را بذیل (از صدا افتادن) آوردہ (علی خراسانی

۵) تا دور شدم از تو دلم ذوق نداشت نو اسونیل (چیزی) در کسی) زیاده کنیم چنانکہ بلا ازصدا افتادن)	کہ این بلبل گویا ز نوا رفت ۔ مؤلف گوید کہ بخیال ما باید کہ لفظ ذکرش کردہ ایم (ا ر د و) دیکھو ازصدا افتادن

از نواز استعمال ۔ بقول صاحب شمس بالفتح نام زن ضحاک کہ چون فریدون ضحاک را کشت (از نواز) را کہ خواہر جمشید بود در حبالۂ خویش آورد مؤلف گوید کہ تسامح صاحب شمس بیش نیست کہ (ارنواز) را کہ بہ رای مہملہ دوم بجایش گذشت با زای معجمۂ دوم آورد ۔ ما صراحتی کافی ہمدر آنجا کردہ ایم و کسی از محققین با صاحب شمس نیست (ا ر د و) دیکھو ارنواز ۔

از نوکیسہ وام مخواہ (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکراین کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ مراد از نوکیسہ نو دولت است و ظاہر است کہ نو دولت دولت را بسیار دوست می دارد و نمی خواہد کہ حصۂ از وبدیگری دہد تا آنکہ از وام دادن ہم احتیاط کند ۔ فارسیان برہمچو مواقع این مثل را بطور پند و نصیحت زنند ۔ مقصود انیست کہ از نو دولت امید وام ہم نیست تا بعطا چہ رسد (ا ر د و) دکن مین کہتے ہین ”نو دولت کو دولت پیاری“ یعنی نو دولت سے بہت مشکل ہے کہ کوئی کچھ حاصل کرسکے ۔

از نیِ بوریا شکر نخوری (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکراین کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را باظہار مناسبت و خصوصیت ہر چیزی زنند مقصود انیست کہ نیشکر ہم نی باشد و نی بوریا ہم لیکن نمیشود کہ از نی بوریا شکر خورند و از نیشکر بوریا سازند ۔ مصداق (ہر کسی را بہر کاری ساختند) باشد و مرادف (از کفچۂ مار حلوا نتوان خورد) کہ گذشت (ا ر د و) دیکھو (از کفچۂ مار حلوا نتوان خورد) دکن مین عام لوگ کہتے ہین ”انگلیان

سے بچے نہیں ہوتے ؎

ازو استعمال - بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ مخفف (از او) است (انوری ۵) خسرو اعظم و دارای عجم وارث جم ؛ کہ ازو رسم جم و ملک عجم نام گرفت ؛ مؤلف گوید کہ صاحبان قواعد فارسی - حذف - این قسم الف راکہ در آغاز ضمائر است بحالت ترکیب با کلمۂ (از) جائز دارند نہ واجب (اردو) اُس سے -

ازو برنبست استعمال - بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بمعنی - از و بہرہ مند و منتفع شد - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد - مؤلف گوید کہ صاحب موارد (بربستن) بمعنی فائدہ بر داشتن آوردہ پس بخیال ما (ازو بربست) بمعنی حقیقی (اردو) اس سے متمتع ہوا - نفع پایا - فائدہ حاصل کیا -

ازو پہلو تہی کرد (مقولہ) بقول صاحب

ازو پہلو کرد انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ یعنی ازو کنارہ کرد دیگر کسی از محققین این را نہ نوشت مؤلف گوید کہ مصدر اصطلاحی (پہلو تہی کردن و پہلو کردن از چیزی فارسی) بمعنی کنارہ کردن از چیزی و از کسی اصل این است کہ بجای خودش می آید - ضرورت نیست مدلہ ذکر این کنیم کہ ماضی مطلق آنست (اردو) اُس سے پہلو تہی کیا -

(۱) ازو تا این بسیار نیست (مقولہ)

(۲) ازو تا این بسی نیست بقول صاحب انند: بسیار تفاوت نیست (ناصر علی ۵) ما وفاکیشان نگاہ حسرت بت دیدہ ایم ؛ ورنہ از بتخانۂ ما تا حرم بسیار نیست ؛ (خاقانی ۵) از احمد تا احد بسی نیست ایں میم بیان حجاب معنی است ؛ مؤلف گوید کہ چیزی کہ قابل بیان است (بسیار نیست

محیط بر (حندقوقی) فرماید کہ لغت نبطی است و بیونانی (طوطس) و (طرلیفیہ) و (کرکریا) و بغدادی (اندقوقو) و (کرکمان) و (دیواسپست) گویند و بلغت بربری و افریقیہ (افراسیون) و بہ عربی (رعرمضان) و (عرنقصان) و آن بری و بستانی باشد و بہندی (بسکھپرا) و (گداپرنا) نامند گرم و در دوم و خشک در اول و در این اختلاف ہم۔ بستانی آن معتدل الجلا و تخفیف و منقی قروح و نبات آن مولد خون عکر غلیظ و منافع بسیار دارد۔ بالجملہ این قدر متحقق شد کہ این اسم فارسی زبان نیست۔ آنچہ صاحب انند این رالغت فارسی گوید محل نظر۔ صاحب محیط این را بہ دال مہملہ سوم (ازدرد) نوشتہ فرماید کہ لغت بربری و افریقیہ باشد۔ (اردو) بقول صاحب محیط بسکھپرا۔ گداپرنا۔ صاحب آصفیہ نے (بسکھپرا) پر لکھا ہے کہ (ہندی) اسم مذکر۔ دوا کے ایک پودے کا نام۔ صاحب ساطع نے اسکو زبان سنسکرت کا لفظ قرار دیا ہے۔ فرماتے ہین کہ ایک مشہور پودا ہے جسکی جڑ دواؤن مین مستعمل ہوتی ہے۔

ازوری بقول صاحب برہان و ہفت و انند بر وزن سرسری بلغت بربری نام درختی است سطبر و خاردار۔ پوست آن سرخ و گندہ می باشد در داروکار برند۔ حیف است کہ صراحت اسم فارسی یا عربی این نہ شد و از اسمای او و یہ ہم بہ تحقیق نہ پیوست کہ این کدام قسم درخت است۔ صاحب محیط ہم ازین ساکت۔ بخیال ما این ہمان است کہ صاحب محیط آنرا (ازدوئی) نوشتہ بہ دال مہملہ سوم و واو چہارم نام (دارشیشعان) و بر (دارشیشعان) فرماید کہ اسم فارسی است و بعربی (قندول) و بیربری (ازدوی) و برومی (اشہابوس) و (اشتلایوس) و بیونانی (اصفلادس) و بشامی (عیدان) و بہندی (کالی پہل) نامند

وآن پوستی است سطبر مانند سلیخہ مائل بسرخی وبسیار خار دار مائل بگرمی وخشک در دوم وگویند
گرم در اوّل وخشک در آخر دوم و دران حرارت وقبض است پوست آن در تلطیف وتفتیح
قوی تر۔ منافع بسیار دارد (الخ) پس متحقق شد کہ محققین اوّل الذکر بہ تسامح بجای دال مہملہ سوم
واو نوشتند و واو چہارم را بہ رای مہملہ بدل کرد بخیال ما دال مہملہ سوم را بقاعدۂ فرس بہ واو بدل کردن
ممکن است ہمچو (بید) و (بیو) کہ بمعنی کرمی است ولیکن تبدیل واو چہارم با رای مہملہ خلاف
قاعدہ فرس می باشد باقی حال۔ خیال ما نیست کہ غلطی کتابت یا تسامح اہل تحقیق (ازدوی)
را (ازوری) قائم کرد دیگر ہیچ (اردو) کا سے پہل۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مذکر۔ ایک
دوا کا نام جو درحقیقت کسی درخت کی چھال ہے جسے عربی میں دارشیشعان کہتے ہیں۔ (الخ)

ازو زاغ گرفت (مقولہ) بقول صاحب
انند بمعنی ازو حیلہ بازی کرد وازو دغا وفریب
نمود۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف
گوید کہ (زاغ گرفتن) بقول صاحب بحر بمعنی طعنہ
زدن واستہزا کردن آمدہ وخود صاحب انند ہم
این را بجای خودش نوشتہ پس این مقولہ مشتق از
ہمین مصدر باشد بمعنی۔ از فلان استہزا کرد۔
ہیچ معلوم نمی شود کہ معنی دغا وفریب وحیلہ
بازی چگونہ درین داخل شد۔ مخفی مبادکہ مجرد
زاغ بمعنی فتنہ ہم آمدہ کما فی البرہان والسّراج) بس
اگر برادعای صاحب انند سندی پیش شود
اعتبار را شاید (اردو) اُس سے دغا وفریب کیا

ازو غائب مشو (مقولہ) بقول صاحب
انند بمعنی ازو غافل مشو۔ مستعمل (حافظ ع) حضوری
گرہمی خواہی زو غائب مشو حافظ۔ دیگر کسی از محققین فرس
ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ درین مصرع (غائب
مشو) بمعنی دور مشو آمدہ۔ بخیال ما ہیچ ضرورت
ندارد کہ غائب را بمعنی غافل گیریم پس تعبیر وجود

سند صریحی بمعنی رد تسلیم نتوان کرد (اردو) اُس سے آساں غافل نہ ہو اور ہماری راے کے مطابق اُس سے درست ہو۔

ازو گوی برد (مقولہ) بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ مرادف (ازو طوق برد) یعنی برا و فتحیاب گشت و غالب آمد۔ دیگر کسی ذکراین نکرد مؤلف گوید کہ گوی بردن بقول صاحب بحر عجم بمعنی فائق آمدن و غالب آمدن آمدہ کہ می آید و این مقولہ مشتق است ازہمین مصدر۔ ضرورت آن نبود کہ این الطوق مستقل قائم کنیم (اردو) اس سے سبقت لے گیا۔ اُس پر غالب آیا۔

ازو مشغول میشود (مقولہ) بقول صاحب بحر عجم یعنی از و اعراض میکند۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکراین نکرد و سندی پیش نشد مخفی مباد کہ شغل لغت عربست بقول صاحب منتخب بالضم و بالفتح و بضمتین و بفتحتین بمعنی (۱) کار (۲) بے پروائی پس اگر فارسیان بمعنی دوم ش استعمال کردہ باشند میتوان شد۔ ما از معاصرین عجم بمعنی اعراض نہ شنیدیم۔ طالب سند باشیم (اردو) اس سے بے پروا ہوتا ہے۔ منھ پھیر لیتا ہے۔

ازوی استعمال۔ بمعنی ازو باشد کہ وی بقول برہان در استعمال فرس بمعنی او آمدہ۔ دیگر ہیچ (خسرو ؔ) ازوی خوشست بر شکنیہا نگاہ ناز ؛ وز خسرو شکستہ فغان ہای زار خوش ؛ (اردو) اُس سے۔

ازہراک بقول صاحبان برہان و جامع و ہفت و انند بفتح ہای ہوز و رای بی نقطہ با لف کشیدہ و بکاف زدہ نام اصلی ضحاک ماران است۔ خان آرزو در سراج بذکراین گوید کہ شہرت نام اصلی وی (دہاک) بہ دال مہملہ و ضحاک معرب آنست پس صحیح (اژدہاک) باشد قلب (اژدہاک) بہ زای عجمی و ظاہرا (دہ آک) لقب او ست چنانکہ بیاید (انتہی) مؤلف گوید

کہ چون اسم ظالمی است وباتفاق اہل لغت لفظ (ازہراک) موجود است ضرورت آن نیست کہ اختلاف کنیم وباشد کہ (دہاک) ہم اسمش باشد و (اژدہاک) و (اژدہاک) نیز کہ تعریف ہر یکی بجای خودش کنیم - درینجا ہمین قدر کافی است کہ این مرکب باشد از (زہر) و (اک) زہر بقول برہان بروزن قہر سم را گویند وبمعنی غصہ وغضب وخشم وقہر ہم آمدہ و (اک) بقولش بفتح اول وسکون بمعنی آفت وآسیب وہلاکت پس (زہراک) بمعنی زہر ہلاکت نامش نہادہ باشند والف بکسرت استعمال ساکن شد - پس الف وصلی - بقاعدۂ فارسی در اولش آوردہ - (ازہراک) کردہ باشند (اردو) ازہراک - ضحاک کا نام ہے جو ایک نہایت ظالم پادشاہ گزرا ہے - مرتاس کا بیٹا - بقول صاحب آصفیہ حضرت عیسی علیہ السلام سے ۷۰۰ برس پہلے ہوا ہے -

ازہران | استعمال - بقول صاحب شمس لغت فارسی است بالفتح بمعنی آفتاب ومہتاب دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد ونہ سندی پیش شد - صاحب انند آنرا بقاعدۂ عربی تثنیہ گیرد و فرماید کہ در عربی زبان بمعنی شمس وقمر آمدہ مؤلف گوید کہ اگر بقول شمس بقاعدۂ فارسی این را بالف ونون جمع گیریم مفرس باشد - مخفی مباد کہ ازہر لغت عرب است وبقول صاحب منتخب بمعنی روشن تر وسپیدہ روی از کرم وجوانمردی وماہ - پس آفتاب وماہ را کہ ہر دو روشن تر است بطور کنایہ (ازہران) گفتن جا دارد (اردو) چاند اور سورج - مذکر -

ازہر باب | (اصطلاح) بقول صاحبان بحر وبہار ودانند بمعنی ہر قسم وہر گونہ انوری

(۵) و وش با یار خویش می گفتم ﴿ سخن دوستدار از ہر باب ﴾ (اردو) ہر قسم سے۔ ہر اعتبار سے۔ ہر طرح پر۔

از ہر جا کہ سنگ آید بالای لنگ آید | مثل | صاحبان محبوب الامثال و خزینہ و امثال فارسی و حسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ این۔ مماثل "نزلہ بر عضو ضعیف می ریزد" باشد کہ می آید مقصود این است کہ شخص ضعیف و ناتوان مورد آفت و مصیبت شود (اردو) صاحب محاورات ہند نے لکھا ہے کہ اردو میں اس موقع پر "نزلہ بر عضو ضعیف می ریزد" کا استعمال بطور کہاوت ہوتا ہے۔ یعنی ضعیف کمزور کی ہر جگہ کم بختی ہے۔ صاحب آصفیہ نے (نزلہ گرنا) پر مثل مذکور کا ذکر کیا ہے۔ صاحب محبوب الامثال نے اس فارسی مثل زیر تعریف کے مقابلہ میں لکھا ہے "مرے کو مارین شاہ مدار"۔ صاحب آصفیہ نے "مرتے کو مارین شاہ مدار" لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ غریب ہی کو ہر ایک شخص ستاتا ہی مصیبت پر مصیبت آتی ہے۔

از ہر جور | استعمال۔ بقول صاحب رہنمای سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار بمعنی از ہر طرق تخفی مباد کہ جور بقول برہان بضم اول و فتح ثانی و سکون رای قرشت بمعنی بالا باشد کہ نقیض پائین و پست است۔ صاحب ناصری فرماید کہ در محاورہ مستعمل است کہ "بعد جیر و جور بسیار بفلان مبلغ و مقدار قرار گرفت" یعنی بعد از زیر و بالای بسیار (الخ) و معاصرین عجم جور بضم اول و سکون واو معروف و رای مہملہ بمعنی طور و طریق استعمال کنند صاحب روزنامہ بجای دیگر لفظ جور را بمعنی طرز و طریق آوردہ و درین استعمال ہم بہمین معنی آمدہ۔ بعضی برانند کہ فارسیان طور را کہ بمعنی صنف است بہ تبدیل طای حطی بہ جیم و تبدیل

فتحہ بہ ضمہ جور کردند خلاف قیاس بخیال ما درینجا ہم جور بمعنی اوّل الذکر است یعنی بالا و مجازاً بمعنی اعتبار مستعمل پس (از ہر جور) بمعنی از ہر اعتبار است وبس۔ فتح واو بکثرت استعمال مبدّل شد بہ سکون۔ (اردو) ہر طریق سے۔ ہر اعتبار سے

از ہر چہ بگذرد سخن از یار خوشتر است (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان از ذکر مقصود خود باشد یعنی گویند کہ مقصود از مقصود خود باید داشت و از غیر مقصود سخن بمیان آوردن۔ مقصود را باطل کردن است مثلاً می گویند کہ "این چہ داستان بمیان آمد سخن از مقصود خود زنید" از ہر چہ بگذرد سخن از یار خوشتر است (اردو) دکن مین کہتے ہین "پیا کی کہاوت من بہاے دکھڑے سے کیا کام" اس کا مطلب یہ ہے کہ کام کی باتین کرو فضول قصّون سے کیا فائدہ۔

از ہر در (اصطلاح) بقول بحر عجم و انند مرادف از ہر باب کہ گذشت بہا رہم ذکر این کردہ و سندش بر لفظ حملہ آوردہ (نظامی ؎) بہر حملہ کانگیخت از ہر دری ٭ فرو ریخت از رومیان لشکری ٭ مخفی مبادکہ در بقول برہان بمعنی نوع و جنس ہم آمدہ (اردو) دیکھو از ہر باب۔

از ہفت و چار (اصطلاح) بقول صاحب بحر عجم و ضمیمہ برہان و شمس و مؤید کنایۃً از ہفت سیارہ و چار طبع مؤلف گوید کہ خود صاحب بحر عجم (ہفت و چہار) را کنایۃً بمعنی ہفت سیّارہ و چار عناصر نوشتہ پس درینجا ضرورت داشت کہ (از ہفت و چار) کنایۃً بمعنی (از ہفت سیّارہ و چار طبع) گیرند بخیال ما لمی آید کہ معنی کلمہ (از) را چرا ترک کردند۔ فتامّل (اردو) سات سیّارون اور اربعہ عناصر سے۔

از ہلاکت جستن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از نجات یافتن از ہلاکت۔ معاصرین عجم استعمال این کنند۔ صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار آوردہ کہ "از قرار یکہ گفتند از ہلاکت جستند" یعنی بہ تفصیلیکہ بیان کردند از مرگ محفوظ ماندند (اردو) ہلاکت سے بچنا۔

از ہم استعمال۔ بمعنی بایکدیگر و باہم و ہمہ را۔ مخفی مباد کہ بقول برہان ہم بمعنی دیگر و یکجا و یکدیگر و ہمہ باشد و بمعنی نیز ہم و معانی متعددۂ کلمۂ (از) بجای خودش گذشت (عرفی ؎ غمزی کشد عنانم من ہم شتاب دارم ؛ از ہم دعا گویند یاران شادمان را ؛ (اردو) بایکدیگر۔ باہم۔ تمام کو۔

از ہم امتیاز کردن (مصدر اصطلاحی) بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت۔ مؤلف گوید کہ بمعنی از یکدیگر تمیز کردن و شناختن (ملا نظیری نیشاپوری ؎) آنچنان گرفتہ جا بمیان جان شیرین ؛ کہ توان ترا و جان را ز ہم امتیاز کردن ؛ (اردو) ایک کو دوسرے سے فرق کرنا۔ تمیز کرنا۔

(۱) از ہم باز کردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مرادف از ہم امتیاز کردن کہ گذشت یعنی او ہر دو را یکجا نوشتہ از معنی ہر دو ساکت و سند این پیش نہ کرد۔ دیگر کسی از محققین فرس با او نیست مؤلف گوید کہ معنی لفظی این از ہم جدا کردن است و بس کہ بقول صاحب بحر باز کردن بمعنی جدا کردن آمدہ پس باید کہ

از ہم باز کردنِ دو چیز قائم کنیم (اردو) ایک کو دوسرے سے جدا کرنا۔

از ہم بر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم و ضمیمہ برہان بمعنی (۱) پریشان شدن و (۲) غصہ خوردن۔ صاحبان مؤید و شمس وانند و ہفت ذکر (از ہم برآید) بہ ہمین

دو معنی کرده اند و این مضارع همین مصدر اصطلاحی است حیف است که سندی پیش نشد (اردو) (۱) پریشان ہونا۔ غم کھانا۔ آصفیہ ؎) غم کھاتا ہون لیکن مری نیت نہیں بھرتی ؛ کیا غم ہے فرے کا کہ طبیعت نہیں بھرتی ؛

ازہم بریدن (مصدر اصطلاحی) بہار ذکر این با مصادر (ازہم امتیاز کردن و ازہم باز کردن) کرده از معنی ساکت و سندی پیش نکرد و دیگر کسی از محققین فرس با او نیست مؤلف گوید که بمعنی از یکدیگر جدا کردن است بخیال ما باید که این را ------

ازہم بریدن دو چیز یا دو کس قائم کنیم (اردو) ایک کو دوسرے سے جدا کرنا۔

ازہم پاره کردن (مصدر اصطلاحی) ہمہ تن پاره پاره و بے کار کردن و جمله اجزای آنرا ازیکدگر جدا کردن (صائب ؎) چارهٔ غفلت دل آگاه نتوانست کرد؛ این کتان را پاره ازہم ماه نتوانست کرد؛ (اردو) دھجیان اڑانا۔ بقول صاحب آصفیہ پاره پاره کرنا۔

(الف) **ازہم پاشیدن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم و بہار متفرق و پریشان شدن و کردن لازم و متعدی ہر دو آمده مؤلف گوید که باید که این را (ازہم پاشیدن چیزی) قائم کنیم و مصادر خاص متعلق باشد ازہمین مصدر عام چنانچہ

(ب) **ازہم پاشیدن آه** بمعنی متفرق و پریشان شدن آه (ظہوری ؎) چو تار خام آہم پاشد ازہم ؛ سرو برگ نفس تابیدنم نیست ازین

(ج) **ازہم پاشیدن جسم را** بمعنی پاره پاره شدن و کردن آن را (صائب ؎) دل روشن زہم می پاشد آخر جسم صائب را ؛ کتان سے پرده آن ماه سیما نتواند شد ؛ و ------

(د) **ازہم پاشیدن صحبت** بمعنی پریشان و برہم کردن و شدن صحبت (صائب ؎) شور محشر صحبت ما را نمی پاشد زہم ؛ موج می شیرازهٔ

جمعیت ما بستہ است ؎ (دلہ ۵) صحبت جسم و
روان زود ز ہم می پاشد ؎ یک نفس شبنم غربت زدہ
مہمان گلست ؎ بہار از ہمین سند مصدر ----

از ہم پاشیدنِ صحبتِ جسم | قائم کرد تماش
بیش نیست (اردو) (الف) متفرق اور پریشان
ہونا۔ تتر بتر ہونا۔ برہم ہونا۔ برہم کرنا۔ پریشان
کرنا۔ (ب) آہ کا پریشان ہونا۔ ضائع ہونا۔ (ج)
جسم پارہ پارہ ہونا۔ جسم کو پارہ پارہ کرنا (د) صحبت کو
برہم کرنا۔ صحبت برہم ہونا۔

(الف) **از ہم جدا شدن** | (مصدر اصطلاحی)
بقول بہار لازم از ہم جدا کردن بمعنی از ہم بریدن
مؤلف گوید کہ (بریدن) لازم و متعدی ہر دو
آمدہ (کافی البحر) و صاحب مؤید (از ہم جدا شد)
را کہ مشتق از ہمین مصدر است بہمین معنی آوردہ
و بخیال ما باید کہ این را از ------

(ب) **از ہم جدا شدنِ دو چیز یا دو کس** | قائم
کنیم۔ چنانکہ ظہوری گوید (۵) تا چند از تو درد
جدائی کشد کسی ؎ پیوند جسم و جان شدہ از ہم جدا
مپرس ؎ پس متعدی این ہم ------

(ج) **از ہم جدا کردنِ دو چیز یا دو کس** | باشد
(صائب ۵) لفظ و معنی را بہ تیغ از یکدگر نتوان
برید ؎ کیست صائب تا کند جانان و جان از ہم
جدا ؎ (اردو) (الف و ب) از ہم جدا ہونا۔ ایک
دوسرے سے جدا ہونا۔ (ج) از ہم جدا کرنا
ایک کو دوسرے سے جدا کرنا۔

از ہم در شکستن | (مصدر اصطلاحی) بقول
صاحب فرہنگ فدائی کہ از معاصرین عجم است
بمعنی پراگندہ شدن و پریشان و منہزم و مقہور
شدن است **مؤلف** گوید کہ کنایہ باشد و
بخیال ما باید کہ این را مضاف کنیم بطرف چیزی
و کسی (اردو) پراگندہ ہونا۔ پریشان ہونا
برہم ہونا۔

از ہم در گذراندن | (مصدر اصطلاحی) بہار
ذکر این بذیل از ہم گذشتن کردہ فرماید کہ مجازاً

بمعنی مردن وغیرہ کہ می آید مؤلف گوید کہ سندش
متقاضی آنست کہ این را بمعنی کشتن گیریم واین کنایہ
باشد ومعنی لفظی این گذراندن کسی از یکدیگر واز ہمہ یعنی
از موجودات ودنیا چنانکہ ابوالفضل در دستور العمل
نوشتہ" اگر زنگاہداشت آن متمرد یا فرستادن او
موجب فسادی باشد اورا از ہم درگذرانند" پس
باید کہ این را -----

از ہم درگذراندن کسی | بمعنی کشتن کسی
قائم کنیم (اردو) مار ڈالنا۔

(الف) **از ہم ریختن چیزی** (مصدر اصطلاحی)
بقول بہار بمعنی از ہم ریختہ شدن۔ مؤلف گوید
کہ معنی برہم شدن واز ہمین مصدر عام متعلق است
مصادر خاص کہ بلحاظ مضاف الیہ خود معنی خاص
دارد ہمچون -----

(ب) **از ہم ریختن حلقۂ زنجیر** | کنایہ باشد
از برہم شدن انتظام (صائب ۵) حلقۂ زنجیر
اگر از ہم بریزد گو بریز ؛ کار دنیا را نظامی گر نباشد
گو مباش ؛ وہمچنین -----

(ج) **از ہم ریختن زنجیر شب وروز** | کنایہ
باشد از برہم خوردن نظام عالم (ظہوری ۵)
زنجیر شب وروز ز ہم ریخت ظہوری ؛ امید
مرا ربط بہ تعطیل ہمان است ؛ وہم از نیان-

(د) **از ہم ریختن طاق کسری** | کنایہ باشد
از برہم شدن سلطنت وحکومت کسری
(شفیع اثر ۵) حرفی آمد از شکوہ بارگاہت
درمیان ؛ ریخت از ہم طاق کسری بر سر
نوشیروان ؛ وہم برین قیاس است -----

(ہ) **از ہم ریختن نفس** | کنایہ باشد از
بند شدن نفس ومردن (میرزا معز فطرت
۵) دل ز غم چاک شد آن کافر بیداد کجاست
ریخت از ہم نفسم خانۂ صیاد کجاست ؛ (اردو)
(الف) برباد اور برہم ہونا کسی چیز کا۔ (ب)
انتظام برہم ہونا (ج) نظام عالم کا برہم ہونا
(د) سلطنت کسری کا برہم ہونا۔ (ہ) دم ٹوٹنا

بقول آصفیہ سانس اکھڑنا۔مرنا۔

ازہم سوا کردن (مصدر اصطلاحی) در محاورۂ معاصرین عجم یکی را از دیگری جدا کردن۔صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر (ازہم سوا کردہ است) بمعنی یکی را از دیگری جدا کردہ است۔کردہ کہ ماضی قریب است ازہمین مصدر (اردو) ایک کو دوسرے سے جدا کرنا

ازہم شدن (مصدر اصطلاحی) بقول محیط و ضمیمۂ برہان بمعنی (۱) جدا شدن و (۲) شگفتن ۔صاحب شمس برا (ازہم شد) فرماید کہ یعنی مفلس شد و متحیر گشت۔ و صاحبان مؤید و اند گویند کہ ای جدا شد و باز شد و شگفت مؤلف گوید ازین ہر پنج محققین یکی ہم سندی پیش نکردہ و در ہر دو معنی اول الذکر اتفاق چار اہل تحقیق است و با صاحب شمس کسی نیست۔ تولش اعتبار را نشاید و بلحاظ معنی لفظی خلاف قیاس ہم (اردو) (۱) جدا ہونا۔(۲) کھلنا۔پھولنا۔

ازہم فاصلہ داشتن (مصدر اصطلاحی) بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی با یکدیگر فاصلہ داشتن (میر محمد حسین شوقی ع) دوریم بصورت ز تو نزدیک بمعنی ٭ مانند دو مصرع کہ ز ہم فاصلہ دارد ٭ بخیال ما باید کہ او دو چیز و در آخر این زیادہ کنیم (اردو) با یکدیگر فاصلہ رکھنا

(الف) **ازہم کردن** (مصدر اصطلاحی) بقول بہار بمعنی ازہم باز کردن (ملا نظیری نیشاپوری ع) از کمند عشق جستن می شود ترک ادب ٭ ورنہ طغیان جنون ازہم کند زنجیر را ٭ مؤلف گوید کہ بخیال ما سند مصدر۔-------

(ب) **ازہم کردن زنجیر** پیدا می شود بمعنی شکستن زنجیر (اردو) (الف) ایک کو دوسرے سے جدا کر دینا (ب) زنجیر توڑ دینا۔

ازہم کشیدن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از جدا کردن دو چیز و دو کس از ہمدیگر۔چنانکہ ظہوری گوید (ع) از در نازکی کشند ازہم ٭ دل معشوق و

خاطر عشاق ؎ (اردو) ایک کو دوسرے سے
جدا کرنا۔

(الف) ازہم گذراندن (مصادر اصطلاحی)
(ب) ازہم گذرانیدن (الف) بقول
صاحب انند بمعنی ہلاکت کردن و (ب) بقول
صاحب بحر عجم بمعنی قتل کردن ۔ صاحب غیاث
ہم ذکر (ب) کردہ مؤلف عرض کند کہ ما صراحت
کافی بر (ازہم درگذراندن) کردہ ایم کہ گذشت و
و درینجا ہمین قدر کافی است۔ بخیال ما باید کہ در
آخر این ہردو لفظ (کسی) زیادہ کنیم (اردو)
مار ڈالنا۔

(الف) ازہم گذشتن (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب بحر بحوالۂ خان آرزو (۱) بمعنی کشتہ
شدن (اشرف سلہ) خوش آنکس کہ زخمش
زمرہم گذشت ؎ بہ تیغی چو مقراض ازہم گذشت ؎
(محتشم کاشی سلہ) زخم ناخوردہ گذشتم زہم
ای نگین دل ؎ درکمان تیر نگہ این ہمہ داری نگاہ ؎
تصدیق بیان صاحب بحر۔ از چراغ ہدایت یافتیم
و بحوالۂ وارستہ فرماید (۲) بمعنی ازیکدیگر جدا شدن نیز
(والہ ہروی ۱۲ سلہ) باین ناامیدی از وگم گذشتیم چو
چو ازہم گذشتیم ازہم گذشتیم ؎ بہار گوید کہ معنی
دوم اصلی است و معنی اول مجازی (محمد قلی سلیم سلہ)
جنون تا پیرہن رامی کند چاک ؎ گریبان و قبا ازہم
گذشت است ؎ بخیال ما ازین سند (ازہم گذشتن
گریبان و قبا) کنایہ باشد از پارہ پارہ شدن قبا۔
مؤلف گوید کہ برای معنی اول و دوم باید کہ
(ازہم گذشتن کسی) قائم کنیم و برای معنی دوم (ازہم
گذشتن چیزی) و ازہمین مصدر عام است۔۔۔

(ب) ازہم گذشتن کار بقول بحر و وارستہ
بمعنی آخر شدن آن و بقول بہار بمعنی برہم شدن
و نقصان یافتن کار۔ سند بہار و وارستہ از محمد قلی
سلیم است (سلہ) گر چنین خون دل از دیدہ
بر نم گذرد ؎ دیدہ برہم خورد و کار دل ازہم گذرد ؎
ما را بلحاظ معنی سند با بہار اتفاق است و ہم چنین

(ج) از ہم گذشتنِ معامله بقول بحر و وارستہ فیصل شدن آن و بقول بہار انفصال یافتن معامله (باقر کاشی ؎) خراب مجلس دار القضای سیکده ام ٭ که صد معامله از ہم بیک پیاله گذشت ٭ **مؤلف** عرض کند که ہر دو معنای حقیقی و مجازی (از ہم گذشتن) که بالا مذکور شد متقاضی آن بود که (ج) را کنایه از برہم شدن معامله گیریم ولیکن باستناد کلام باقر کاشی قضیه برعکس آنست و اینجا چیزی نیست بجز محاوره مخفی مباد که از مصدر عام الف متعلق است ---

(۱۵۲۴)

(د) از ہم گذشتنِ وفا که کنایه باشد از باقی نماندن و دور شدن وفا چنانکه از کلام ملّا فوقی یزدی پیدا است (؎) قصه کوته رحم فوتید و وفا از ہم گذشت ٭ جانشین ہر دو شان بغض و عداوت داده اند ٭ بخیال ما از ہم گذشتنِ وفا بلحاظ معنی الف فوت شدن وفاست که کنایه از باقی نماندن آنست (اردو) (الف) (۱) مرنا - مارا جانا - (۲) ایک کا دوسرے سے جدا ہونا (ب) کام بگڑنا - برہم ہونا (ج) معامله فیصل ہونا - (د) وفا باقی نہ رہنا -

(الف) از ہم گسستن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار بمعنی از ہم جدا شدن - **مؤلف** گوید که بخیال ما در آخر این ہم باید که لفظ (چیزی) زیاده کنیم که (از ہم گسستن چیزی) بمعنی برہم شدن آن باشد و از ہمین مصدر عام متعلق است -

(۱۵۲۵)

(ب) از ہم گسستنِ آمد و رفت بمعنی جدا شدن و مسدود شدن آمد و رفت (عرفی ؎) چشم اگر باز است و گر پوشیده از ہم نگسلد ٭ آمد و رفت نظر در دیدهٔ حیران ما ٭ و ہم از ینست

(ج) از ہم گسستنِ آه که کنایه باشد از بند شدن آه و استعمال این در نفی یعنی (از ہم نگسستن آه) کنایه باشد از متصل جاری بودن آه (ابو طالب کلیم ؎) چون شعلهٔ شمعم نگسستست از ہم آه ٭ بر راستی این سخنم شمع گواه است ٭

وہمچنین ----------

(د) ازہم گسستنِ پود و تار | یعنی از یکدیگر
جدا شدن تار و پود و برہم شدن باشد و استعمال
این در نفی بمعنی (ازہم نہ گسستن پود و تار) کنایہ
باشد از برہم نشدن آن و با قاعدہ بودنش چنانکہ
صائب گوید (ع) بیا کہ تا تو چو گل رفتۂ ز
بزم برون ؛ زہم نمی گسلد پود و تار گریۂ شمع ؛
وہم ازین قبیل است ----------

(ہ) ازہم گسستنِ شیرازہ | یعنی برہم
شدن شیرازہ (زمانای مشہور ع) نگسلد
شیرازۂ پیوند جانبازان زہم ؛ از کتاب عشق
ہستی فرد باطل بودہ است ؛ وہم برین قیاس
است ----------

(و) ازہم گسستنِ طناب | یعنی از یکدیگر
جدا شدن و شکستن طناب (انوری ع) چون
طناب شفق زہم بگسست ؛ شب فرو ہشت
پردہ ہای ظلام ؛ وعلی ہذا القیاس ----------

(ز) ازہم گسستنِ نغمہ | یعنی پریشان و
برہم و بند شدن نغمہ (ظہوری ع) ازہم نگسلد
نغمۂ بزم ما ؛ لب و نالہ را روبرو کردہ ایم ؛ مخفی
مباد کہ گسستن و گسلیدن و گسیختن بقول صاحب
بحر عجم مرادف یکدیگر است پس بجای ما ازہمین
متعلق باشد مصدر خاص ----------

(۱۵۳۶) (ح) ازہم گسیختنِ بنا | یعنی خراب شدن
وضائع شدن عمارت و ----------

(۱۵۳۷) (ط) ازہم گسیختنِ رشتہ | یعنی ازہم جدا
شدن رشتہ و باقی نبودن تابش یعنی شکستن
آن - و ----------

(۱۵۳۸) (ی) ازہم گسیختنِ پرِ طائر و بال سمندر | یعنی بے پر و
بال و پارہ پارہ شدن پر طائر و بال سمندر ----------

(۱۵۳۹) (ک) ازہم گسیختنِ نظارہ | یعنی پریشان
و برہم شدن نظارہ - سند (ح تاک) از کلام
میرزا طاہر وحید پیدا است (ع) از گریہ ام
نظارہ لاغر زہم گسیخت ؛ این رشتہ از گرانی گوہر

زہم گسیخت :: ہمچون حباب شد دلم از حرف او خراب :: آہ این بنا ز چشمۂ کوثر زہم گسیخت :: از زور شعلہ ہاے دل زار ما مپرس :: آہی کشید و بال سمندر زہم گسیخت :: (اردو) (الف) جدا ہونا (ب) آمد و رفت بند ہونا (ج) آہ بند ہونا۔ (د) تار و پود کا جدا ہونا۔ برہم ہونا (ہ) شیرازہ ٹوٹنا (و) طنابین ٹوٹنا (ز) نغمہ کا برہم ہونا۔ بند ہونا (ح) عمارت کا گرنا (ط) تاگا ٹوٹنا (ی) پر و بال جھڑ جانا (ک) نظارہ باقی نہ رہنا۔ برہم ہو جانا۔

از ہم متلاشی کردن (مصدر اصطلاحی) در محاورۂ معاصرین عجم بمعنی پارہ پارہ کردن است صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر ماضی این مصدر کردہ یعنی (از ہم متلاشی می کرد) را بمعنی پارہ پارہ می کرد آوردہ صاحب رہنما ہم اینرا نوشتہ و بعوض (می کرد) (می گردد) نقل کردہ۔ بمقابلہ معنایش می کشایم کہ غلطی کتابت یک دال مہملہ را زائد کرد۔ باین حال این مفرس است کہ فارسیان از تلاشی کہ لغت عرب نیست بقاعدۂ عربی متلاشی گرفتند و مقصود آن باشد کہ چیزی را درخور آن کردن کہ تلاش کنندۂ برای او بود و این کنایہ باشد (ملاحظہ شود تلاش در غیاث) (اردو) بقول صاحب رہنما بکھیر دینا۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ مؤلف کہتا ہے کہ منتشر کرنا بھی کہ سکتے ہیں۔

از ہنگ بقول شمس بفتح یکم و سوم با کاف فارسی نام قصبۂ از بدخشان کہ در آن مدفن حضرت امام الشہدا علیہ السلام واقع است دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مخفی مباد کہ ہنگ بقول برہان بمعنی غار و شگاف کوہ آمدہ و بمعنی قدرت و تمکین و وقار ہم و ورای اینہم معانی بسیار دارد۔ پس عجبی نیست کہ یکی از ہمین معانی در وجہ تسمیۂ انیقام داخل باشد

ترکیب کلمۂ از و اللہ اعلم (اردو) آزہنگ ۔ بدخشان مین ایک قصبہ کا نام ہے ۔ جو مدفن ہی جناب امام حسین علیہ السلام کا ۔

(الف) ازہوا آویختن (مصدر اصطلاحی) صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر (ب) کردہ فرماید کہ بمعنی (معلق آویزان است) (ب) ازہوا آویزان است مقصودش جز این نباشد کہ معلق است بشکل آویزان پس (الف) مصدری باشد بمعنی معلق شدن بشکل آویختن و (ب) مشتق از (الف) (اردو) (الف) معلق لٹکنا (ب) معلق لٹک رہا ہے ۔

(الف) ازہوا گرفتن (مصدر اصطلاحی) بقول وارستہ و صاحب بحر ازجائیکہ غیر ممکن باشد چیزی حاصل کردن (نظام دست غیب ۵) مرغیکہ بود برتن او بال و پر عذاب ؛ تا نام نامۂ تو شنید ازہوا گرفت ؛ مؤلف گوید کہ بخیال ما باید کہ این را دانستن آن چیز را و اتمنا بران نکردن و رغبت نداشتن برو ۔ مخفی مبادکہ برای این معنی (گرفتن) را بمعنی خیال کردن گیریم ۔ سند این از کلام باقر کاشی یافتہ ایم (۵) گفتی ز تو کی جدا شوم من ؛ این حرف گرفتم ازہوا من ؛ بہار از همین سند ۔ مصدر ----------

(ب) ازہوا گرفتن چیزی قائم کنیم (ا) بمعنی جست کردہ گرفتن و بکمال رغبت و شوق گرفتن چیزی سند بخیال ما ہمان شعر (نظام دست غیب) است کہ بر (الف) مذکور و (۲) ناقابل اعتبار

(ج) ازہوا گرفتن سخن و مانند آن قائم کردہ است بمعنی ازجائیکہ غیر ممکن باشد چیزی حاصل کردن ۔ صاحب انند نقل نگارش و ما این معنی را نمی پسندیم ۔ نکتہ سنجان تصفیۂ این کنند

بخیال ما اگر (ج) را مخصوص بہ حرف وسخن ومثال آن کنند۔ بمعنی خلاف توقّع شنیدن چیزی باشد وبس (اردو) (الف) ناممکن مقام سے کوئی چیز حاصل کرنا (ب) (۱) لپک کر لینا۔ کمال رغبت وشوق سے کسی چیز کا حاصل کرنا۔ بقول آصفیہ لپک لینا (۲) ہوائی خبر خیال کرنا۔ اعتنا نہ کرنا (ج) بقول بہار دیکھو الف اور بقول مؤلف۔ خلاف توقّع کسی بات کا سننا۔

از ہوس برون آوردن کسی را (مصدر اصطلاحی) بمعنی رستگاری دادن از ہوس و این من وجہٍ متعلّق باشد از مصدر عام (از چیزی برآوردن وبرون آوردن) (ظہوری ؎) بہ درون حیرتی درون آورد ؛ از ہوس خویش را برون آورد ؛ (اردو) ہوس سے نجات دلانا

از ہوش بردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر وبہار بمعنی بیہوش کردن۔ خان آرزو در چراغ ہم بالش (میرزا طاہر وحید ؎) رسیدی نمازم کردی ندانستم چیا بردی ؛ مرا بردی زہوش آما نمیدانم کجا بردی ؛ بخیال ما باید کہ در آخراین (کسی یا کسی را) زیادہ کنیم (اردو) بیہوش کرنا صاحب آصفیہ نے (ہوش لے جانا) انہیں معنون مین لکھا ہے (زکی ؎) کہان مین کہان کاروان رہ گیا ؛ میرے ہوش بانگ درا لے گئی ؛

از ہوش رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر (۱) بیخود شدن (۲) بیہوش شدن دیگر کسی از محقّقین فرس ذکر این نہ کرد وسندی پیش نشد مؤلف گوید کہ در آخراین باید کہ لفظ (کسی) زیادہ کنیم۔ معنی دوم حقیقی است ومعنی اوّل مجاز آن و در روزمرّۂ معاصرین عجم مستعمل است و لازم (از ہوش بردن) کہ گذشت (اردو) (۱) بیخود ہونا (۲) بیہوش ہونا۔

(الف) **از یاد بردن** (مصادر اصطلاحی) الف بقول صاحب بحر عجم بمعنی فراموش کردن

(ب) از یاد رفتن | و (ب) بقولش بمعنی فراموش شدن صاحبان مؤید و بہار وانند ذکر
ہر دو مصدر کردہ اند و صاحب ضمیمہ برہان بر الف قانع - بہار گوید کہ (یاد رفتہ) بحذف کلمہ
(از) بمعنی (از یاد رفتہ) مستعمل است مؤلف گوید کہ بر اصول لغت باید کہ بر آخر الف (چیزی
وکسی را) و بر آخر (ب) (چیزی وکسی) زیادہ کنیم (عرفی الف ۵) گر جا بلی آواز دہد کین
چہ ترانست ؛ حاجت ببر از یاد چہ بسیار و چہ کم را ؛ (ولہ الف ۵) گر بدیرم طلبید مغبچہ
حور سرشت ؛ بیم دوزخ برم از یاد چو امید بہشت ؛ (حافظ شیراز الف ۵) گو نام ما
زیاد بعمد آچہ می بری ؛ خود آید آنکہ یاد نیاری ز نام ما ؛ شیخ سعدی الف ۵) یار کی
غمی می برد از یاد شراب است ؛ خون گرمی اگر ہست درین شہر کباب است ؛ (ملا
مفید بلخی ب ۵) نکتہ استاد رفت از یاد می ترسم زبیم ؛ طفلم واز درج گوش خود گہر
گم کردہ ام ؛ (ظہوری ۵) رفتہ خوبان خراسان و عراق از یاد من ؛ ور دکن از ہندوان
ترکان سقلا بیم ہست ؛ (خالص خان ۵) و عدہ وصلی کہ ای مہ پارہ یادت
رفتہ است ؛ چارۂ دردمن بیچارہ یادت رفتہ است ؛ صاحبان شمس و مؤید ذکر
(ج) از یاد مبر | بطور مقولہ کردہ می فرمایند کہ یعنی فراموش مکن و خیال نمی فرمایند
کہ این امر است از (الف) پس مصدر را گذاشتن و امرش را بشکل مقولہ نگاشتن تحقیق
پسندان را در غلطی اندازد و نشود کہ این استعمال را مخصوص دانند با امر حاضر (اردو)
(الف) بھلا دینا فراموش کرنا - (ب) فراموش ہونا (ج) نہ بھول - فراموش نہ کر -

از یرا | بقول برہان بر وزن نصیرا مخفف آن زیرا باشد کہ از برای تعلیل است یعنی

ازبرای این وازین جہت۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ کلمہ تعلیل است وزیرا و ایرا
مخفّف آن و بحوالہ توسی فرماید کہ در شیراز کسی از کسی پرسد کہ فلان ہم را چرا نساختی وا و در
جواب گوید (ایرا) و ہمان اکتفا کند و قصد آنست زیرا کہ چنان می بایست۔ صاحب جہانگیری
سندی آوردہ (مولوی معنوی ۵) بگو دل را کہ گرد غم نگردد ٭ ازیرا غم بخوردن کم نگردد ٭
صاحب غیاث گوید کہ این مزید علیہ (زیرا) ست بمعنی ازین جہت بخیال ما مقصودش
جز این نباشد کہ فارسیان بقاعدۂ خود بر (زیرا) الف وصلی آوردہ (ازیرا) کردند و صاحب
انند ہمزبانش۔ صاحبان مؤید و جہانگیری و ناصری و ہفت و شمس ہم ذکر این کردہ اند
بہار گوید کہ (ازیرا۔ زیرا۔ ایرا) مخفّفات (ازین را) باشد و میتواند کہ (ایرا) مخفف۔
(این را) بمعنی برای این بود۔ بہر تقدیر کلمۂ (را) بمعنی برای است و چون تنہا کلمہ ازین
نیز بہمین معنی آمدہ چنانکہ بیاید پس الحاق کلمہ را بدان زائد بود مثل الحاق کلمۂ (جا) در
(ازین جا) و چنین زیادت بلکہ زیادہ ازین در کلام قدما شائع (الخ) مؤلف عرض
کند کہ بخیال ما اصل این (ازین راہ) بود بمعنی ازین سبب وازین وجہ۔ بکثرت استعمال۔ نون و
ہای ہوز آخر حذف شد و ہمین دو حرف است کہ در سرعت گفتگو از تلفظ لفظ (ازین راہ) بیفتد
پس (ازیرا) مخفّف (ازین راہ) باشد و (زیرا) مخفف (ازیرا) کہ الف اوّل حذف شد بقاعدۂ
فارسی زبان ہمچو (اشتر و شتر) و ہمچنین (ایرا) ہم مخفف (ازیرا) باشد بحذف زای ہوز۔
کہ صاحب قوانین دستگیری ذکر این قسم حذف کردہ است و استعمال این ہمیشہ با کاف بیانیہ
شود و جائی کہ کاف بیانیہ نباشد باید کہ آنرا محذوف گیریم (اردو) کیونکہ۔ بقول

صاحب آصفیہ (ہندی) برای علت - اسلئےکہ - اسواسطےکہ - بسطرحپر کہ - اس سبب سے کہ -

از یراک | بقول صاحب شمس بارای مکسور و یای معروف بانگ و فریاد کردن - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و ہمین بزای فارسی در ممدوده گذشت مخفی مباد کہ مقصود صاحب شمس غیر از حاصل مصدر نباشد و بخیال ما تسامح اوست کہ بازای ہوّز دوّم قائم کرده - در قواعد فارسی تبدیل زای عربی بفارسی یا بالعکس آن نیامده (اردو) دیکھو آژیراک کے تیسرے معنی -

از یرا کجا | استعمال - بقول صاحب انند بمعنی زیراکہ - چہ (کجا) بمعنی کاف در شاہنامہ بسیار مستعمل است (فردوسی ؎) ازیراکجا چشم انسان نبود ؛ کہ گفتارشان کس تواند شنود ؛ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد - بہار بر لفظ (کجا) صراحت فرموده است و سندہم آورده کہ لفظ (کجا) بمعنی کاف بیانیہ آمده (اردو) کیونکہ - دیکھو ازیرا -

(الف) از یز | بقول برہان و جامع و سروری و سراج بروزن تمیز بانگ و فریاد و نالہ را گویند صاحب سروری از مولوی معنوی سند آورده (؎) زین سبب کز غیرت و بانگ کنیز ؛ ماده فرزند دارد صد ازیز ؛ صاحب ناصری فرماید کہ عربیست صاحب ہفت صراحت کرده است کہ درین ہر دو نزای ہوّز است و صاحب انند ہمزبان ناصری - صاحب منتخب کہ محقق لغات عرب است این را آورده فرماید کہ بمعنی آواز کردن رعد و آواز جوش دیگ و جوشیدن و صفطراب کردن رگ و دور کردن زخم وریش (الخ) مؤلف گوید کہ ہمین لغت بہمین معنی نالہ و فریاد بزای فارسی دوّم و رای مہملہ آخر در ممدوده ہم گذشت بخیال ما جزین نیست کہ فارسیان (ازیز) را

کہ لغت عرب بمعانی متذکرۂ صدر است بامعنی نالہ و فریاد مجازاً مخصوص کردہ استعمال کردہ اند و بر خلاف قیاس زای عربی و توم را بہ زای فارسی و زای معجمۂ آخر را بہ رای مہملہ ہم بدل کردند چنانکہ در ممدودہ گذشت۔ ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است مخفی مباد کہ از سند مولوی معنوی کہ بالا مذکور شد استعمال ---------

(ب) **ازیز داشتن** | بمعنی نالہ و فریاد کردن پیدا است (اردو) (الف) نالہ و فریاد۔ (مذکر) (ب) نالہ و فریاد کرنا۔

ازیش | بقول برہان و جامع و ہفت بروزن کشیش بمعنی ازو و از وی چنانکہ گویند ”ازیش بستان یعنی ازو بگیر“ خان آرزو در سراج فرماید کہ ظاہر مخفف (از وی ش) چون باشد بمعنی از کہ (فلان شخص باشد) فلان چیز را بستان۔ درین صورت برای شین کہ ضمیر است معنی بہم رسید واللہ اعلم (انتہی) مؤلف گوید کہ مقصود محققین اول الذکر این باشد کہ (ازو) بزیادت یای زائد در آخر (از وی) شد ہمچو (پا و پای) و (حیا و حیای) (کذا فی قوانین دستگیری) و سندی ہم برین پیش کردہ است از عبدالرزاق فیاض کہ عجمی الاصل بود (ع) ”پیش رخ تو رگ گل لاف زند (نازکی) ز رنگ حیا د ہد خدا چہرۂ بحیای را“ مخفی مباد کہ بعضی از معاصرین بر منید کہ یای را ید بقاعدۂ فارسی بر لغات عرب زیادہ نتوان کرد و تحقیق ما آنست کہ فارسیان اکثری از قواعد خود بر لغات عرب ہم جاری کردہ اند چون حذف الف در (اللہ) کہ ہمچو (اللہ) (الہ) و (اللہ) استعمال کردہ اند بالجملہ چون در آخر (از وی) شین ضمیر آوردند (از ویش) شد و پس از ان بکثرت استعمال (واو) حذف شد چنانکہ (ہوشیار) و (ہشیار) و (خاموش) و (خامش)

تا آنکہ (ازیش) شد بمعنی ازو آنرا ما توجیہ محققین اوّل الذکر را کہ صراحتش کردہ ایم بہتر از توجیہ خان آرزو دانیم زیرا کہ بقول شان زیادت و حذف مطابق قواعد فارسی دلیقول خان آرزو حذف (نون) در قواعد فارسی دیدہ نشد قاتل ولیکن شک نیست کہ محققین اوّل الذکر در بیان معنی (ازیش) تسامح کردہ اند بخیال ما (ازیش) بمعنی (ازو آنرا) باشد نہ صرف بمعنی ازو (اردو) اُس سے وہ چیز۔ جیسے۔ اُس سے (اسکو) یا (اس چیز کو) یا وہ چیز حاصل کرے۔

(الف) **ازیک پیمانہ نوشیدن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند مساوات و برابری داشتن۔ بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت و ہر دو از کلام صائب سند آوردہ اند (۵) خمار و خواب و بیماری و شوخی و سیہ مستی ؛ زیک پیمانہ می نوشند می از چشم شہلایش ؛ مؤلف گوید کہ بخیال ما باید کہ این را ---

(ب) **ازیک پیمانہ نوشیدن مَی** قائم کنیم بمعنی حکم مساوات داشتن و مساوی بودن (اردو) بقول امیر "ایک آوے کے برتن ہیں" "ایک ترکش کے تیر ہیں" یعنی سب ایک ہی سے ہیں مؤلف عرض کرتا ہے کہ اگر ان کہا وتوں سے مصدری استعمال قائم کریں تو کہہ سکتے ہیں "ایک آوے کے برتن ہونا" "ایک ترکش کے تیر ہونا" یعنی مساوات کا حکم رکھنا۔ مساوی ہونا۔ دکن میں کہتے ہیں۔ "ایک گھاٹ سے پانی پینا"

ازیک تن چہ آید (مثل) صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت۔ دیگر محققین امثال این را ترک کردہ اند مؤلف گوید کہ معاصرین عجم

از بیان تعلق دو فریق یا دو کس یا دو امر باشد یعنی محبت پیدا نشود تا آنکه از ہر دو جانب آثار آن پیدا نشود و ہم برین قیاس رنجی بمیان نیاید تا آنکه از ہر دو جانب بنیاد آن قائم نشود و عموماً در بیان خوبی اتفاق دو کس ہم مستعمل (صاحب الف ۵) خاصیتی نیست و اثر و نہ برگو یا نست ؛ نیست ممکن کہ زیک دست صدا برخیزد ؛ (ملا طغرا ۵) نغمہ نوای طرب ساز کن ؛ بطنبوره سے اہم آوا کن ؛ چیر انگشت طنبور از نی جدا ؛ زیک دست ہرگز نہ خیزد صدا ؛ (ملا طاہر غنی ۵) بر ہم چیت دل از کف صدای موسیقار ؛ صدا مگر کہ بیک دست برنمی آید ؛ (اردو) ایک ہاتھ سے تال نہین دیجاتی " ایک ہاتھ . یا ایک ہاتھ سے تالی نہین بجتی " بقول امیر راه و رسم یا دوستی کا نباه اسی حالت مین ہوتا ہے جب طرفین سے برابر کا برتاو ہو -

(الف) ازیکدیگر بریدن (مصدر اصطلاحی) گیریم این مرادف (ازیکدیگر بریدن) است بقول بہار معنی (ازہم بریدن) فرماید کہ سندش بر ازہم جدا کردن گذشت مؤلف گوید کہ معنی از یکدیگر جدا کردن است و باید کہ این را ---

(ب) ازیکدیگر بریدن دو چیز یا دو کس قائم کنیم چنانکہ برای (ازہم بریدن) ذکر کرده ایم - سند محولہ مسلّق است از (بہ تیغ ازیکدیگر بریدن) و از این تعلق ندارد - اگرچہ برای این سندی پیش نہ شد ولیکن بالتصدیق این از معاصرین عجم کرده ایم (اردو) دیکھو ازہم بریدن دو چیز یا دو کس -

ازیکدیگر گسستن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار لازم (ازیکدیگر بریدن) کہ گذشت یعنی مبادا کہ بہار در نوادر المصادر (گسستن) بمعنی ازہم جدا کردن و شدن آورده و بقول صاحب بحر بمعنی بریدن و جدا کردن و شکستن تحقیق کاملش بجای خودش کنیم درین جا ہمین قدر کافی است کہ اگر گسستن را متعدی

واگر لازم گیریم لازمش چنانکہ لازم ہم گسستن) گذشت
(اردو) دیکھو از ہم بریدن دو چیز یا دو کس و از ہم گسستن

(الف) از یک گریبان سر برآوردن (مصدر اصطلاحی) بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت۔
صاحب انند این را ———

(ب) از یک گریبان۔ سر برون آوردن
نوشتہ گوید کہ مساوات و برابری داشتن در کاری
(صائب ؎) حسن و عشق از یک گریبان
سر برون آوردہ اند ؛ این شرر در سنگ با پروانہ
گرم صحبت است ؛ (ولہ ؎) از حجاب عشق
در بیرون در چون حلقہ ام ؛ با تو گر از یک گریبان
سر برون آوردہ ام ؛ (اردو) دیکھو ایک
پیمانہ نوشیدن می۔

از یک گل بہار نمیشود (مثل) صاحب محبوب الامثال
ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت دیگر محققین
امثال این را ترک کردہ اند مؤلف گوید کہ معاصرین
عجم اینرا بجائی زنند کہ نقص تنہائی را بیان کردن
مقصود باشد کہ شخص تنہا آنقدر کامیاب نشود
چنانکہ دو کس (ع) دو دل یک شود بشکند کوہ را ؛
(اردو) بقول صاحب محبوب الامثال اکیلی لکڑی کہاں تک
چلے" دکن مین کہتی ہین "اکلی کا خدا مالک" "تنہا ہمیشہ
خطرے مین" "اکیلے سے کچھہ نہیں ہوسکتا"۔

ازین | بقول بہار (۱) بمعنی این قسم و این نوع و چنین و (۲) از برای این و فرماید کہ ہم
بدین معنی تنہا (این) نیز آمدہ (مولانا کاتبی ؎) گر در خیبر زر۔ باز و حیدر کشاد ؛ بسکہ ازین
قلعہ را سایۂ حق در کشاد ؛ (سعدی ؎) ازین مہ پارۂ عابد فریبی ؛ ملائک صورتی طاؤس
زیبی ؛ کہ بعد از دیدنش صورت نہ بندد ؛ وجود پارسایان را شکیبی ؛ (مولانا کاتبی ؎) گر
صد بلا نباشد جانم نگیرد آرام ؛ زین سخت جان ندیدم جان نیست این بلائیست ؛ (باقر کاشی ؎)
بسلامت نہ گذشتہ است کسی از رہ عشق ؛ صد ازین قافلہ در رہگذر راہ زدہ ؛ (عرفی ؎)

ازینکہ بعد بر ین تمام شانہ شود و بگرہ کشادہ نگردد زطرۂ شمشاد و بہ صاحب ضمیمۂ برہان بمعنی اوّل قانع وآراستہ ہم ذکر این کردہ وصاحب مؤید بحوالۂ شرفنامہ تصدیق معنی اوّل کند (اردو) (۱) اس قسم کا۔ ایسا (۲) اس لئے۔ اسواسطے۔

ازین باب (استعمال) بقول بحر و بہار وآنند بمعنی ازین مقولہ مؤلف گوید کہ معاصرین عجم ایرا بمعنی ازین قسم وازین معاملہ استعمال کنند مخفی مباد کہ اصل این (از این) بود۔ الف دوم حذف شد۔ فارسیان جز بضرورت وزن شعر حذف الف را مستحسن دانند (اردو) اس باب مین اس بارے مین۔

ازین بابت استعمال۔ بقول بہار وآنند مرادف (ازین باب) حیف است کہ سندی پیش نشد اگر استعمال این را تسلیم کنیم بمعنی حقیقی باشد یعنی ازین مقدمہ وازین معاملہ معاصرین عجم استعمال این بر زبان دارند مثلاً گویند" ازین بابت اوراہیچ سروکار نیست" یعنی ازین معاملہ اورا سروکاری نیست (اردو) اس معاملہ سے جیسے" اس معاملہ سے اسکو کچھ سروکار نہین"

ازین بارہ (استعمال) بقول صاحب بحر وبہار وآنند۔ مرادف ازین باب کہ گذشت بمعنی ازین مقولہ مؤلف گوید کہ ماخیال خود را بر (ازین باب ظاہر کردہ ایم (اردو) دیکھو ازین باب۔

ازین بالا پنجرہ وچشم انداز بہ پائین دارد

(مقولہ) ناصر الدین شاہ قاچار استعمال این در سفرنامۂ خود فرمودہ صاحب روزنامہ ذکر این کردہ گوید کہ بمعنی (بالای این عبادتگاہ غرفہ وپیش انداز۔ نظر زیرین دارد) مؤلف گوید کہ (ازین) بمعنی خود است و (بالا پنجرہ) و (چشم انداز) کنایہ باشد از غرفہ ودریچہ و (بپائین دارد) بمعنی نظر زیرین دارد مقصود اینست

کہ ازین غرفہ کہ در عبادت گاہ است کہ ذکرش جاری است) کیفیت وتماشای پایین نظر می آید ما (بالا پنجرہ) و (چشم انداز) را بجای خودش ہم نوشتہ ایم بعضی از معاصرین عجم گویند کہ درین مقولہ صرف (بالا پنجرہ) بمعنی دریچہ و غرفہ باشد و (چشم انداز) پایین دارد) بمعنی چشم بہ پایین می افتد و موقع نگاہ بر پایین دارد۔ بخیال ما درین صورت واو عطف غلط است کہ میان (پنجرہ) و (چشم) آمدہ (اردو) اس دریچہ سے نیچے کی کیفیت نظر آتی ہے۔

(الف) ازینجا (استعمال) بقول صاحب بحر و بہار عجم دانند بمعنی برای این و از برای این (نظامی گنجوی ے) مگر مار بر گنج ازینجا نشست کہ تار انگان مہرہ ناید بدست ۔ مؤلف گوید کہ فارسیان ---------

(ب) ازینجاست بمعنی ہمین سبب است استعمال کنند و لزوماً کاف بیانیہ در آخر این باشد مثلاً گویند ازینجاست کہ ما ذکر این کردہ ایم یعنی ہمین سبب است کہ ما ذکر این کردیم اگرچہ این استعمال من وجہٍ با (الف) تعلق دارد ولیکن خصوصیتی در (ب) زائد (اردو) الف۔ اس لئے۔ اسواسطے (ب) اسی لئے۔ اسی سبب سے۔ یہی وجہ ہے کہ

ازین خراسِ خراب (اصطلاح) بقول صاحب انند اشارہ سوی فلک است و آنرا خراس بدین معنی گفتہ است کہ ہمیشہ در گردش است و خراب بدین وجہ گفتہ کہ اول و آخر دنیا ہمین خراب است و بدین معنی اگر دہر را گویند درست باشد۔ صاحب مؤید ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ آس بمعنی آسیا۔ بجای خودش گذشت و (خراس) قلب اضافت (آس خر) بمعنی آسیای بزرگ و آسیائی کہ بزور خر گردش کند و فارسیان خراب را لصفت او آوردہ خراس خراب۔ کنایۃً دور دوران یعنی دنیا ر گفتند پس (ازین خراسِ خراب) بمعنی ازین دنیا باشد

صاحبان اند و مؤید در معنی این غور نفرمودہ اند
(اردو) اس زمانہ سے - اس دنیا سے -

ازین در | استعمال - بقول صاحب بحر و اند مرادف ازین باب کہ گذشت ما خیال خود را ہم در آنجا ذکر کردہ ایم (فردوسی سے) ازین در سخن چند رانیم نیز ٭ کہ گفتار خیرہ نیرزد بشیز ٭ (نظامی سے) ازین در بسی گفتہ با خویشتن ٭ ہم آخر بہ تسلیم در داد تن ٭
(اردو) دیکھو ازین باب -

ازین دست | استعمال - بقول صاحب بحر بمعنی این چنین و مرادف (ازین سان) کہ می آید - صاحب اند ہم ذکر این کردہ (طالب آملی سے) شکست ہیچمدانی از زبان عجب نبود ٭ کہ روزگار ازین دست ہشیار شکست ٭ (میرزا عبدالغنی قبول سے) کردہ سودائی ازین دستم خیال ابروش ٭ ہست ناخن را بلی در جادوئی دخل عظیم ٭ مؤلف گوید کہ ازین دست بمعنی ازین قسم است فارسیان یکدست بمعنی یک قسم آوردہ اند - صاحب برہان بر لفظ دست ذکر این کردہ و بقولش دست بمعنی طرز و روش ہم آمدہ (اردو) اس طرح سے - اس طریقہ سے - ایسا -

ازین راہ | استعمال - بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت ما ذکر این بر (ازاین راہ) کردہ ایم
(اردو) دیکھو (ازاین راہ)

ازین رو | (استعمال) بقول صاحبان بحر و بہار و اند مرادف (ازین باب) کہ گذشت و ما صراحت خیال خود ہم در آنجا کردہ ایم بخیال ما این بمعنی ازین وجہ و ازین سبب باشد (انوری سے) شعلۂ آتش ازین روی کہ گفتم گوئی ٭ در بقای کتابت قلم منتخب است ٭ (میر معزی سے) افتادہ بچاہ ذقنت خستہ دل من ٭ زین روی ترا نام بت چاہ ذقن شد ٭ (اردو) اس وجہ سے اس سبب سے -

ازین رہ گذر | استعمال - بقول بہار بمعنی

ازبرای این۔ مؤلف گوید کہ (ازاین راہ) بمعنی ازین وجہ بجای خودش گذشت واگر استعمال (ازین رہگذر) ازسندی ظاہر شود مرادف (ازین راہ) باشد و بس۔ حیف است کہ دیگرکسی ازمحققین ذکر این نہ کرد۔ ماہم از معاصرین عجم نہ شنیدیم (اردو) دیکھو ازین راہ۔

ازین سان (استعمال) بقول صاحب بحر و بہار و انند مرادف (ازین دست) بمعنی این چنین (حکیم فردوسی ؎) بود دانشومند و ہم پہلوان ٭ نہ بیند کسی پیر ازین سان جوان ٭ مخفی مباد کہ سان بقول برہان بمعنی طرز و روش و رسم و عادت و مثل و مانند آمدہ (اردو) دیکھو ازین دست۔

ازین سبب (استعمال) بمعنی ازین وجہ و ازین رو (انوری ؎) خورشید گشت چاکر رایش ازین سبب ٭ ہر بامدادش ابلق ایام

زین کشد (اردو) دیکھو ازین رو۔

ازین قبیل استعمال۔ ماصراحت این بہ (ازاین قبیل) کردہ ایم کہ گذشت (اردو) دیکھو ازاین قبیل۔

(الف) **ازین قرار** (اصطلاح) بقول صاحب بحر و چراغ (۱) باین وضع۔ بہار گوید کہ بمعنی ازین دست صاحب انند این را مرادف ازین سان گوید۔ (طغرا ؎) بزیر خاک ولم گر ازین قرار تپید ٭ برون ز خاک فتد پیکرم چو سنگ مزار (میرزا عبدالغنی قبول ؎) ز وعدہ اش دل این بیقرار یافت قراری ٭ خجل اگر صنم من ازین قرار نیفتد ٭ مؤلف گوید کہ بخیال ما سند آخرالذکر کہ پیش کردہ بہار است متعلق ازین نیست زیراکہ در مصرع دوم قرار تکراری است کہ ذکرش در مصرع اول گذشت فتامل۔ صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار این را (۲) بمعنی بدین تفصیل آوردہ و مقصودش

اینست که به تفصیلی که در ذیل می آید و این معنی از ترجمهٔ انگلیش می کشاید حیف است که بند این نقل عبارت نکرد و هم او گوید که ——

(ب) ازین قرار است | یعنی مسموع شد- باشد- غیر از محاوره چیزی دیگر نیست و از ترکیب لفظی این معنی پیدا نمی شود بجز اینکه اول- ذکر سماعت چیزی کنیم و بعد از آن چیزی دیگر را ذکر کرده گوییم که (این هم ازین قرار است) یعنی این هم مسموع شد- دیگر هیچ (اردو)(الف)(۱) دیکھو ازمیان (۲) حسب ذیل- بقول آصفیه تفصیل زیرین کے موافق (ب) سنا گیا-

الف مقصوره با زای فارسی

اژخ | بقول برهان و انند بفتح اول و ثانی و سکون خای نقطه دار- دانهای سخت که از اعضا بر می آید و درد نمی کند و بعربی ثولول گویند- صاحب جامع گوید که مخفف (آژخ) است که در ممدوده گذشت- صاحب جهانگیری شد آورده (خواجه عمید لویکی ؎) رخ سپهر اژخ داشت از دیت گوئی ؛ هلال قاب مقوس نمود کرد اژخ ؛ (وله ؎) زحل در هشتمش چون چشم زخ بود ؛ ز اشک خون رخ او چون اژخ بود ؛ صاحب هفت گوید که این مرادف (ازخ) باشد که به زای هوز گذشت مؤلف عرض کند که (زخ- به زای هوز) و (ژخ- به زای فارسی) به همین معنی آمده و کذا فی البرهان) و بقول صاحب کنز که محقق ترکی زبان است (ژخ- به زای فارسی) لغت فارسی است پس- اسم جامد باشد و فارسیان بقاعدهٔ خود الف وصلی در اول این آورده (اژخ) کرده باشند و (آژخ و آشخ- بممدوده) نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی باشد- صراحت ماخذ (زخ و ژخ) بجایش کنیم- (اردو) دیکھو ازخ

و آزخ و آثرخ۔

اژدر بقول برہان وہفت وجامع با دال ابجد بروزن لشکر (۱) سر علم ورایت را گویند و (۲) مار بزرگ وبقول صاحب غیاث (۳) نیز نام شکلی است در فلک بصورت اژدہا کہ آنرا راس وذنب نیز گویند۔ صاحبان رشیدی وسروری وبہار وانند وموئد بر معنی دوم قانع۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ اصل این (اژدہا) است بمعنی اول یعنی مار بزرگ و (اژدہا) و (اژدر) مخفف آن وفرماید کہ بعضی بر آنند کہ بواسطۂ عظم جثہ بصیغۂ جمع (اژدرہا) گفتند اندرین تقدیر (اژدر) مفرد باشد و (اژدرہا) جمع و (اژدہا) مخفف آن وخیال خود ظاہر کند کہ کلمۂ جمع بجای مفرد در محل تعظیم استعمال کنند چنانکہ لفظ (بانوان) کہ جمع بانوست در اشعار خاقانی بمعنی بانو آمدہ پس درین صورت (اژدرہا) کہ جمع (اژدر) است بجای مفرد استعمال کردہ باشند وبعد ازان از کثرت استعمال حکم مفرد پیدا کرد (الخ) صاحب سخندان فارس فرماید کہ در سنسکرت ہمین را (اجگر) گویند صاحب ساطع کہ محقق زبان سنسکرت است گوید کہ (اجگر) مذکر اژدہاست مؤلف عرض کند کہ بخیال ما جز این نیست کہ فارسیان این لفظ را از سنسکرت گرفتہ بقاعدۂ خود مفرس کردند یعنی جیم عربی را بہ زای فارسی بدل کردند چنانکہ (کج) و (کژ) وکاف فارسی را بہ دال مہملہ۔ چنانکہ (اورنگ) و (اورند) پس بدین عمل تبدیل (اجگر) (اژدر) شد ونسبت معنی اول عرض می شود کہ مجاز باشد کہ سر علم ورایت ہم مشابہ باشد بہ اژدری کہ سر خود بالا کند ومعنی سوم ہم مبنی بر تشبیہ بر سبیل استعارہ دیگر محققین فرس

ذکر معنی سوّم را ترک کردہ اند وصاحب غیاث نہ سندی پیش کرد ونہ حوالۂ کتابی (اردو) (۱) پھریرا - بقول آصفیہ جھنڈے کا کپڑا - دستارچہ - بیرق - باوٹا (۲) اژدر بقول امیر (فارسی) (اردو مین مستعمل) مذکر بمعنی اژدہا (برق ؎) جوش سودا مین جو آئی لہر زلف یار کی ؛ صورت اژدر مجھے ہر ایک جادہ ہوگیا ؛ (۳) راس وذنب (عربی) بقول آصفیہ (مذکر) اُن دو ستارون کا نام جن کے سبب سے کسوف وخسوف ہوتا ہے جسکو اردو مین (راہو کیت) کہتے ہین - صاحب فرہنگ آصفیہ نے اسکا ذکر انفراداً کیا ہے

اژدر شکار استعمال - بقول بہار وآنند از عالم شیر شکار مؤلف گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است بمعنی کسی کہ اژدر را شکار کند ضرورت بیان این نبود (امیر خسرو ؎) ترک خدنگ افگن وسندان گذار ؛ ہر ہمہ شیر افگن و اژدر شکار ؛ (اردو) اژدر شکار - اردو مین کہہ سکتے ہین یعنی اژدر کو شکار کرنے والا

اژدرہا بقول برہان وجامع وجہانگیری (۱) بمعنی اژدر است کہ مار بزرگ باشد و (۲) کنایہ از مردم شجاع وقہر آلود و (۳) رایت وسر علم و (۴) پادشاہ ظالم و (۵) ضحاک ماران را ہم گفتہ اند - مؤلف گوید کہ معنی اوّل حقیقی است بصراحتی کہ بقول خان آرزو بر لفظ (اژدر) گذشت یعنی کلمۂ جمع برای مفرد تعظیماً مستعمل شد ومعنی دوّم وسوّم وچہارم وپنجم بخیال ما استعارہ باشد نہ کنایہ - بر سبیل تشبیہ کہ رایت وسر علم را صورۃً وپادشاہ ظالم وضحاک را بلحاظ ظلمش با اژدہا ست - صاحب ہفت این را مفرد گوید بمعنی (اژدر) وذکر دیگر معانی ہم کند از انکہ از ماخذ بیخبر است و ما ذکرش بر (اژدر) کردہ ایم - صاحب آنند نسبت معنی چہارم بر لفظ ظالم قناعت کردہ

مقصود ش جزین نباشد که پادشاه ظالم یا مطلق شخص ظالم را (اژدرہا) گفته اند صاحبان (دو کی و پہلوی) و رشیدی و بہار بر معنی اول قانع و صاحب سروری ذکر معنی اول و سوم و پنجم کردہ (کمال اسمعیل سلہ) گنج را بر سر اگر سم بود اژدرہا ؛ گنج حسنی و ترا زلف چو ثعبان بر سر (دقیقی سلہ) یکی صمصام اعداکش عدو خواری چو اژدرہا ؛ که ہرگز سیر نبود دوی ز مغز و از دل اعدا ؛ (اردو) (۱) دیکھو (اژدر) کے دوسرے معنی (۲) شجیع - جوانمرد - غصیلا - (۳) دیکھو (اژدر) کے پہلے معنی (۴) ظالم پادشاہ (۵) ضحاک - دیکھو (ازہراک)

اژدرِ ہفت سر (اصطلاح) از قبیل ما رشش سر است که بقول صاحب بحر عجم کنایه از آسمان باشد بخیال ما (اژدرِ ہفت سر) کنایه از دنیاست که ہفت آسمان دارد - سراج الدین راجی گوید (سلہ) از ین ہفت سر اژدر عمر خوار ؛ بپرہیز د آنکو بود ہوشیار ؛ (اردو) دنیا - ہوتش -

اژدم بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ نوعی از نمدہ که زیر زین نہند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نه کرد و نه سندی پیش شد - صاحب انند این را لغت عرب نوشته غیر از تسامح یا غلطی کتابت نیست - ماخذ این ہیچ متحقق نشد بجز این که این را اسم جامد فارسی قدیم گیریم و مشتاق سند باشیم معاصرین عجم از ین ساکت - اگر این را مرکب از (آژ) و (دم) گیریم معنی لفظی این (آسایش خون) باشد که (آژ) بقول صاحب سراج بمعنی آسایش و (دم) در عربی بمعنی خون آمدہ و شک نیست که از نمد زین خون پشت اسپ را آسایشی است یعنی اگر بدون نمد - زین بر پشت اسپ قائم کنند جراحت پیدا شود و جریان خون واللہ اعلم بحقیقة الحال تبدیل ممدودہ بہ مقصورہ نتیجہ لب ولہجہ مقامی است و بس پس باید که این را بفتح اول و سوم خوانیم -

(۱۵۳۶)

(اردو) نمدزین بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر وہ نمدہ جو زین کے نیچے گھوڑے کی پشت پر ڈالتے ہیں۔ خوگیر

اژدہ بقول صاحب انند بفتح اوّل وسکون زای فارسی و دال مہملہ در فارسی زبان بمعنی ناہمواری و درشتی سوہان۔ فرماید کہ بالف ممدودہ نیز آمدہ۔ صاحب غیاث ہم ذکر این کردہ **مؤلف** گوید کہ این مرادف (آژدہ) باشد کہ در ممدودہ گذشت یعنی حاصل بالمصدر (آژدن) کہ بمعنی لا آژنیدہ بر سنگ آسیا زدن) گذشت و آنچہ صاحب انند بمعنی ناہمواری نوشتہ مجاز باشد و دیگر محققین فرس ازین ساکت اند۔ مشتاق سند باشیم ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست غیر از لب ولہجۂ مقامی (اردو) ناہمواری۔ بقول آصفیہ کھردراپن۔ سوہان کا کھردراپن۔

اژدہا بقول برہان وہفت و جہانگیری بمعنی (اژدر) است و برہر پنج معانی (اژدہا) شامل کہ گذشت یعنی (۱) مار بزرگ (۲) مرد شجاع و قہرآلود (۳) رایت و سر علم (۴) پادشاہ ظالم (۵) ضحاک ماران۔ صاحب ناصری بذکر معنی اوّل گوید کہ ضحاک را (اژدہاک) می گفتند کہ می آید و این مخفف آن باشد و فرماید کہ (اژدہا) از ترکیب لغت دہان کشادہ و بخاطر صاحبان ذوق میرسد شاید مخفف اژدہان بودہ و در اصل مار اژدہان بمعنی مار دہان کشادہ می گفتہ اند (الخ) مؤلف عرض کند کہ ما بر (اژدر) و (اژدرہا) ماخذ ہر یک بیان کردہ ایم و (اژدہا) مخفف (اژدرہا) است بحذف رای مہملہ دیگر ہیچ و حقیقت (اژدہاک) بجای خودش عرض کنیم۔ محقق زبان بیان ترکیب لغت کہ بطور بیان ماخذ این کردہ است۔ از فہمیدن آن قاصریم کہ (اژدہان) بمعنی دہن کشادہ از کجا پیدا شد۔ حقیقت

(آتش) بجای خودش گذشت و بدین معنی تعلّقی ندارد و
بهار برمعنی اوّل قانع و فرماید که (۶) نوعی از آتشبازی
هم مؤلف گوید که ما این قسم آتشبازی را دیده ایم
که چون آتش دهندش بشکل اژدر بلند شود پس
استعارةً آنرا (اژدها) نام نهاده باشند - خان
آرزو در چراغ هدایت هم ذکر این معنی کرده است
و در سراج اللغات برمعنی اوّل قانع و صاحب
جامع معنی ششم را ترک کرده و صاحب سروری
معنی اوّل و سوم و پنجم را نوشت (ظهوری ۵۱)
دل که در کنج بحر جا دارد ؛ جای در کام اژدها
دارد ؛ (صائب ۵) نفس مرتاض بود راحل
گوهر دان ؛ اژدها را چو گلو تنگ بگیرند عصاست ؛
صاحب جهانگیری برای معنی دوم از استادی
سند آورده (۵۲) شه چو در رهگذر بلا را دید ؛ اژدها
شد چو اژدها را دید ؛ (سیف اسفرنگی از جهانگیری
۵۳) در سایهٔ اژدهای رایت ؛ رو دید دل
گیاه ار قمم ؛ (از سروری ۵۳) گشاده دهان
اژدهای علم ؛ که شیر فلک را در آرد بدم ؛ مؤلف
گوید که این هر دو اسناد متعلق به (اژدهای رایت
و علم) است که می آید و با معنی سوم تعلّق ندارد -
صاحب ناصری برای معنی پنجم سندی از
خاقانی آورده است که بخیال ما متعلق معنی
اوّل است (۵۵) در دل عجم اژدها ندارم ؛
کافریدونی در رفش دارم ؛ (فردوسی - از
جهانگیری ۵۵) بدانست کان خانه اژدهاست ؛
که جائی بزرگی و جائی بلاست ؛ (وله از سروری
۵۵) بر آن محضر اژدها ناگزیر ؛ گواهی نوشتند
برنا و پیر ؛ (ملّا طاهر وحید از چراغ ۵۶)
چو آن پرفسون برد افسون بکار ؛ ز دم اژدها
ریخت تخم بهار ؛ مخفی مباد که از سندی که
صاحب جهانگیری برای معنی دوم پیش کرده
است که بالا مذکور شد مصدر (اژدها شدن)
معنی خشمگین شدن پیدا می شود (اردو) ا-
۵ تک دیکهو اژدرہا - (۶) آتشبازی کی ایک قسم

جسکو فارسیون نے اژدہا کہا ہے جو روشن ہونے پر اژدہا سے مشابہ ایک آتشین شکل ظاہر کرتی ہے۔

اژدہا بارہ (استعمال) بہار وانند ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بارہ بقول برہان بمعنی طرز وروش آمدہ پس مراد ف (اژدہا خوی) باشد بمعنی حقیقی۔ ضرورت نداشت کہ این را بطور استعمال خاص بیان کنند (نظامی ﮯ) نخواندی ز تاریخ جمشید شاہ ؛ کہ آن اژدہا چون فرو بردہ ماہ ؛ فریدون بآن اژدہا بارہ مرد ؛ بآن قوت اژدہائی چہ کرد ؛ (اردو) اژدہا خوی اردو مین کہ سکتے ہین۔ یعنی اژدہا کی خصلت رکہنے والا۔

اژدہا پیکر استعمال۔ بقول صاحب جامع مرادف (اژدہای فلک) کہ می آید۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نہ کرد و نہ سندی پیش شد (اردو) دیکھو اژدہای فلک۔

اژدہا خوی (استعمال) بقول بہار وانند مرادف (اژدہا بارہ) کہ گذشت یعنی خوی وخصلت اژدہا دارندہ (نظامی ﮯ) کہ این اژدہا خوی مردم خیال ؛ نہنگی است کاورد بر ماہ و بال ؛ (اردو) دیکھو اژدہا بارہ۔

اژدہا شدن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از خشمگین شدن کہ اژدہا بمعنی قہر آلود آمدہ وسند این بر معنی دوم لفظ (اژدہا) گذشت (اردو) غصے ہونا۔

اژدہا فش (استعمال) بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ مرادف (اژدہاک) بمعنی ضحاک ماران مؤلف گوید کہ (فش) بقول برہان بفتح اوّل وسکون ثانی بمعنی شبیہ ونظیر و مانند است پس ضحاک را کہ ظالم بود کنایۃً بہ (اژدہا مانند) ملقب کردہ باشند۔ (اردو) دیکھو ازہاک)

اژدہاک بقول برہان وجامع وہفت

نند و رشیدی و مؤید - با کاف بمعنی ضحاک
ان باشد - خان آرزو در سراج فرماید که
ف درینجا برای نسبت است و این مجاز
شد - صاحب (دری و پہلوی) و سرور
استاد دقیقی سندی آورده (؎) یا شاہ
ت تو قدیمست ؛ نیابت برد تخت اژدہاکا
فی مبادکه در (اژدہاکا) الف سوم زائد
بدالقادر نائی از جہانگیری ؎) جمشید تاج
ب اته سربرید ؛ و داک - اژدہاک اسیر
مارکرد ؛ (اردو) دیکھو اژدہاک -

-دہای حمری (اصطلاح) بقول
احب شمس ہمان اژدہا لقب ضحاک
یرکسی از محققین فرس ذکر این نه کرده
ن شد مؤلف گوید که (حمری) بالضم یعنی
رخ منسوب بحمرت در حالت الحاق
ی نسبت تای مصدری حذف نمایند
نکه از صورت - صوری - و از فطرت
فطری (کما فی الغیاث) (اردو) دیکھو اژدہاک

(الف) اژدہای رایت (اصطلاح
(ب) اژدہای علم بقول
صاحب بحر و سراج و رشیدی و بہار -
(۱) صورت اژدہا که در رایت و علم نقش
کنند (ظہیر فاریابی ؎) در تن اژدہای
رایت تو ؛ مار افعی شود عدو رایی ؛ (خواجه
جمال الدین سلمان ؎) اژدہای علم عزم
و راہہر عدو ؛ عقرب ازپیش روان نیش
اجل در دنبال ؛ مؤلف گوید که (۲)
فارسیان رایت و علم را به اژدہا تشبیه داده اند
یعنی بترکیب اضافی (اژدہای رایت) رایت
باشد و ہمین معنی و را استاد با لاہم توان گرفت
و استادی که بر معنی سوم لفظ (اژدہا) گذشت
ہم متعلق باین است (اردو) (۱) اژدہا
کی تصویر جو علم مین بنائی جاتی ہے (۲) علم
کا اژدہا -

اژدہای فلک (اصطلاح) بقول برہان وہفت وجامع (۱) - اشارہ بعقدتین راس وذنب است و (۲) تنّین را نیز گویند که از جمله چہل وہشت صورت فلک باشد و بقول صاحب بحر (۱) راس وذنب و (۲) کہکشان - خان آرزو در سراج فرماید که عبارت از تنّین است که راس وذنب - سرودم آنست صاحب ناصری آوردہ که کنایه از راس وذنب که بعربی تنّین خوانند - صاحب مؤید فرماید که بمعنی راس وذنب (کذا فی القنیه) و در نسخه نجوم اوردم که - راس وذنب سرودم تنّین افلاک است صاحب رشیدی فرماید که بمعنی راس وذنب که تنّین گویند وبقول صاحب انند وغیاث شکلی است در فلک بصورت اژدہا که آن عقدتین است وبعربی آنرا راس وذنب گویند و تنّین را نیز گویند که صورتی از جمله چہل وہشت صورتہای فلکی است مؤلف گوید که پریشان بیانی محققین بالاتقاضی آنست که اول تحقیق اژدہا کنیم و تنّین بقول صاحب منتخب بالکسر تشدید نون بلغت عرب ماری است بزرگ و نیز نجیه در آسمان از تقاطع منطقهٔ فلک مائل بصورت مار بزرگ که یک طرفش را راس گویند وطرف دیگر راذنب وبہمرسید که آنرا نیز تنّین گویند و بحوالهٔ صاحب قاموس فرماید که تنّین سفیدی است در آسمان که تنه اش در شش برج است ودمش در برج ہفتم سیری کند چون کوکب سیارہ وآن را بفارسی ہشتنبر گویند و فرماید که انچه جوہری موضعی در آسمان نوشته غلط است - پس بخیال ما دو معنی بیان کردۂ صاحب بحر عجم درست است وبس حیف است که سندی پیش نشد (اردو) (۱) راس وذنب - دیکھو اژدر کے تیسرے معنی (۲) کہکشان - بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مونث - مخفف کاہکشان - وہ طولانی سفیدی

جو اندہیری رات مین شرک کے مانند آسمان پر دور تک گئی ہوئی نظر آتی ہے اور اصل مین بہت سے چہوٹے چہوٹے ستارون کی قطار ہے۔ کہکشان اسوجہ سے نام رکھا گیا کہ جس طرح کوئی شخص گھانس رسّی مین باندھکر کہینچتا ہوا دور تک لیجاتا اور اُس سے زمین پر نشان پڑجاتے ہین یہی صورت اسکی ہے (امانت ۵) چھڑک کے مانگ پر افشان وہ مہر وش بولا۔ ستارے دن کو دکھاتی ہے کہکشان میری ٭

اژدہای نیزہ استعمال۔ نیزہ باشد فارسیان نیزہ را بہ اژدہا تشبیہ دادہ اند۔ مرکب اضافی است (انوری ۵) چون اژدہای نیزہ پیچید درکفش ٭ در دست خصم نیزہ عصا کرد روزگار ٭ (اردو) نیزہ۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ (دیکھو ارتوج)

اَژرغ بقول برہان و جامع و ہفت و انند بفتح اوّل و سکون ثانی و غین نقطہ دار شاخہا را گویند کہ از درخت بریدہ باشند و بعربی جلبہ خوانند مؤلف عرض کند کہ ہمین لغت بہمین معنی بہ زای فارسی و رمدودہ گذشت و صاحب برہان در آنجا نوشتہ کہ مرادف (آزغ) ممدودہ و بہ زای ہوّز است و (ازغ) بفتح اوّل و زای ہوّز ہم گذشت بمعنی پیرایش شاخہا وہمین معنی بر (آژدغ) بہ زیادت واو سوّم بجایش مذکور شد و صاحب برہان در آنجا نوشتہ کہ بعضی شاخہا را گویند کہ از درخت خرما و تاک وغیرہ بریدہ باشند حاصل اینست کہ محققین فرس تصفیۂ اختلاف باہمی معنی این ہمہ لغات نہ کردہ اند بخیال ما ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است و تبدیل زای عربی بہ زای فارسی البتہ قابل غور است کہ خلاف قاعدۂ فارسیان است کہ زای فارسی بعربی یا بالعکس آن بدل نمی شود و جز این نیست

که این تبدیل - خلاف قیاس باشد - اصل این آزدغ - حاصل بالمصدر (آزدغیدن)
و این مصدر متروک التصریف است چنانکه ذکرش بر (ازغ) کرده ایم ومعنی آزدغ (۱)
پیرایش درختان ومجازاً (۲) معنی شاخهای بریده شده و (آزغ) بحذف واو مخفّفش و (ازغ)
بمقصوره بمثله و (اژغ) به زای فارسی مبدّلش برخلاف قیاس پس (آزدغ) و (آژدغ)
و (آرغ) و (آژغ) و (ازغ) و (اژغ) همه مرادف یکدیگر است بهردو معنی بالا -
(اردو) (۱) دیکھو (آزدغ) (۲) دیکھو (ازغ)

اژکان بقول برهان وهفت واننددبروزن دربان بمعنی مردم کاهل و باطل وبیکار
صاحب جامع این را مرادف اژکهان - و آژکهن - و آژهان و اژهن گوید که می آید - مؤلف
عرض کند که (آژکهان) و (آژکهن) به همین معنی در ممدوده گذشت بخیال ما این مرکّب است
از (آژ) که بقول برهان وخان آرزو در سراج بمعنی آسایش وکهان - بقول صاحب سراج
و برهان بالفتح بمعنی جهان - پس معنی لفظی (آژکهان) آسایش جهان باشد - خان آرزو در
سراج لفظ (اژکهان) را بمعنی کاهل وکاهلی هردو نوشته نتیجۀ تحقیق ما خذ انیست که (آسایش جهان)
کنایۀ کاهلی را توانیم گفت نه کاهل را و از سند (اژکهان) که بجای خودش می آید تصدیق خیال ما
می شود - اندرین صورت باید که این را بمعنی کاهلی گیریم و برای معنی بیان کردۀ محققین اوّل الذ
سند (اژکهن) فی الجمله تائید کند که می آید پس باید که این را بمعنی کاهل اسم فاعل ترکیبی گیریم حیف است
که باین قدر صراحت در ممدوده بر لفظ (آژکهان) و (آژکهن) نکردیم و در انجا خیال ما این بود که مقصوره
اصل است و درین جا بالعکس آن - پس به حذف های هوز (آژکان) مخفف (آژکهان) و

بہ تخفیف الف دوم (آژکہن) و بہ تخفیف کاف (آژہان) و بہ تخفیف الف دوم (اژہن)
مخفف (آژہان) باشد۔ مخفی مباد کہ بقاعدۂ فارسی۔ حذف ہای ہوز و الف جائز است ہمچو
(گیاہ) و (گیا) و (استخوان) و (ستخوان) البتہ حذف کاف عربی در (اژہان) خلاف قیاس است
ہمین است حقیقت این دیگر ہیچ۔ ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است
(ابجد و) کاہل۔ بقول آصفیہ (عربی) بمعنی سست۔ کاہلی بمعنی سستی۔ مؤنث۔

اژکن | بقول صاحبان برہان و ہفت و انند و جامع۔ باکاف بر وزن بہمن (۱) دری باشد
شکبہ دار کہ از پس آن نگاہ توان کرد۔ خان آرزو در سراج گوید کہ (۲) این مخفف (اژکہن)
باشد کہ می آید مؤلف گوید کہ ما بر (اژکان) صراحت کردہ ایم کہ اصل آن (اژکہان) است
پس جا دارد کہ بحذف الف دوم (اژکن) را مخفف (اژکان) گیریم یا بحذف ہای ہوز مخفف
(اژکہن) مخفی مباد کہ صاحبان برہان و سروری در ممدودہ این را بہ معنی اول بہ کاف فارسی
آوردہ اند کہ گذشت پس بمعنی اول مرکب باشد از (آژ) کہ بقول سراج بمعنی آسایش آمدہ
و (گن) بقول برہان بکسر اول و سکون ثانی بمعنی صفت باشد ہر گاہ آنرا با کلمۂ ترکیب
سازند ہمچو (شرمگن) و امثال آن و افادۂ معنی صاحب ہم می کند۔ یعنی صاحب شرم پس
(اژگن) بہ کسرہ کاف فارسی بمعنی صاحب آسایش و آسائش دارندہ کنایہ باشد از در
شکبہ دار کہ از پس آن نگاہ توان کرد یعنی بمعنی اول۔ اندرین صورت بقول محققین اول الذکر
این را بر وزن بہمن گرفتن خطاست و خود صاحب برہان ہم در ممدودہ (آژگن) را بکاف
فارسی و کسر آن آوردہ و تبدیل ممدودہ بمقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است

پس صاحب برہان غلط کرد کہ این را بمعنی اول با کاف عربی نوشت و بفتح کاف بیان کرد۔ سلسلۂ ردیف لغت ہمہ محققین اول الذکر ظاہر می کند کہ مقصود شان درین جا کاف عربی است نہ فارسی و فی التحقیق لغت صحیح بہ کاف فارسی است چنانکہ از ماخذ بتحقیق شد پس ما این را بمعنی اول بجای خودش ہم بیان کنیم اگرچہ تحقیق کاملش درین جا ختم شد (اردو) (۱) دیکھو (آژگن) (۲) دیکھو (آژکان)

آژکہان بقول صاحبان برہان و ہفت و جامع و ناصری و سراج واند بر وزن پہلوان مرادف (آژکان) باشد کہ گذشت صاحبان جہانگیری و سروری و رشیدی از بہرام زر تشت سند آوردہ اند (ــ) اشو گفت آنکہ می مینی روانش ؛ بدی اندر جہان کار آژکہانش ؛ **مؤلف** گوید کہ مابحثی کامل بر (آژکان) کردہ ایم و از ماخذ انہم خبر دادہ ایم درین جا ہمین قدر کافی است کہ (آژکہان) بمدودہ اصل است و (اژکہان) بمقصورہ مرادفش و بحث کامل نسبت معنی ہم بر (اژکان) مذکور۔ بخیال ما در سند بالا (اژکہان) بمعنی کاہلی است (اردو)

دیکھو اژکان۔

اژکہن بقول صاحب برہان و جامع و ہفت بر وزن کرگدن بمعنی اژکہان است کہ مردم کاہل باشد صاحب سروری و رشیدی از شاکر بخاری سند آوردہ (ــ) بہ دل بودن مردی و شاطری از مہ ؛ بہ بوسہ دادن جان پدر بس اژکہنی ؛ صاحب ناصری این را بمعنی کاہلیت نوشتہ و از منوچہری سندی پیش کردہ کہ در صفت اسپ گفتہ است (ع) دو دو باد او ربجل و یحموم با او اژکہن ؛ خان آرزو در سراج این را مرادف (اژکان) گوید یعنی بمعنی کاہل و کاہلی۔ ما بر لفظ (اژکان) از ماخذ و معانی این

<table>
<tr>
<td>بحث کامل کردہ ایم در ینجا ہمین قدر کافی است کہ این بحذف الف مخفف (اڑکہان) باشد (اردو) دیکھو (اڑکان)
اڑگن | بفتح اوّل وسکون زای فارسی و کسر کاف عجمی ہمان است کہ بحث مفصل این</td>
<td>بمعنی اوّل (اڑکن) کردہ ایم (اردو) جھری دار کواڑ جو اکثر کوٹھیون مین روشنی آنے کی غرض سے لگا دیتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے (جھلملی) پر اس کا ذکر کیا ہے۔ نیز جالدار دروازہ اس دروازے کو کہہ سکتے ہین جس مین جالی لگائی گئی ہو۔</td>
</tr>
</table>

(الف) اڑند | بقول برہان وشمس وانند وہفت بفتح اوّل وثانی وسکون نون و دال ابجد گلی باشد کہ بر روی خشت پہن کنند و خشتی دیگر بر بالای آن نہند (۲) گل ولای تہ حوض را نیز گویند صاحب انند ------------

(ب) اڑندہ | بزیادت ہای ہوز در آخر بمعنی اوّل (الف) آوردہ ہیچ ظاہر نکرد کہ وجہ خصوصیت با معنی واحد چیست وصاحبان تحقیق در ممدودہ ہم (آڑند) را بہ ہر دو معنی الف و (آڑندہ) را بیک معنی اوّل الذکر نوشتہ اند ومصدر (آڑندیدن) در ممدودہ بمعنی گل آگندن درمیان دو خشت گذشت ما در آنجا از ماخذ این بحثی نہ کردہ ایم بنا بر علیہ ہمدر اینجا تلافی مافات کنیم۔ بخیال ما اصل این (جند) است بفتحتین وبقول صاحب منتخب لغت عرب بمعنی زمین درشت وسخت وسنگی است گل مانند۔ فارسیان جیم عربی را بقاعدۂ خود بازای فارسی بدل کردند ہمچو (کج) و (کژ) پس (ژند) شد وبعد ازان الف وصلی در اوّلش آوردند وبکثرت استعمال حرکت نون بسکون بدل شدہ (اژند) شد و برای گل ولای تہ آب یا حوض نام نہادند کہ بقول (محققین جدید حقائق اشیا) اصل سنگ ہمین

گل ولای تہ آب است وپس ازان ہای نسبت در آخرش زیادہ کردہ (اژندہ) کردند بمعنی
منسوب بہ (اژند) یعنی گلی کہ در تعمیر منازل درمیان دو خشت نہند تا ہر دو خشت راپیوست
کند وچون خواستند کہ ازین لغت مصدر رسازند (دن) راکہ علامت مصدر است بر آخرش
آوردہ (اژندہ دن) کردند وبرای دفع ثقل ہای ہوز بقاعدۂ فارسی بہ یای تحتانی بدل
شد ہمچو (شاہگان) و (شایگان) مخفی مبادکہ آنچہ صاحبان تحقیق (ب) رامخصوص بہ معنی اول
کردہ اند وجہ آن درصراحت بالاظاہر شد وآنچہ (الف) را بہ معنی (ب) ہم استعمال کردند بر سبیل
مجاز است یا اینکہ (الف) را بمعنی اول محقق (ب) گیریم۔ ممدودہ ومقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و
لہجۂ مقامی است پس باید کہ این را مفرس دانیم (اردو) دیکھو (آژند) و (آژندہ)

اژنگ بقول برہان وہفت دانند بر وزن پلنگ۔ چین پیشانی وروی واندام باشد۔ صاحب
سروری فرماید کہ مرادف ہمان آژنگ کہ در ممدودہ گذشت (جامع شرفنامہ ؎) اگر برجبین تو
افتد اژنگ ٭ فتد لرزہ اندر تن شاہ زنگ ٭ صاحب ناصری اینقدر صراحت مزیدکند کہ چین
صورت از پیری یاغضب۔ اژنگ باشد **مؤلف** گوید کہ بمعنی مطلق چین باشد واصل این (آژنگ)
است وذکرش بجای خودش می آید واز ماخذش ہم ہمدر آنجا بحث کنیم۔ فارسیان بقاعدۂ
خود الف وصلی در اول آن آوردہ (اژنگ) کردند وبس الف ممدودہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب
ولہجۂ مقامی است (اردو) دیکھو آژنگ کے پہلے معنی۔

(الف) اژول (الف) بقول صاحب شمس بالفتح بمعنی برانگیخت برکاری وشتابی
(ب) اژولیدن ۔ فرماید کہ در نہجر سیت بدو ضم زای پارسی و (ب) بمعنی برانگیختن سوی کسی

از محققین فرس ذکر این نکرد و سندی پیش نہ شد مؤلف گوید کہ (ژول) بقول صاحب برہان
بمعنی چین و شکنج و ناہمواری باشد و ژولیدن مصدر ش بمعنی درہم شدن و پریشان گردیدن بقول
بحر پر شکنج و ناہموار شدن روی۔ اگر بقاعدۂ فارسی الف وصلی درا ول (ژول) و (ژولیدن)
آوردہ (اژول) و (اژولیدن) کنیم جا دارد و الف وصلی بر معنی ہیچ اثر نکند پس (الف) مرادف
(ژول) و (ب) مرادف (ژولیدن) باشد۔ صاحب شمس تسامح کردہ است کہ (اژول)
را بمعنی ماضی مطلق آوردہ زیرا کہ (ژول) از دو حال خالی نیست۔ امر حاضر باشد یا حاصل
بالمصدر (اژولیدن) و یای تحتانی در (ب) زائد باشد کہ فارسیان در وسط کلمہ یای زائد را
برای سہولت و رفع ثقل می آرند ہمچو (شبخون و شبیخون) (اردو) (الف) دیکھو اخم (ب)
چین بہ جبین ہونا۔ پریشان ہونا۔

اژہ بقول برہان و سراج و ہفت و جامع و جہانگیری و انند بفتح اوّل و ثانی آہک را گویند
و بعربی کلس و نورہ خوانند مؤلف گوید کہ ما ذکر این در ممدودہ کردہ ایم و این اسم جامد
زبان فارسی است۔ ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است۔ اگر
اصل لغت (آزہ) بہ زای ہوّز می بود۔ قیاس تقاضی آن می شد کہ (آزہ) را مبدل ہمان
(آہک) گیریم کہ بقاعدۂ تبدیل ہای ہوّز۔ بہ زای ہوّز بدل شود ہمچو (براہ) و (براز) و ہم از فیان
تبدیل ہای ہوز بکاف و عکس آن آمدہ چنانکہ (پروانہ) و (پروانک) واللہ اعلم (اردو) دیکھو آہک

(الف) اژہان	(الف) و (ب) بالفتح کہ گذشت مؤلف گوید کہ الف مخفف
(ب) اژہن	بقول برہان بمعنی (اژگان) (اژگہان) و ب مخفف (اژگہن) ما صراحت

کامل و بیان ماخذ بر (اژکان) کرده ایم صاحبان اندو ہفت و جامع و جہانگیری ذکر ہر دو کرده اند و صاحب سروری بر (ب) قانع (اردو) دیکھو (اژکان)

آژیخ بقول صاحب شمس بازای عجمی مکسور و یای معروف چرک چشم بود و آنرا بترکی (کیغ) نامند و بتازی (رمص) دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید که ہمین لغت بہمین معنی در ممدوده گذشت و ہم در آنجا صاحب رشیدی این را بحذف یا (آژخ) نوشته و بہمین معنی ذکر کرده بخیال ما تسامح اوست که (آژخ) مراد (اژخ) است نه (آژیخ) بالجمله (آژیخ) و (اژیخ) ہر دو یکی است و ممدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجهٔ لب ولہجهٔ مقامی است - خیال می کنیم که فارسیان (کیغ) لغت ترکی را بقاعدهٔ تبدیل (ژیخ) کرده باشند که تبدیل کاف وزای فارسی آمده چنانکه (ارغک) و (ارغژ) و نیز تبدیل غین با خای معجمه درست است ہمچون (چرغ) و (چرخ) پس در اوّل (ژیخ) الف وصلی آورده (اژیخ) کرده باشند - حیف است که ما را تحقیق (کیغ) از لغات ترکی نه شد (اردو) دیکھو آژیخ -

(الف) اژیدن بقول صاحب شمس مرادف (آژیدن) و (آژیده) که در ممدوده

(ب) اژیده گذشت حیف است که سندی پیش نه کرد که استعمال این بمقصوره ثابت شود و دیگر محققین فرس ازین ہر دو ساکت اند خیال ما نسبت ماخذ این است که این مرکب است از لفظ (آژ) که بمعنی آسایش آمده (کذا فی السراج) پس فارسیان علامت مصدر (دن) برو زیاده کرده (آژدن) کردند و کنایهً بمعنی استره زدن مستعمل شد - زیرا که استره زدن ہم

نوعی از آسایش است برای اہل ولایت و دیگر معانی (آژدن) کہ بجایش مذکور شد مجاز باشد و
(یای تحتانی) بعد زای فارسی در (آژیدن) زائد است کہ فارسیان برای سہولت تلفظ یای
تحتانی در وسط کلمہ زیادہ کنند چنانکہ (شبخون) را (شبیخون) کردند ممدودہ و مقصورہ چیزی
نیست کہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است - مخفی مبادکہ (ب) اسم مفعول است از (الف)۔
(اردو) دیکھو (آژیدن و آژیدہ)

اژیر بقول برہان و ہفت و جامع بروزن وزیر بمعنی ہوشمند و زیرک و عاقل باشد و مردم
پرہیزگار را نیز گویند - خان آرزو در سراج بہ ذکر قول برہان فرماید کہ تحقیق این در زیر
(آژیر) بمدہ گذشت و در ممدودہ گوید کہ (۱) بمعنی ہشیار و خبردار و بقول بعضی (۲) بمعنی مطلق
بانگ و فریاد و بقول برخی (۳) بمعنی بانگ و فریاد ستوران و بقول سامانی (۴) بمعنی آمادہ
و مہیا (الخ) و فرماید کہ تحقیق آنست کہ (اژیر) بقصر مخفف (آژیر) بمد است و (ہژیر) بہا
مبدل آن و (ہجیر) مبدل (ہژیر) و ہر چہار بیک معنی و صحیح ہمان معنی اول است (الخ)
مؤلف عرض کند کہ بخیال ما اصل این (ہجیر) است کہ بقول صاحب برہان بضم اول بمعنی
خوب و نیک و نیکو و زبدہ و خلاصہ باشد عجبی نیست کہ فارسیان بقاعدۂ خود ہای ہوز را بالف
بدل کردند چنانکہ (ہمیان) را (امیان) و جیم عربی بدل شد بہ زای فارسی ہمچون (کج) و (کژ)
وضمۂ ہای ہوز بعد تبدیلش بہ ہمزہ مبدل بہ فتح شد بہ مناسبت آن پس (ہجیر) (اژیر) شد و ہمین
طور در (ہژیر) ہم جیم عربی را بزای ہوز بدل کردند چنانکہ (چوچہ) و (چوزہ) و معنی ہوشمند و زیرک
مجاز باشد از خوب و نیک و زبدہ و خلاصہ کہ معنی حقیقی (ہجیر) بود و مد در (آژیر) نتیجۂ لب و لہجہ

مقامی است پس بخیال ما (آزیر) بہ زای ہوز را از ین ہیچ تعلق نیست و ما تحقیقش بجای خودش کردہ ایم کہ گذشت و بہ تحقیق ما (آزیر) بمعنی آزار و رنج و محنت قرار یافتہ است نہ ہوشمند و زیرک و قاعدۂ فارسی اجازت این ہم نمیدہد کہ زای ہوز را بہ زای فارسی بدل کنیم و این تبدیل را اگر بر خلاف قیاس ہم گیریم اختلاف معنی ہم اجازت نمی دہد کہ (اژیر) را مبدل (آزیر) قرار دہیم (اردو) دیکھو (آژیر)

الف مقصورہ باسین مہملہ

اس بقول صاحب ہفت قلزم بضم اول و سین مہملۂ زدہ بمعنی عقل آمدہ و در اکثر کتب فرہنگ این لغت در قطار فارسی است ولیکن صاحب مؤید این را ترکی نوشتہ (انتہی) مؤلف عرض کند کہ صاحب منتخب کہ محقق لغت عرب است این را بہر سہ حرکت و تشدید سین بمعنی بنیاد و اصل ہر چیز نوشتہ و مشہور بالضم است و صاحب لغات ترکی فرماید کہ بہ تفخیم کسرۂ ہمزہ بمعنی عقل (الخ) اگرچہ از مؤید تصدیق بیان صاحب ہفت می شود ولیکن بخیال ما صاحب لغات ترکی بخصوصیت زبان ترکی معتبر تر از مؤید باشد و باید کہ بمعنی عقل این را بالکسر گیریم باقی حال این قدر متحقق است کہ این لغت فارسی زبان نیست و سند استعمال این در فارسی پیش نشد و از محققین فرس ہم کسی ذکر این نکرد و عجبی نیست کہ ترکان ہم این را از عربی گرفتہ مجازاً بمعنی عقل استعمال کردہ باشند کہ عقل بنیاد و اصل افعال انسان است (اردو) عقل - بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مؤنث - بدھ - گیان - دانائی - وہ قوت جس کے وسیلہ سے انسان برے - بھلے کی تمیز اور دقائق اشیا کو حل کرے -

اسا بقول برہان وجامع وناصری وہفت بر وزن رسا (۱) خمیازہ تو وہان درہ باشد و آن بسبب خواب یا خمار یا کاہلی بہم رسد (۲) بمعنی شبہ ونظیر ومانند ہم۔ صاحب جہانگیری بر معنی اوّل قانع خان آرزو در سراج فرماید کہ بہر دو معنی در ممدودہ ہم آمدہ و در ممدودہ فرق کہ ممکن است کہ (آسا) در اصل بنون بودہ باشد یعنی (آسان) و تسان بحذف اوّل و آسا بحذف آخر مخفف آنست مؤلف عرض کند کہ بخیال ما اصل این بمعنی اوّل (آسا) است کہ در ممدودہ گذشت و آنرا فارسیان از آسودگی و آسایش اخذ کردہ باشند بمعنی آسائیدن را ہم بدان تعلق است و بدین وجہ دہان درہ را (آسا) نام کردہ باشند کہ دفع کسل اعصاب دہان وذریعۂ آسایش است و (اسا) بہ مقصورہ مخففش نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی باشد و بمعنی دوم خیال ما این است کہ اصل این (سا) لغت سنسکرت است کہ بمعنی صاحب ساطع افادۂ معنی شباہت ومانندگی دہد فارسیان این را از سنسکرت گرفتند و بہمین معنی استعمال کردند۔ صاحب برہان (سا) را بمعنی دوّم آوردہ است و بزیادت الف وصلی در اوّل (اسا) شد و نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی آنرا (آسا) کرد و بزیادت نون در آخر (سان) کردند چنانکہ (پاداش) و (پاداشن) و (جانا) و (جانان) (ابوالفرج ؒ) عزم تو مثل بجنبش وبسکون چو آسمان وزمین اسا باشد (اردو) دیکھو (آسا کے دوسرے اور تیسری معنی)

اسارون بقول برہان بارای قرشت بر وزن فلاطون بیخ گیاہیست کہ غلاف بزرالبنج است وبعضی گویند بیخ سنبل رومی است اگر آنرا بکوبند و با شیر تازہ بیامیزند و بر زیر خصیہ بمالند لغوظ عجب آورد۔ صاحب جامع این را سنبل کوہی گوید صاحب ناصری

ذکر این فرماید که این لغت پارسی نیست و صاحب انند صراحت کند که لغت یونانی است
و صاحب سوا ءالسبیل نوشته که بیونانی این را اسران گویند۔ صاحب مؤید ذکر این ذیل
لغات فرس کند و بحوالۂ زفانگویا فرماید که دارویی است که بہندی آنرا آنگر گویند۔ صاحب
محیط فرماید که لغت سریانی است و بیونانی (سرانیون) و بہندی (تگر) و اگهوته) و اسکندبالا
و اکراس) و (بندکہرا) ساند گیاہی است پر گره و اندک طولانی۔ خشک در آخر دوم و
بقول شیخ گرم و خشک در سوم و بقول گیلانی و شیخ مجفف و قابض و مفتح و مسکن جمیع
اوجاع باطنی و منافع کثیره دارد (اردو) بقول صاحب محیط (تگر) گهوته۔ سکندبالا
کراس۔ بندکہر۔ ایک دوا کا نام جو تیسرے درجہ مین گرم و خشک ہے۔

اساره | بقول صاحب شمس لغت فارسی است بمعنی حساب۔ دیگر کسی از محققین فرس
ذکر این نه کرد و نه سندی پیش شد و ماخذ این بخیال ما جز این نمی آید که از لغت (اواره)
که بمعنی دفتر گذشت به تبدیل دال مہملہ به سین (اساره) کرده باشند چنانکه (پاد) و (پاس)
که بمعنی نگہبان است باقی حال بغیر وجود سند استعمال ما این را قابل وثوق نداریم که محققین
عجم ازین ساکت اند و کسی مؤید صاحب شمس نیست (اردو) دیکھو آواره کی تیسرے معنی
اساس | بقول بہار بالفتح (۱) بنیاد و (۲) عمارت۔ جمع اول اسس بضمتین
و جمع ثانی اسآس بوزن افراس و فرماید که بالفظ انداختن و برآوردن و برکشیدن و
بستن و گستردن و نہادن مستعمل مؤلف عرض کند که لغت عربیست بقول صاحب منتخب
بالفتح بنیاد و اُسُس بضمتین جمع۔ صاحب انند بحوالۂ منتہی الارب بذکر ہر دو معنی بیان

کردہ بہار فرماید کہ جمع ثانی (اس آس) است بر وزن (افراس) (الخ) فارسیان استعمال این با مصادر متعددہ فرض کردہ اندکہ در ملحقات می آید و انحصار بر مصادر بیان کردہ بہار نیاشد (انوری ۵۱) قصور عقل تصور کند جلالت تو ؛ اساس طور تحمل کند تجلی را ؛ (ولہ ۵۲) تقدیر گرد بارہ حزم تو طوف کرد ؛ گفتا زہی اساس کہ دارد حصار ملک ؛ معاصرین عجم ہم استعمال این کنند۔ صاحب (یوسف سراج) آوردہ ؛ یوسف سراج سوزن بدست بہرش را بالا کرد۔ وید کہ یک اساسی پیدا شد و اصلا بخیالش نرسید کہ این اساس و تدارک برای اوست (اردو) (۱) بنیاد۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث۔ جڑ۔ اصل (۲) عمارت بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث۔ آبادی۔ مکان۔ محل۔ مسکن۔ گھر۔

اساس افگندن (استعمال) صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و سندی از خسرو دہلوی آوردہ (۵) شاہ گفتہ کہ آن ہنر پیوند ؛ نہ بہ تنہا اساس کار افگند ؛ مؤلف گوید کہ از سندش مصدر (اساس کار افگندن) پیدا است و اگر این را عام کنیم (اساس چیزی افگندن) باشد بمعنی بنیاد چیزی و کاری قائم کردن (اردو) کسی کام یا کسی چیز کی بنا ڈالنا۔ بنیاد ڈالنا۔

اساس انداختن (استعمال) صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از والہ ہروی سند آوردہ (۵) بگوی کس رخ زردی نمی بریم کہ نقرہ ؛ اساس کلبۂ ما را زکہربا انداخت ؛ مؤلف گوید کہ ازین سند (اساس کلبہ انداختن) پیدا میشود۔ بمعنی بنیاد خانہ قائم کردن و بضرورت تعمیم باید کہ (اساس چیزی انداختن) قائم کنیم (اردو) کسی چیز کی بنا ڈالنا۔ بنیاد ڈالنا۔ جیسے مکان کی بنا ڈالنا

(الف) اساس برآوردن | استعمال - صاحب آصفی ذکراین کردہ از معنی ساکت و از ظہوری سند آوردہ (ســ) زموجی جہا نرا بافم پلاس ؛ زخشتی کیوان برآرم اساس ؛ مؤلف گوید کہ بخیال ما باید کہ این را - - - -

(ب) اساس برآوردن از کیوان | بمعنی بلندی بنای خانہ را از کیوان گذراندن و خانہ ساختن کہ از فلک ہفتم بلند باشد قائم کنیم و برائے تعمیم معنی بعوض کیوان فلک یا چیزی ہم قائم توان کرد (اردو) (الف) عمارت کا بلند کرنا - (ب) عمارت کا زحل یا آسمان یا اور کسی چیز سے بلند کرنا -

اساس برکشیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکراین کردہ از معنی ساکت و از خسرو دہلوی سند آوردہ (ســ) لیک اساسیکہ توش برکشند ؛ از لقب خاص بزیور کشند ؛ مؤلف گوید کہ بمعنی قائم کردن بنیاد باشد (اردو) بنیاد ڈالنا - بنا ڈالنا -

اساس بستن | (استعمال) صاحب آصفی ذکراین کردہ از معنی ساکت و از نظامی گنجوی سند آوردہ (ســ) زمینی کہ دارد بر و بوم سست ؛ اساسی بر او بست نتوان درست ؛ مؤلف گوید کہ بمعنی قائم کردن مکان باشد و در اینجا اساس بمعنی دیوش آمدہ (اردو) گھر بنانا - بقول آصفیہ مکان بنانا - مکان کی تعمیر کرنا - عمارت بنانا -

اساس داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکراین کردہ از معنی ساکت و از وحشی بافقی سند آوردہ (ســ) اساسی گزیداری کوہ بنیاد ؛ غم خود خور کہ کاہی در رہ باد ؛ مؤلف گوید کہ بمعنی استحکام داشتن باشد و این مجازاست مخفی مباد کہ اگرچہ معنی لفظی (اساس داشتن) بمعنی (بنیاد داشتن) است ولیکن چیز بنیاددار و مکان بنیاددار را مستحکم گیرند و از ہمین است

که (اساس داشتن) کنایه باشد به استحکام داشتن
یعنی شعر این است که اگر تو مثل کوه استحکام
نداری غم خود بخور که همچو کاه در ره باد هستی
(اردو) مستحکم ہونا۔ استحکام رکھنا۔

اساس زدن | استعمال۔ مرادف اساس
نهادن است یعنی بنیاد قائم کردن (انوری ف)
زند رضا و خلافش اساس کون و فساد ؛ دهد
عتاب و نوازش نشان خوف و رجا ؛ مخفی مبادا
که از کلام انوری که بالا مذکور شد (اساس کون
و فساد زدن) پیدا است و این هم داخل
باشد در تعمیم (اساس چیزی زدن) همچو (اساس
چیزی افگندن) که بر اساس افگندن گذشت
(اردو) بنیاد ڈالنا۔ بناڈالنا۔

اساس ساختن | استعمال۔ صاحب
آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت و سندی
از جبلی غرجستانی پیش کرده (ف) اساس
مدحت تو روز و شب همی سازم ؛ لباس مدحت
تو روز و شب همی پوشم ؛ مؤلف گوید مرادف
اساس نهادن است یعنی بنیاد قائم کردن ۔
و از کلام جبلی (اساس مدحت ساختن) پیدا ست
و این داخل باشد در تعمیم (اساس چیزی ساختن)
بمعنی بنیاد چیزی قائم کردن (اردو) بنیاد
ڈالنا۔ بناڈالنا۔

اساس کار افگندن | استعمال۔ بمعنی
بنیاد کاری قائم کردن۔ سند این بر اساس
افگندن گذشت و این در تعمیم (اساس چیزی
افگندن) داخل باشد که بذیل (اساس افگندن)
مذکور شد (اردو) کسی کام کی بنیاد ڈالنا۔
بناڈالنا۔

اساس کردن | استعمال۔ صاحب
آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت و سندی
از کلام خسرو دهلوی پیش کرده (ف) اهل
بود تا که زروی قیاس ؛ زاب و گل من چه
توان کرد اساس ؛ مؤلف گوید که بمعنی خانه کردن

و خانه ساختن مرادف (اساس بستن) است
و درینجا لفظ اساس بمعنی دوّم اوست که بجای پیش
گذشت (اردو) دیکھو اساس بستن۔

اساس کلبه انداختن | استعمال بمعنی بنیاد
کلبه قائم کردن است سند این بر (اساس انداختن)
گذشت و این داخل است در تعمیم (اساس
چیزی انداختن) که بذیل اساس انداختن ذکر
شد (اردو) گھر کی بناڈالنا۔

اساس کندن | استعمال۔ بمعنی کندن
بنیاد چیزی و صحیح آنست که این را (اساس
چیزی کندن) قائم کنیم (عرفی ۵) طوفان
تازه عشوه اساس امید کنده ؛ ای دل جهان جهان
طلب آرزو فشان ؛ (اردو) کسی چیز کی بنیاد
اکھیڑنا۔

اساس گستردن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کرده از معنی ساکت و از کلام هاتفی جامی
سندی پیش کرده (۵) برسم نصیحت بگسترد اساس

اداکرد و در صورت التماس ؛ مؤلف گوید که
بمعنی بنیاد قائم کردن است (اردو) بناڈالنا

اساس محکم است | استعمال بمعنی بنیاد چیزی
محکم است۔ باشد پس باید که اینرا (اساس چیزی
محکم است) گیریم (انوری ۵) باو را در شارع
حکمت شتابی دائم است ؛ خاک را از فضله حکمت
اساسی محکم است ؛ (اردو) کسی چیز کی بنیاد مستحکم ہے

اساس نهادن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کرده از معنی ساکت مؤلف گوید که بمعنی بنیاد
چیزی قائم کردن است پس باید که اینرا (اساس
چیزی نهادن) قائم کنیم و در تعمیم این داخل است
(الف) اساس اقامت نهادن بمعنی اقامت
ورزیدن (انوری ۵) چون مراد خویش را بالک
ری کردم قیاس ؛ در خراسان تازه بنهادم اقامت
را اساس ؛ و هم چنین ---------
(ب) (اساس دولت نهادن) بمعنی قائم کردن
بنیاد دولت۔ صاحب آصفی سند این از معنی

نیشاپوری پیش کرده (؎) ای برادر زاده صدری
که دولت را اساس؛ از زمین کاشغر تا بحر قسطنطین
نهاد؛ وهم ازین است ---------
(ج) (اساس روزگار نهادن) بمعنی قائم کردن
بنیاد جهان (انوری ؎) قدرت برون بماند
چو بنای کن فکان؛ بنهاد اساس دائره کردار
روزگار؛ وهم چنین باشد ---------

(د) (اساس ملک نهادن) بمعنی بنیاد ملکی قائم کردن
چنانکه انوری گوید (؎) اساس ملکی کز بهر خدمتت
نهند؛ ز نعل اسپ حوادث خراب و هامون باد
(اردو) کسی چیز کی بنیاد یا بنا ڈالنا (الف) اقامت
اختیار کرنا (ب) دولت کی بنیاد ڈالنا۔
(ج) دنیا کی بنیاد ڈالنا۔ (د) ملک و دولت
کی بنا ڈالنا۔

اساسه | بقول برهان وجامع بفتح اول بر وزن نواسه (۱) بمعنی نگریستن بگوشه چشم
و واپس دیدن باشد و (۲) بمعنی سامان وجمعیت بسیار هم هست؛ بکسر اول هم
گفته اند خان آرزو در سراج بذکر هر دو معانی بالا فرماید که بمعنی دوم بهر دو ثای
مثلثه است ولفظ عربی است بمعنی اسباب خانه پس تصحیف وغلط کرده هم در لفظ
وهم در معنی (الخ) صاحب سروری بحواله ادات الفضلا و هم صاحبان جهانگیری
ومؤید بر معنی اول قانع مؤلف گوید که (اساس) بالضم بزبان سنسکرت بمعنی امید
وآرزو داشتن است (کذا فی الساطع) پس عجبی نیست که فارسیان زیادت های
هوز در آخر این (اساسه) کرده بمعنی اول استعمالش کرده باشند تحقیق اول الذ
از معنی مصدری حاصل بالمصدر باشد یعنی معاینه بگوشه چشم و واپس بینی که این قسم مشاهد
از شخصی بظهور آید که بالمعنی توجهش بچیزی باشد ومن وجه تعلق دارد بامعنی امیدواری و

وآرزومندی۔ بنسبت معنی دوم خیال خان آرزو قرین قیاس است وعجبی نیست کہ فارسیان
خلاف قیاس بہ تبدیل ثای مثلثہ باسین مہملہ مفرس کردہ باشند واللہ اعلم۔ حیف است کہ سند
استعمال پیش نشد۔ نتیج اول بمعنی اول و استعمال فرس بوجہ الف اول است واین تصرف
فارسیان باشد و وجہ کسرۂ اول در معنی دوم ہیچ بفہم نمی آید (اردو) (۱) کن مین کہتے ہین
(کوری نگاہ سے دیکھنا) یعنی اس چیز یا اس شخص کو مخفی طور پر دیکھنا جو روبرو نہو بلکہ پیچھے ہو یا دیدہ
نگاہی کہ سکتے ہین (کن انکھیون سے دیکھنا) بقول صاحب آصفیہ گوشۂ چشم سے دیکھنا۔ ترچھی
نگاہ سے دیکھنا۔ پوشیدہ نظر کرنا۔ آنکھ چرا کر دیکھنا (حاصل بالمصدر کے معنون مین یعنی ترچھی
نگاہ کا مشاہدہ) (۲) اثاثہ۔ بقول امیر (عربی) مذکر بمعنی کپڑا لتا۔ زیور۔ اسباب سرمایہ اردو مین
مستعمل ہے (ذوق ؎ نہین سب خانہ بدوشون کو حاجت سامان ٭ اثاثہ چاہیئے کیا
خانۂ کمان کے لئے ٭

اسالیطوس | بقول۔ صاحب برہان ومفت وانند بکسر لام وسکون تحتانی وضم طای
حطی و واو وسین بی نقطہ ساکن بہ یونانی گلیست کہ آن را بعربی طین کرمی خوانند وآن
گلی باشد سیاہ رنگ و وجہ تسمیہ آنست کہ در اول برگ برآوردن درخت انگور از آن
گل بر درخت مالند تا کرم برگہا آن را نمی خورد و چشمہای تاک را تباہ نکند صاحب مخزن (ر طین
کرمی) گوید کہ خاکی است کہ از بلاد سودیا آورند۔ سیاہ۔ کریہ الرائحہ شبیہ بہ فحم گویند کہ از
چوب صنوبر گیرند نافع است جہت حفظ آفات تاک انگور۔ طبیعت آن سرد وخشک
وافعال وخواص آن محلل وجالی و در اکتحال جہت رویدن اشفار ورادویہ رفع

کلف و حکہ مستعمل و منافع بسیار دارد۔ صاحب محیط این را بر (گل گرمی) نوشتہ فرمایدکہ این را
بہ یونانی (اسالیطس) نامند (اردو) ایک سیاہ مٹی جو صنوبر کی لکڑی سے حاصل ہوتی ہے
انگور کی بیل کے لئے نافع ہے یعنی اوس کے استعمال سے بیلون کو کیڑے نقصان
نہین پہونچا سکتے۔

اسالیون | بقول صاحب برہان و ہفت واند بکسر لام و ضم تحتانی و سکون واو
و نون تخم کرفس کوہی است۔ صاحب محیط بر کرفس جبلی فرماید کہ این را بہ یونانی (اسالیون)
نامند۔ قوی تر از کرفس بستانی گرم و خشک در سوم و آشامیدن تخم و بیخ آن جہت
ادرار بول و حیض نافع و بر (کرفس) گوید کہ معرب است از (کرفش فارسی) و بہندی
اجمود نامند (اردو) پہاڑی اجمود جس کو عام اطبا کرفس کہتے ہین۔ یہ ایک دوا ہے
جو گرم و خشک تیسرے درجہ مین ہے۔ ادراری عمل کرتی ہے۔

اسامی | بقول بہار بالفتح جمع اسم و بالمد چنانچہ شہرت دارد خطا ست (امیر حسن
دہلوی سے) اسامی سگان کوی او در یک ورق دیدم ؎ دران دیباچہ دولت حدیث
نامی گنجد ؎ مؤلف گوید کہ اسم بقول منتخب بالکسر و بضم نشان و علامت چیزی و نام (الخ) و
اسما جمع آن و اسماوات و اسامی بہ تشدید یا و بہ تخفیف آن جمع الجمع۔ فارسیان استعمال
این کنند بہ تشدید یای تحتانی و بدون تشدید ہم (اردو) اسامی۔ بقول امیر (مؤنث)
اردو مین بجائے واحد مستعمل ہے۔ اسی وجہ سے اسکی جمع اسامیان لاتے ہین مؤلف
کہتا ہے کہ (اسامی) کا ترجمہ اردو مین اسم ہے۔

طبعزاد جناب ملّا رضای شوستری جوز تخلّص دام لطفہ

شکر خدا کہ چاپ شد این جلد چارمین جوز انوشتہ سال اشاعت بہ تخرجہ		مطبوع خاص و عام بود در ہمہ صفات بی ہمسر است در ہمہ باب آصف اللغات ۱۶۳۳ ۳۰۵ ۳۰۵

۱۳۲۸

تمام شد جلد چہارم

واجب العرض

بدینوجہ کہ ہم نے کل نسخہای مطبوعہ کو پبلک کے لئے وقف کردیاہے اور اس کتاب کے حق تالیف کو بہی پبلک کی نذر کردیا ہے اس لئے آیندہ اسکی ضرورت نہین خیال کی جاتی کہ ہر ایک نسخہ پر مؤلّف کے دستخط رہین صرف بطور سلسلۂ مطبوعۂ عزیز المطابع ہمنے آخر پر دستخط کئے ہین ۔

(مؤلّف)

(عزیز المطابع - حیدرآباد دکن)